



# ہدایۃ السائلین

فی

رَدِّ الْمُسْکِرِین

منتخبانہ سوالات کا علمی محاسبہ

از افاضات عالیہ

قیوم زماں مجتہد ملت

حضرت اخوند زادہ سیف الرحمن نامت برکاتہم

پیشہ پری خراسانی



ناشر

دارالعلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد بیدریاں روڈ

لاہور کینٹ

For More Books Click On  
Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

87750

~~87750~~

نام کتاب \_\_\_\_\_ ہدایت السالکین فی رد المنکرین  
اقادات عالیہ \_\_\_\_\_ الفقیر حضرت اتحد زاده سیف الرحمن پیراچی غفرانی مدظلہ العالی  
مرتب \_\_\_\_\_ مولانا امین اللہ سیفی - دارالعلوم سیفیہ، منڈی کس، پشاور  
ترجمہ فارسی و عربی عبارات و تصحیح اردو \_\_\_\_\_ پروفیسر مشتاق احمد حنفی (رینالہ خورد)  
تاریخ اشاعت \_\_\_\_\_ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ  
ضخامت \_\_\_\_\_ ۴۸۸ صفحات  
ہریم \_\_\_\_\_ ۱۵۰/- روپے

بوائے رابطہ \_\_\_\_\_ حجاز پبلی کیشنز سستا ہوٹل  
دربار مارکیٹ لاہور

۱۔ عرفان سیفی کارپینٹر عظمت شہید مارکیٹ شاپ نمبر ۷، نکلسن روڈ لاہور نمبر ۲۳

۲۔ \_\_\_\_\_ السیف الصارم پبلشرز 5721609

دارالعلوم جامعہ جیلانیہ، ٹاور آباد، بیدریاں روڈ - لاہور کینٹ

۳۔ \_\_\_\_\_ جامعہ سیفیہ منڈی کس کھجوری باڈہ - پشاور

۴۔ \_\_\_\_\_ مکتبہ سیفیہ محمدیہ

حسین ٹاؤن راوی ریحان نزد کالاشاہ کاکو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَبَشِّرْ

عِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ

الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ

الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ

أُولُوا الْآلْبَابِ ۝

رَآیَتْ ۱۸ — پارہ ۲۳ — سورہ زمر

تو آپ خوشخبری سنا دیں میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے  
سننے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں  
اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ دانشور ہیں۔

## 4 عرض ناشر

بسم الله الرحمن الرحيم

انسانی نظریات کے جس دور سے ہم گزر رہے ہیں وہ پر فتن ہونے کے ساتھ ساتھ حوصلہ شکن بھی ہے۔ ناعاقبت اندیشی کے سائے ہمارے چاروں طرف منڈلا رہے ہیں۔ اور ہم بے رہروی کے بھنور میں اس طرح پھنس چکے ہیں کہ ہمیں اپنی اصلیت کی خبر ہی نہیں رہی۔ اور قابل صد افسوس ہیں کم علمی اور ناسمجھی کے اژدھائے ڈسے ہوئے وہ لوگ جو بجائے شعور کے دروازے پر دستک دینے کے اغیار کی سازشوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اور انہیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم ایسے بھنور کو جنم دے رہے ہیں جو ہر گھڑی اغیار کو خوش کرنے کی فکر میں غلطیاں و پیچاں ہیں اور سمجھ نہیں پا رہے کہ۔

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں اپنا گھر نہ ہو

خوش آئند بات یہ ہے کہ اس دور پر فتن میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اس ظلمت کی گہرائیوں سے امت مسلمہ کو نکالنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے حضرت پیر طریقت حضرت اخند زادہ سیف الرحمن مبارک صاحب مدظلہ کا نام سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ جن کی ذات نیلگوں آکاش پر کوکب کی مانند ٹٹا رہی ہے۔

قبلہ حضرت صاحب نے کتاب ہذا میں علم طریقت و حقیقت کے گوہر بے بہا لٹائے ہیں۔ جو بظاہر ایک ناعاقبت اندیش کے جواب میں ہے مگر اپنے اندر علم تصوف کا سمندر بکھیرے ہوئے ہے۔ اور قبلہ مبارک صاحب نے ان دلائل کے ساتھ کوزے اور

سمندر والا معاملہ فرمایا ہے۔

اب تک اس کتاب کے تین ایڈیشن آچکے ہیں جو کہ ہاتھوں ہاتھ نکلے لیکن جیسے اس کتاب نے ارباب علم و فکر کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہو، اس کی مانگ بڑھتی ہی گئی۔ جس طرح جامعہ جیلانیہ پبلشرز نے آپ کے سامنے مفید کتابیں اور کتابچے شائع کئے اس طرح انشاء اللہ آئندہ بھی آپ اس سے مستفید ہونگے۔ الحمد للہ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن جامعہ جیلانیہ کی طرف سے آپ کے ہاتھ میں ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ اپنی آنکھوں سے چشمہ اختلاف اتار کر اس کا مطالعہ فرمائیں۔

الفاظ کے پیچوں تاب میں الجھتے نہیں دانا

غواص کو مطلوب ہے صدف سے کہ گھر سے

یقیناً" آپ اس میں ایک لریز حلاوت محسوس کریں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے اور جن لوگوں

کے نظریات پر ظلمات کی دبیز تہ چڑھی ہوئی ہے انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

صاحبزادہ عرفان اللہ حنفی سیفی

ناظم دارالعلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد

بیدیاں روڈ لاہور کینٹ فون: 5721609

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان
۱۹	پیر محمد چشتی چترالی کے خط کی نقل
۲۵	نقل مکتوب حضرت مبارک انجندہ زادہ اردو
۳۳	سیف الرحمن (قدس سرہ) بہ زبان پشتو
۴۴	نقل مکتوب ایشان بہ زبان اردو
	نقل مکتوب دیگر حضرت مبارک (قدس سرہ)
	بہ زبان پشتو
۴۹	مکتوب بنیاق فارسی
۶۶	نقل مکتوب ایشان بہ زبان اردو
۶۷	پیر محمد کے متعصبانہ اعتراضات اور تہمت پردازوں کے جوابات
۶۸	پہلے تیسرے چوتھے اور دسویں اعتراض کا خلاصہ
۷۱	اللہ تعالیٰ خالق علی الاطلاق ہے
۷۲	شان خداوندی جل جلالہ کے متعلق تحقیق
۷۳	پیر محمد الحاد فی اسماء اللہ میں مبتلا ہے / شان اقدس کو حادث ٹھہرایا
۷۴	امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان خداوندی کے متعلق عبارات
۷۵	صفات اور شیونات میں فرق
۸۱	رامعین صفات بشریہ کے رجوع سے محفوظ ہیں
۸۲	شیونات اور اعتبارات میں فرق
۸۳	امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت فقیہ راسخ صوفی اور متکلم ہیں
۸۵	اسماء مشترکہ کی حقیقت / آیت فعال لما یرید کی تشریح
۸۸	خلق و کسب کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ
۹۵	پیر محمد کا عقیدہ جبریہ ہونے کا تین بار اقرار کرنا

- ۹۶ پیر محمد کا تمام آیات کسب و خلق سے انکار
- ۹۷ جدول آیات قرآنی متعلق بالکسب و بالخلق
- ۱۰۳ احادیث مبارکہ و اقوال محدثین فی تردید الجبریہ
- نقد یہ اور خلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جب کہ کسب اور
- ۱۱۳ فعل حادثہ بندے کے لئے
- ۱۲۶ بندے کو مجبور ٹھہرانا تمام قرآن سے انکار کرنا ہے
- ۱۳۷ پیر محمد کی (اپنے خط میں) جبر پر صراحت
- ۱۳۹ پیر محمد چشتی چترالی کے جاہلانہ اعترافات
- ۱۴۲ دسویں اعتراض کا جواب
- ۱۴۳ پیر محمد کا عام دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق کافر قرار دینا
- ۱۴۴ شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر تابیدی سے کافر ہے
- ۱۴۸ فقیر (سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی قدس سرہ) حنفی سنی ہے
- ۱۴۹ فقیر (سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی قدس سرہ) عقائد میں ماتریدی
- رحمتہ اللہ علیہ اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگان دین کا تابع ہے
- ۱۵۰ ایک ولی اللہ سے انکار کرنا اجماعاً کفر ہے
- ۱۵۶ پیر محمد چشتی چترالی سنی بریلوی نہیں بلکہ شیعہ ہے
- ۱۵۸ اہل قبلہ سے کیا مراد ہے؟ ر موجبات کفر
- تعریف کفر و ضروریات دین
- ۱۶۱ ضروریات میں تاویل کرنا کفر ہے
- ۱۶۳ تردید و انفض نیز منکر ختم نبوت کافر ہے
- شیعوں کے مختلف فرقے
- ۱۶۷ رضا بالکفر کفر ہے، انکار شفاعت رسول
- صلی اللہ علیہ وسلم کفر ہے
- ۱۸۷ کفر علی الکفر بعد الکفر

- ۱۹۸ پیر محمد کا ایک کافرانہ اقدام اور کفر تابیدی میں مبتلا ہونا
- ۱۹۹ اعتراض نمبر ۹ کا آخری حصہ
- ۲۰۰ تمام امت مسلمہ کی تکفیر اور شارع کی تکذیب از قول پیر محمد چترالی
- ۲۰۲ دو سرے اعتراض کا خلاصہ و جواب
- ۲۰۳ تفسیر بالائے کفر ہے، بحث تشابہات قرآنی
- ۲۰۷ پانچویں، چھٹے اور ساتویں اعتراض کا خلاصہ و جواب
- ۲۱۱ پیر محمد کا عمامہ شریف اور دیگر فرائض سے انکار
- ۲۱۶ چند احادیث مبارکہ بابت عمامہ شریف
- ۲۲۴ نماز میں سنت موکدہ کا عہدہ "ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے
- ۲۲۶ آٹھویں اعتراض کا خلاصہ و جواب
- ۲۲۷ ناقص پیروں کی علامات
- ۲۲۷ تصوف کے حوالے سے پیر محمد سے چند سوالات
- ۲۲۸ کامل پیر کی علامت
- ۲۳۰ مسئلہ اولیٰ کی تحقیق یعنی تعدد پیر
- ۲۳۶ مسئلہ ثانیہ کی تحقیق یعنی متابعت مصطفیٰ کے سات درجے
- ۲۵۹ مسئلہ ثالثہ کی تحقیق یعنی فقیر (اخذ زادہ مبارک قدس سرہ) اپنے شیخ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی سے کامل مکمل پیر ہے
- ۲۷۷ مسئلہ رابعہ کی تحقیق یعنی ظاہری علم کے استاد کا حق زیادہ ہے یا باطنی علم کے استاد کا؟
- ۲۸۰ نویں اعتراض کا خلاصہ و جواب
- ۲۸۱ لطائف کے بارے میں ارشادات قرآنیہ و نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ایک علمی تحقیق
- ۲۸۵ لطائف کے بارے میں اولیاء کرام امت و علماء راسخین کے اقوال
- ۳۰۲ قرآن کریم اور مفسرین کے اقوال سے وجد کا ثبوت



- ۳۰۷ احادیث مبارکہ در بارہ اقصیٰ الجسد و حرکت لطائف
- ۳۱۱ مردہ دلوں کو زندہ کرنا نقلی عبادات سے بہتر ہے
- ۳۱۲ نیت ہائے مراقبات طریقہ نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۱۹ نماز میں وجہ کے بارے میں دلائل
- ۳۲۶ عوام کے فائدے کے لئے دواہم مسائل
- ۳۲۷ احادیث مبارکہ فی تردید اسباب الازار و
- ۳۲۹ اسراویل فی الصلوٰۃ و خارج الصلوٰۃ
- ۳۳۲ آیات قرآنیہ فی ثبوت مطلق الوجہ
- ۳۵۹ مفسرین و بزرگان دین کے اقوال سے وجہ کا ثبوت
- ۳۶۰ وجہ کی دس اقسام و وجہ اور غشی میں فرق
- ۳۶۳ حرکت لطائف کے متعلق تین تعجب انگیز واقعات
- ۳۶۷ حیات لطائف ایک باطنی امر ہے
- ۳۶۸ پیر محمد چترالی تصوف اور تمام صوفیہ کا منکر ہے
- ۳۶۹ ہر زمانہ میں اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم موجود ہوتے ہیں
- ۳۷۶ تمام اولیاء کو ماننا اور ایک ولی سے انکار کرنا کفر ہے
- ۳۸۱ پیر محمد متقدمین اور متاخرین تمام اولیاء کرام کا منکر ہے
- ۳۸۳ علم لدنی کی تحصیل فرض عین ہے
- ۳۸۵ عارف کی ایک رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے بہتر ہے
- ۳۸۶ تمام بڑے آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ نے علم تصوف حاصل کیا
- ۴۰۳ ایک جاہلانہ شبہ کا ازالہ
- ۴۰۴ دو سرے اور تیسرے جاہلانہ شبہ کا ازالہ
- ۴۰۵ پیر محمد کذاب کا ایک گستاخانہ اعتراض
- چند مشہور علماء کرام کے نام جو اس فقیر (اخذ زادہ سیف الرحمن
- ۴۰۷ پیر ارچی خراسانی قدس سرہ کے مرید ہیں

## تعریف وارث کامل

علماء را سغین کا مقام

۴۸

۴۹

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۹

۴۳۳

۴۳۵

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۷

۴۴۹

۴۷۱

۴۹۱

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۱

۵۲۲

۵۲۳

ادائیگی سنت کے بارے میں میری (اخذ زادہ مبارک کی) تلقین

فقیر (اخذ زادہ مبارک قدس سرہ) کے چند روزانہ کے معمولات

ختم خواجگان شریف

اسباق چشتیہ و قادریہ شریف

اسباق سروردیہ شریف

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ شریف میں نفی اثبات کا طریقہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ شریف میں لسانی ذکر بدعت فی الطریقت ہے

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور

دیگر عرس کا انعقاد فقیر کے معمولات میں شامل ہیں

دل کو زندہ کرنا، مردہ کو زندہ کرنے سے بلند تر ہے

حاسدین اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے چند عبرت انگیز واقعات

غیبت کی اقسام

چند رویائے صالحہ

پیر کے کمالات کی پہچان کا طریقہ

مولانا ضیاء اللہ کا ایک الہامی واقعہ اور چوبیس جہات کی تشریح و نقشہ

چند مجاہدین سیفیہ کے اسمائے گرامی

مولانا محمد صدیق مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی

شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ

شجرہ عالیہ چشتیہ ہاشمیہ سیفیہ

شجرہ عالیہ قادریہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

شجرہ عالیہ سروردیہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

فہرست ماخذ کتب

## تقریظ

پیر طریقت شیخ التفسیر العلامة مفتی پیر محمد عابد حسین سیفی مہتمم دارالعلوم حیلانہ نادریہ آباد بیہدیاں روڈ - لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي رفع منار الإسلام والدين بالحج والبراهين  
وايده بالأئمة المجتهدين والعلماء العاملين والاولياء الكاملين  
والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه  
الطاهرين واتباعه الكاملين الى يوم الدين انا بعد فقد رأيت  
هذا الكتاب النافع الجامع للمسائل الضرورية مع الفوائد  
الزائدة بتمامه فوجدته موافقا لاسفار الكبار من  
السابقين ومطابقا لزبر الأخيار من اللاحقين (رضى الله  
عنا وعنهم اجمعين) محتويا على المسائل الحقة السنية  
ومشتملا على ما افق به العلماء البريه والبحرية اعنى  
به النسخة المرتاضة المرتفعة الملتوية بالمسائل الدينية  
الضرورية والحرثى بان يسمى بسيف الرحمن على اعداء  
خير الانام المسماة بهداية السالكين الذى الفها  
العالم الكامل المجدد للمائة خامس عشر شيخ العلماء  
والمشائخ الصفى الذكى المؤيد من الله المنان اخنندزاده  
سيف الرحمن الخراسانى دام فيوضه علينا فهو كاف لدفع  
مطاعن المكابرين وافلسائراهل الحق واليقين فنيا ايها  
الغافلون هو ايات بينات فى صدور الذين اوتوا العلم  
وما يجحد به الا الجاهلون وبنيانہ مرصوص بالبراهين  
والدلائل القطعية لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا  
من خلفه وابحاثه مرصدة الهداية ينزع الظلمات عن  
قلوب الزائفين ورواياته مروية عن الثقات والعدول  
فوجدته مقرونا بالحق والصواب وينبغى ان يتلقى  
بالقبول عند اولى الالباب ويدعو لمصنفه خير المآب -

الفقيه محمد عابد حسين السيفي

## تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد ابراہیم نقشبندی مدرس دارالعلوم حنفیہ سیفیہ محمدیہ راوی ریان - لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي نور قلوبنا بنور الايمان وزين نفوسنا بطاعته في كل حين وان جعلنا في امة حبيبہ محمد خاتم النبيين المبعوث في اخر الزمان صلى الله تعالى عليه وسلم في كل اذن وعلى اله واصحابه ذوى العلم والعرفان وروشنا بتقليد الامام ابي حنيفة النعمان رحمة الله تعالى عليه وعلى احبابه واتباعه ذوى الانهام وبعد فاني رايت الرسالة المنيفة الرشيدة الشريفة التي افها الشيخ الكامل المجدد في هذا الزمان قطب دوران حضرت اخوندزاده سيف الرحمن خراساني دامت بركاته العاليه في جواب العيد الغليل پير محمد جتري فوجدتها صحيحة مشتملة على روايات سديدة ودرایات رشيدة مشيدة بالدلائل المحكمة ومؤسسة بالبراهين الاتمة يحتفظ برواياتها من تضدي للوقوف على اظهار الحق ويظهر بها جهل المذنب البليد ويتعظ بموعظتها من يخاف يوم النشور ويعتبر بمعانيها من له نظير في عواقب الامور ويستلذ بمطالعتها الناظرون ويمدح مؤلفها العلماء المنصفون تنبسط بها القلوب الرشيدة وتندفع بها شكوك من له ضعف العقيدة اجوبتها شافية للسائلين لا تبقي مفرا للمعتوفين لا شك انها عبرة لمن اعتبر وتبصرة لمن استبصر وتذكرة للمذكرين وتنبيه للغافلين وجزة لمن الستخير وذخيرة لمن ادخر ونفرة لمن مد البصر ومسرة لمن تفجر وهذا الكتاب في الحقيقة جدير بان يطبع ولو بصرف كثير لينتفع به الخاص والعام يهتدى به العلماء والعوام ويكون صاعقة لاهل البدع والاهواء ومن اجاب فقد اصاب ومن اشكر فقد احاب ، فهي مصداق قول القائل - ومن قال سوى ذالك فقد قال محالا

حرره الفقير خادما الاولياء محمد ابراهيم النقشبندی

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## منہائے گفتنی

ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ کی ایک شام کو میں اپنے مرشد عالی مرتبت، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ مولانا پیر محمد عابد حسین سیفی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم جامعہ جیلانیہ نادر آباد لاہور کینٹ کی خدمت اقدس میں دیگر سا لکین کے ہمراہ حاضر تھا۔ دوران محفل سا لکین خصوصاً مبتدی سا لکین کی تربیت، رہنمائی اور ہدایت کی بابت گفتگو چل نکلی تو میرے دادا مرشد، قیوم زمان، مجدد عصر، قائد اہلسنت حضرت اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف کردہ کتاب ”ہدایت السالکین فی رد المنکرین“ کا ذکر بھی ہوا۔ مرشدنا حضرت پیر محمد عابد حسین سیفی صاحب فرمانے لگے کہ ہدایت و رہنمائی کے تمام پھول اسی کتاب سے چنے جاسکتے ہیں مگر اس سے استفادہ کے لیے دو مسائل درپیش ہیں ایک یہ کہ کتاب بازار میں دستیاب نہیں جتنی طبع ہوئی تھی وہ ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اور دوسرا یہ کہ کتاب میں اردو گرامر کے لحاظ سے بہت سی اغلاط ہیں جس کی بنا پر کم پڑھے لکھے سا لکین عبارت کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ لہذا اس کا واحد حل یہی ہے کہ اس کتاب کی عبارتی اصلاح کر کے طباعت کے مراحل سے گزاری جائے تاکہ جملہ سا لکین مستفید و مستفیض ہو سکیں۔

سوال پیدا ہوا کہ یہ محنت طلب کام کون سرانجام دے۔ ہم تمام سا لکین نے قبلہ و کعبہ محترم پیر محمد عابد حسین سیفی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ چونکہ یہ ایک علمی، ادبی، روحانی اور تصوفانہ کام ہے لہذا آپ سے زیادہ بہتر طور پر یہ خدمت کوئی اور سرانجام نہیں دے سکتا مگر ہماری تمام تر گزارش کے باوجود آپ سرکار نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے سبب یہ ذمہ داری قبول نہ کی۔ پھر چند اور احباب کے نام لیے گئے مگر آپ سرکار نے پسند نہ فرمایا۔ چند لمحے توقف کے بعد سرکار محترم نے اس خاکسار و عاجز کو مخاطب کرتے ہوئے حکم فرمایا کہ مشتاق یہ کام تم کرو گے۔ میں نے لاکھ اپنی کم علمی، بے مائیگی اور تصوف سے ناآشنائی کی حقیقت کا

اقرار کر کے معذوری ظاہر کی کہ میں قطعاً اس لائق نہیں ہوں مگر آپ سرکار نے ذرا جو شیلے انداز میں پھر ارشاد فرمایا کہ سرکار مبارک! (اخذ زادہ صاحب) نے مجھے امر کیا ہے کہ یہ کتاب دوبارہ چھاپی جائے اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ یہ خدمت صرف تم انجام دو گے۔ یوں

ۛ قرء قال بنام دیوانہ زدند

اور چونکہ مرشد کے حکم سے انکار کی قطعی طور پر گنجائش نہیں ہوتی لہذا سر تسلیم خم کرتے ہوئے صرف اتنی گزارش کی کہ آپ دعا فرمائیے گا تاکہ یہ عاجز اس عظیم خدمت سے عہدہ برا ہو سکے۔

حضرت ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ نے سچ کہا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفویٰ سے شرار بولہبی  
چترال کے باسی ایک شخص مسمی بہ پیر محمد چشتی نے ایک جہالت بھرا خط سرکار مبارک حضرت اخند زادہ سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی قدس سرہ کے نام لکھا (جس کی نقل اس کتاب کے آغاز میں شامل ہے) اور بہت سے جاہلانہ اعتراضات کر کے ان کے جوابات طلب کیے۔

اعتراضات تحریر کرتے وقت پیر محمد چشتی چترالی تکبر کا مرتکب ہوا اور خود کو بہت اعلیٰ رتبے کا عالم و فاضل ظاہر کیا ہے بلکہ خود کو (نعوذ باللہ) خدا کے برابر سمجھنے لگا۔ وہ اس طرح کہ اس نے جو بھی اعتراض کیا ہے اس کا معیار ”میرے نزدیک“ کے الفاظ استعمال کر کے اپنی ذات کو ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ رتبہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا ہے جو کائنات اور تمام جہانوں کا خالق و مالک بھی ہے علیم و خبیر بھی ہے اور علام الغیوب بھی ہے چونکہ علم آگئی شعور اور ادراک وغیرہ کی تمام نعمتیں اسی کی عطا کردہ ہیں لہذا ہر لحاظ سے اکمل ترین وہ ذات اس لائق ہے کہ پسند و ناپسند اور جائز و ناجائز کا جو معیار مقرر فرمائے ہم تمام انسان اسی کے پابند ہوں گے۔ وہ ذات عظیم اپنے محبوب ترین بندوں یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے انسانوں کو اس معیار سے آگاہ فرماتی ہے (یہ بھی اس کا احسان عظیم ہے ورنہ ہم تو کفر و جہالت میں برباد ہو گئے ہوتے) چونکہ انبیائے کرام علیہ السلام خدائے رحیم و کریم کے



نائب ہوتے ہیں ان کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اور انکی ذات مسعود سے ادا شدہ ایک ایک عمل خداوند قدوس کی مرضی و منشا کے مطابق ہوتا ہے لہذا ان عظیم ہستیوں کی سنت بھی قول و عمل کا ایک معیار بن جاتی ہے۔ پھر آگے اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، انبیائے کرام علیہم السلام کے نائب اور وارث ہوتے ہیں۔ وہ حتی الامکان کلام الہی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوتے ہیں لہذا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ان کا عمل اور قول عام مسلمانوں کے لیے ایک معیار بن جاتا ہے جس کی پیروی کر کے ہر مسلمان دنیا و آخرت کی بھلائی سمیٹ کر اپنے خالق و مالک کے حضور سرخرو ہو جاتا ہے۔

ہر دلی اپنے قول و عمل کی صداقت کے لیے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام الہی کا حوالہ دیتا ہے یعنی وہ یہ نہیں کہتا کہ میں ایسا کہتا ہوں یا ایسا کرتا ہوں بالفاظ دیگر وہ کسی امر کی صداقت یا حقانیت کے لیے ”میرے نزدیک“ کے الفاظ استعمال نہیں کرتا۔

کسی مسلمان کے مرتبے اور رتبے کو بحیثیت مفسر، محدث، مجدد یا ولی اللہ وغیرہ جانچنے کے لیے اس کے قول و فعل کو پرکھا جاتا ہے اگر وہ اس پرکھ پر پورا اترے تو اسے ان مذکورہ مراتب میں سے کسی ایک یا زیادہ کے لائق تسلیم کیا جاتا ہے اور اس کی عزت و توقیر ہوتی ہے۔ پیر محمد چشتی چترالی ان مراتب میں سے کسی ایک کا بھی اہل نہیں (جیسا کہ اس کے قول و فعل سے ثابت ہوتا ہے اس کی تفصیل کتاب ہذا کے مطالعہ سے حاصل ہو جائے گی) تو پھر وہ کس بنیاد پر ”میرے نزدیک“ کے الفاظ استعمال کر کے خود کو ایک عالی مرتبت انسان ظاہر کرتا ہے۔ کیا وہ اس طرح تکبر کا مرتکب نہیں ہو جاتا؟ جبکہ تکبر کو قادر مطلق نے کسی طور پر بھی انسانوں کے لیے پسند نہیں فرمایا۔ انبیائے کرام علیہ السلام اللہ تبارک تعالیٰ کی پسندیدہ ترین ہستیاں ہوتی ہیں۔ ایسی غلطی تو ان میں سے بھی کسی نے نہیں کی۔

پیر محمد چشتی نے جتنے بھی اعتراضات کیے ہیں ان کے صحیح ہونے کے لیے قرآن پاک، حدیث مبارکہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فقہائے کرام اور بزرگان

دین کے اقوال میں سے کسی ایک کا بھی حوالہ نہیں دیا جبکہ حضرت مبارک صاحب (اخذ زاده سیف الرحمن پیر ارچی پلہ ظلہ العالی نے اس کے ایک ایک اعتراض کے رد کے لیے قرآن و حدیث، فقہائے کرام اور بزرگان دین کے اقوال کے کئی کئی حوالے دیے ہیں۔ (ان حوالوں کی تفصیل کتاب کے آخر میں ”کتابیات“ کی صورت میں دی گئی ہے)۔

کسی استاد کی عظمت کا اندازہ اس کے شاگردوں کی قابلیت سے لگایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی مرشد کامل کی عظمت، بزرگی اور لیاقت کا اعتراف اس کے مریدین کے کردار کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ پیر مرشد ناقص ہو گا تو اس کے مریدین بھی ویسے ہی ناقص اور خالی ہوں گے اور اگر پیر مرشد کامل ہو گا تو اس کے جھلک اس کے مریدین میں لازماً دکھائی دے گی۔ حضرت اخذ زاده سیف الرحمن پیر ارچی خراسانیؒ کی عظمت اور عالی رتبی کا اندازہ کرنے کے لیے پہلے ان کے مریدین کو دیکھیں۔

- ۱۔ کیا وہ شریعت مصطفائی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند نہیں؟
- ۲۔ کیا وہ اسوہ حسنہ کے کامل ترین نمونہ (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنتوں پر عمل پیرا نہیں؟
- ۳۔ کیا وہ عام مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی ہدایت نہیں کرتے؟
- ۴۔ کیا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پرچار نہیں کرتے؟
- ۵۔ کیا وہ اطیعوا اللہ اور اطیعوا الرسول پر ایمان نہیں رکھتے؟
- ۶۔ کیا وہ قرآن حکیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی تبلیغ نہیں کرتے؟

یقیناً آپ کسی بھی سوال کا جواب نفی میں نہیں دے سکتے۔ جب مریدین کا یہ حال ہے تو ان کے مرشد عالی کا کردار اور رتبہ کس قدر بلند ہو گا!

ع۔ قیاس کن۔ زگلستان من بہار مرا  
اس ذات علی مرتبت یعنی قیوم زمان، مجدد عصر، شریعت و طریقت کے کامل عامل  
حضرت اخذ زاده سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی قدس سرہ کا رتبہ مریدین سے



کہیں بلند تر ہے۔ ذرا غور کیجیے جو شخصیت ہر لمحہ اور ہر لحاظ سے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پابند ہو، اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمایہ حیات سمجھتی ہو، زندگی کے ہر شعبے اور ہر معاملے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کو اپنی معراج سمجھتی ہو، قرآنی احکامات پر عملدرآمد کو ذریعہ نجات جانتی ہو، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرتی ہو اور صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے طریق پر گامزن ہو تو کیا ایسی شخصیت کے ایک کامل مومن ہونے میں شک کی کوئی گنجائش ہے؟

پیر محمد چشتی چترالی اور اس جیسے دیگر جہالت زدہ لوگ اگر پھر بھی مخالفت برائے مخالفت کا رویہ اپنائے رکھیں تو ان کی عقل و دانش اور کج فہمی پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔ ایسے لوگوں کا کام مخلوق خدا کو راہ ہدایت پر چلانے کی بجائے جہالت و گمراہی کے غاروں میں دھکیلنا ہوتا ہے۔ خود بھی تباہ و برباد ہوتے ہیں اور دوسروں کا بیڑا بھی غرق کرتے ہیں۔

ع۔ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔  
داناؤں کا کہا سچ ہے کہ اگر دن کا اجالا چمکادڑ کے مقدر میں نہیں تو اس میں سورج کا کیا تصور ہے۔

ایسے تمام افراد جو پیر محمد چشتی کی گمراہ کن باتوں میں آکر اس کی ہمنوائی کر رہے ہیں ان کو میرا مشورہ ہے کہ وہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ایک مرتبہ خلوص دل اور ٹھنڈے دماغ سے اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔ انشاء اللہ انہیں لازماً کھرے اور کھوٹے اور حق و باطل کی پہچان ہو جائے گی اور ہمارے پیرو مرشد حضرت مبارک صاحب کی حقانیت اور صداقت کی وہ خود گواہی دیں گے۔

کتاب ہذا میں گرامر کی جو اغلاط تھیں وہ حتی الامکان دور کردی گئی ہیں۔ زبان آسان اور عام فہم استعمال کی گئی ہے۔ فارسی عبارات کے ترجمے اور قرآنی آیات کے حوالے اور ترجمے بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔ حسب ضرورت عبارات میں ترمیم و اضافے بھی کیے گئے ہیں تاکہ ایک عام قاری بھی کما حقہ مستفیض ہو سکے۔ پشتو اشعار کے ترجمے کے لیے جناب قاری محمد انور سیفی صاحب اور بعض

مقامات پر عربی ترجمے کے لیے میرے فاضل دوست پروفیسر میاں عبدالجبار صاحب نے میری مدد فرمائی۔ ان ہر دو کاموں سے دل سے ممنون ہوں۔

آخر میں 'میں مرشدی پیر طریقت' رہبر شریعت حضرت مولانا محمد عابد حسین سیفی صاحب کے حضور عاجزانہ ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں کہ ان کی ہدایت رہنمائی اور دعائیں اگر میرے شامل حال نہ ہوتیں تو میں بالکل اس قابل نہ ہوتا کہ اس کٹھن مرحلے کو طے کر سکتا۔ اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ وہ اپنے محبوب برحق 'رحمۃ اللعالمین' سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میری اس حقیر سی محنت کو قبولیت سے نواز دے۔ آمین۔

صفر المظفر ۱۴۱۷ھ

جون ۱۹۹۶ء

خاک پائے اولیائے کرام  
(پروفیسر) مشتاق احمد خفی

## پیر محمد چشتی کے اعتراضات کا فوٹو گالی

بخدمت حضرت فخرم پیر سید الرحمن اخوندزادہ مدظلہ

السلام علیکم

اُمید نہ مزاج شریف پذیر و عافیت ہوئی۔ چند مسائل آپ کی زبان سے میں نے خود سنے ہیں۔ ویسے بھی آپ کے شیخ اور مریدین اور خلیفہ حضرات آپ کی تقلید کرتے ہوئے انکی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ جنکو میں ناجائز شریعت و احکام میں صاحب الامر و التعلیم پر بہتان و کذب اور عذاب اہل سنت و جماعت کے خلف سمجھتا ہوں۔

① اللہ تعالیٰ سے ہونے اور حقوق سے نہ ہونے کے عقیدہ و یقین رکھنے والوں کو آپ کا فرہیت ہے۔ بلکہ پڑھا بار آپ یہ فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔ جسکو میں غلط سمجھتا ہوں۔ اور کسی مسلمان کے قبل لفظ یا غلط کلمہ کی وجہ سے اس پر حکم کفر یا فتویٰ کفر صادر کرنے کیلئے اسلامی اصول کا خلف سمجھتا ہوں۔

② ضروریات دینیہ قطعہ جو قطعی الثبوت والدلالة لفوض سے مدلول ہیں۔ جیسے قطعی عقائد اسلامہ۔ ایسے مسائل میں بھی آپ احکام البر عنیفہ کی تقلید ضروری کہتے ہیں۔ اور پڑھا بار اسکا فتویٰ صادر کر چکے ہیں۔

اور آپ کے شیخ و مریدین و خلیفہ سب کے سب اس مسئلہ کے ساتھ ہو کر لوگوں کو اس قسم عقیدہ رکھنے کی تلقین کرتے ہیں۔

جسکو میں نہ صرف غلط فہم سمجھتا ہوں۔ بلکہ ائمہ اربعہ مجتہدین کرام پر  
 نہایت باندھنے کے مترادف کہتا ہوں۔ اور میرے نزدیک اس مسئلہ میں  
 اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ قطعی عقائد اسلام میں حنفی شافعی وغیرہ  
 اختلاف کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ حنفی شافعی وغیرہ  
 اختلاف کا ردائے صرف مسائل اجتہادیہ اور ان مسائل تک محدود ہے  
 جن پر قطعی الثبوت والدلالة اصوص موجود نہ ہوں۔  
 جیسے اعتقادات ظہیمہ اور مسائل قیاسیہ فقہیہ۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ سے اسکی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اور اسکی شان  
 اقدس کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین میرے سمیت تمام  
 عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے۔ جسکو آپ کبریٰ عقیدہ سمجھتے ہیں۔  
 اور بار بار اس عقیدہ پر حکم کر لیا ہے۔ میرے نزدیک اس عقیدہ  
 پر حکم کر لگانا اور ایسے الفاظ کو لایہ کہنا قرآن و حدیث سے الفاظ اور  
 صحابہ تابعین، ائمہ مجتہدین بلکہ تمام مسلمانوں کو مقرر دینے کے مترادف ہے  
 (۱۴) الاستفتاء میں اللہ کی شان کے لئے سب کچھ اس سے ہونے کے یقین ہے کہ  
 الفاظ میں لفظ شان جو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہوا ہے۔ اس نسبت کو آپ کو لایہ  
 فعلی مقرر دیکر اللہ کی طرف لفظ شان کی نسبت کرنے پر کفر کا حکم لگایا ہے۔

جس پر عینی شاہدین موجود ہیں۔ میرے نزدیک آپ کا یہ فتویٰ نہایت خطرناک  
 قرآن و حدیث سے انکار اور تمام عالم اسلام کو مافرقہ قرار دینے کے مترادف ہے۔  
 ۵) بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو آپ نے مکروہ تحریمہ کہا ہے۔ جبکہ میں آپ کے اس فتویٰ  
 کو نہ صرف غلط فہم سمجھتا ہوں بلکہ شریعت پر بہتان و کذب اور اپنے پیٹ سے  
 شریعت گڑھنے کے مترادف سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک عمامہ باز نہنا  
 نبی اکرمؐ اور جمیع رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لباس اور سنت عادیہ ہے۔  
 اور سنت نبوی کی نیت سے اسکا استعمال کرنا باعث ثواب و برکت ہے۔  
 اور عدم استعمال نہ گناہ نہ مکروہ لہذا بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو مکروہ  
 کہنا اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے۔

(۶) سر پر لٹوی پہن کر نماز پڑھنے کو آپ نے ناجائز، مکروہ، مکروہ تحریمی اور اپنے  
 پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے۔

(۷) سر پر عمامہ باز نہنے کو آپ نے سن ہدیٰ اور سنت مؤکدہ کہا ہے۔ جبکہ  
 میرے نزدیک آپ کا یہ فتویٰ بھماکتب فقہہ و احادیث کے خلاف، مردود  
 اور اپنے پیٹ سے بنائے ہوئے اختراع اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹا بہتان ہے۔

(۸) میر کا مرتبہ و حق اسناد کے مرتبہ و حق سے زیادہ کبھی آپ علماد و  
 مدرسین سے انکے شاگردوں کو ٹاٹ رہے ہیں۔ جبکہ میرے نزدیک آپ کا  
 یہ فتویٰ بھی بے بنیاد و غلط ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جس فزہی  
 اسناد و شیخ نے فزہی علوم پڑھا کر علم و عمل کے صراطِ مستقیم پر لگایا ہو۔  
 اس کا مرتبہ موجودہ زمانہ کے رسمی پیر سے بدرجہا بہتر و افضل ہے۔

(۹) آپ سینے کے غدود کو بلکہ کراسو علیہ طیبہ کے ساتھ جربان قلب یا امراء قلب  
 کا نام دیکر غلظتِ خرا کو اپنی کرامت و روحانی طاقت کا تاثر دے رہے ہیں۔  
 جو میرے نزدیک محض کمرتب اور خاص عمل کا کرشمہ ہے۔ جس کا روحانیت  
 و تقویٰ اور سلوک کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ میں اس کو ناجائز و گناہ  
 سمجھتا ہوں۔

(۱۰) آپ نے لکھا ہے کہ اہل تشیع اور مولانا مودودی جماعتِ اسلامی پاکستان  
 کے بانی اور تبلیغی جماعت والے بہ سب کافریں ہیں۔ جبکہ آپ کا یہ فتویٰ میرے  
 نزدیک غلط اور کسی شخص پر حکم کفر کرنے کیلئے اہول اسلام کے خلاف ہے۔

87750



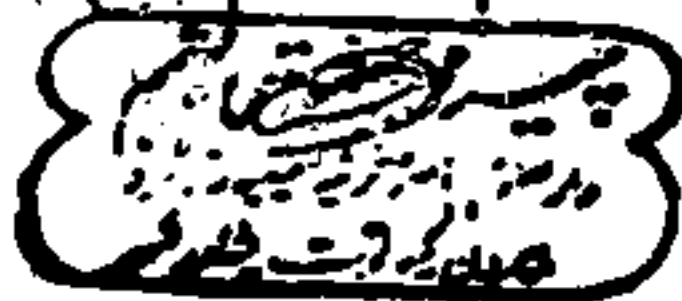
آخر میں بعد آداب عرض کروں گا کہ مذکورہ مسائل میں آپ کے ساتھ میرا بنیادی  
 اختلاف پیدا ہوا ہے۔ بالخصوص دلائل کے متعلق آپ نے مجھ پر کون کا حکم کرے  
 نہ صرف میری شدید توہین کی ہے۔ بلکہ تمام عالم اسلام کو کافر بنا کر قرآن و حدیث  
 سے انکار کیا ہے۔ لہذا اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حکم۔ **فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ**  
**فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ** سورہ النساء آیت ۵۹

ترجمہ: اگر کسی مسئلہ میں تمھارا اختلاف ہوا تو قال اللہ وقال الرسول کی روشنی میں  
 اس کا فیصلہ کرو۔ الہیات کا طالب علم اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے قال اللہ  
 وال الرسول کی روشنی میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں۔ اور اللہ وعدہ لا شریک کو  
 حاضر و ناظر جانکر اشد کے ساتھ آپ کو یقین دلانا ہوں کہ اس تحریر سے میرا مقصد  
 صرف اور صرف اظہار حق ہے۔ کسی کی تذلیل یا معاہدہ پر گزیر گز میرے پیش نظر نہیں ہے  
 لہذا آپ بھی اللہ کو حاضر و ناظر جانکر بعد الموت اللہ کے سامنے پیشی کا منظر ملحوظ  
 خاطر رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے موقف کی تحریر کا وضاحت  
 ہمارا حق زبان "اُردو" میں پیش کریں۔ آپ کی بڑی ہرمانی ہوگی۔

والسلام ۱۴/۴/۹۴

خاکہ پائے ابن حق بیخود چشتی صدر ماسا ہفت و لا سرحد

وہمتم دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینہ بیرون پٹنہ پشاور غوثیہ ۲۰۰۵





## منتخبہ سوالات

نام نہاد پیر سیف الرحمن عرف اخنڈزادہ مسکنہ باڑہ پشاور کی کتاب

ہدایۃ السالکین کے چند کفریات

- ۱۔ قیوم زمان ہونے کا دعویٰ ص ۲۹۲ (الوہیت کا دعویٰ)۔
- ۲۔ اخص الخواص انبیاء ہیں لیکن اس صفحہ پر اخص الخواص کے مقام کا دعویٰ (۲۹۲) نبوت کی پیش قدمی
- ۳۔ عبدالقادر جیلانیؒ غوث الثقلین میں ص ۲۸۲ (اگرچہ دعویٰ بلا دلیل ہے) لیکن اخنڈزادہ کا مقام عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی فوق ہے ص ۲۲۵۔ (صوفیوں کیلئے پہنچ)
- ۴۔ قیامت کے دن انبیاء کے صف میں کھڑا ہونے کا دعویٰ ص ۲۲۵ (فادیت کے اثرات موجود ہیں
- ۵۔ تمام انبیاء، ص ۱۰ اولیاء بلکہ خود محمدؐ نے اخنڈزادہ کی اقتدا کی ص ۲۳۹ (شرم کو گھرنے آئی)
- ۶۔ حضورؐ نے روتے ہوئے امت کی سفارش اخنڈزادہ سے کی ص ۲۳۲ (محمدؐ بھی نعوذ باللہ اسکا محتاج ہے
- سیف الرحمن عرش پر مسطور اور قائم ہے، اس میں شک نہ کیا جاوے گا ص ۲۲۸ (اللہ بخنے کا شوق بھی ہے)
- مقربین اولین ہونے کا دعویٰ ص ۲۹۲ (گویا کہ بدی صیغہ میں شامل تھا)
- اصل ہونے کا دعویٰ ص ۲۹۶ (یہ منہ اور مسور کی دال)
- علم باطن سے عظیم حصہ ملنے کا دعویٰ ص ۲۶ (اگر بجز و گاڑی میں عیش کرنے سے علم باطن ملتا
- تو سرمایہ دار علم باطن کے مالک ہوتے) تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ۔
- اعلان عام :- تمام اہل فہم حضرات اپنے فرائض منصبی کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں کہ تک
- خیر پر راضی ہونا کفر ہے۔ اور مختصر حضرات مذکورہ کتاب دہدایۃ السالکین
- پر پابندی لگانے اور اس گمراہ اقدبے دین شخص کو فوراً گرفتار کر کے
- سخت سزا دینے کیلئے حکومت پر دباؤ ڈالیں۔

لباس خضر میں لاکھوں یہاں رہن بھی پھرتے ہیں

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ بھی نہیں پسند کرنا

تنظیم اتحاد المسلمین بلاکسٹون



بسم الله الرحمن الرحيم

حضرت اخندزادہ سیف الرحمن قدس سرہ المنان  
کے مکتوب گرامی کی نقل

(عام اہل اسلام کو ایک اہم حقیقت کی وضاحت)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ  
اجمعین۔ اما بعد:

میں فقیر اخندزادہ سیف الرحمن بن قاری سرفراز خان بن محمد حیدر (حنفی  
مذہباً، نقشبندی مشرباً، ماتریدی اعتقاداً، کوٹ ننگرہار مولداً، اربچی ترکستان موطناً،  
باراکھجوری منڈی کس مسکناً) تمام اہل اسلام کو عموماً اور علماء کرام و مشائخ عظام  
رحمۃ اللہ علیہم کو خصوصاً ایک اہم حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ محمد اللہ  
میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا عاجز بندہ ہوں کہ تمام سرزمین پر اپنے آپ سے باعتبار  
ذوق کوئی اور مجھے ادنیٰ ترین نظر نہیں آتا اور میں خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ  
ﷺ کا امستی ہوں اور حضور ﷺ کی ختم نبوت پر اعتقاد رکھتا ہوں اور فروع فقہ  
میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوئی کا مقلد ہوں اور اصول و عقائد  
میں اہلسنت و جماعت کے عظیم پیشوا حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ  
کا تابع ہوں اور تصوف و طریقت میں حضرت خواجہ بزرگ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند

رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تابع اور انہیں بزرگان دین کا بالواسطہ مرید ہوں۔ لیکن اس امر میں باشعور مسلمانوں کے نزدیک کوئی حفاء نہیں کہ ہر زمانہ میں اہل حق اور فقراء طریقت کے حاسدین اور متعصبین ہوتے ہیں جو کہ قسم قسم افتراء بازیوں کے ذریعہ کم فہم اہل اسلام کے دلوں میں فاسد شکوک و شبہات ڈالتے ہیں اور انہیں اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے خلاف ابھارتے ہیں۔ لیکن اہل حق شکر اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں ان منکرین اور حاسدین کو منہ توڑ جواب سے نوازتے ہیں اور عام اہل اسلام کو ان کے دجل و فریب سے بچاتے ہیں اور انہیں راہ راست پر لگاتے ہیں جس طرح مولانا خاندہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے حاسدین نے ان کے خلاف مختلف قسم غلط پروپیگنڈے کئے اور قسم قسم کے افتراء بازیوں سے ان کی شخصیت بابرکت کو مجروح کیا لیکن مولانا مفتی محمد امین بن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے منکرین کی تردید اور حضرت خالد رحمۃ اللہ علیہ کی تائید و حمایت کے لئے (سل المسام النندی) کے نام سے منہ توڑ علمی رسالہ لکھا اور منکرین کی افتراء بازیوں کو (حباء منشوراً) کا مصداق بنایا۔ اسی طرح اس زمانہ میں پیر محمد چشتی چترالی مستم مدرسہ غوثیہ معینیہ یکہ توت پشور فقیر کے متعلق مختلف قسم کے غلط پروپیگنڈے اور افتراء بازیاں کر رہا ہے۔ حالانکہ آج سے تقریباً دو سال پہلے پیر محمد

نے میرے مجرمہ (خانتقاہ) میں متواتر عینی گواہوں کے سامنے اکاون (۵۱) آیات قرآنیہ متعلق بالکلب سے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کو کاسب ٹھہرا کر بندہ سے کسب نفی کر کے اسے مجبور محض قرار دیا تو میں نے اس کو توبہ کی دعوت دی لیکن اس بدبخت ظالم نے توبہ کے بجائے عناد اور سرکشی کا راستہ اختیار کیا اور میرے نام ایک خط ارسال کیا جس میں پیر محمد نے عقیدہ جبر پر تصریح کی تھی اور بندہ کو مجبور محض قرار دیا تھا اور موجودہ زمانے کے تمام مشائخ طریقت رحمۃ اللہ علیہم کو رسمی پیر قرار دیا تھا اور معرفت خداوندی کی افضلیت سے انکار کیا تھا اور اہل تشیع اور منکرین عصمت انبیاء علیہم السلام کے عقائد باطلہ کی تائید کی تھی اور لطائف کی حرکت اور اور وجد و حال پر استہزاء کر کے اس سے انکار کیا تھا اور متعدد مواضع میں میری تکفیر کی تھی اور اس بات پر زور دیا تھا کہ میں نے آپ کی گرفت کی ہے مجھے جواب دیا کرو ورنہ تم شریعت سے فرار ہوتے ہو وغیرہ وغیرہ۔ تو میں نے پورے تحمل کے بعد علمی اور شرعی دلائل سے بھرپور کتاب (ہدایت السالکین) مذکورہ گستاخانہ خط کے جواب میں لکھی لیکن جب سے (ہدایت السالکین) شائع ہوئی تو پیر محمد نے اغیار کے ڈالروں سے اور بھی عناد میں آکر حق کے قبول کرنے سے اعراض کیا اور میرے متعلق مختلف قسم کی افتراء بازیوں اور بازاری گالیوں کا تقریری اور تحریری سلسلہ گرم رکھا اور جگہ جگہ غلط پروپیگنڈوں سے بھرپور بمخلٹ تقسیم کر رہا ہے تو اس سلسلہ میں ہم اہل اسلام کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کرتے ہیں

کہ پیر محمد کے غلط پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں اور حنفی سنی شیخ طریقت پر بغیر حق بدگمانی نہ کریں کیونکہ جب کوئی شخص ایک صحیح العقیدہ مسلمان کی بغیر حق تکفیر کرے تو تکفیر کرنے والا خود کافر ہو جاتا ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ (لَا يَرِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرُمِيهِ بِالْكَفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ)۔ پیر محمد چترالی نے اکثر اشتہارات میں لکھا ہے کہ کھجوری بارا کے پیر سیف الرحمن نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور (ہدایت السالکین) میں نقل شدہ صوفی رستم خان صاحب کے خواب سے استدلال قاسد کیا ہے کہ صوفی رستم خان نے خواب دیکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فقیر سیف الرحمن کو نماز میں امامت کے لئے آگے کر دیا حالانکہ (ہدایت السالکین) میں یہ خواب نقل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا گیا ہے کہ (یہ خواب وراثت پر دلیل ہے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کو امامت فی الصلوٰۃ کے لئے آگے کریں گے) اور نبی اکرم ﷺ کی اپنی حیات طیبہ میں ابو بکر صدیقؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ کے پیچھے نماز میں اقتداء ثابت ہے تو یہ کس طرح دعویٰ نبوت ہو سکتا ہے؟ نیز اگر نبی ﷺ کے آگے نماز میں امامت کروانا دعویٰ نبوت ہو تو پھر ابو بکر صدیقؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اس گمراہ آدمی کا کیا خیال ہے؟ اور یہ بات اکثر اہل اسلام پر مخفی نہیں ہوگی کہ میں نے خود اپنی کتاب (جوابات سیفیہ مع شرحا تشریحات ضیائیہ) میں ختم نبوت کے مسئلے کو محقق انداز میں بیان کیا

ہے میں نہ نبی ہوں نہ نبوت کا دعویٰ رکھتا ہوں بلکہ نبی اکرم ﷺ کے بعد مدعی نبوت اور اس کے مصدق کو کافر اور زندیق قرار دیتا ہوں جیسا کہ اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے نبوت کا دعویٰ تو مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے کیا تھا جس کے لئے وہ دلائل پیش کر کے کتابیں لکھتا تھا اور میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک ادنیٰ ترین بندہ ہوں اور اس قسم کے کفریہ دعوؤں سے مبرا ہوں۔ لہذا تمام اہل اسلام اس کذاب اور مفتری شخص کے غلط پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں بلکہ تبیین اور تحقیق معلوم کرنے کے لئے میری کتاب (ہدایت السالکین) اول تا آخر دقیق نظر سے انصاف کی نگاہوں سے مطالعہ کریں اور میری کتاب (جوابات سیفیہ مع شرحا تشریحات ضیائیہ) بھی مطالعہ کیجئے اور مولانا ضیاء اللہ صاحب کی علمی کتاب (سیف القہار علی تلخیص الکفار) بھی مطالعہ کیجئے جو پیر محمد کی گستاخانہ کتاب (الجرعات) کے رد میں لکھا گیا ہے اور مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب کی کتاب (سل المسام الہندی نصرۃ مولانا سیف الرحمن النقشبندی) بھی مطالعہ کیجئے اور مولانا امین اللہ صاحب کے دور سارے (السیف الصارم) اور (مجلدین خلاۃ) اور مولانا سید احمد علی شاہ صاحب کی دو کتابیں (بانگ بلالی بر شیطان چترالی) اور (سیف کراچی بر زندیق پشاوری) اور شیخ الحدیث فرزند ارجمند مولانا محمد حمید کا رسالہ (احقاق الحق) اور مولانا امین الحق صاحب کا رسالہ (تحقیقات ثمانیہ لتکفیر الزنادقہ) مطالعہ کیجئے نیز مولانا محمد یوسف صاحب کا کتاب (درۃ البیان فی سیرۃ اخندزادہ سیف الرحمن) بھی مطالعہ کیجئے تاکہ

آپ پر فقیر کی حقانیت اور پیر محمد کا دجل و فریب ظاہر ہو جائے اور ویسے ہی سنی سنائی باتوں سے اہل حق پر بدگمانی نہ کریں الحمد للہ فقیر کے حلقہ بیعت میں ہزار ہا جید علماء اہلسنت شامل ہیں جن میں سے مولانا محمد نبی محمدی امیر حرکت اسلامی افغانستان، مولانا عبدالحی زعفرانی امیر سمت غرب، مولانا محمد سخی امیر سمت شمال، مولانا ضیاء اللہ صاحب امیر تحریک تحفظ ملک و ملت اسلامیہ ختفیہ پاکستان، مولانا سید احمد علی شاہ صاحب اور مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی گجرانوالہ کے نام سرفہرست ہیں۔ مزید اسماء گرامی (ہدایت السالکین) میں ملاحظہ کیجئے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

عن المرء لا تسئل وابصر قرینہ

فان القرین بالمقارن مقتدی

تو کیا ایک غلط العقیدہ آدمی کے ہاتھ پر اتنے بڑے بڑے جید علماء اہلسنت بھی بیعت کر سکتے ہیں؟ "مُسْتَنْکَبُ دُآبِ بُتَانِ عَظِيمٌ" میں نے دس ہزار اسانید خلافت اپنے خلفاء کے نام لکھی ہیں اور تمام میں فقیر نے اپنے دستخط کی جگہ اس طرح لکھا ہے کہ (الفقیر سیف الرحمن اخندزادہ پیر ارجی) اور کوئی باطل دعوہ فقیر نے نہیں کیا۔ یہ صرف منکرین کی افتراء بازیاں ہیں۔ لہذا آپ برتبین ضروری ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَالَتٍ فَتُصِيبُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ" نَادِيْنِ"۔ (الایہ)

اہل حق کو پیر محمد جیسے رذیل آدمی کا بغیر حق مذمت کرنا مضر نہیں۔

و اذا اتک مذمتی من ناقص  
فھی شهادة لی بانی کامل  
ہر کہ عصیان کردہ او شیطان شد  
او حدود دولت مردان شد  
(وما علینا الا البلاغ)

چند فارسی اشعار:-

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند  
کہ برنداز رہ پنهان بہ حرم قافلہ را  
طاغی گر کند این طائفہ را طعن قصور  
حاشاء نہ کہ برآرم بزبان این گلہ را  
ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند  
رو بہ از حیلہ چسان بکسلہ این سلسلہ را

چند عربی اشعار:-

حدوا الفتى اذا لم ينالوا سعيه  
فالكل له اعداء و حدود  
كفر آثر الحناء قلن لوجها  
حداً و بغضاً انه لم يم

ایک آخری شعر:-

عرفی تو بیندیش ز غوغائے رقیبان  
آواز سگان کم نکند رزق گدارا  
تند و باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب  
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

فقط والسلام مع الاحترام

از طرف: فقیر اخندزادہ سیف الرحمن پیرارجی  
حالا ساکن کججوری بارہ منڈی کس پشاور - پاکستان  
فیض الرحمن  
اخندزادہ پیرارجی

وستخط



بسم الله الرحمن الرحيم

د حضرت اخندزاده سيف الرحمن (قدس سره اثنان)  
د گرامی مکتوب نقل

(عام اهل اسلام ته د يو اهم حقيقت وضاحت)

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ  
وَاتَّبَاعِهِ أَجْمَعِينَ. آمَّا بَعْدُ:

زه فقير اخندزاده سيف الرحمن بن قاري سرفراز خان  
بن محمد حيدر (حنفي مذهباً، نقشبندی مشرباً،  
ماتريدي اعتقاداً، کوت ننگرهار مولداً، ارچی ترکستان  
موطناً، باراکهجوري منډی کس مسکناً) تمام اهل اسلام  
ته عموماً او علماء کرامو او مشائخ عظامو ته خصوصاً  
يو اهم حقيقت واضح کول غواړم. او هغه دا چه الْحَمْدُ لِلَّهِ  
زه د الله تعالی جَلَّ جَلَالُهُ عاجز بنده یم. چه په تمام  
مخلوق کی راته په اعتبار د ذوق سره بل خوک د خپل  
حُسن نه ادنی په نظر نه راځی. او زه د خاتم النبیین

حضرت محمد رسول اللہ امتی یم۔ او د حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ ختم نبوت باندے کلك اعتقاد ساتم او پہ فروع او فقہ کی د حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ مقلد یم۔ او پہ اصولو عقائد کی د اہل سنت و جماعت د عظیم پیشوا حضرت امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ تابع یم۔ او پہ تصوف و طریقت کی د حضرت خواجہ بزرگ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ او خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ د تعلیماتو تابع یم۔ او ددغے بزرگان دین بالواسطہ مرید یم۔ لیکن پہ دے خبرہ کی د باشعورہ مسلمانانو پہ نیز باندے خہ خفاء نشہ چہ پہ ہرہ زمانہ کی د اہل حق او فقراء طریقت حاسدین او متعصبین موجود وی۔ چہ د قسما قسم افتراگانو پہ ذریعہ سرہ د کم فہمہ مسلمانانو پہ زہونو کی فاسد شکونہ او شبہات غورزوی۔ او د اولیاء کرامو پہ خلاف

کی نی راوچتوی. لیکن اہل حق پہ ہرہ زمانہ کی دغہ منکرینو او حاسدینو تہ خلہ ماتونکے جواب ورکوی. او مسلمانان د دوی د گمراہتی او فریبونو نہ بچوی. او سیدھا لار د اسلام ورتہ بنائی. لکہ خہ رنگ چہ د مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حاسدینو د ہفہ خلاف مختلف قسم غلطے پروپیگندے شائع کمرے او پہ قسما قسم افتراگانو سرہ نی د ہغوی شخصیت بابرکت مجروح کمرہ. لیکن مفتی محمد امین بن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ د دغہ منکرین پہ تردید او د مولانا خالد رحمۃ اللہ علیہ پہ تائید او حمایت کی د (سَلَّ الحُسام الہندی) پہ نوم سرہ خلہ ماتونکے رسالہ اولیکلہ او د منکرینو افتراگانے نی (ہباء منشوراً) وگرزولے. ہم دغہ رنگ پہ دیے زمانہ کی پیر محمد چشتی چترالی مہتمم مدرسہ غوثیہ معینیہ یکہ توت پشاور د فقیر سیف الرحمن متعلق مختلف قسم غلطے پروپیگندے او افتراگانے شروع کمری دی. حالانکہ د نن نہ تقریباً دوہ کالہ مخکی پیر محمد زما پہ خانقاہ کی د متواتر عینی گواہانو پہ حضور کی د یو پنخوس (۵۱) متعلق

بالکسب آیاتونو قرآنیہ و نہ انکار اوکرو او اللہ تعالیٰ  
 تہ نی کاسب اووئیلو او د بندہ نہ نی کسب نفی کړو. نو  
 ما ورته د تویی دعوت ورکړو لیکن دیے بدبخته ظالم د  
 تویی په حُائی باندی نور هم د عناد او سرکشی لاره  
 اختیار کړه او ماته نی یو خط راولیگلو چی په هفی کی  
 نی د جبر په عقیده تصریح کړی وه او د موجوده زمانے  
 تمام مشائخ طریقت تہ نی رسمی پیران وئیلی وو. او د  
 معرفت خداوندی د افضلیت نہ نی انکار هم کړی وو. او  
 د شیعه گانو او منکرینو عصمت انبیاء علیہم السلام د  
 باطلو عقائدو تائید نی هم کړے وو. او د لطائفو په  
 حرکت او وجد و حال پورے نی استهزاء کړے وه او په  
 متعدد مواضعو کی نی زما تکفیر کړی وو او په دی  
 خبره نی زور ورکړی وو چه ما په تا باندی گرفت کړے  
 دیے ماته جواب راکړه. او کہ جواب دیے رانکړو نو تہ به  
 د شریعت نہ تختے او لاجواب به ئے. نو ما د پوره تحمل  
 نہ بعد د علمی او شرعی دلائلو نہ دک کتاب (ہدایۃ  
 السالکین) ددغہ گستاخانہ خط په جواب کی اولیکلو.  
 لیکن کلہ چی (ہدایۃ السالکین) شائع شو نو پیر محمد

نور هم د اغيارو په ډالرو نو سره په عناد کي راغلو او د حق د قبلولو نه نني اعراض او کړو. او زما مخالف نني د مختلف قسم افتراگانو او بازاری کنځلو تقريری او تحريری سلسله گرمه اوساتله او ځاني په ځاني د غلطو پروپيگنډو نه ډک لتريچر تقسيمه وي. نو په دې سلسله کي مونږه اهل اسلام ته بذريعه اشتهار هذا خبر ورکوو چه د پير محمد په غلطو پروپيگنډو سره د هوک نه شني او په حنفی سنی شيخ طريقت باندی بغير حق بدگمانی اونکړنی. ځکه چي کله يو سرے يو صحيح العقيدہ مسلمان ته بغير حق کافر او وائي نو دغه کافر ويونکي پخپله کافر کيږي. ځکه چه رسول اکرم صلی الله عليه وسلم فرمائي چه (لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكَفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ) پير محمد چترالي په اکثرو اشتهاراتو کي ليکلي دي چه د کهجورثي بامے پير سيف الرحمن د نبوت دعوه کړي ده. نعوذ بالله منها. او په (هداية السالکين) کي د يو نقل شوي خوب (کوم چي صوفي رستم خان ليدلے دے) نه نني فاسد استدلال کړے دے چه صوفي رستم خان

صاحب خوب لیدائے دیے چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فقیر سیف الرحمن پہ مانجھہ کی امامت تہ مخکی کمر نو لہذا دا د نبوت دعوہ دہ۔ حالانکہ پہ (ہدایۃ السالکین) کی ددیے خوب د نقل کولو سرہ سرہ دا ہم لیکلے شوی دی چہ دا خوب پہ وراثت باندی دلیل دیے لکھ خہ رنگ چہ بہ عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ لرہ پہ مانجھہ کی امامت تہ مخکی کمری او د نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم د ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ او د عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ مبارکانو شاتہ پہ مانجھہ کی اقتداء ثابتہ دہ نو دا بہ خہ رنگہ دعوہ د نبوت شی؟

بل دا چہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تہ امامت ورکول دعوہ د نبوت وی نو بیا ددی گمراہ پیر محمد د ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ او عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ او امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ متعلق خہ خیال دیے؟ دا خبرہ بہ پہ اکثر مسلمانانو مخفی نہ وی چہ ما پہ خپل کتاب (جوابات سیفیہ مع شرحہا تشریحات ضیائیہ) کی د ختم نبوت مسئلہ پہ محقق

(سَلَّ الحُسَامِ الهِنْدِي لِنَصْرَةِ مَوْلَانَا سَيْفِ الرَّحْمَنِ  
 النَّقْشِبَنْدِي) هَمْ مَطَالَعَه كِرْنِي. دَا هَمْ د پير محمد د  
 (الجراحات) ناوړ په رد كى ليكلے شوي دي. او د  
 مولانا امين الله صاحب دوه رسالے (السيف الصارم على  
 دجل الظالم) او (ملحدین ثلاثه) هَمْ مَطَالَعَه كِرْنِي. او د  
 مولانا سيد احمد على شاه صاحب دوه كتابونه (بانگ  
 بلالی بر شیطان چترالی) او (سيف كراچی بر زندیق  
 پشاورى) او د شيخ الحديث فرزند ارجمند مولانا محمد  
 حميد صاحب رساله (احقاق الحق) او د مولانا امين الحق  
 صاحب رساله (تحقيقات ثمانية لتكفير الزنادقه) او د  
 مولانا محمد يوسف صاحب كتاب (درة البيان فى سيرة  
 اخنذزاده سيف الرحمن) او د علامه ابو الاسفار بلخي  
 صاحب درے كتابونه (تاريخ اولياء) او (معمولات  
 سيفى) او (حجج بينات) ټول مطالعه كړنى. نو تاسو  
 ته به د فقير حقانيت او د پير محمد دجل و فريب ظاهر  
 شى. او هيڅ بى هيڅه په بى ثبوت او دروغونو خبرو او  
 اشتهاراتو سره په اهل حق بدگمانى اونه كړنى. الحمد لله  
 د فقير په حلقه بيعت كى هزارها جيّد علماء اهل سنت



انداز کی بیان کہے دے۔ زہ نہ نبی یمہ او نہ د نبوت دعوه  
لرم بلکه د نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ وروستو چہ  
خوک دعوه د نبوت کوی او یا ددغہ متنبی خوک تصدیق  
کوی نو دغو ته زہ کافر او زندیق وایم۔ لکه خہ رنگ چہ  
د اهل سنت اجماعی عقیدہ دے۔ د نبوت دعوه خو مرزا  
غلام احمد قادیانی کری وہ چی د هغی دیارہ نی د  
کتابونو پنه شکل کی باطل دلائل پیش کول او زہ خو د  
الله تعالیٰ یو ادنیٰ ترین بنده یم او ددے قسمہ کفری  
دعوه گانو نہ مبراء یم۔ لہذا تمام مسلمانان ته زمونہ  
خواست دینے چی د پیر محمد کذاب او مفتری پنه غلطو  
پروپیگندو سرہ دھوکہ نہ شی بلکه د تبین او تحقیق  
معلومولو دیارہ تاسو تول مسلمانان زما کتاب (هدایۃ  
السالکین) اول تا آخرہ د انصاف پنه نظر سرہ مطالعہ  
کرنی او (جوابات سیفیہ) ہم مطالعہ کرنی او د مولانا  
ضیاء الہ صاحب علمی کتاب (سیف القہار علی  
تلبیس الکفار) ہم مطالعہ کرنی۔ کوم چی د پیر محمد  
د کفری کتاب (الجراحات) پنه رد کی لیکلے شوعے دے  
او د مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب کتاب

شامل دی چی پہ ہفے کی د مولانا محمد نبی (محمدی)  
 امیر حرکت اسلامی افغانستان او مولانا عبدالحئی  
 زعفرانی امیر سمت غرب او مولانا محمد سخی امیر  
 سمت شمال او مولانا ضیاء اللہ صاحب امیر تحریک  
 تحفظ ملک و ملت اسلامیہ حنفیہ پاکستان او مولانا  
 سید احمد علی شاہ صاحب او شیخ الحدیث مولانا مفتی  
 غلام فرید هزاروی گجرانوالہ نومونہ سرفہرست دی۔  
 زما د مریدانو علماء مزید اسماء گرامی پہ (ہدایۃ  
 السالکین) کی اوگورئی۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا  
 عن المرء لا تسئل و ابصر قرینہ  
 فان القرین با لمقارن مقتدی  
 نو آیا د یو غلط العقیدہ سری پہ لاس باندی ہم  
 داسی لوی لوی جیّد علماء اہلسنت بیعت کولے شی؟  
 سَبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔ ما خپلو خلفاؤ ته لس زره  
 اسانید خلافت لیکلی دی او د خپل دستخط پہ حای کی  
 می پہ هر یو سند کی داسے لیکلی دی چه (الفقیر سیف  
 الرحمن اخندزاده پیر ارچی) بلہ کومہ باطلہ دعوه ما نه

ده کړی. دا صرف د منکرینو، متعصبینو او حاسدینو  
افتراگانې دي. لېذا په تاسو باندې تبین ضروری ده  
حُکْمُ چِه اللہ تعالیٰ فرمائی (إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ  
فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ  
نَدِمِينَ). الآية.

اهل حقو ته د پير محمد غوندي رذيلاتو د بغير حق  
مذمت او افتراء بازنی هيچ ضرر نشته.

وَإِذَا اتَّكَ مُذْمُتِي مِنْ نَاقِصٍ  
فَهِيَ شَهَادَةٌ لِي بِأَنِّي كَامِلٌ  
هر که عصيان کرده او شيطان شد  
او حسود دولت مردان شد  
(وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ)

يو څو فارسي شعرونه:

نقشبنديه عجب قافله سالارانند  
که برند از ره پنهان به حرم قافله را  
طاعني گرکند اين طائفه را طعن قصور  
حاشا لله که برآرم بزبان اين گله را  
همه شيران جهان بسته اين سلسله اند  
رويه از حيله چسان بکسلد اين سلسله را

یو خو عربی شعرونہ:

حَسَدُوا الْفَتَى إِذَا لَمْ يَنَالُوا سَعْيَهُ  
فَالْكَلَّ لَهُ أَعْدَاءٌ وَحَسَوْدُ  
كَضَرَّ آثِرُ الْحُسْنَاءِ قُلْنَ لِرُجُومِهَا  
حَسَدًا وَبُغْضًا أَنَّهُ لَدَمِيمٌ

یو آخری شعر:

تند و باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب  
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے  
عرفی تو میندیش زغوغائے رقیبان  
آواز سگان کم نکند رزق گدارا

فقط والسلام مع الاحترام

از طرف فقیر اخندزادہ سیف الرحمن پیر ارچی

حالا ساکن کھجوری بازہ منڈی کس پشاور - پاکستان

بخادم اہلسنت وجماعت

سیف الرحمن

اخندزادہ پیر ارچی

دستخط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے حضرت شیخ مبارک سیف الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کے مکتوب گرامی کی نقل

الحمد لله وكفى وسلام على رسوله المجتبی وآله واصحابه البررة  
التقى والنقى. اما بعد:

میں فقیر اخذ زادہ سیف الرحمن پیر اربعی تمام مسلمانوں کو عموماً اور علماء  
کرام و مشائخ عظام کو خصوصاً ایک اہم بات واضح کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ آج  
(جنوری ۱۹۹۵ء) سے تقریباً ایک سال اور نو مہینے پہلے مناظرہ وزیرستان کے موقع پر  
پیر محمد چشتی چترالی مہتمم مدرسہ غوثیہ یکہ قوت پشاور دوسرے علماء سمیت میری  
خانقاہ کو آیا تھا۔ اس موقع پر پیر محمد چشتی چترالی نے مجھے بتایا کہ میرا ایک عقیدہ  
ہے اور وہ عقیدہ میں وزیرستان میں بیان کروں گا۔ اور وہ عقیدہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ  
سے اس کی شان کے لائق سب کچھ ہونے کا یقین اور اس کی شان کے مخالف کچھ  
بھی نہ ہونے کا یقین" تو میں نے کہا کہ شان مراتب ذات خداوندی میں سے ایک  
مرتبہ ہے کہ فیض اولاد ذات اقدس سے مستزاع ہو کر اعتبارات کو پھر شیونات کو پھر  
اسماء و صفات کو آتا ہے۔ بلا کیف اور کرنا اور ہونا کب ہے اور صفت حادثہ واقع  
بالہ ہے اور شان خداوندی قدیم ہے تو "کرنا، ہونا" شان کو منسوب کرنا غلط ہے۔  
اور جب "پیدا کرنا اور پیدا ہونا" الفاظ کہے جائیں اور صفت الخالق کو منسوب ہو جائیں  
تو یہ صحیح عقیدہ ہے اس وجہ سے کہ تمام اشیاء کا اور جملہ مخلوقات کا پیدا کرنا صفت

الخالق اور صفۃ الکلون کے آثار ہیں۔ اور کسب کرنا اور ہونا) کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کو منسوب نہیں ہو سکتے کیونکہ کسب واقع بالترجہ حادثہ ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور کسب نہ ذات الہی کی صفت ہے نہ شان الہی کی نہ صفات الہی کی تو پیر محمد چشتی نے کہا کہ "فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ" میں فَعَال بمعنی کام کرنے والے کے اور کاسب کے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کرنے والا کہیں گے تو میں نے کہا کہ فَعَال مبالغہ ہے صفات فعلیہ میں اور فعل جب اللہ تعالیٰ کو منسوب ہو جائے تو اس سے مراد خلق و ایجاد ہوتا ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "وَالْفِعْلُ صِفَةٌ لَهُ فِي الْأَزَلِ" اور کسب (کرنا اور ہونا) تو حادث ہے اور ازلی صفات خداوندی نہیں ہیں بلکہ حوادث اور بندوں کی صفات ہیں تو پیر محمد نے کہا کہ نہیں "اللہ تعالیٰ (ج) کو کرنا اور ہونا منسوب کریں گے اور کسب کی آیات قرآن میں نہیں۔" تو میں نے چند آیات متعلقہ بالکسب تلاوت کیں لیکن اس نے پھر بھی انکار کر دیا اور ایسا بتایا کہ یہ عقیدہ اگر کفر کا ہے تو میں اول کافر ہوں۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد پھر کہا کہ یہ عقیدہ اگر کفریہ بھی ہے تو میں اول کافر ہوں اور تھوڑی دیر بعد تیسری دفعہ پھر یہی بات تکرار کی اور آج کے دن تک اپنے اس قول سے اور آیات قرآنیہ کے صریح انکار سے توبہ نہی کی اور مذکور واقعہ پر تواتر کی حد سے متجاور گواہ موجود ہیں کہ ان کے حضور میں پیر محمد نے متعلق بالکسب آیات قرآنیہ سے انکار کیا۔ اس کے باوجود ایسے خطوط فقیر کو ارسال کئے کہ ان میں مجھے ایسا لکھا ہے کہ تم غیر اسلامی عقائد کے مبلغ ہو اور غیر

شرعی اعمال کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں الصیاد باللہ یہ فقیر تو الحمد للہ جملہ فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کا پابند ہے اور حتی المقدور ترک اولیٰ بھی نہیں کرتا اور اسی طرح جملہ محرمات اور منہیات بلکہ مکروہات تنزیہیہ سے بھی اجتناب کرنے والا ہے۔ اور اصول اور عقائد میں اہل سنت و جماعت ماترید یہ کے عقائد کے تابع ہے اور تصوف میں امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کا مقتدا ہے اسی طرح شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بھی فقیر کے مقتدا ہیں اور فقہ میں یہ فقیر امام الاعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہے اور پیر محمد چشتی ان اسلامی عقائد اور اعمال کو غیر شرعی عقائد اور غیر اسلامی اعمال کہتا ہے پس جو شخص اسلام محض اور ایمان محض کو غیر اسلام اور کفر کہتا ہے تو یہ شخص خود کافر مطلق ہو گیا نیز اکاون (۵۱) آیات قرآنیہ متعلق بالکسب سے بھی پیر محمد نے انکار کیا۔ اس کے اس انکار پر مندرجہ ذیل اشخاص عینی گواہ ہیں لہذا پیر محمد چشتی کافر کے کفر یہ عقائد سے خبردار ہو جائیں اور اپنے آپ کو اس کے عقائد سے بچائیں۔ اور اس کی تردید میں ہماری کتاب "ہدایت السالکین" مطالعہ کریں تو آپ کو پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور ہدایت السالکین کے ساتھ ملحق پیر محمد چشتی کا خط بھی تمام علماء کرام اور مشائخ عظام مطالعہ کریں کہ اس میں آٹھوں نمبر اعتراض میں پیر محمد نے تمام مشائخ کو علی الاطلاق رسی پیر قرار دیا ہے اور ہم تو کاملین کی تعظیم



کرتے ہیں صرف ناقصین اور بتدعین پیروں کی صحبت سے اجتناب کا حکم کتابوں کے حوالہ سے ہم بیان کرتے ہیں۔ کہ آٹھویں نمبر اعتراض کے جواب میں ہم نے یہ بات ہدایت السالکین میں بیان کی ہے اور پیر محمد چشتی مذکورہ کفریہ عقائد کی بناء پر زندیق ہو گیا ہے کیونکہ جو شخص کفریہ عقائد کا حامل ہو اور وہ ان کفریہ عقائد کو اسلامی رنگ دے رہا ہو تو اسے زندیق کہا جاتا ہے اور یہ بات شرح مقاصد صفحہ ۲۶۸ جلد ثانی اور رد المحتار جلد ثالث ص ۳۸۶ اور منہاج النہوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۱ اور فتح الباری جلد ثالث عشر ص ۲۴ میں بیان ہوئی ہے اور علامہ شاہ انور شاہ کشمیری نے اکفار الملحدین میں نقل کیا ہے تو لہذا پیر محمد چشتی ان کفریہ عقائد کی وجہ سے زندیق ہو گیا ہے دوسرا یہ کہ یہ عمامہ کی ستیت کو شیطانی مذہب کہتا ہے تو تنقیص نبی ﷺ کی وجہ سے بھی زندیق ہو گیا پھر یہ کہ ایک عقیف امتی مسلمان پر نبوت کے دعوے کا الزام لگاتا ہے تو اس بناء پر بھی خود "لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِي بِالْكَفْرِ إِلَّا زَمَمْتُ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ الْحَدِيثُ" کی مضمون کے تحت کافر اور زندیق اور قادیانی ہو گیا۔ ہماری باتیں ہزار ہا کتابوں سے ثابت ہیں اور یہ لہنی ہر کفری بات کو "میرے نزدیک" لفظ سے ثابت کرتا ہے تو نبوت اور الوہیت کا کفری دعوہ تو پیر محمد چشتی زندیق نے کیا ہے اور میں فقیر سیف الرحمن پیر ارجی تو مقلد مذہب حنفی ہوں ماتریدی ہوں امتی ہوں نقشبندی، چشتی قادری، سہروردی اور مجددی ہوں۔ اور تابع شریعت مصطفوی محمدی ﷺ

إِنْ جَاعَكُمْ فَاسْقُ بَنِيَّاءَ فَتَيِّبُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا  
عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَارِمِينَ ۝ (الايه)

تمام مسلمان فقیر کی تصانیف اور فقیر کے خلفاء کی اسناد خلافت مطالعہ کریں جس میں فقیر نے اپنے آپ کو "فقیر اور الفقیر" سے سمجھ کی کیا ہے اور کوئی دعوہ فقیر نے نہیں کیا۔ پیر محمد چشتی کے آیات قرآنیہ سے انکار پر مندرجہ ذیل علماء کرام اور طلباء کرام اور مشائخ عظام عینی گواہ ہیں۔

مولوی مسیحہ نور علی شاہ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ  
وآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ. آمَّا بَعْدُ:

زه فقير اخندزاده سيف الرحمن پير ارچي ٿولو  
مسلمانانو ته عموماً او علماء ڪرامو او مشائخ عظامو  
ته خصوصاً يوه اهمه خبره ڀڳاره ڪول غواړم او هغه دا  
چه د نن نه (جنوري ۱۹۹۵) يو ڪال او نهه مياشتي  
وڀاندي د وزيرستان د مناظري په موقع باندي پير محمد  
چشتي چترالي مهتمم مدرسه غوثيه يڪه توت پيښور  
زما خانقاه ته سره د نورو علماء ڪرامو راغلي و. پدي  
موقع باندي پير محمد چشتي چترالي ماته وويل: چه  
زما يوه عقيدة ده او هغه به زه په وزيرستان ڪي بيانوم  
او هغه دا ده چي د خدای نه د هغه د شان لائق د هرڄه  
د ڪيدو يقين او د مخلوق نه د هرڄه د نه ڪيدو يقين. نو  
ما ورته وويل چه شان په مراتبو د ذات د الله پاڪ ڪي  
يوه مرتبه ده چه فيض اولاً د ذات اقدس نه منتزع شي  
نو اعتباراتو ته راڄي او بيا شيوناتو ته او بيا اسماؤ

صفاتو ته را حئی بلا کیف او کول او کیدل خو کسب دی  
او صفت حادثه واقع بِاللّٰهِ دے او شان د الله تعالىٰ خو  
قدیم دی نو کول او کیدل شان ته منسوب کول غلط دی  
او چه پیدا کول او پیدا کیدل الفاظ وویل شی او صفت  
المخالق د الله تعالىٰ ته منسوب شی نو دا صحیح عقیده  
ده حُکْمه چه پیدا کول د اشیاء او جمله مخلوقاتو آثار د  
صفت المخالق او صفت التکوین دی او کسب (کول او  
کیدل) په هیڅ صورت کی الله تعالىٰ ته نشی  
منسوبیدی. حُکْمه چه کسب (وَاقِعٌ بِاللّٰهِ حَادِثَةٌ) دی او  
الله تعالىٰ قدیم دی او کسب صفت نه د ذات الہی دی  
او نه د شان الہی او نه د صفات الہی. نو پیر محمد  
چترالی اوویل چه (فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ) کی فَعَّال په معنی د  
کوونکی او کاسب دی او الله تعالىٰ ته به کوونکی وایو  
نو ما ورته وویل چه فَعَّال مبالغه ده په صفات فعلیه کی  
او فعل چه الله تعالىٰ ته منسوب شی نو مراد ترینه خلق  
او اِیْجَاد وی او امام اعظمؒ فرمائی: (وَالْفِعْلُ صِفَةٌ لَهُ  
تَعَالٰی فِی الْاَزَلِ) او کسب (کول او کیدل) خو حادث  
دی او ازلی صفات خداوندی نه دی بلکه د حوادثو او د

بنده گانو صفات دی. نو پیر محمد وویل چه نه ... الله  
 تعالی ته به کول او کیدل منسوب کرو او د کسب آیتونه  
 په قرآن کی نشته. نو ما ورته یو څو آیتونه متعلقه  
 بالكسب تلاوت کړل. لیکن ده بیا هم انکار اوکړو. او  
 داسی ئی اوویل چی که دا عقیده د کفر وی نوزه اول  
 کافر یم. لږ ساعت د گفتگو نه وروسته ده بیا اوویل چی  
 که دا عقیده د کفر وی نوزه اول کافر یم او لږ ساعت  
 وروستو دریم ځله بیا ئی هم دا خبره تکرار کړه او تر نن  
 ورځی پوری ئی هم ددغه قول او صریح انکار د آیتونو  
 قرآنیه ژنه توبه ونه ویستله. او په مذکورہ واقعہ د  
 تواتر د حد نه متجاوز گواهان موجود دی چه د دوی په  
 مخکی پیر محمد ددغه متعلق بالكسب آیتونو نه انکار  
 اوکړو او د هغی د پاسه ئی داسی خطونه هم دی فقیر ته  
 راولیږل چی په هغی کی ئی ماته داسی لیکلی دی چی  
 ته د غیر اسلامی عقائدو مبلغ ئی او د غیر شرعی  
 اعمالو طرف ته دعوت ورکوی. (العیاذ بالله). دا فقیر  
 خو الحمدلله د جمله فرائضو، واجباتو، سننو او  
 مستحباتو پابند دی او ترك د اولی هم نه کوی همدغه

رنگه د جملہ محرماتو او منہیاتو بلکہ د مکروہاتو  
 تنزیہیہ و نہ ہم دا فقیر اجتناب کوونکی دی او په  
 اصول او عقائدو کی د اہل سنت والجماعت د ما تریدیہ  
 و د عقائدو تابع دی او په تصوف کی امام ربانی مجدد  
 الف ثانی د فقیر مقتدی دی۔ ہندغہ رنگہ شیخ  
 عبدالقادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی او شیخ  
 معین الدین چشتی او شاہ نقشبند ہم د فقیر مقتدایان  
 دی او په فقہ کی دا فقیر د امام اعظم ابو حنیفہ مقلد  
 دی۔ او پیر محمد چترالی دغہ ټولو اسلامی عقائدو او  
 اعمالو ته غیر شرعی عقائد او غیر اسلامی اعمال  
 وائی۔ پس حوک چی اسلام محض او ایمان محض ته غیر  
 اسلامی او کفر ووائی نو دغہ شخص پخپله کافر مطلق  
 وگرځیدلو او د یو پنحوس آیتونو متعلق بالکسب نہ ئی  
 انکار وکړو۔ دده په دغہ انکار باندی مندرجہ ذیل کسان  
 عینی گواہان دی لہذا د پیر محمد چترالی کافر د کفری  
 عقائدو نه خبر شئی او حآن ترینہ بیچ کړی او دده په  
 تردید کی زمونږ کتاب (ہدایت السالکین) سرہ ملحق د  
 پیر محمد چشتی خط دی ہم ټول علماء او مشائخ

مطالعہ کری چي هئي کي په اتم نمبر اعتراض کي پير محمد ټولو مشائخو ته علي الاطلاق رسمي پيران ويلي دي او مونږ خو د کاملينو تعظيم کوو صرف د ناقصينو او مبتدعينو د صحبت نه د اجتناب حکم مونږ د کتابونو په حواله بيان کړيدي لکه چي د اتم نمبر اعتراض په جواب کي مونږه دا خبره په (هداية السالکين) کي واضحه کړيده او پير محمد چشتي د مذکوره کفري عقائدو په بناء زنديق گرځيدلي دي ځکه چي يو سړي د کفري عقائدو حامل وي او دغه کفري عقائدو ته د اسلام رنگ ورکوي نو دغه زنديق ويلي شي او دا خبره په شرح مقاصد جلد ثاني ص ۲۶۸ او رد المحتار جلد ثالث ۲۹۶ او منهاج النووي ص ۱۲۱ او فتح الباري جلد ثاني عشر ص ۲۴ کي بيان شویده او علامه شاه انور شاه کشميري په «اکفار الملحدین» کي نقل کړیده. نو لهذا پير محمد چشتي د دغه کفري عقائدو په وجه زنديق گرځيدلي دي بل دا چه دے د عمامي (پتکي) سُنَّيْت ته شیطاني مذهب وائي نو د تنقيص النبي صلى الله عليه وسلم په وجه هم زنديق وگرځيدلو. بل دا چي په يو عفيف امتي



مسلمان باندی د نبوت د دعوی الزام لگوی نو په دغه  
 بناء هم دی په مضمون د (لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ  
 وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ  
 كَذَلِكَ) الحديث- باندی کافر او زندیق او قادیانی  
 وگرځیدلو ځکه چی ما په هر تصنیف او مکتوب کی  
 ځانته فقیر لیکلی دی او په لس زره اسنادو د خلافت  
 کی هم ما ځانته فقیر لیکلی دی او بله کومه دعوه می  
 نه ده کړی. او هم زمونږه خبری په هزارها کتابونو ثابت  
 دی او چشتی خپله هره کفری خبره په (میرے نزدیک)  
 لفظ سره ثابتوی نو د نبوت او خدائی دعوه خو همدغه  
 پیر محمد چشتی زندیق کړیده او زه فقیر سیف الرحمن  
 پیر ارچی خو مقلد د مذهب حنفی یم، ماتریدی یم،  
 امتی یم، نقشبندی، چشتی، قادری، سهروردی او  
 مجددی یم او تابع د شریعت مصطفوی محمدی یم  
 (علی مصدرها الف الف صلوة وسلام) او پیر محمد  
 چشتی زما په حق کی افترا بازی کوی لهذا دده خبرو ته  
 هیچ قسم اعتماد مه ورکوئی او په حق د فقراء حقیقی  
 کی بدگمانی منه کوئی ځکه چی په هره زمانه کی د



بسم الله الرحمن الرحيم

## (اعلان واجب البيان)

حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمن صاحب نقشبندی  
مجددی کی حق پرستی اور پیر محمد چشتی چترالی  
کی افتراء بازی اور دجالیت

ہم تمام مسلمانوں کو عموماً او علماء کرام و مشائخ  
عظام کو خصوصاً ایک اہم حقیقت واضح کرنا چاہتے  
ہیں اور وہ یہ کہ آج (مئی ۱۹۹۵ء) سے تقریباً 25  
مہینے پہلے پیر محمد چشتی چترالی مہتمم مدرسہ  
غوثیہ معینیہ یکہ توت پشاور کا حضرت پیر اخندزادہ  
سیف الرحمن صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ فرقہ جبریہ کے  
متعلق ایک بحث ہوئی تھی (جو کہ تفصیلی طور پر  
حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب «ہدایۃ  
السالکین» میں مذکور ہے۔ تفصیلات معلوم کرنے کے  
لئے کتاب «ہدایت السالکین» کو رجوع فرمائیں) تو  
اس موقع پر پیر محمد چشتی نے عناداً قرآن کریم کی  
51 آیات متعلق بالکسب سے متواتر عینی گواہوں کے

سامنے انکار کیا۔ تو حضرت پیر صاحب نے اس کو توبہ کی دعوت دی لیکن اس نے توبہ کی بجائے اغیار کے ڈالروں پر عناد اور حسد شروع کیا اور اپنے مدرسہ سے حضرت پیر صاحب کے نام ایک خط بھیجا جس میں اس نے عقیدہ جبریہ کی تائید کی تھی اور اللہ تعالیٰ کو کاسب ٹھہرایا تھا اور بندہ سے کسب کی نفی کی تھی اور اہل تشیع اور منکرین عصمت انبیاء کے باطل عقائد کی تائید اور حمایت بھی کی تھی۔ اور لطائف کی حرکت اور وجد و حال سے بھی انکار کیا تھا اور ناشائستہ الفاظ سے مشائخ طریقت کا مذاق اڑایا تھا اور موجودہ زمانے کے تمام مشائخ طریقت کو رسمی پیر ٹھہرایا تھا اور معرفت خداوندی کی افضلیت سے بھی انکار کیا تھا اور حضرت پیر صاحب کی متعدد مواضع میں تکفیر کی تھی۔ تو اس گستاخانہ خط کے جواب میں حضرت پیر صاحب نے بڑے تحمل کے بعد علمی اور شرعی دلائل سے مشحون کتاب «ہدایت السالکین» لکھی جو کہ تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے تاکہ پیر محمد چشتی اصلاح قبول کرے اور دیگر اہل

اسلام کے لئے بھی ہدایت کا نمونہ بن جائے لیکن ہزارہا دلائل سے مشحون کتاب «ہدایت السالکین» کے شائع ہونے کے بعد بدبخت پیر محمد چشتی نے اور بھی عناد اور سرکشی کا راستہ اختیار کیا اور حضرت پیر صاحب کے متعلق اور بھی غلط پروپیگنڈوں افترا بازیوں اور گالیوں کا تحریری اور تقریری بازار گرم رکھا تو ہم تمام مسلمانوں کو مطلع کرتے ہیں کہ پیر محمد کی افترا بازی اور غلط پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہ کھائیں کیونکہ حضرت پیر صاحب مشہور عالم دین، حنفی مذہب کا مقلد، عقائد اہلسنت والجماعت کا پابند اور چاروں سلاسل طریقت کا جامع ولی اللہ اور متقی متبع شریعت بزرگ ہیں اور افراط و تفریط اور فرقہ واریت سے بالکل مبرا ہیں۔ لہذا اولیاء کرام پر بدگمانی نہ کریں اور پوری تحقیق معلوم کرنے کے لئے حضرت پیر صاحب کی کتاب «ہدایت السالکین» اول تا آخر دقیق نظر سے مطالعہ کیجئے۔ نیز مولانا امین اللہ صاحب کے رسائل «السيف الصارم علی دجل الظالم» اور «ملحدین ثلاثہ» اور علامۃ العصر مولانا

ضیاء اللہ صاحب کی علمی کتاب «سيف القهار علی  
تلبیس الکفار» اور شیخ الحدیث مولانا مفتی غلام فرید  
ہزاروی صاحب کی کتاب «سل الحسام الہندی لنصرة  
مولانا سيف الرحمن النقشبندی» اور مولانا سید احمد  
علی شاہ صاحب کی دو کتابیں «بانگ بلالی بر شیطان  
چترالی» اور «سيف کراچی برزندیق پشاوری» اور  
مولانا امین الحق صاحب کا رسالہ «تحقیقات ثمانیہ  
لتکفیر الزنادقة» اور مولانا محمد حمید صاحب کا  
رسالہ «احقاق الحق» اور مفتی غلام فرید صاحب کا  
رسالہ «دعوت توبہ کا جواب» اور حضرت پیر صاحب  
کا رسالہ «جوابات سیفیہ» اور مولانا محمد یوسف  
صاحب کا کتاب «درة البیان فی سيرة حضرت اخندزاده  
سيف الرحمن» اور اس کی دوسری کتاب «صيانة  
الاولياء عن طعن الاشقياء» پوری عمیق نظر سے مطالعہ  
کریں تاکہ آپ پر حقیقت حال واضح ہو جائے اور  
حضرت پیر صاحب کی حقانیت اور پیر محمد چشتی کا  
دجل و فریب اور کافرانہ عقائد آپ پر واضح ہو جائیں۔  
اور ویسے سنی سنائی باتوں سے اولیاء کرام پر بدگمانی

نہ کریں جو کہ ہلاکت ہے کیونکہ ہر زمانہ میں اولیاء کرام کے دشمنوں کا یہی شیوہ رہا ہے کہ افتراء بازی سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور ان کے دلوں میں اولیاء کے متعلق شکوک و شبہات باطلہ ڈالتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے کہ «مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَهُ بِالْحَرْبِ» اَوْ كَمَا قَالَ لِهَذَا تَبِينَ ضَرْوَرِي هِي قَالَ اللّٰه تَعَالٰى «اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوا اِنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ» (سورۃ توبہ)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ فَقَطْ وَالسَّلَامُ مَعَ الْاِحْتِرَامِ  
منجانب:

علماء اہلسنت والجماعت صوبہ سرحد پاکستان



بسم الله الرحمن الرحيم

## (اعلان واجب البيان)

د حضرت پير اخندزاده سيف الرحمن صاحب

نقشبندی مجددی حق پرستی

او د پير محمد چشتی چترالی د جالیت

مونږه ټولو مسلمانانو ته عموماً او علماء کرامو او مشائخ عظامو ته خصوصاً یو حقیقت واضح کول غواړو. او هغه دا چې د نن (مئی ۱۹۹۵ع) نه تقریباً پنځه ویشتمی میاشتې مخکې پیر محمد چشتی چترالی مهمتم مدرسه غوثیه معینیه یکه توت پشاور د حضرت پیر اخندزاده سيف الرحمن صاحب حنفی نقشبندی (رح) سره د جبری فرقې متعلق یو بحث راغلی وو. (دغه بحث تفصیلی طور حضرت پیر صاحب په خپل کتاب «هدایت السالکین» کې ذکر کړی دی نو د تفصیل معلومولو دپاره «هدایت السالکین» ته رجوع اوکړئ). نو په دغه موقع پیر محمد چشتی چترالی د قرآن پاک د یو پنځوس متعلق بالكسب آیاتونو نه د متواترو گواهانو په حضور

کی انکار او کرو۔ نو حضرت پیر صاحب ورته د تویے دعوت ورکړو لیکن ده د تویے په ځائے عناد او حسد شروع کړو او حضرت پیر صاحب ته ئے یو خط راو لېږلو چه په هغه کی ئے د جبریه فرقه د باطلے عقیدے تائید کړے وو او الله تعالی ته ئے کاسب وئیلے وو او د مخلوق نه ئے کسب نفی کړے وو۔ د شیعه گانو او منکرین عصمت انبیاء د باطلو عقائدو تائید ئے پکی هم کړے وو او د موجوده زمانے تمام مشائخ طریقت ته ئے رسمی پیران وئیلے وو او د لطائفو د حرکت او د وجد و حال نه ئے هم انکار کړے وو۔ او د معرفت خداوندی د افضلیت نه ئے هم انکار کړے وو او په متعددو مواضعو کی ئے د حضرت پیر صاحب تکفیر کړے وو۔ نو حضرت پیر صاحب د ډیر تحمل نه بعد په علمی او شرعی دلائلو سره مشحون د دغه گستاخانه خط په جواب کی تقریباً ټلور سوه صفحے کتاب «هدایت السالکین» اولیکلو چه اهل اسلام ترے هم استفاده او بکړی او پیر محمد چشتی پرے هم اصلاح شی۔ لیکن دغه بدبخت د اغیارو په دالرونو نور هم په عناد کی راغلو او د حضرت پیر

صاحب متعلق نے مختلف قسم غلطیے پروپیگندے او  
 افترا بازی شروع کرلے . نو تاسو مسلمانانو ته مونږه  
 بذریعہ اشتہار هذا اطلاع درکوو چه د پیر محمد چشتی  
 په غلطو افتراگانو دھوکہ نه شئی ځکه چه حضرت پیر  
 صاحب لوی عالم دین او مقلد د مذهب حنفی دی او  
 کلک اہلسنت و جماعت عقیدے والا شخصیت دی . او د  
 څلورو سلاسلو جامع ولی اللہ دی . او د افراط و تفریط  
 او فرقہ واریت نه مبرا دی او ہزارها جید علماء اہلسنت  
 والجماعت دده په حلقہ بیعت کی شامل دی . نو لہذا چه  
 تاسو په اولیاء کرامو بدگمانی او نه کرئی بلکہ د تحقیق  
 دپارہ د حضرت پیر صاحب کتاب «ہدایت السالکین»  
 اول تا آخره په عمیق نظر سره مطالعہ کری چہ تاسو ته  
 حقیقت واضح شی . ہم دغه رنگہ د مولانا امین اللہ  
 صاحب رسالہ «السيف الصارم على دجل الظالم» ہم  
 مطالعہ کری او د مولانا مفتی غلام فرید صاحب  
 ہزاروی کتاب «سَلَّ الحُسام الهندی لنصرة مولانا سيف  
 الرحمن النقشبندی» او مولانا علامہ العصر ضیاء اللہ  
 صاحب کتاب «سيف القهار على تلبیس الکفار» او د

مولانا سید احمد علی شاہ صاحب دودہ کتابونہ یعنی  
 «بانگ بلالی بر شیطان چترالی» او «سیف کراچی  
 برزندیق پشاورى» او د شیخ الحدیث مولانا محمد حمید  
 صاحب رسالہ «احقاق الحق» او د مولانا امین اللہ صاحب  
 یوہ بلہ رسالہ «ملحدین ثلاثہ» او د مولانا امین الحق  
 صاحب رسالہ «تحقیقات ثمانیہ لتکفیر الزنادقة» او د  
 مولانا مفتی غلام فرید صاحب یوہ بلہ رسالہ «دعوت  
 توبہ کا جواب» او د مولانا محمد یوسف «معنوی»  
 صاحب کتاب «درۃ البیان فی سیرۃ حضرت اخندزادہ  
 سیف الرحمن» او ددہ یو بل کتاب «صیانة الاولیاء عن  
 طعن الاشقیاء» ہول مطالعہ کرئی نو تاسو تہ بہ د حضرت  
 پیر صاحب حقانیت او د پیر محمد چشتی چترالی دجل  
 و فریب او کافرانہ عقائد واضحہ شی. او ہیخ یے ہیخہ  
 پہ اولیاء کرامو باندے بدگمانی او نہ کرئی. حکمہ چہ پہ  
 ہرہ زمانہ کی د اولیاء کرامو حاسدین د ہغوی متعلق  
 غلطے پروپیگندے کوی او د اہل اسلام پہ زرونو کی  
 غلط شکوک و شبہات اچوی لیکن دا خبرہ لوے ہلاکت  
 دے. حکمہ چہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی:

”مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتَهُ بِالْحَرْبِ“ پس تبین ضروری  
 دے۔ حکم کہ اللہ تعالیٰ فرمائی ہے »إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ  
 بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا  
 فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ - الآية« حضرت پیر صاحب تہ د چا پہ  
 غلطو افواہ گانو کی نقصان نشہ لیکن دغہ غلط افواہ  
 خورونکی پخیلہ ہلاکیری او نور ناخبرہ مسلمانان ہم  
 ہلاکوی۔ حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی:  
 »لَا يُرْمَى رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكَفْرِ إِلَّا  
 إِرْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَالِكَ« لہذا تبین او  
 تحقیق اوکری او د گناہ او بدگمانی نہ حان بیج کری۔

فقط والسلام

مع الاحترام - وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

منجانب:

علماء اہلسنت والجماعت صوبہ سرحد - پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (اعلان واجب البيان) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

(حق پرستی حضرت پیر آخند زاده سیف الرحمن صاحب نقشبندی مجددی و دجلیت پیر محمد جنتی جزالی و محمد علی تاروجیہ)  
ماہان یک حقیقت ہم را برای تمام مسلمانان صواب و برای علماء و مشائخ عظام خصوصاً میخوام واضح سازم و آن اینکه تقریباً بیت و پنج سال قبل بطبع حضرت پیر آخند زاده سیف الرحمن صاحب حق نقشبندی و پیر محمد جنتی جزالی هم مدبرہ مشرفہ معینہ بہ توفیق در منطق قرآنیہ جبریه صاحبہ اجل آمده بود (ابن بحث را طور مفصل حضرت پیر آخند زاده سیف الرحمن صاحب در کتاب خود بنام «هدایۃ السالکین» ذکر نموده است. جهت معلومات مزید بہ کتاب مذکور مراجعه شود.) و درین موقع پیر محمد جنتی از پنجاه و یکہ آیت متعلق بالکعب کہ در قرآن ذکر میجورده است در حضور گولان حضرت انکار نموده گفت کہ آیات متعلق بالکعب در قرآن مجید نیست. «ضرب اللہ» - اما حضرت پیر صاحب چندین آیات متعلق بالکعب را برای پیر محمد جنتی تلاوت کرد. اما پیر محمد جزالی با نہایت تکبر و حسد ازین آیات انکار کرد. و حضرت پیر صاحب بہ لوگت کہ تو از آیات قرآن شریف انکار کردی و کافر شدی. زید نہ بہ کن والا خلوص باطن تا ما بیان کنیم نظر نشوم. لیکن او بعد از چندین قطعہ خط بہ حضرت پیر صاحب فرستاد کہ در آن عقیدہ باطلہ فرقہ جبریه را تأیید نموده بود و اللہ تعالی جل جلالہ را کاسب گفته بود و از مخلوق کسب را نفی کرده بود و عقائد باطلہ فرقہ الفاضلہ را تأیید و مشائخ طریقت و صوفیہ را پیران رسمی گفته بود و از حرکت لطائف و وجد و حال م انکار کرده بود و در مواضع متعدد دیگر حضرت پیر صاحب را نموده بود. بہتہ حضرت پیر صاحب بعد از صبر و تحمل زیاد با دلائل علی و شرعی در جواب نامہ های گستاخانہ او کتاب «هدایۃ السالکین» را کہ مشتمل بر چہار صد صفحہ است تصنیف کرد تا از یکطرف اہل اسلام از آن مستفید گردید و از جانب دیگر پیر محمد جنتی هم اصلاح شود. لیکن این بہ بہت توسط پول ملی بیگانگان بہ عداد خود افزود و در مقابل حضرت پیر صاحب افتراء بازی و تبلیغات غلط را آغاز نمود. باز بر وسیلہ اشتہار مذابہ المصح شامسلان میرسام کہ فریب این افتراءہای غلط را بخورد. زیرا کہ حضرت پیر صاحب عالم بزرگ دین و امیق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و مقلد صاحب حق است. و شخصیت بزرگیت کہ صاحب عقیدہ حکم اہلسنت و جماعت است. و ولی اللہ جامع طرق اربعہ و خلیفہ مطلق حضرت مولانا محمد حاتم مستغانی قدس اللہ سرہ است و از افراط و تفریط و فرقہ واریت مبرا است. و ہزاران علماء جیداً اہلسنت در خطہ بیست ایشان شامل است. فلذا شایان بہ اولیاد کرام بدگانی نکنید و جہت تحقیق بیشتر کتاب «هدایۃ السالکین» را دقیقاً مطالعه کنید و برای شایان ثابت خواہد شد کہ نام حوالہ ملی را کہ پیر محمد جنتی و محمد علی تاروجیہ در اشتہارات خود بہ صفحہ های ہدایۃ السالکین نسبت داده اند کاملاً غلط و افتراء محض است. همچنین سیف الرحمن صاحب علی بن ابراہیم نوشتہ مولانا امین اللہ صاحب و کتاب سل المسام الہندی لضرۃ مولانا سیف الرحمن القشیری نوشتہ مولانا مفتی غلام فرید ہزاری و کتاب سید الخضر علی بن الیکار نوشتہ مولانا علامہ ضیاء اللہ صاحب کتاب بانگ بلی بر شیطان جزالی نوشتہ مولانا صاحب علی صاحب و رسالہ «مختصات شیعہ و کبر الزانک» و رسالہ «لحق الحق» نوشتہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد جان صاحب را مطالعه کنید و برای شایان حقایق حضرت پیر صاحب و جبل و فریب و عقلانیت کافراہ پیر محمد جزالی و محمد عثمان تاروجیہ واضح خواہد شد و ناگاہانہ بہ اولیاد کرام بدگانی نکنید زیرا کہ حاسدین اولیاد در ہر زمانہ در مقابل شای تبلیغات متوہ نموده اند و در قلوب اہل اسلام شکوک و شبہات ایجاد کردند. لیکن این بدگانی بر اولیاد کرام حاکم بزرگ است. نہرا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند «من عدی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب» پس تبیین ضروری است زیرا کہ اللہ تعالی جل جلالہ میفرماید: «ان حاکم فاسق ضال و متبیلوا ان تصیروا قوما یحالیون فتصیروا علی ما ظنم ندمن» - اللہ - و حضرت پیر صاحب را ازین افتراء علی غلط ضرر میرسد لیکن افتراء گران خودشان ہلاک گردید و باعث ہلاکت دیگر مسلمانان بنامہ میگردد. چنانچہ رسول اکرم صلی فرمودہ اند: «و لا یرى رجل رجلاً بالفسق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتقت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک» - همچنان ای شکور صالحی در کتاب خود بنام تنہید صلیا میفرماید: «اجتہت الفقہاء من اہل السنۃ والجماعۃ ان من شک فی الاہل فانہ یصیر کافر او من شک فی ایمان الغیر لو قتله یا کافر فقلہ یظن ان کان فیہ شبہۃ الکفر فان الشاک بالکفر لا یصیر کافر او ان لم تکن فیہ شبہۃ الکفر فقلہ یظن» و در ملاحقہ تنہید فرمودہ اند: «ومن قال لمؤمن یا کافر او شہید بالکفر علی مؤمن فانہ یصیر کافر» اما روی عن النبی علی الصلوۃ والسلام انہ قال من شہد علی امیق بالکفر فہو اری بہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا خبیۃ المسلم یا کافر فقد باء باحدہما یعنی استوجب و ارادہ العاقبہ.

والسلام مع الاحقرام

وما علینا الا البلاغ

منجانب: علماء اہلسنت والجماعت - افغانستان و پاکستان

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى - اما بعد

### پیر محمد چشتی کے متعصبانہ اعتراضات اور تہمت پردازیوں کے جوابات :

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اعتراضات اور بہتان نہ تو شرعی حقائق پر مبنی ہیں اور نہ طلب حق کے لیے ہیں بلکہ یہ صرف تعصب اور عناد کی بدبو سے بھرپور ہیں۔ مدعی ان تہمت پردازیوں میں کوئی واضح شہادت پیش نہیں کر سکا۔ اپنے دعووں کو ثابت کرنے کے لیے نہ تو کوئی شرعی یا عقلی دلیل پیش کی ہے اور نہ ہی کسی حوالہ کے لیے کسی کتاب کی عبارت، جلد اور صفحہ کا ذکر کیا ہے۔ صرف اپنے باطل و ہم و خیال کو معیار حق سمجھ کر وہ لکھتا ہے کہ ”میرے نزدیک فلاں مسئلہ یہ ہے اور میرے نزدیک دین وہ ہے“۔ حالانکہ نفس الامر میں دین اسلام میں کسی چیز کا ہونا یا نہ ہونا میرے نزدیک اور تیرے نزدیک پر موقوف نہیں اور نہ ہی ماوشما اس بات کے اہل ہیں۔ لہذا اس قسم کے اعتراضات کا جواب دینا قابل اعتبار بات نہیں لیکن چونکہ سادہ لوح اور دینی مطالب سے بے خبر عام مسلمانوں میں اس قسم کے بے بنیاد اعتراضات سے شبہات اور تردد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے اصل حقیقت حال واضح کرتا ہوں تاکہ طالب حق کے لیے مشعل راہ بن کر حصول رضائے الہی کے لیے اس فقیر کا توشہ بنے۔ (فاقول وبالله التوفیق ومنہ الاستعانة والیہ الاستغانة)

پہلے، تیسرے، چوتھے اور دسویں اعتراض کا خلاصہ: (بالفاظ پیر محمد چشتی)

- 1- اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین صحیح عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کے حاملین پر کفر کا فتویٰ لگانا بالکل غلط ہے اور اس عقیدے کو غلط کہنا میں اصول اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔
- 2- اللہ تعالیٰ سے اس کی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین میرے سمیت تمام عالم اسلام اور خصوصاً اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان اقدس کے خلاف اس سے سب کچھ نہ ہونے کا یقین بھی میرے سمیت تمام عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے اس کو غلط کہنا قرآن و حدیث سے انکار ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، مجتہدین اور تمام اہل اسلام کی تکفیر کو مستلزم ہے۔
- 3- آپ لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ”شان“ کو نفی کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب شان منسوب کرنے والوں پر آپ نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔
- 4- میرے نزدیک کسی مجمل لفظ یا غلط کلمہ کی وجہ سے کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا اصول اسلام کے خلاف ہے بلکہ میرے نزدیک کسی بھی شخص کو کافر کہنا غلط اور اصول اسلام کے خلاف ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جواب :-

درج بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ”اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین“ معترض مذکور کا عقیدہ ہے اور اس اجماع ترین عقیدہ کی تمام عالم اسلام پر تہمت لگا کر سب کا مشترکہ عقیدہ ٹھہرایا اور بالخصوص اس کو عقیدہ اہل سنت و جماعت کا نام دیا ہے اور کتب و اکتساب کو تقسیم کر کے بعض کو اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کو کاسب بعض الامور بنایا اور



بعض کو اللہ تعالیٰ کی شان کے منافی ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ سے ان کے صدور کی نفی کی اور اپنے ان باطل اور صریح کفرانہ و کاذبانہ دعووں پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں کی اور الثاہم پر زبان درازی کی کہ آپ لوگوں نے اس عقیدہ کے معتقدین کو کافر ٹھہرا کر قرآن و سنت سے انکار کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم 'تابعین' اور آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم بلکہ تمام اہل اسلام پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ (عیاذ باللہ سبحانہ) اور اپنے اس دعوے کے ساتھ یہ الفاظ لگائے ہیں کہ "میرے نزدیک..." تو گویا پیر محمد چشتی نے اب ایک نیا دین بنایا ہے اور حق و باطل اور کفر و اسلام کا موازنہ "اپنے نزدیک" کرتا ہے اور اپنے آپ کو شارع بنایا ہے جو کہ دعویٰ الوہیت ہے اور اس آیت مبارکہ کا مصداق بن گیا ہے۔

افرءیت من اتخذ الہم ہواہ و اضلہ اللہ علی علم  
و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل علی بصرہ غشوة  
فمن یرہد یرہ من بعد اللہ افلاتذکرون ○  
(سورہ جاثیہ - آیت ۲۳)

ترجمہ:- بھلا تو دیکھ جس نے ٹھہرایا اپنا معبود اپنی خواہش کو اور راہ حق سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بہکا دیا (اپنے ارادے سے) جانتا بوجھتا اور مہر لگا دی اس کے کان اور دل پر اور ڈال دیا اس کی آنکھ پر پردہ (یعنی اس کے حواس قلبی اندھے اور بہرے ہو گئے) پس کون ہے کہ اضلال خداوندی کے بعد اس کو راہ راست پر لائے پس کیا تم غور نہیں کرتے (یعنی متبع ہوا اور معاند مسخ ہو کر حق سمجھنے اور حق جاننے سے محروم ہو جاتا ہے)۔

الثاہم پر افترا باندھا ہے کہ لفظ "شان" کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا تم نے منع کیا ہے۔ حالانکہ ہمارے متعلق یہ عظیم افترا کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آیا ہوگا۔ تو پھر ہم کس طرح ایسا کہہ گئے۔

ثبوت شیونات خداوندی:-

مراقبات نقشبندیہ میں ہم خود اصل سر کے مراقبہ کی نیت اس طرح کرتے ہیں:

اللہ سر من بمقابل سر نبی علیہ السلام  
آن فیض تجلی شیونات ذاتیہ خود کہ از  
سر نبی علیہ السلام بہ سر موسیٰ علیہ السلام  
رسانیدہ بہ سر من نیز برسانی بواسطہ  
پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یا اللہ میرے لطیفہ سر کو نبی علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کے لطیفہ سر کے بالمقابل وہ  
فیض پہنچا دے جو تیرے ذاتی شیونات  
(جمع شان) کی تجلی ہے اور وہی تجلی نبی  
علیہ السلام کے سر مبارک سے موسیٰ  
علیہ السلام کے سر مبارک کو پہنچ گئی تھی  
تو کبار اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے  
واسطے سے مجھے بھی وہ فیض پہنچا دے۔

اور اصل اخفی کے مراقبہ میں اس طرح نیت کرتے ہیں۔

اللہ اخفی من بمقابل اخفی نبی علیہ  
السلام آن فیض تجلی شان جامع خود کہ بہ  
اخفی نبی علیہ السلام رسانیدہ بہ اخفی  
من نیز برسانی بواسطہ پیران کبار رحمۃ  
اللہ علیہم اجمعین۔

اللہ میرے لطیفہ اخفی کو بالمقابل اخفی  
نبی علیہ السلام وہ فیض جو تجلی شان جامع  
حق ہے کہ نبی علیہ السلام کے اخفی  
مبارک کو پہنچا دیا تھا مجھے بھی پیران کبار  
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے واسطے پہنچا  
دے۔

شان حق کے متعلق پیر محمد چشتی کے ساتھ ہماری جو بحث ہوئی وہ مستقل طور پر  
انشاء اللہ بیان کروں گا کہ حقیقت حال کیا تھی لیکن پہلے اس بات کی وضاحت کرنا  
چاہتا ہوں کہ کسب و اکتساب سے کسی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ متصف نہیں  
ہو سکتا کیونکہ یہ صفت بھی حادث ہے اور قیام پذیر بھی حادث کے ساتھ ہوتا ہے  
اور یہ بات اہل علم سے پوشیدہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حوادث قائم نہیں  
ہو سکتے کہ وہ محل للحوادث ہرگز نہیں اور ”ہونے“ اور ”کرنے“ دونوں کا مادہ ایک  
ہے جو کہ کسب ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ ایک مصدر

مجهول ہے اور دوسرا مصدر معلوم۔ محققین کے نزدیک فعل کے مصدر کے کل چھ معانی ہوتے ہیں۔

۱۔ مصدر معلوم ۲۔ مصدر مجهول ۳۔ حاصل بالمصدر معلوم ۴۔ حاصل بالمصدر مجهول ۵۔ مصدر مبنی للفاعل ۶۔ مصدر مبنی للمفعول

اور ان معانی کا مراد لینا تبادلہ ہے نہ جمعیاً قدر مشترک کے طریقہ سے۔ پس ”ہونا“ اور ”کرنا“ دونوں ایک ہی فعل کے مصدر ہیں۔ ایک مصدر معلوم ہے یعنی ”کرنا“ اور دوسرا مصدر مجهول ہے یعنی ”ہونا“ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے جو کہ کب ہے لیکن معلومیت اور مجهولیت میں فرق ہے پس دونوں صفات سے بندہ ہی متصف ہے اور واجب الوجود اس سے متصف نہیں ہو سکتا۔ کما هو ظاہر

للفحول من العلماء  
اللہ تعالیٰ خالق علی الاطلاق ہے:

اللہ تعالیٰ کی صفت خالق اور موجد ہے کہ وہ پاک ذات خلاق علی الاطلاق ہے اور مخلوق کسی صورت بھی خالق نہیں ہو سکتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اخلاق معنی اصور ہے اس امر کو ہم نے اپنی کتاب ”جواب الاستفتاء“ میں مدلل طور پر واضح کیا ہے۔ مذکورہ رسالہ اکوڑہ کے مفتی محمد فرید اور مولوی مغفور اللہ کے غیر محقق فتویٰ کی تنقید میں ہم نے لکھا ہے اور ابھی تک انہیں اس رسالہ کے ایک جملہ کو بھی رد کرنے کی جرات نہیں ہوئی۔ گویا اس طرح اکوڑہ والوں نے علما تسلیم کر لیا ہے کہ ہم نے حق بات کو واضح کر کے تعصب اور عناد سے بالاتر ہو کر اہل سنت و جماعت کی صحیح ترجمانی کر کے سارے عالم اسلام کی رہنمائی کی ہے۔ اس مسئلے کی پوری پوری وضاحت ہمارے تحقیقی رسالہ (جواب الاستفتاء) میں موجود ہے کیونکہ ہم نے یہ رسالہ پوری تحقیق کر کے اور پاکستان و افغانستان کے پچاس جید علماء کرام کی تصدیق کے ساتھ شائع کیا ہے اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔

میں پیر محمد سے یہ پوچھتا ہوں کہ ارے میاں! ہم نے تو تمام اہل اسلام کے مقتداؤں کی کتابوں کا مطالعہ کر کے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور کاسب بندہ ہی ہے اور ہمیں کہیں بھی یہ تقسیم نہیں ملی کہ ایک ہی کسب بعض شان کے مطابق ہے اور بعض کے نہیں تو تم نے یہ بات کہاں سے نکالی؟ اس سے ظاہر ہوا کہ تم نے یہ بات اپنی جانب سے نکال کر اپنے جہل اور حماقت کو ثابت کر دیا اور آیت مذکورہ کا مصداق بن کر قدیم ذات کو تم نے حادث سے متصف کر دیا۔ العیاذ باللہ

### شان خداوندی کے متعلق تحقیق:

رہ گیا شان کے متعلق مسئلہ! تو شان اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ کے مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے کہ فیض پہلے ذات اقدس سے مترشح ہو کر اعتبارات میں آتا ہے پھر شان جامع میں آتا ہے پھر شیونات میں آتا ہے اور شیونات سے اسماء و صفات میں آتا ہے بلا کیف۔ خلّاق اور مکونات، صفت التخلیق اور صفت التکوین کے آثار ہیں۔ صفت التخلیق صفات فعلیہ میں سے ایک صفت ہے اور صفت التکوین محققین کے نزدیک صفات ذاتیہ میں سے ہے لیکن دونوں صفات ہی ہیں۔ قوت موثر کا پتہ قوت آثار سے چلتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی صفات میں انتہائی قوت ہے کہ تمام مکونات اس کے آثار ہیں۔ ذات اقدس کے متعلق تو تفکر بھی ممنوع ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور و فکر کرو اور اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو)۔

خلّاق اور مکونات (تحت الثریٰ سے لے کر عالم امر کی انتہا تک جتنا دائرہ ممکنات ہے) صفت التکوین کے آثار ہیں اور احیاء، امات، تخلیق اور ترزق وغیرہ کی صفات فعلیہ صفت التکوین کی تفصیلات ہیں پس خلّاق کی ایجاد صفت التخلیق کا اثر ہے اور مکونات باسرا صفت التکوین کے آثار ہیں۔ پس صفت التخلیق صفات

فعلیہ میں سے ہے۔ عند الماتریدیہؒ اور اشاعرہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صفت فعلی ہے لیکن مذہب حقیق ماتریدیہ کا ہے کما قال المجدد۔ تو خلّاق کی ایجاد کا تعلق شان خداوندی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ صفت التخلیق کے ساتھ ہے کیونکہ شان مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے اور صفت التخلیق صفات خداوندی میں سے ایک صفت ہے جیسا کہ آگے چل کر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات سے واضح ہو جائے گا اور کسب نہ تو شان کے ساتھ قیام پذیر ہے اور نہ صفت التخلیق کے ساتھ اور نہ دوسری صفات خداوندی کے ساتھ۔ والا فیلزم قدم الحوادث و حدوث القدیم و هو کفر۔

پیر محمد الحاد فی اسماء اللہ میں مبتلا ہے

پیر محمد چشتی نے کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا ہے تو صفت التخلیق اور صفت التکوین سے انکار لازم آیا نیز الحاد فی اسماء اللہ بھی لازم آیا جو کہ کفر ہے۔ جیسا کہ یہ آیت کفار کے لیے نازل ہوئی ہے۔

والذین یلحدون فی اسمائہ  
کما سیاتی۔

(ترجمہ: اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو اسماء اللہ میں الحاد کرتے ہیں یعنی ان کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا کہ وہ ملحد و زندقہ ہو جاتے ہیں۔)

بعض کے نزدیک شان خداوندی صفات فعلیہ میں سے ہے لیکن تحقیق حقیق امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ کما سیاتی کہ شان مراتب ذات میں سے ہے اور اسماء و صفات کے مرتبہ سے فوق ہے۔

پیر محمد نے شان اقدس کو حادث ٹھہرایا جبکہ یہ بالالاتفاق قدیم ہے

شان خداوندی بالالاتفاق قدیم ہے اور پیر محمد نے اسے حادث ٹھہرایا ہے اور

کسب (ہونا اور کرنا) کو شان خداوندی کی صفت قرار دیا ہے جبکہ کسب حادث ہے پس حادث کو قدیم کی صفت ٹھہرانا قدیم کی حدوٹ کو مستلزم ہے اور یہ کفر ہے۔  
 مناطقہ کا یہ قول کہ ”شان خداوندی آثار مرتبہ علی صفات الواجب سے عبارت ہے۔“ بالکل باطل ہے کیونکہ آثار مرتبہ مکونات اور حوادث ہیں اور شان خداوندی قدیم مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے نہ حادث ہے اور نہ صفات سے مرتب ہے یعنی آثار مرتبہ شیونات خداوندی نہیں ہیں بلکہ مخلوقات خداوندی ہیں اور شان خدا تعالیٰ قدیم ہے اور صفات کے مرتبہ سے فوق ہے اور مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی شان کے متعلق عبارات:

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف دفتر اول جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۷ مقصد دوم کی تمہید میں فرماتے ہیں۔

فیضی کہ از ذات تعالیٰ و تقدس میرسد دو نوع است۔ نوع اول کہ بایجاد و ابقاء و تخلیق و ترزیق و احیاء و امات و امثال آنها (یعنی ازالہ بلیات و دفع امراض و حصول عافیت و صحت وغیرہ) تعلق دارد و نوع ثانی دیگر بایمان و معرفت و سائر کمالات مراتب ولایت و نبوت متعلق است نوع اول از فیض (ہمہ را) بتوسط صفات است و بس و نوع ثانی بعضی را بتوسط صفات است و بعضی دیگر را بتوسط شیونات (و وصول این نوع فیوضات بتوجہ قطب ارشاد و ابستہ داشتہ اند)۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے جو فیض (عالم) کو ملتا ہے وہ دو قسم کا ہے۔ ایک قسم وہ ہے جو ایجاد، ابقاء، تخلیق، ترزیق، احیاء، امات (ازالہ بلیات، دفع امراض اور حصول عافیت و صحت) وغیرہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو ایمان اور معرفت اور نبوت و ولایت کے تمام کمالات اور مراتب کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

اول الذکر فیض تمام اشیاء کو صفات خداوندی کے توسط سے ہے اور ثانی الذکر فیض بعض اشیاء کو صفات کے



توسط سے ہے اور بعض دیگر کو شیونات  
کے توسط سے ہے۔ (اور نوع ثانی کے  
فیوضات کا وصول قطب ارشاد کی توجہ  
سے وابستہ ہے)۔

### صفات اور شیونات میں پہلا فرق :

صفات اور شیونات میں فرق کی وضاحت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے اسی  
مکتوب میں آگے فرماتے ہیں۔

فرق میان صفات و شیونات بسیار دقیق  
است۔ لا یظهر الا علی  
احاد من اولیاء  
المحمدی المشرّب ولم  
یعلم انه تکلم به احد۔  
بالجملہ صفات در خارج موجود اند بوجود  
زائد بر ذات تعالیٰ و تقدس و شیونات  
مجرد اعتبارات اند در ذات عز سلطانه  
صفات اور شیونات میں فرق کرنا بہت  
دقیق ہے کہ صرف اولیاء محمدی المشرّب  
پر ظاہر ہوتا ہے اور معلوم نہیں کہ ان  
بزرگوں کے علاوہ کسی اور نے اس فرق  
کو پہچان لیا ہو بالجملہ صفات خارج میں  
وجود زائد کے ساتھ موجود ہیں۔  
بلا کیف زیادت سے اور شیونات ذات  
اقدس میں مجرد اعتبارات ہیں۔

اس کی تشریح میں مولانا نصر اللہ صاحب شرح مکتوبات جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۲۸ میں  
فرماتے ہیں۔

یعنی اولیائے محمدی المشرّب شہود  
شیونات مشرف اند بنا بر آن امتیاز  
صفات و شیونات را کردہ می تواند و  
دیگران چون مقام شیون نمی رسند لهذا  
از شیونات خبر نداشته۔ صفات را از  
یعنی محمدی المشرّب اولیائے کرام  
شیونات کے شہود سے مشرف ہیں اسی  
بنا پر صفات و شیونات میں تفریق کر سکتے  
ہیں اور دوسرے اولیائے کرام (یا علما  
ظاہر یا منکرین و ملحدین مثلاً پیر محمد چشتی

شیونات و شیونات را از صفات تفریق کرده نمی توانند۔

اور بعض مناطقہ) چونکہ شیونات کے مقام سے ناواقف ہیں اس لیے صفات و شیونات کے درمیان امتیاز کرنے سے عاجز ہیں۔

(اور منکرین اپنے جہل کی بنا پر علماء را عین کی عداوت اور الحاد فی اسماء اللہ میں مبتلا ہو کر کافر ہو چکے ہیں اور پیر محمد چشتی چترالی بھی منکرین و ملحدین کی صف میں داخل ہے۔)

### صفات و شیونات میں دو سرا فرق:

پھر کچھ آگے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صفات و شیونات میں دو سرا فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

و فرق دیگر میان شیون و صفات آنست کہ مقام شیون موجه ذی الشان است و مقام صفات نہ چنین است۔  
شیونات اور صفات کے درمیان دو سرا فرق یہ ہے کہ مقام شیونات ذی الشان کی جانب متوجہ ہے اور صفات کا مقام اس طرح کا نہیں ہے۔

اس کی تشریح میں شارح مذکور (مولانا نصر اللہ صاحب) صفحہ نمبر ۴۲۹ جلد نمبر ۱ میں فرماتے ہیں۔

یعنی کسائیکہ بہ شہود صفات رسیدہ اند یعنی وہ افراد جو صفات کے شہود تک پہنچ گئے ہیں ابھی تک مرتبہ ذات او تعالیٰ بے نصیب اند و کسائیکہ بہ شہود شیونات رسیدہ اند بہ وصول ذات او تعالیٰ مشرف اند۔ زیرا کہ شیونات مترع از ذات او تعالیٰ بودہ و زائد از ذات او یعنی وہ افراد جو صفات کے شہود تک پہنچ گئے ہیں ابھی تک مرتبہ ذات او تعالیٰ کے وصول سے بے نصیب ہیں اور وہ افراد جو کہ شیونات کے شہود سے مشرف ہیں وہ ذات اقدس کے وصول سے مشرف ہیں کیونکہ شیونات ذات تعالیٰ سے



تعالیٰ نمی باشد۔ اما صفات وجود خارجی داشته زائد بر ذات او تعالیٰ می باشد... ازین وجه امام میفرماید کہ مقام شیون موجد ذات او تعالیٰ است و مقام صفات نہ چنین است۔

مترزع ہیں اور ذات اقدس پر زائد نہیں ہیں۔ اور صفات وجود خارجی رکھتی ہیں اور ذات اقدس پر زیادت بلا کیف سے زائد ہیں اس بنا پر حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقام شیون ذی الشان کی جانب متوجہ ہے اور صفات کا مقام اس طرح نہیں ہے۔

کچھ آگے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح رقمطراز ہیں۔  
چہ شیون عین ذات اند۔ اعتبار زیادتی

در ایشان از مترعات عقل است (نہ از امور خارجیہ واقعہ)  
کیونکہ شیونات عین ذات ہے اور اس میں زیادتی کا اعتبار صرف عقل کی مترعات میں سے ہے۔

اس کی تشریح میں شارح مذکور صفحہ نمبر ۴۳۱ جلد نمبر ۱ پر اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

یعنی مبداء فیض کمالات آنحضرت ﷺ شان بودہ و شان وجود خارجی زائد ندارد بلکہ مبداء فیض کمالات آنحضرت ﷺ خود ذات او تعالیٰ است۔  
یعنی آنحضرت ﷺ کے فیض کمالاتی کا مبداء شان ہے اور شان وجود خارجی زائد نہیں رکھتا بلکہ آنحضرت ﷺ کے فیض کمالاتی کا مبداء ذات تعالیٰ و تقدس ہے۔

صفات و شیونات میں تیسرا فرق:

کچھ آگے فرماتے ہیں۔

غایت مافی الباب جب صفات خارجی است و جب شیون علمی۔ فالجباب  
بالجملہ صفات کے حجابات خارجی ہیں اور شیونات کے حجابات علمی ہیں اور

العلمی ممکن ارتقاء من الیمن بحصول بعض المعارف من الیمن بحصول بعض المعارف بخلاف الخارجی فانہ لا ممکن زوالہ۔  
 بعض المعارف بخلاف الخارجی فانہ لا ممکن زوالہ۔  
 علم کی ارتقاء ممکن ہے اور حجاب خارجی کا زوال ممکن نہیں ہے۔

اس طرح کچھ آگے مذکورہ مسئلہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔

وايضاً عروج محمدی ﷺ چون بجانب شیون است و شیون را بعالم ہیچ مناست نیست چه عالم کل صفات است نہ ظل شیون۔  
 نیز عروج محمدی ﷺ شیونات کی جانب ہے اور شیونات کی عالم کے ساتھ کوئی بھی مناسبت نہیں ہے کیونکہ عالم صفات کا ظل ہے شیونات کا ظل نہیں ہے۔

پس عالم میں احياء، امات، تخلیق اور ترزیق وغیرہ بھی صفات کے توسط سے ہیں اور شیونات کے توسط سے نوع ثانی کے فیوضات ہیں جو کہ ایمان اور معرفت کے ساتھ متعلق ہیں۔ کما مر، پس شیونات جو کہ مراتب ذات میں سے ہیں عالم کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے کیونکہ ذات خداوندی عالم سے مستغنی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فان الله غنى عن العالمين (سورہ آل عمران آیت ۹۷)  
 (ترجمہ: بے شک اللہ سب جہانوں سے مستغنی ہے)

اس طرح مولانا نصر اللہ شارح مکتوبات صفحہ نمبر ۴۳۲ جلد نمبر ۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی در میان آنحضرت ﷺ واللہ تعالیٰ جل جلالہ شان است و شان وجود خارجی جلالہ کے در میان شان ہے اور شان وجود خارجی نہیں رکھتی۔ اس لیے

ندارد لهذا حاجز در میان او و در او تعالیٰ آنحضرت ﷺ اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے در میان حاجز نہیں ہے۔

کچھ آگے رقمطراز ہیں کہ:

در میان وجود مبارک آنحضرت ﷺ و او تعالیٰ صفات حاکل بودہ و در بین شہود و کمالات آنحضرت ﷺ جلوت صفات وجود ندارد زیرا کہ وصول فیض وجودی آنحضرت ﷺ صفات بودہ و صفات وارائے وجود خارجی اند، لہذا در بین وجود آنحضرت ﷺ و حق سبحانہ صفات حاکل گردیدہ اند اما مبداء فیض کمالات آنحضرت ﷺ شان است و شان وجود خارجی ندارد بلکہ یک امر انتزاعی است بناء بران در فیض کمالاتی آنحضرت ﷺ ہیج حاکلی موجود نیست (پس معلوم شد کہ شان از مراتب ذات اند تعالیٰ و اقدس)

اللہ تعالیٰ و نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کے در میان صفات حاکل ہیں اور آنحضور ﷺ کے شہود اور کمالات کے در میان صفات کی جلوت وجود نہیں رکھتی کیونکہ آنحضور ﷺ کے فیض وجودی کا وصول صفات سے ہے اور صفات خارجی وجود رکھتی ہیں اس لیے آنحضور ﷺ کے وجود مبارک اور اللہ تعالیٰ کے در میان صفات حاکل ہیں مگر آنحضور ﷺ کے فیض کمالاتی کا مبداء شان ہے اور شان وجود خارجی نہیں رکھتی بلکہ ایک امر انتزاعی ہے اسی بنا پر آنحضور ﷺ کے فیض کمالاتی میں کوئی حاکل موجود نہیں ہے (پس معلوم ہوا کہ شان مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے۔)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کچھ آگے فرماتے ہیں:

چونکہ آنحضرت ﷺ کا مبداء فیض کمالاتی شان اقدس ہے اور شان ایک امر انتزاعی علمی و عقلی ہے (وجود خارجی زائدہ نہیں رکھتا پس حاکل نہیں ہو سکتا) کیونکہ دو موجود خارجی کے

چون مبداء فیض آنحضرت ﷺ شان بودہ و شان یک امر انتزاعی علمی و عقلی است و لوجود علمی در بین دو موجود خارجی (یعنی واجب الوجود و آنحضرت ﷺ) حاکل شدہ نمی تواند۔

درمیان ایک موجود علمی حائل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح شارح مذکور صفحہ ۳۳۳ جلد ۱ پر رقمطراز ہیں۔

یعنی سیر محمدی المشربان تائبہ شان و ظلال  
شان می باشد و اگر محمدی المشرب نباشد  
سیر او تائبہ قابلیت صفات یا خود صفات  
است۔ خلاصہ اینکه محمدی المشربان بہ  
شیون می رسند چون شیون وجود خارجی  
نداشتہ یک امر انتزاعی است لہذا بہ  
عین ذات مقدس میرسند و سیر دیگران  
(اے غیر محمدی المشربان) منحصر بہ صفات  
بودہ و بالاتر از ان نمی رسند ”تنبیہ“۔  
موجود خارجی اصلی ذات تعالیٰ و صفات  
او تعالیٰ است و موجود خارجی ظلی  
عبارت از ممکنات است نیز ثابت شد  
کہ چون رسیدن بہ شیون رسیدن بہ  
ذات مقدس است لہذا شیون از  
مراتب ذات است بخلاف صفات  
کما مر۔

یعنی محمدی المشرب اولیاء کی سیر شان  
اور ظلال شان تک ہے اور اگر محمدی  
المشرب نہ ہو تو اس کی سیر قابلیت  
صفات یا عین صفات تک ہے۔ خلاصہ  
یہ ہے کہ محمدی المشرب اولیاء شیونات  
تک سیر روحی کے ذریعے پہنچتے ہیں اور  
چونکہ شیونات کا وجود خارجی نہیں ہے  
بلکہ ایک انتزاعی امر ہے۔ پس شیونات  
تک پہنچنا عین ذات اقدس تک پہنچنا  
ہے اور دیگر اولیائے کرام کی سیر روحی  
صفات پر منحصر ہے اور اس سے فوق ان  
کی سیر نہیں ہے (لہذا ذات اقدس کے  
وصول سے بے نصیب ہے) ”تنبیہ“  
موجود خارجی اصلی ذات واجب اور  
صفات واجب ہیں اور موجود خارجی ظلی  
ممکنات سے عبارت ہے نیز چونکہ  
شیونات تک پہنچنا ذات اقدس تک پہنچنا  
ہے لہذا شیونات مراتب ذات میں سے  
ہیں بخلاف صفات کے جیسا کہ واضح  
ہوا۔

## راسخین صفات بشریہ کی رجوع سے محفوظ ہیں:

اسی طرح شارح مذکور صفحہ ۴۳۴ جلد ۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

وکسانیکہ بہ شیونات رسیدہ بہ عدم وہ افراد جو کہ شیونات کے وصول سے رجوع صفات بشری قائل اند وکسانیکہ مشرف ہیں وہ صفات بشریہ رذیلہ کی عدم بہ صفات رسیدہ اند بہ رجوع صفات رجوع کے قائل ہیں اور وہ اولیائے کرام جو صفات کے وصول سے مشرف ہیں وہ صفات رذیلہ بشریہ کے رجوع کے قائل ہیں لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اگر عارف محمدی المشرّب شیونات تک واصل ہو جائے (جو کہ عین ذات تک وصول ہے) تو صفات بشریہ کے رجوع سے محفوظ ہیں اور وصول شیونات کے بغیر محفوظ نہیں ہیں۔

یعنی وصول شیونات کے بغیر صفات بشریہ کے رجوع کا امکان موجود ہے۔ اول الذکر مرتبہ رسوخ کا مقام ہے اور ثانی الذکر ولایات ثلاثہ کے مقامات ہیں۔ عندالمجدد رحمۃ اللہ علیہ۔

تبصرہ: اوپر دیے گئے حوالہ جات اور بحث سے یہ معلوم ہوا کہ شیونات اور صفات کے درمیان فرق کرنا نہایت دقیق اور محمدی المشرّب اولیائے کرام کا خاصہ ہے اور پیر محمد چشتی چترالی (جو محمدی المشرّب کے مقام سے بے بہرہ ہے) نے شان کے مرتبہ کو صفت التخلیق کا مرتبہ بنایا اور مرتبہ ذاتی کو مرتبہ صفاتی بنا کر الحاد فی اسماء اللہ کا مرتبہ ہو گیا جو کہ کفر صریح ہے اور شان خداوندی کو حادث ٹھہرایا اس لیے کہ کسب کو شان کی صفت ٹھہرایا اور حادث چیز کو قدیم کی صفت ٹھہرانا قدیم کی حدوث کو مستلزم ہے اور کفر بواح ہے۔ نیز خلق و ایجاد کو شان کا وظیفہ قرار دینا فی الحقیقت

صفت التخلیق اور صفت الکتوین سے انکار کو مستلزم ہے کما هو ظاهر  
 لمن له اتقان فی علم الکلام اور جیسا کہ عبارات امام ربانی مجدد  
 الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ مجتہد علم الکلام 'مجدد الف ثانی' قیہ اور راسخ صوفی  
 ہیں) سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ شان خداوندی مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ  
 ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے اور قدیم ہے شیونات کا مرتبہ صفات کے مرتبہ  
 سے فوق ہے جس کا فیض نوع ثانی میں سے ہے اور کمالات و مراتب ولایت و نبوت  
 کے ساتھ متعلق ہے اور خلق و ایجاد اشیاء سے متعلق نہیں ہے۔ کیونکہ ایجاد  
 ابقاء 'ترزیق' احیاء اور امات وغیرہ کے لیے فیض صفات کے توسط سے ہے اور  
 مراتب ذات اور ذات قدیم کی عالم کے ساتھ مناسبت نہیں بلکہ عالم صفات کے ظل  
 میں سے ہے نہ کہ شیون کے ظل میں سے۔ کسب (ہونا اور کرنا) تو صفت حادثہ قائم  
 بالحدث ہے نہ یہ صفات واجبی سے متعلق ہے نہ شیونات واجبی سے اور نہ ذات  
 واجبی سے بلکہ کسب کو ذات و صفات کی صفت ٹھہرانا کفر صریح ہے۔ کما  
 صرح بہ المتکلمون والفقهاء رحمہم اللہ  
 اجمعین۔

### شیونات اور اعتبارات میں فرق:

مولانا نھرا اللہ رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات مجددیہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔  
 شیونات وجود خارجی زائد بر ذات شیونات ذات اقدس پر زائد وجود  
 ندارد و عبارت از اعتبارات ذات خارجی نہیں رکھتے اور ذات تعالیٰ کے  
 اوتعالیٰ می باشد بخلاف صفات کہ وجود اعتبارات سے عبارت ہیں بخلاف  
 خارجی زائد دارند۔  
 صفات کے کہ وہ وجود خارجی زائد نہیں  
 رکھتیں۔

دوسرے مقامات پر بیان فرمایا ہے کہ شیونات اور اعتبارات میں بھی رتی  
 فرق ہے کہ شیونات صفات کے قرب میں ہیں اور اعتبارات بین الذات و الشیون

کے ہیں۔ اس کے علاوہ مکتوبات شریف کے مکتوب نمبر ۲۶۰ اور نمبر ۲۸۷ و فتراول میں بھی مذکورہ مسئلہ مفصلاً بیان کیا گیا ہے۔ فلیراجعاً۔

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ قیہ بھی ہیں متکلم بھی اور صوفی راسخ بھی:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مجتہد علم الکلام بھی ہیں، مجدد الف ثانی بھی ہیں، عالم ربانی اور قیہ بھی ہیں اور صوفی راسخ بھی ہیں فکفی بر جحتہ۔ انہوں نے بیان فرمایا ہے کہ ان (شیونات اور اعتبارات) کے درمیان فرق اولیائے محمدی المشرک میں سے کسی ایک کا حصہ ہے ہر کوئی ان میں امتیاز نہیں کر سکتا۔

پس ”ہونا“ اور ”کرنا“ جو کہ کسب و کتاب ہے نہ تو شیونات کے ساتھ قیام پذیر ہو سکتا ہے اور نہ صفات کے ساتھ کیونکہ یہ صفت حادث ہے والا فیلزم قدم الحادث او حدوث القدیم والتالی بکلا الشقین باطل فالقدم مثله۔ بلکہ اگر ”ہونے“ اور ”کرنے“ کی بجائے ”پیدا کرنے“ اور ”پیدا ہونے“ کے الفاظ کہے جائیں اور صفت التخلیق کو منسوب کیے جائیں تو معاملہ حل ہو جائے گا کیونکہ پیدا کرنا اور خلق و ایجاد صفت التخلیق کا و خلیفہ ہے۔

پیر محمد چشتی کے ساتھ اصل واقعہ کا قصہ:

پیر محمد کے ساتھ لفظ ”شان“ اور ”کسب عباد“ کے متعلق اس فقیر کی جو بحث ہوئی تھی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

”مناظرہ وزیرستان کے لیے اس فقیر کے دربار عالیہ پر پچاس سے زیادہ علماء کرام جمع تھے اور پیر محمد بھی حاضر تھا۔ اس فقیر نے پیر محمد سے کہا کہ تمہیں بھی اس مناظرے میں چلنا چاہیے تو پیر محمد نے کہا کہ ٹھیک ہے میں بھی جاؤں گا لیکن میری ایک شرط ہے کہ ادھر بھی میں اس عقیدہ کو بیان کروں گا۔ اس فقیر نے پوچھا کہ بتاؤ کیا عقیدہ ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ



سب کچھ کرتا ہے جو اس کی شان کے مطابق ہو اور اس کی شان کے مطابق اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا کرنا یعنی کسب منسوب ہو گا۔ اس پر اس فقیر نے کہا کہ ایسا نہیں کہنا بلکہ اس طرح کہو کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق یعنی پیدا کرنے والا ہے اور مخلوق بھی اپنے افعال اختیاریہ کی کاسب ہے کیونکہ ”ہونا“ اور ”کرنا“ کسب ہے۔ کما مر اور ”پیدا کرنا“ خلق ہے اور اللہ تعالیٰ خالق ہے کاسب نہیں۔ پس کسب و اکتساب بعض شان کے مطابق ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ سے صادر ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے کیونکہ کسب صفت حادثہ واقع بالذات جارحہ ہے جو موجودات میں تصرف حادثہ ہے اور حادث کے ساتھ قیام پذیر ہوتا ہے اور واجب تعالیٰ آلات جارحہ سے منزہ ہے اور صفات خداوندی آلات سے مسمی نہیں ہو سکتے پس اللہ تعالیٰ کی جانب کسب منسوب کرنا قیام حوادث بذات اللہ پر قول کرنا ہے اور جمہور متکلمین اہلسنت و جماعت اور فقہائے عظام کے نزدیک باطل بلکہ کفر صریح ہے۔ اور یہ جبریہ کا عقیدہ ہے ورنہ قدم الحادث یا حدوث القدیم کا استحالة لازم آئیگا۔ پس اللہ تعالیٰ کو کسب منسوب کرنا کلا یا بعضا عقیدہ جبریہ ہے کیونکہ نہ بعض حوادث اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام پذیر ہیں اور نہ کل حوادث۔ نیز شان واجبی جو کہ قدیم ہے اور صفات واجبی بھی قدیم ہیں کہ ساتھ بھی قیام الحوادث نہیں ہو سکتا لہذا کسب منسوب کرنا دونوں صورتوں میں باطل ہے اور شان خداوندی کو عالم کے ساتھ مناسبت نہیں کیونکہ عالم صفات کا ظل ہے نہ شیون کا۔ پس خلاق کا پیدا کرنا صفت التخلیق کو منسوب ہو گا شان کو نہیں ہو گا کیونکہ شان مراتب ذات میں سے ہے اور ذات اقدس کی عالم کے ساتھ مناسبت نہیں اور ذات اقدس عالم سے مستغنی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے فان اللہ غنی عن العلمین (اللہ تعالیٰ تمام عالموں سے مستغنی ہے) پس مرتبہ ذاتی کو مرتبہ ذاتی قرار دینا الحاد فی اسماء اللہ ہے اور کفر ہے پس خلق و ایجاد صفت التخلیق کو درست ہے اور امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق شان کی طرف نسبت صحیح نہیں ہے اور ”ہونے“ اور ”کرنے“ کی بجائے اگر ”پیدا کرنے“ اور ”پیدا ہونے“ کے الفاظ کے جائیں اور صفت التخلیق



کو منسوب کیے جائیں تو پھر معاملہ حل ہو جائے گا۔ کما مر تفصیلاً۔ اس طرح خلق و ایجاد کا مسئلہ حل ہو گیا اور ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ فرمایا گیا۔ اللہ خالق کل شئی (سورہ زمر آیت ۶۲) (اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے) ایک اور جگہ فرمایا گیا واللہ خلقکم و ما تعملون (سورہ صفت آیت ۹۶) (اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا ہے) چونکہ خلق واقع لا بالہ ہے اور اخراج المعدم من العدم الی الوجود ہے یعنی معدوم میں تصرف ایجادی ہے لہذا خلق اشیاء صفت التخلیق کے ساتھ مربوط ہے اور صفت التخلیق اللہ تعالیٰ کی صفت فعلی قدیم ہے۔ یوں واضح ہوا کہ ”ہونے“ اور ”کرنے“ یعنی کسب کسی بھی صورت میں ذات خداوندی، شان خداوندی اور صفات خداوندی کو منسوب نہیں ہو سکتا۔

### اسماء مشترکہ کی حقیقت :

بندوں کے اوصاف کسی بھی صورت میں اللہ تعالیٰ کے اوصاف نہیں ہو سکتے اور جہاں کہیں اسماء مشترکہ ہیں وہاں صرف اشتراک لفظی موجود ہے اور اشتراک معنوی مستفی ہے اگرچہ یراد فی حق العباد غیر ما یراد فی حق اللہ اس قاعدہ میں ہے مگر پھر بھی بندوں کی صفات حادث ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں۔

### آیت فعال لما یرید کی حقیقت :

اسی اثنا میں محترم مولوی سید نور علی شاہ باچا صاحب تار وجہ والے نے اس فقیر سے کہا کہ پیر محمد چشتی نے ایک رسالہ بنام ”الاستفتاء“ لکھا ہے۔ اس میں بھی اس نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس سے سب کچھ ہونے کا یقین اہلسنت کا عقیدہ ہے تو اس فقیر نے عرض کیا کہ چلو آسان بات ہے کہ ”اللہ تعالیٰ سب کچھ کرتا ہے“ کی جگہ ”اللہ تعالیٰ سب کچھ پیدا کرتا ہے“ اور ”اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین“ کی جگہ ”اللہ تعالیٰ سے سب کچھ پیدا ہونے کا یقین“ کی

عبارت بنادیں۔ اس بات پر پیر محمد نے کہا کہ ”پیدا ہونے“ اور ”پیدا کرنے“ کی نسبت غلط ہے صرف ”کرنا اور ہونا“ ہی ٹھیک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فعال لما یرید (سورہ بروج آیت ۱۶) (ترجمہ: وہ جو چاہے سب کچھ کر گزرتا ہے۔)

اس میں فعال کے معنی ”کاسب“ کے ہیں۔ تو اس فقیر نے کہا کہ فعال فاعل یعنی قاطبیت خداوندی میں جو کہ صفات فعلیہ ہیں مبالغہ ہے اور پھر فعال معنی خلاق بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ ہوں یا ذاتیہ قدیم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فعل بھی صفت خداوندی میں قدیم ہے جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ والفعل صفتہ لہ تعالیٰ فی الازل (شرح فقہ اکبر)۔ ”فعل ازل میں صفت خداوندی ہے۔“

پس یہاں فعل سے کسب اور کرنے کا معنی لینا غلط ہے کیونکہ کسب حادث ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے صفت بھی نہیں ہو سکتا۔ کما مر۔ بلکہ فعل یہاں معنی ”خلق و ایجاد“ اور ”پیدا کرنے“ کے ہیں کیونکہ متکلمین اہل سنت فرماتے ہیں کہ ”فعل“ ”کون“ اور ”صنع“ وغیرہ کے الفاظ جب اللہ تعالیٰ کو منسوب ہوں تو خلق و ایجاد کے معنی پر ہوتے ہیں گویا لفظ ”فعل“ کسب اور خلق کے درمیان مشترک لفظ ہے کہ جب بندہ کو منسوب ہو تو کسب کے معنی پر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

جزاء بما کانوا یفعلون (سورہ واقعہ آیت ۲۴) (ترجمہ: بدلہ بسبب ان کے افعال کے ہوگا) افعال یعنی اکتساب۔ پس فعل عباد کسب عباد ہے اور جب واجب الوجود کو منسوب ہو جائے تو خلق و ایجاد کے معنی پر ہے جیسا کہ مزید ارشاد ہے۔

۱۔ فعال لما یرید (سورہ بروج ترجمہ: فعال مبالغہ ہے فاعل میں یعنی آیت ۱۶)  
خلاق ہے اپنی مراد کا۔

۲۔ وربک یخلق ما یشاء

ویختار (سورہ قصص آیت ۶۸) ترجمہ: اور تیرا رب پیدا فرماتا ہے اس کو جس کو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔

۳۔ لایسئل عما یفعل وہم یسئلون (سورہ انبیاء آیت ۲۳) ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے نہیں پوچھا جاسکتا کہ کیوں پیدا فرمایا بلکہ (بندوں سے ان کے افعال کے بارے میں) پوچھا جائیگا۔

(اسی آیت میں اشارہ ہے قاعدہ مسلمہ اہل سنت کا اور وہ یہ کہ خلق قہج، قہج نہیں اور کسب قہج، قہج ہے اور یہ کلام وحدانیت و وحدانیت حق پر دلیل ہے کہ وہ ذات سب سے عالی ہے اور مخلوق اس پاک ذات کی محکوم ہے۔)

بیان اشتراک لفظی:

مشترک لفظی کا صدق اپنے افراد موضوع لہ پر حقیقت میں ہوتا ہے مجازاً نہیں مگر یہ صدق تبادلۃ الوجود القرینہ ہو گا نہ کہ جمعا۔ جیسا کہ بعض جملا کا خیال ہے۔ ان یفعل اللہ مجازی معنوں میں یخلق اللہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فاعل اسماء مشترکہ میں سے ہوتا ہے جیسے رؤف، رحیم، سمیع، بصیر، علیم اور عظیم وغیرہ بندوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مشترکہ اسماء ہیں لیکن یرادنی حق العباد غیر یرادنی حق اللہ تعالیٰ۔ پس بندہ بھی فعل حادث، اختیاری، مکانی اور چونی کے ساتھ فاعل ہے جو کہ حقیقت میں کسب ہے اور اللہ تعالیٰ بھی فعل قدیم، ازلی، ابدی، لامکانی اور بچونی کے ساتھ فاعل ہے جو کہ در حقیقت خالقیت ہے۔ پس یہ اسی اشتراک لفظی ہے معنوی نہیں۔ ایک سے مراد کاسب علی الحقیقت ہے اور دوسرے سے مراد خالق علی الحقیقت ہے۔

پیر محمد کا کفریہ قول:

اوپر کے دلائل کے جواب میں پیر محمد نے کہا کہ نہیں جو اس کی شان کے مطابق ان سب کا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو اس فقیر نے پوچھا کہ بتاؤ وہ کون سے امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے موافق ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے کرنے والا ہے تو

پیر محمد نے کہا مثلاً زمین و آسمان کو پیدا کرنا تو اس فقیر نے کہا ”پیدا کرنا“ تو خلق و ایجاد ہے کسب نہیں ہے تو اگر یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے تو معاملہ طے ہو گیا تو پیر محمد نے کہا کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ بس جو میں کہہ رہا ہوں یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

**خلق و کسب کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ :**

پیر محمد کے درج بالا انکار پر اس فقیر نے مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ منگوا کر درج ذیل عبارت سنائی کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ اس طرح ہے۔

فلما كانت مسئلة القضاء  
والقدر قد كثر فيه  
الحيرة والضلال و  
غلب على اكثر ناظرها  
باطل الوهم والخيال  
حتى قال بعضهم بمحض  
الجبر فيما يصدر من  
العبد بالاختيار ونفى  
بعضهم نسبة الى  
الواحد القهار واخذ  
طائفة في طرفي  
الاقتصاد في الاعتقاد  
الذي هو الصراط  
المستقيم والمنهج  
القويم ولقد وفق بهذا  
الطريق الفرقة

اس کے بعد واضح ہوا کہ مسئلہ قضا و قدر  
میں اکثر لوگ حیران اور گمراہ ہو رہے  
ہیں اور اکثر دیکھنے والوں پر اس قسم کا  
باطل وہم و خیال غالب ہے کہ ان میں  
بعض کہتے ہیں کہ جو کچھ بندہ سے اپنے  
اختیار کے ساتھ فعل صادر ہوتا ہے  
اس میں جبر کے قائل ہیں اور بعض  
بندے کے فعل کو حق تعالیٰ کی طرف  
منسوب ہی نہیں کرتے گویا ان دونوں  
گروہوں نے اعتدال اور میانہ روی کو  
چھوڑ کر افراط و تفریط کو اختیار کیا ہے  
اور بعض نے اعتقاد میں اعتدال کا  
طریق اختیار کیا ہے جس کو صراط مستقیم  
یا راہ راست کہا جاسکتا ہے اور اس  
صراط مستقیم کی توفیق حق تعالیٰ نے فرقہ

الناجية الذين هم اهل  
السنة والجماعة وعن  
اسلافهم واخلافهم  
فتركوا الافراط و  
التفريط واختاروا  
الوسط والبين روى عن  
ابي حنيفة انه قال  
جعفر بن محمد الصادق  
فقال يا ابن رسول الله  
هل فوض الله  
تعالى الامر الى العباد قال  
الله تعالى اجل من ان يفوض  
الربوبية الى العباد  
فقال له هل يجبرهم  
على ذلك فقال الله  
تعالى اعدل من ان  
يجبرهم على ذلك ثم  
يعذبهم فقال وكيف  
ذلك فقال البين البين  
لا جبر ولا تفويض ولا  
كره ولا تسليط لهذا  
قال اهل السنة ان  
الافعال اختيارية

ناجیہ کو عطا فرمائی ہے۔ جسے اہل سنت و  
جماعت اور ان کے اسلاف اور ان کے  
اخلاف کو کہا جاتا ہے ان لوگوں نے  
افراط و تفريط کو چھوڑ کر اس کے وسط  
اور میانہ روی کو اختیار کیا ہے حضرت امام  
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا  
گیا ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر بن  
محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ  
اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے کیا اللہ  
تعالیٰ نے ربوبیت کا امر اپنے بندوں کے  
سپرد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ  
تعالیٰ اس امر سے برتر ہے کہ اپنی  
ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد کرے۔  
پھر عرض کیا کہ کیا ان پر جبر کرتا ہے؟ تو  
فرمایا کہ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی شان  
سے بعید ہے کہ پہلے کسی بات پر مجبور  
کرے اور پھر اس پر عذاب دے۔ پھر  
عرض کیا یہ بات کس طرح ہے؟ فرمایا  
کہ اس کے بین بین ہے یعنی نہ جبر کرتا  
ہیاد نہ سپرد کرتا ہے۔ اور نہ اکراہ ہے  
نہ تسلیط۔ اسی لیے اہل سنت کے  
لوگ فرماتے ہیں کہ

للعباد مقدورة الله

تعالى من حيث الخلق

والايجاد و مقدورة

العباد على وجه اخر من

التعلق يعبر عنه

بالاكتساب فحركة

العبد باعتبار نسبتها الى

قدرته تعالى يسمى

خلقا وباعتبار نسبتها

الى قدرة العبد كسبالم

غير ان الاشعري منهم

ذهب الى ان لامدخل

لاختيار العباد في

افعالهم اصلا الا انه

سبحانه اوجد الافعال

عقيب اختيار هم

بطريق جدى الحادة اذ

لا تاثير للمقدرة

الحادثة عنده وهذا

المذهب مائل الى

الجبر ولهذا يسمى

بالجبر المتوسط وقال

الاستاذ ابو اسحق

بندوں کے

اختیاری فعل خلق و ایجاد کی حیثیت سے

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف منسوب

ہیں اور کسب و اکتساب کی کوشش کے

تعلق کے باعث بندوں کی قدرت کی

طرف منسوب ہیں۔ بندوں کی حرکت

کو حق تعالیٰ کی قدرت کی طرف

منسوب کرنے کے اعتبار سے خلق کہتے

ہیں اور بندے کی قدرت کی طرف

منسوب کرنے کے اعتبار سے کسب کہتے

ہیں برخلاف اشعری کے کہ (اس کا

خیال) اس طرف گیا ہے کہ بندوں کا

اپنے افعال میں ہرگز کچھ اختیار نہیں

ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بطریق جبری

الطوات بندوں کے اختیار کے بعد

افعال کو ایجاد کیا ہے۔ کیونکہ وہ قدرت

حادثہ کے لیے کوئی تاثر نہیں جانتا۔ یہ

مذہب بھی جبر کی طرف راجع ہے۔ اسی

لئے اس کو جبر المتوسط کہتے ہیں۔ استاذ

ابو اسحاق

الاسفرائینی بتاثر  
 القدره الحادثة فی  
 اصل الفعل . وحصول  
 الفعل بمجموع  
 القدرتین وقد جوز  
 اجتماع المؤثرین  
 علی اثر واحد بجهتین  
 المختلفتین وقال  
 القاضی ابوبکر  
 الباقلانی بتاثر القدره  
 الحادثة فی وصف  
 الفعل بان يجعل الفعل  
 موصوفاً بمثل کونه  
 طاعة ومعصيته  
 والمختار عند العبد  
 الضعیف تاثر القدره  
 الحادثة فی اصل  
 الفعل وفی وصفه معا  
 اذ لا معنی للتاثر فی  
 الوصف بدون التاثر  
 فی الاصل اذ الوصف  
 اثره المتفرع علیہ

اسفرائینی اصل فعل میں  
 قدرت حادثہ کی تاثر کا اور دونوں  
 قدرتوں کے مجموعہ سے فعل کے حاصل  
 ہونے کا قائل ہے اور اس نے اثر  
 واحد پر دو مختلف جہتوں کے لحاظ سے دو  
 موثروں کا جمع ہونا جائز قرار دیا ہے۔

قاضی ابوبکر باقلانی وصف فعل میں  
 قدرت حادثہ کی تاثر کا قائل ہے۔ اس  
 طرح کہ اس فعل کو طاعت یا معصیت  
 کے ساتھ موصوف کیا جائے۔ اس  
 خاکسار بندہ ضعیف کے نزدیک مختار یہ  
 ہے کہ اصل فعل اور وصف فعل  
 دونوں میں قدرت حادثہ کی تاثر ہے  
 کیونکہ اصل کی تاثر کے بغیر وصف کی  
 تاثر کے کچھ معنی نہیں ہیں کیونکہ  
 وصف اس کا اثر ہے جو اسی پر متفرع  
 ہے (یعنی اسی سے نکلا ہوا ہے) لیکن وہ



لکنہ محتاج الی تاثیر  
 زائد علی تاثیر اصل  
 الفعل اذ وجود  
 الوصف زائد علی  
 وجود الاصل ولا  
 محذور فی القول  
 بالتاثیر وان کبر ذلک  
 علی الاشعری  
 اذالتاثیر فی القدرة  
 ایضا بایجاد اللہ  
 سبحانہ کما ان نفس  
 القدرة بایجادہ تعالی  
 ایضا واقول بتاثیر  
 القدرة هو الاقرب الی  
 الصواب ومذهب  
 الاشعری داخل فی  
 دائرة الجبر فی  
 الحقیقة اذ لا اختیار  
 عنده۔ حقیقة ولا  
 تاثیر للقدرة الحادثہ  
 اصلا عنده الا ان الفعل  
 الاختیاری عند

اصل فعل کی تاثیر پر زائد تاثیر کا محتاج  
 ہے کیونکہ وصف کا وجود اصل کے وجود  
 پر زائد ہے اور قدرت حادثہ یعنی بندہ  
 کی قدرت کی تاثیر کے قائل ہونے میں  
 کوئی محذور یعنی ڈر نہیں ہے اور یہ  
 بات اشعری کو ناگوار ہے کیونکہ قدرت  
 حادثہ میں وصف تاثیر کا ہونا بھی حق  
 تعالیٰ کی ایجاد سے ہے جیسا کہ نفس  
 قدرت حق تعالیٰ کی ایجاد ہے اور  
 قدرت حادثہ کی تاثیر کا قائل ہونا ہی  
 ثواب اور بہتری کے قریب ہے اور  
 اشعری کا مذہب در حقیقت دائرہ جبر میں  
 داخل ہے کیونکہ اس کے نزدیک بندہ کا  
 ہرگز اختیار نہیں اور نہ ہی قدرت  
 حادثہ کی کوئی تاثیر ہے سوائے اس کے  
 کہ فعل اختیاری



جبریہ کے نزدیک فاعل کی طرف حقیقی طور پر منسوب نہیں کیا جاتا بلکہ مجازی طور پر اور اشعری کے نزدیک حقیقی طور پر فاعل کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے لیے حقیق طور پر اختیار ثابت نہیں ہے جبکہ فعل حقیقی طور پر بندہ کی قدرت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے خواہ قدرت مجمل طور پر موثر ہو جیسا کہ اشعری کے

سوا اہل سنت والجمعات کا مذہب ہے خواہ مدار محض ہو جیسا کہ اشعری کا مذہب ہے اور اسی فرق سے اہل حق کا مذہب اہل باطل کے مذہب سے جدا ہو جاتا ہے فاعل سے فعل کا حقیقی طور پر نفی کرنا اور مجازی طور پر اس کے لیے ثابت کرنا جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے محض کفر ہے اور ضرورت سے انکار

الجبرية لا ينسب الى الفاعل حقيقة بل مجازا وعند الاشعري ينسب الى الفاعل حقيقة وان لم يكن الاختيار ثابتا له حقيقة لان الفعل

ينسب الى قدرة العبد حقيقة سواء كانت القدرة موثرة ولو في الجملة كما هو مذهب غير الاشعري من اهل السنة او مدارا محضا كما هو مذهب وبهذا الفرق يتميز مذهب اهل الحق عن مذهب اهل الباطل ونفى الفعل عن الفاعل حقيقة واثباته له مجازا كما هو مذهب الجبرية كفر محض وانكار عن الضرورية قال صاحب

التمهيد ومن الجبرية  
 من قال بان الفعل من  
 العبد ظاهر او مجازا اما  
 في الحقيقة لا  
 استطاعة لنا والعبد  
 كالشجر اذا حركتها  
 الريح تحركت  
 فكذلك العبد مجبورا  
 كالشجر وهذا كفر  
 ومن اعتقد هذا يصير  
 كافرا وقال ايضا في  
 مذهب الجبرية قولهم  
 ان ليس للعباد افعال  
 على الحقيقة لافي  
 الخير ولا في الشر وما  
 يفعل العبد فالفاعل  
 هو الله سبحانه وهذا  
 كفر۔

ہے صاحب تمہید نے کہا ہے کہ بندہ  
 سے فعل کا صادر ہونا ظاہری اور مجازی  
 طور پر ہے لیکن حقیقت میں اس کے  
 لیے کوئی استطاعت و طاقت حاصل  
 نہیں جیسا کہ درخت جو ہوا کے چلنے  
 سے ہلتا ہے اسی طرح بندہ بھی درخت  
 کی طرح مجبور ہے یہ بات کفر ہے اور  
 جس شخص کا یہ عقیدہ ہو وہ کافر ہے نیز  
 اس نے فرمایا ہے کہ مذہب جبریت میں  
 بعض اس بات کے قائل ہیں کہ افعال  
 خواہ شر ہو خواہ خیر حقیقی طور پر بندوں  
 کے نہیں ہیں بندے جو کچھ کرتے ہیں  
 ان کا فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ بھی کفر  
 ہے۔

وايضا قال۔ وحنوا للرجل الملعونون الذين يقولون بان المعصية لا تضر والعاصي لا يعاقب روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لعنة المرجة على لسان سبعين نبيا وندمهم باطل بالضرورة الفرق الظاهر بين حركة البطش و حركة الارتعاش و لنعلم قطعا ان الاول باختياره دون الثاني والنصوص القطعية تنفي هذا المذهب ايضا لقوله تعالى "جزاء بما كانوا يعملون"۔ وقول سبحانه "فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر" الى غير ذلك

یہ جبریہ ملعون وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ معصیت ضرر نہیں دیتی اور عاصی کو عذاب نہ دیا جائیگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ "مرجہ کو ستر انبیاء کی زبان سے لعنت کی گئی ہے" اور ان کا مذہب باطل ہے اس لیے کہ حرکت بطش اور حرکت ارتعاش میں فرق ظاہر ہے اور سب کو معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ حرکت اول اس کے اختیار سے ہے اور دوسری نہیں اور نصوص قطعیہ اس مذہب کی نفی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہ اس کی جزا ہے جو وہ عمل کرتے تھے"۔ اور فرماتا ہے "جو چاہے مومن بن جائے اور جو چاہے کافر بن جائے"۔

پیر محمد نے تین مرتبہ عقیدہ جبر پر اقرار کیا:

یہ واضح ترین عبارت جس سے یہ معلوم ہوا کہ بندہ حقیقتاً فاعل اور کاسب ہے نہ کہ مجازاً جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے اور واجب تعالیٰ خالق علی الحقیقت ہے سننے کے بعد اگرچہ پیر محمد کے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی مگر پھر بھی وہ کہنے لگا کہ یہ تم نے بالکل غلط کہا ہے بلکہ جو کچھ میں کہ رہا ہوں وہ صحیح ہے اور میرے نزدیک اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے حالانکہ وہ اپنے اس فاسد دعویٰ کے لیے کسی بھی معتبر کتاب کا کوئی حوالہ پیش نہ کر سکا۔ اس کے بعد اس فقیر نے جبریہ کی تکفیر پر علمائے اہل سنت و جماعت کے اقوال اور فقہائے عظام کی عبارتیں پیش کیں کہ اللہ تعالیٰ کو اعمال کا

کاسب ٹھہرانا اور بندہ کو مجبور محض جاننا کفر ہے اور باطل ہے۔ (جبریہ کی تردید سے متعلق ہم چند اور عبارات آگے پیش کریں گے)۔ تو پیر محمد نے کہا کہ میرا تو یہی عقیدہ ہے اور اگر اس عقیدہ سے کوئی کافر ہوتا ہے تو میں اولاً کافر ہوں۔ بحث و مباحثہ کے کچھ وقفہ کے بعد پھر کہا کہ اس عقیدہ سے کوئی کافر ہوتا ہے تو میں اولاً کافر ہوں۔ اسی طرح بحث و مباحثہ کے کچھ وقفہ بعد تیسری مرتبہ کہا کہ اگر اس عقیدہ سے کوئی کافر ہوتا ہے تو میں اولاً کافر ہوں۔ (گویا اپنی بات کو تین مرتبہ دہرایا)۔ اس پر اس فقیر نے کہا کہ اگر تمہارا یہی جبری عقیدہ ہے تو تم اپنے اقرار کے مطابق کافر ہی ہو۔

### پیر محمد نے کسب اور خلق سے متعلق تمام آیات کا انکار کیا:

بعد ازاں اس فقیر نے کہا کہ قرآن مجید میں کئی جگہ بندہ کو کاسب ٹھہرایا ہے۔ اس لحاظ سے بندہ کے اختیاری افعال اور کسب و اکتساب سے مطلقاً انکار کرنا بالفاظ دیگر قرآن کریم سے انکار کرنا ہے۔ اس پر پیر محمد نے کہا کہ قرآن کریم میں کسب کے متعلق کوئی بھی ایسی آیت نہیں جس میں بندہ کو کاسب ٹھہرایا ہو۔ تو اس فقیر نے کہا کہ تم تو صریحاً قرآن کریم کی آیات سے انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لا یكلف اللہ نفساً الا وسعها لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۸۶) یہ قطعی آیت ہے جو اختیار عباد اور کسب انسان کی صریح نص ہے اسی طرح جزاء بما کانوا یعملون۔ (سورہ واقعہ آیت ۲۴) اور بما کسبت ایدی الناس یکسبون (سورہ روم آیت ۴۱) وغیرہ متعدد آیات قرآنی کسب کے ثبوت میں وارد ہیں اور تم جاہل نے واضح طور پر آیات قرآنی کا انکار کر دیا۔ اسی اثنا میں پیر پیران حبیب الرحمن صاحب نے یہ آیت بھی تلاوت کی۔ و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون (سورہ یس آیت ۲۳)۔ اسی طرح کئی دوسری آیات قرآنی عباد کے کسب کے ثبوت میں واضح طور پر وارد ہیں۔ (اسی

مسئلہ سے متعلق قرآنی آیات کا مکمل جدول آگے پیش کیا جا رہا ہے۔  
 پیر محمد نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کو ”کرتا“ یعنی کسب منسوب ہو گا اور ”پیدا  
 کرتا“ یعنی خلق و ایجاد اللہ تعالیٰ کو منسوب نہ ہو گا۔ اس بنا پر پیر محمد کی طرف سے  
 تمام آیات متعلقہ بالخلق سے بھی انکار لازم آیا۔ اس لیے ہم آگے جدول آیات  
 متعلقہ بالکسب (جو کہ بندہ کی صفت حادثہ ہے) کے ساتھ ساتھ آیات متعلقہ بالخلق  
 (جو کہ صفت الخالق کے ساتھ متعلق ہے) دونوں لکھ رہے ہیں تاکہ قارئین کرام پر  
 بخوبی واضح ہو جائے کہ بدترین کافر پیر محمد چشتی نے کتنی آیات قرآنیہ متعلقہ  
 بالکسب والخلق سے صریح انکار کیا ہے۔

## جدول آیات متعلقہ بالکسب

نمبر شمار	آیات	پارہ سورہ	آیت نمبر
۱	وویل لہم مما یکسبون	البقرہ	۷۹
۲	تلك امة قد دخلت لہا ما کسبت	"	۱۳۴
۳	تلك امة قد دخلت لہا ما کسبت ولکم ما کسبتن	"	۱۳۱
۴	اولئک لہم نصیب مما کسبوا	"	۲۰۲
۵	ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم	"	۲۲۵
۶	لا یقدرون علی شیء مما کسبوا	"	۲۶۴

- ٧ يا ايها الذين امنوا انفقوا ٣ " ٢٦٤  
من طيبت ما كسبتم
- ٨ ثم توفى كل نفس ٣ " ٢٨١  
ما كسبت
- ٩ لها ما كسبت وعليها ٣ " ٢٨٦  
ما اكتسبت
- ١٠ ووفيت كل نفس ٣ ال عمران ٢٥  
ما كسبت
- ١١ ثم توفى كل نفس ٣  
ما كسبت
- ١٢ للرجال نصيب مما ٥ النساء ٣٢  
اكتسبوا وللنساء نصيب  
مما اكتسبن
- ١٣ واللداءر كسبهم بما كسبوا ٥ " ٨٨
- ١٤ ومن يكسب اثما فانما ٥ " ١١١  
يكسبه على نفسه
- ١٥ ومن يكسب خطيئة او ٥ " ١١٢  
اثما
- ١٦ فاقطعوا ايديهما جزاء بما ٦ المائدة ٣٨  
كسبا
- ١٧ ويعلم ما تكسبون ٤ الانعام ٣
- ١٨ اولئك الذين ابسلوا بما ٤ " ٤٠  
كسبوا

- ۱۹ ان الذين يكسبون الاثم ۸ " ۱۲۰
- ۲۰ وكذلك نولى بعض ۸ " ۱۲۹  
الظلمين بعضا بما كانوا  
يكسبون
- ۲۱ او كسبت فى ايمانها ۸ " ۱۵۸  
خييرا
- ۲۲ ولا تكسب كل نفس الا ۸ " ۱۶۳  
عليها
- ۲۳ فذوقوا العذاب بما كنتم ۸ الاعراف ۳۹  
تكسبون
- ۲۴ فاخذنهم بما كانوا ۹ " ۹۶  
يكسبون
- ۲۵ جزاء بما كانوا يكسبون ۱۰ التوبه ۸۲
- ۲۶ اولئك مأويلهم النار بما ۱۱ يونس ۸  
كانوا يكسبون
- ۲۷ والذين كسبوا السيئات ۱۱ " ۲۷  
جزاء سيئة بمثلها
- ۲۸ هل تجزون الا بما كنتم ۱۱ " ۵۲  
تكسبون
- ۲۹ يعلم ما تكسب كل نفس ۱۳ الرعد ۴۲



- ۲۰ فما اغنى عنهم ما كانوا  
يکسبون ۱۳ الحجر ۸۳
- ۲۱ لكل امرئ  
ما اکتسب من الاثم ۱۸ النور ۱۱
- ۲۲ وما تدرى  
ماذا تکتسب غدا ۲۱ لقمن ۳۳
- ۲۳ والذین  
یؤذون ۲۲ الاحزاب ۵۸  
المثومین والمؤمنت  
بغير ما اکتسبوا
- ۳۴ ولو یؤاخذ الله الناس  
بما کسبوا ۲۲ قاطر ۴۵
- ۳۵ وتشهد ارجلهم بما كانوا  
یکسبون ۲۳ یس ۶۵
- ۳۶ وقیل للظلمین ذوقوا  
ما کنتم تکتسبون ۲۳ الزمر ۲۴
- ۳۷ وبدا لهم سیات ما کسبوا ۲۴ " ۴۸
- ۳۸ فما اغنى عنهم ما كانوا  
یکسبون ۲۴ " ۵۰
- ۳۹ فاصابهم سیات ما کسبوا ۲۴ " ۵۱
- ۴۰ الیوم تجزی کل نفس بما  
کسبت ۲۴ المؤمن ۱۷
- ۴۱ فما اغنى عنهم ما كانوا  
یکسبون ۲۴ " ۸۲

- ۴۲ فاخذتهم صعقة العذاب ۲۴ حم السجده ۱۷  
 الهون بما كانوا يكسبون  
 ۴۳ فيما كسبت ايدىكم ۲۵ الثور ۳۰  
 ۴۴ او يوبقهن بما كسبوا ۲۵ " ۳۴  
 ۴۵ ولا يغنى عنهم ما كسبوا ۲۵ الجافيه ۱۰  
 ۴۶ ليجزى قوما بما كانوا ۲۵ " ۱۴  
 يكسبون  
 ۴۷ ولتجزى كل نفس ۲۵ " ۲۲  
 بما كسبت  
 ۴۸ كل امرئ بما كسب ۲۷ الطور ۲۱  
 رهين  
 ۴۹ كل نفس بما كسبت ۲۹ المدر ۳۸  
 رهينه  
 ۵۰ كلا بل ران على قلوبهم ۳۰ التفتيت ۱۴  
 ما كانوا يكسبون  
 ۵۱ ما اغنى عنه ماله وما ۳۰ اللب ۲  
 كسب

### جدول آیات متعلقہ بالخلق

- ۱ هو الذى خلق لكم ما فى ۱ البقره ۲۹  
 الارض جميعا  
 ۲ ان فى خلق السموت ۲ " ۱۶۴  
 والارض

- ۳ ولله ملك السموت  
والارض وما بينهما  
يخلق ما يشاء
- ۴ الحمد لله الذي خلق  
السموت والارض
- ۵ وخلق كل شئ وهو بكل  
شئ عليم
- ۶ ان ربك هو الخلاق العليم
- ۷ اوليس الذي خلق  
السموت والارض بقدر  
على ان يخلق مثلهم بل  
وهو الخلاق العليم
- ۸ الله خالق كل شئ
- ۹ ومن آيته خلق السموت  
والارض
- ۱۰ ولقد خلقنا الانسان
- ۱۱ خلق الانسان
- ۱۲ هو الله الخالق البارئ  
المصور
- ۱۳ الم تروا كيف خلق الله  
سبع سموت طباقا
- ۱۴ لقد خلقنا الانسان في  
احسن تقويم
- ۱۷ المائدة ۶
- ۱ الانعام ۷
- ۱۰۱ " ۷
- ۸۶ الحجر ۱۳
- ۸۱ يس ۲۳
- ۶۲ الزمر ۲۴
- ۲۹ الشورى ۲۵
- ۶۶ ق ۲۶
- ۳ الرحمن ۲۷
- ۲۴ الحجر ۲۸
- ۱۵ نوح ۲۹
- ۴ التين ۳۰

اب قارئین کرام خود انصاف کریں کہ کیا پیر محمد ان تمام آیات سے انکار کر کے کفر کے درجہ میں پہنچ نہیں گیا؟ ان آیات سے انکار پر وہ ابھی تک نہ تو تائب ہوا اور نہ اپنے کفر پر ندامت کا اظہار کیا اور نہ یہ کہا کہ مغلوب الغضب ہو کر سہوا اور خطایہ الفاظ میرے منہ سے نکل گئے۔

### پیر محمد چشتی کے بیان پر گواہوں کے اسماء:

اس واقعہ مذکورہ میں مدعی جو اپنے ہی بیان کے ذریعہ تواتر کی حد سے متجاوز کر گیا اس کے عینی گواہ موجود ہیں کہ اب وہ انکار کی جرات بھی نہیں کر سکتا۔ ان گواہوں نے مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب، مفتی غلام فرید صاحب اور مولانا فضل سبحان صاحب کے حضور میں بھی مذکورہ واقعہ پر گواہی دی ہے۔ ان گواہوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

مولوی محمد عارف آخند زادہ صاحب، مولوی عبدالکریم صاحب، مولوی سید محمد ویز باچا صاحب، مولوی بسم اللہ صاحب، مولوی رحیم گل صاحب، مولوی شہین اللہ صاحب، مولوی محمد اسلم صاحب، مولوی محمد عبداللہ صاحب، مولوی سید احمد علی شاہ صاحب کراچی، مولوی اسد اللہ صاحب، حاجی المرگل صاحب، مولوی صاحب گل عرف غزنی مولوی صاحب، صوفی غلام الرحمن صاحب، طالب العلم میراجان صاحب، طالب العلم محمد یسین صاحب، مولوی عبدالکلیم صاحب، سید کا کاخیل باچا صاحب، سید اسلام باچا صاحب، مولوی سید نور علی شاہ باچا صاحب، مولوی حفیظ اللہ صاحب (وزیرستان)، صوفی محبوب علی خان صاحب، مولوی نجم الدین صاحب، مولوی غلام رحمان صاحب، قاری جمال الدین صاحب، مولوی لعل الرحمن صاحب، مولوی حبیب الرحمن عرف پیر پیران صاحب، مولوی محمد حمید صاحب۔

ہم نے بارہا پیر محمد پر یہ واضح کیا ہے کہ کسب ”یعنی ہونا۔ کرنا“ صفتہ حادثہ بندہ کی صفت واقعہ بالہ جارحہ ہے اور اشیاء کا پیدا کرنے والا یعنی ”خالق“ اللہ تعالیٰ

ہی ہے اور بندہ سے کسب کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ کو کسب منسوب کرنا باطل اور مذہب جبریہ ہے جو کہ صریح کفر ہے چونکہ اس مذہب جبریہ میں ضروریات دین سے انکار موجود ہے لہذا آیات مبارکہ، احادیث نبویہ، اقوال مفسرین و محدثین و فقہا اور متکلمین اس باطل مذہب کی نفی کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ فی تردید الجبریہ :

قرآنی آیات تو آپ سابقہ صفحات پر جدول میں ملاحظہ کر چکے اب احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر صفحہ ۲۳ جلد ۱ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ میری امت میں سے دو فرقوں کا اسلام صنفان من امتی لیس میں حصہ نہیں ہے ایک جبریہ (مرجئہ) لهما فی الاسلام نصیب اور دوسرا قدریہ۔  
المرجئۃ والقدریۃ -

یہی مذکورہ بالا حدیث ترمذی شریف صفحہ ۷۳ جلد ۲ میں بھی موجود ہے نیز تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۳۱۶ پر بھی مذکورہ بالا روایت موجود ہے۔

اقوال محدثین فی تردید الجبریہ :

حدیث بالا کی شرح میں ملا علی قاری صاحب مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۷۷ جلد ۱ پر رقمطراز ہیں۔

يقولون الافعال كلها  
بتقدير الله تعالى  
وليس للعباد فيها  
اختيار وانما لا يضر مع  
الايمان معصية كما  
لا ينفع مع الكفر طاعة

وہ کہتے ہیں کہ تمام افعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں اور بندہ کا اس میں کوئی اختیار نہیں اور ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ سے کوئی ضرر نہیں جیسا کہ کفر کی موجودگی میں اطاعت فائدہ مند نہیں۔ ایسے ہی ابن الملک نے کہا اور طیبی فرماتے ہیں کہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان بغیر عمل کے قول کا نام ہے اسی لیے عمل کو قول سے موخر کرتے ہیں اور یہ محض غلط ہے بلکہ حق یہ ہے کہ مرجئہ ہی جبریہ ہیں جو کہ اس بات کے قائل ہیں کہ فعل کی بندہ کی طرف نسبت ایسے ہے جیسا کہ پتھر کی طرف ہو۔

كذا قال ابن الملك  
وقال الطيبي قيل هم  
الذين يقولون الايمان  
قول بلا عمل  
فيؤخرون العمل عن  
القول وهذا غلط بل  
الحق ان المرجئة هم  
الجبرية القائلون بان  
اضافة الفعل الى العبد  
كاضافة  
الجمادات - (مرقاۃ المفاتيح  
شرح مشکوٰۃ)

اسی طرح حدیث مذکور کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

واکثر برانند کہ مرجئہ نام فرقہ جبریہ  
است کہ گویند کہ بندہ را فعلی نیست و  
اور امدخل و اختیاری در ان اصلانہ۔  
و نسبت فعلی بوی بمنزلہ نسبت فعلی  
بجمادات است۔ (اشعۃ اللمعات۔  
شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۱۲)  
اکثر کا قول یہ ہے کہ مرجئہ جبریہ ہی کا  
ایک فرقہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بندے کا  
کوئی فعل نہیں اور بندہ کو اس میں کسی  
قسم کا دخل و اختیار نہیں اس کی طرف  
فعل کی نسبت جمادات کی طرف افعال  
کی نسبت کی مانند ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جبریہ والے بندوں سے فعل اور کسب کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور حدیث مذکورہ کی رد سے جبریہ خارج از اسلام

اور کافر ہیں کیونکہ جبریہ فرقہ نصوص قطعیہ اور ضروریات دین کا انکار کرتا ہے۔  
 علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری صفحہ ۲۱۵ جلد ۳ پر رقمطراز  
 ہیں۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ لعنتہم ولعنہم اللہ وکل نبی مجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ والمتسلط بالجبروت لیعزمن اذ لہ اللہ ویزل من اعزہ اللہ لحرمتہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ والتارک لسننتی۔ (رواہ البیہقی فی المدخل ورزین فی کتابہ)  
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ فرقے ایسے ہیں کہ میں بھی ان پر لعنت بھیجتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے اور ہر برگزیدہ پیغمبر نے ان پر لعنت بھیجی ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (۲) اور تقدیر خداوندی کی تکذیب کرنے والا (۳) اور جبروت پر تسلط کرنے والا تاکہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے انہیں عزت دے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے انہیں ذلیل کرے (۴) اور اللہ تعالیٰ کی حرمت کو حلال سمجھنے والا (۵) اور میری عزت کی بے حرمتی کو حلال سمجھنے والا (۶) اور میری سنت کو ترک کرنے والا۔

قلت الزائد فی کتاب اللہ الروافض یزیدون فی کتاب اللہ عشرة اجزا فوق ثلثین جزءً ویزعمون ان عثمان



اسقطها من القرآن  
 ويزعمون ان سورة  
 الاحزاب مثل سورة  
 البقرة والمستحل من  
 عتره النبي صلى الله  
 عليه وسلم الخوارج و  
 المكذب بقدر الله  
 المعتزلة وهم المشار  
 اليه بهذه الايت  
 والمستحل لحرمة  
 المرجئة القائلين  
 بالجبر والمتسلط  
 بالمجبروت السلاطين  
 الظلمة والتارك  
 لسنته جميع اهل  
 الاهواء:-

میں کتا ہوں کہ کتاب اللہ میں زیادتی  
 کرنے والے روافض ہیں کہ کتاب  
 اللہ میں تمیں پاروں کے علاوہ دس  
 پارے اور زیادہ کرتے ہیں اور زعم  
 باطل سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر افترا  
 کرتے ہیں کہ انہوں نے دس پارے  
 ساقط کر دیے اور یہ گمان بھی کرتے ہیں  
 کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کی مثل ہے  
 اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت محترمہ کی بے  
 حرمتی کرنے والے خوارج ہیں اور  
 تقدیر کی تکذیب کرنے والے معتزلہ  
 ہیں جو کہ اس میں مشار الیہ ہیں اور اللہ  
 تعالیٰ کی بے حرمتی کرنے والے فرقہ  
 جبریہ ہیں جو کہ جبر پر قائل ہیں اور  
 جبروت پر تسلط کرنے والے ظالم بادشاہ  
 ہیں اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تارکین  
 تمام اہل ہوا (یعنی فرق ضالہ) ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ جبریہ ملعونین ہیں اور ملعون (ملعون اعتقادی) کافر ہی ہوتا ہے  
 کیونکہ مسلمان ملعون نہیں ہو سکتا نیز یہ مسئلہ بھی اعتقادات کا ہے اور اعتقادات  
 کے باب میں ملعونیت اعتقادی مراد ہوتی ہے جو کہ کفر ہی ہے اور ایک لاکھ چوبیس  
 ہزار انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدترین  
 فرقہ پر لعنت بھیجی ہے جیسا کہ حدیث مذکورہ سے واضح ہوا۔

اسی طرح مفسر مذکورہ تفسیر مذکور صفحہ ۳۰ جلد ۵ پر رقمطراز ہیں۔

”ولكن الناس انفسهم

یظلمون“ (سورہ یونس آیت ۴۴) ”لیکن جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔“

بافساد ہا و تفویت  
منافعها و ترک  
الاستدلال فالایۃ دلیل  
علی ان العبد لہ کسب  
وانہ لیس مسلوب  
الاختیار بالکلیۃ کما  
زعمت الجبریۃ۔ (تفسیر  
مظہری جلد ۵ صفحہ ۳۰)

کیونکہ وہ اپنے نفس کو فاسد کر دیتے  
ہیں اور اس کے منافع کو فوت کرتے  
ہیں اور آیات قرآنیہ سے استدلال  
ترک کرتے ہیں پس اس آیت میں اس  
بات پر دلیل ہے کہ بندہ کے لیے کسب  
ثابت ہے اور بندہ بالکل یہ مسلوب  
الاختیار نہیں جیسا کہ فرقہ جبریہ اپنے  
زعم فاسد سے بندہ کو مسلوب اختیار  
قرار دیتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جبر نصوص قطعیہ سے مستفی ہے اور بندہ کے لیے کسب  
آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ علامہ امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی قدس  
سرہ اپنی تفسیر نسفی (معروف بتفسیر مدارک) جلد اول صفحہ ۵۸۱ میں تحریر فرماتے  
ہیں۔

وفی لایۃ ”وما رمیت  
اذ رمیت...“ (سورہ انفال  
آیت ۱۷) بیان علی ان فعل  
العبد مضاف الیہ کسبا  
والی اللہ خلقا۔ لا کما  
تقول الجبریۃ  
والمعتزلۃ لانہ اثبت  
الفعل من العبد بقولہ  
”اذ رمیت“ ثم نفاه عنہ

اور آیت (وما رمیت اذ  
رمیت) میں بات ثابت ہے کہ بندہ  
کو اپنا فعل کسب کی جہت سے منسوب  
ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہی فعل بندہ خلق  
کی جہت سے منسوب ہے پس جبریہ اور  
معتزلہ کا مذہب باطل ہے کیونکہ اللہ  
تعالیٰ نے ”اذ رمیت“ سے بندہ

واثبتہ للہ تعالیٰ بقولہ کے لیے فعل ثابت کیا اور ”ولکن  
 ”ولکن اللہ رمی“ اللہ رمی“ سے دوبارہ فعل بندہ  
 ”ولکن اللہ قتلہم“ (تفسیر سے نفی کیا اور ”ولکن اللہ  
 قتلہم“ سے بھی بندہ سے فعل سلب  
 کیا۔ (پس اثبات کسا ہے اور نفی خلعا  
 ہے جس میں جبریہ اور قدریہ دونوں کی  
 تردید ہو گئی)۔

مذکورہ تحقیق کی تائید میں ملا علی قاری صاحب اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں  
 اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

وما رمیت (خلقا) اذ  
 رمیت (کسبا) ولكن  
 اللہ رمی ای ولكن اللہ  
 خلق الرمی فی  
 المصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم۔ (فالاثبات  
 والنفی  
 المذکورین)  
 اور آپ ﷺ نے رمی پیدا نہیں کیا  
 جبکہ آپ ﷺ کسب کے اعتبار سے  
 رمی کرتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رمی پیدا  
 کیا۔ (پس نفی اور اثبات اس آیت میں  
 خلق و کسب کی جہت سے ہیں)

تو معلوم ہوا کہ خالق اللہ تعالیٰ ہے اور کاسب ہر صورت میں اپنے افعال  
 اختیار یہ کا بندہ ہی ہے اسی طرح متکلم جلیل، مفسر کامل، جامع العلوم اہر و البیواطن علامہ  
 شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ”روح البیان“ جلد ۴ صفحہ ۴۸ میں فرماتے  
 ہیں۔

(ولكن الناس انفسهم يظلمون الآية) بافساد الاستعداد الفطري في مخالقات الاوامر والنواهي الشرعية۔ انتھی وفيہ دلیل علی ان للعبد کسبا وانہ لیس مسلوب الاختیار بالکلیۃ کما زعمت الجبریۃ وان کل ما بتلی بہ فانما اتی من جانبہ۔

(لیکن لوگ اپنے آپ پر خود ظلم کرتے ہیں) کہ اپنی استعداد فطری کو اوامر اور نواہی شرعیہ کی مخالفت کی وجہ سے فاسد کرتے ہیں اور ظالم آیت میں اس بات پر دلیل ہے کہ بندہ کے لیے کسب ثابت ہے اور بندہ مسلوب الاختیار نہیں ہے بالکلہ جیسا کہ جبریہ نے زعم فاسد سے بندہ کو مجبور ٹھہرایا ہے اور یہ بھی باطل ہے کہ بندہ جس چیز سے موصوف ہو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب ہوگا۔

اسی طرح مفسر مذکور تفسیر مذکور صفحہ ۲۰۲ جلد ۴ پر رقمطراز ہیں۔

(اولا یزالون مختلفین۔ سورہ صود آیت ۱۱۸) فی الایۃ اثبات الاختیار للعبد لما فیہا من النداء علی انہم صرفوا قدرتہم وارادتہم الی کسب الاختلاف فی الحق فان وجود الفعل بلا فاعل محال سواء کان موجبا اولاً۔ وهو قول متوسط وقول بین القولین (ای قول الجبریۃ والقدریۃ) وذلك لان الجبریۃ اثنتان متوسطۃ - تثبت کسبا فی الفعل کا الاشعریۃ من اهل السنۃ والجماعۃ وخالصۃ لا تثبتہ کا الجہمیۃ وان القدریۃ یزعمون ان کل عبد خالق لفعله لا یرون الکفر والمعاصی بتقدیر اللہ

(اور ہمیشہ کے لیے لوگ اختلاف کرتے رہیں گے) اس آیت میں بندہ کے لیے اختیار کا ثبوت ہے کیونکہ اس میں بیان ہوا کہ لوگوں نے اختلاف فی الحق کے کسب کے لیے اپنا ارادہ اور قدرت صرف کیا۔ کیونکہ فعل کا وجود فاعل کے بغیر ناممکن ہے خواہ فاعل موجب ہو یا نہ ہو اور بندہ کے لیے اختیار ارادہ اور کسب ثابت کرنا قول متوسط ہے اور جبریہ و قدریہ کے درمیان صحیح مذہب ہے کیونکہ جبریہ دو فرقے ہیں (۱) جبریہ متوسطہ جو کہ فعل میں کسب ثابت کرتے ہیں جیسا کہ اشعریہ اہل سنت و جماعت اور (۲) جبریہ خالصہ کہ فعل میں بندہ کا کسب ثابت نہیں کرتے جیسا کہ فرقہ جہمیہ اور قدریہ کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اور کفر و معاصی کو اللہ کی تقدیر سے

فنحن معاشر اهل السنة نقول- العبد كاسب والله خالق اي فعل العبد حاصل بخلق الله اياه عقيب ارادة العبد وقصد الجازم بطريق جري العادة بان الله يخلقه عقيب قصد العبد ولا يخلقه بدونه فالمقدور الواحد داخل تحت القدرتين المختلفتين لان فعل مقدور الله من جهة الایجاد ومقدور العبد من جهة الكسب- يقول الفقير قوله تعالى "وما رميت اذ رميت ونحوه لاينا في الاختيار- (لان المنفى خلق الرمي والمثبت كسب الرمي كما مر انفا في عبارات المدارك وشرح الفقه اكبر لملا على القاري-)

قرار نہیں دیتے اور ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ بندہ کاسب اور اللہ خالق ہے یعنی بندہ کا فعل بندہ کے ارادہ اور قصد جازم صرف کرنے کے بعد جری العادة کے طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے خلق و ایجاد سے حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے

قصد کے بعد اس کا فعل خلق کر دیتا ہے اور بندہ کے قصد کے بغیر خلق نہیں فرماتا۔ پس مقدور واحد دو مختلف قدرتوں کے تحت داخل ہے کیونکہ فعل اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی جہت سے مقدور ہے اور بندہ کاسب کی جہت سے مقدور ہے اور فقیر (اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا ہے کہ آیت (وما رمیت اذ رمیت) اور اس کی امثال بندہ کے اختیار کے منافی نہیں ہیں۔ (کیونکہ بندہ سے منفی رمی کا پیدا کرنا ہے اور رمی کاسب بندہ کے لیے ثابت ہے جیسا کہ تفسیر مدارک اور شرح فقہ اکبر الملا قاری سے واضح ہو گیا۔)

علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تفسیر "روح البیان" جلد اول صفحہ ۲۰ پر مسئلہ

مذکور کی تحقیق میں فرماتے ہیں۔

وفیہ ایضا۔ تحقیق  
لمذهب اهل السنة  
والجماعة اذ فیہ  
اثبات الفعل من العبد  
والتوفیق من اللہ فیہ  
رد الجبرية النافیین  
للفعل من العبد بقوله  
”ایاک نعبد“ ورد  
المعتزلة النافیین  
للتوفیق والخلق من  
اللہ۔  
تقدیر اور خلق اللہ کیلئے ہیں جبکہ کسب اور فعل حادثہ بندے  
کیلئے:

اسی طرح علامہ مفسر مذکور اپنی اسی تفسیر میں صفحہ ۲۴۲ جلد ۲ پر یوں تحریر کرتے  
ہیں۔

واعلم ان للاعمال اربع  
مراتب منها مرتبتان للہ  
تعالیٰ ولیس للعبد  
فیہما مدخل وھما  
التقدیر والخلق ومنها  
مرتبتان للعبد هما  
اور جان لو کہ اعمال کے لیے چار  
مراتب ہیں۔ ان میں سے دو مرتبے  
خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بندے  
کا ان میں کوئی دخل نہیں اور وہ دو  
مرتبے تقدیر اور خلق اشیاء ہیں اور باقی



الكسب والفعل فان  
 الله تعالى منزہ عن  
 الكسب وفعل السیئة  
 وانهما يتعلقان بالعبد  
 ولكن العبد وکسبه  
 مخلوق خلقه الله  
 تعالى كما قال (والله  
 خلقکم وما تعملون سورہ  
 الصافات آیت ۹۶) فهذا تحقیق  
 قوله (قل کل من  
 عند الله) ای خلقا  
 وتقدير لا کسبا وفعلا  
 فافهم واعتقد فانه  
 مذهب اهل الحق  
 وارباب الحقیقة کذا  
 فی تاویلات النجمیة -

دو مرتبے خاص بندہ کیلئے ہیں کہ وہ  
 کسب اور فعل حادثہ ہیں کیونکہ اللہ  
 تعالیٰ کسب اور برے افعال (بلکہ تمام  
 حادث افعال) سے منزہ ہے۔ پس کسب  
 اور برے افعال (حادث افعال بندہ کے  
 ساتھ تعلق رکھتے ہیں لیکن بندہ اور بندہ  
 کے افعال اللہ نے پیدا کیے ہیں جیسا کہ  
 ارشاد ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے تم کو اور  
 تمہارے اعمال کو پیدا کیا ہے“۔ پس  
 اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ تمام چیزیں  
 اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور خلق سے ہیں اللہ  
 تعالیٰ کے کسب اور فعل سے نہیں۔  
 (کیونکہ فعل و کسب اور تقدیر و خلق میں  
 واضح فرق ہے) پس یہ یاد رکھو کہ یہ اہل  
 حق اور ارباب حقیقت کا مذہب اور  
 عقیدہ ہے۔

اسی جلد ثانی میں مفسر مذکور صفحہ ۲۵۸ پر اس طرح رقمطراز ہیں۔

و اعلم ان الجبریة  
 ذهبت الی انه لا فعل

للعبد اصلا ولا اختیار

جان لو کہ جبریہ کا مذہب یہ ہے کہ بندہ

وحرکتہ بمنزلة  
 حرکات الجمادات۔  
 والقدرية الى ان العبد  
 خالق لفعله ولا يرون  
 الكفر والمعاصي  
 بتقدير الله تعالى  
 ومذهب اهل السنة  
 والجماعة القول  
 المتوسط وهو اثبات  
 الكسب للعبد واثبات  
 الخلق لله تعالى۔ ”روح  
 البيان“

مذکورہ بالا تمام اقوال سے معلوم ہوا کہ ایک ہی فعل دو قدرتوں کے تحت ہے  
 اہل سنت وجماعت مآثورید یہ کے نزدیک بندہ کے لیے قدرت حادثہ، ارادہ حادثہ،  
 تاثیر حادثہ اور کسب و فعل حادثہ ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے قدرت قدیمہ اور  
 ارادہ قدیمہ ثابت ہیں جو کہ اشیاء کے پیدا کرنے میں موثر ہیں یعنی قدرت وجود  
 فعل اور عدم فعل دونوں سے متعلق ہے اور ارادہ خلق و عدم میں سے کسی ایک کی  
 جانب مرجع ہوتی ہے جو کہ تخصیص احد المقدورین سے معبر ہے پس بندہ کا ارادہ  
 موثر فی الکسب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ موثر فی الخلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت  
 ایجاد اشیاء سے متعلق ہے اور بندہ کی قدرت تصرف الموجودات سے متعلق ہے  
 جس کو کسب کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے پس بندہ کے افعال بارادۃ اللہ اور بقدرت  
 اللہ ہیں من حیث الکسب والا کساب۔ اس لیے اہل سنت فرماتے ہیں کہ۔

وافعال العباد کلها

بارادۃ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال بالکلیہ اللہ تعالیٰ کے  
ومشیۃ (ای من حیث ارادے اور مشیت سے خلق اور ایجاد  
الخلق والایجاد) ہوتے ہیں۔

پس ارادہ خداوندی اور قدرت خداوندی کے تعلق ایجاد کی وجہ سے بندہ  
مسلوب القدرۃ والاختیار اور مسلوب الارادہ نہیں ہے جبکہ جبریہ ملعونہ تعلق  
قدرت اور ارادہ خداوندی کی وجہ سے بندہ سے کسب اور اختیار بلکہ ارادہ حادثہ  
اور قدرت حادثہ مع تاثیر الحادثہ کی نفی کرتے ہیں اور خلق و ایجاد اور کسب و  
اکتساب میں تفریق نہیں کر سکتے۔

اسی بنا پر علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر "روح للعانی" جلد دہم  
صفحہ ۱۹۱ میں آیت وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ (سورہ الدھر آیت  
۳۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وفی تفسیر الکبیر  
ہذہ الایۃ من الایات  
التی تلاطھت فیہا  
امواج القدر والجبر  
فالقدری یتمسک  
بالجملۃ الاولی ویقول  
ان مفادھا کون مشیۃ  
العبد مستلزمۃ للفعل  
وہو مذہبی۔ والجبری  
یتمسک بضم الجملۃ  
الثانیہ ویقول ان  
مفادھا ان مشیۃ اللہ  
تعالیٰ مستلزمۃ  
تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ مذکورہ ان  
آیات میں سے ہے جس میں جبر اور قدر  
کی امواج نے جوش مارا ہے پس قدریہ  
جملہ اولی (فمن شاء منکم...) سے  
تمسک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ  
اس کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کی اپنی  
مشیت فعل کے لیے مستلزم ہے اور یہی  
میراندہب ہے اور جبریہ آیت کے جملہ  
ثانی (وما تشاؤن الا ان  
یشاء اللہ) سے تمسک کرتے ہیں  
اور کہتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ  
اللہ تعالیٰ کی مشیت بندہ کی مشیت کے  
لے مستلزم ہے۔ پس دونوں جملوں

لمشية العبد فيتحصل  
 من الجملتين ان مشية  
 الله تعالى مستلزم  
 لمشية العبد وان  
 مشية العبد مستلزمة  
 لفعل العبد لان مستلزم  
 المستلزم مستلزم  
 وذلك هو الجبر وهو  
 صريح مذهبي وتعقب  
 بان هذا ليس بالجبر  
 المحض المسلوب مع  
 الاختيار بالكلية بل  
 يرجع ايضا الى امر بين  
 امرين وقدر بعض  
 الاجلة مفعول يشاء۔  
 الاتخاذ والتحصيل ردا  
 للكلام على الصدر (اي  
 الشرطية النافية) فقال  
 ان قوله سبحانه وما  
 تشاؤون... تحقيق للحق  
 ببيان ان مجرد مشيتهم  
 غير كافيه في اتخاذ  
 السبيل ولا تقدر

سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ کی مشیت بندہ کی مشیت کے لیے  
 مستلزم ہے اور بندہ کی مشیت بندہ کے  
 فعل کی لیے مستلزم ہے چونکہ (قاعدہ  
 اجنبیہ کے مطابق) مستلزم کا مستلزم،  
 مستلزم ہوتا ہے (پس اللہ تعالیٰ کا ارادہ  
 بندہ کے فعل کے لیے مستلزم ہے) اور  
 یہی جبر کا عقیدہ ہے اور صریحی طور پر  
 ہمارا مذہب ہے اور یہ بھی جبریہ کہتے  
 ہیں کہ یہ جبر محض نہیں ہے کہ اس کے  
 ساتھ بالکل اختیار مسلوب ہو بلکہ پھر  
 بھی بات دو امر کے درمیان ہے اور  
 بعض علماء کے نزدیک (ان یشاء  
 اللہ میں) یشاء کا مفعول اتخاذ اور  
 تحصیل ہے تاکہ صدر کے جملہ شرطیہ  
 نافیہ کے لیے رد ہو جائے۔ پس یہ علماء  
 کہتے ہیں کہ یہ قول خداوندی کہ  
 (وما تشاؤون...) حق حقیق کے  
 لیے تحقیق ہے اور وہ یہ ہے کہ بندوں  
 کی مجرد مشیت راہ پکڑنے میں کافی نہیں  
 ہے جیسا کہ شرطیہ کے ظاہر سے معلوم

على تحصيله فى وقت  
من الاوقات الا وقت  
مشية تعالى اتخاذه  
وتحصيله لكم اذ لا  
دخل لمشية العبد الا  
فى الكسب وانما  
التاثير (الايجادى)  
والخلق لمشية الله عز  
وجل - وذلك ان  
الاولى افهمت  
الاستلزام والثانية  
بينت ان هذه المشية  
المستلزمة لا تتحقق  
الا وقت مشية الله  
تعالى اياها فكانه قيل  
وما تشاؤن مشية  
تستلزم (خلق) الفعل الا  
وقت ان يشاء الله تعالى  
مشيتكم تلك (يخلق  
الله الفعل بمشية  
وقدرته عقيب صرف  
ارادتكم الى الكسب)  
فتامل وانت تعلم ان هذه

ہوتا ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ تم لوگ  
راستہ پکڑنے کی مشیت نہیں کر سکتے اور  
تم لوگ اس بات کی تحصیل پر اس وقت  
تک قادر نہیں ہو جب تک اللہ تعالیٰ  
تمہارے اس راستہ کے پڑنے کا ارادہ  
نہ کر لے کیونکہ بندہ کی مشیت کے لیے  
مداخل صرف اور صرف کسب میں ہے  
اور تاثير ايجادى اور خلق و ايجاد اللہ کی  
مشیت کے لیے ہے.... کیونکہ پہلے جملہ  
سے معلوم ہوا کہ بندہ کی مشیت فعل  
کے لیے مستلزم ہے اور دوسرے جملہ  
میں یہ بیان ہوا کہ بندہ کی مشیت  
مستلزمہ للفعل اس وقت تک خلق و  
ايجاد فعل میں موثر نہیں ہے جب تک  
کہ اللہ تعالیٰ خود اس کے خلق و ايجاد  
کے لیے ارادہ نہ کرے گویا اس طرح  
فرمایا کہ تم لوگ اس طرح مشیت نہیں  
کر سکتے کہ فعل کے خلق و ايجاد کے لیے  
مستلزم ہو بلکہ جب اللہ تعالیٰ اس بات  
کا ارادہ کرے کہ بندہ کے ارادہ میں  
فعل کا استلزام خلق کرے۔ پس اللہ  
تعالیٰ تمہارے ارادہ میں صرف کرنے  
کے بعد اپنے ارادہ و مشیت سے بندہ

## المسئلة من محار

الافهام ومزال اقدام کے افعال پیدا کرتا ہے۔ پس سوچو اور

تم سمجھتے ہو کہ یہ مسئلہ افہام کے جل

اقوام بعد اقوام۔ (روح جانے کا موضوع ہے اور بہت سے لوگوں

المعانی "جلد دہم) کے اقدام کے پھسلنے کا مقام ہے۔

پس معلوم ہوا کہ نفی و اثبات مثبت 'بندہ کے لیے اختلاف جہتین کی

وجہ سے ہے یعنی بندہ کے لیے مثبت حادثہ موثرہ فی الکلب ثابت ہے اور مثبت

موثرہ فی الحلق بندہ سے مستفی ہے جیسا کہ آیت و ما رمیت اذ رمیت میں

بھی نفی اور اثبات اختلاف جہتین کی وجہ سے ہے کما مر تفصیلاً۔ اور بندہ سے

مثبت موثرہ فی الکلب مستفی کرنا عقیدہ جبریہ ہے اور نصوص قطعیہ سے انکار ہے

کیونکہ مثبت موثرہ فی الکلب بندہ کے لیے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

پس جو چاہے ایمان اختیار کر سکتا ہے

اور جو چاہے (اپنے کسب سے) کفر

اختیار کر سکتا ہے۔ (دوسری جگہ ارشاد

ہے) پس جو چاہے اپنے رب کی راہ

(اپنے کسب سے) اختیار کرے۔

فمن شاء فليؤمن ومن

شاء فليکفر (سورہ الکہف

آیت ۲۹) وفي آية اخرى

فمن شاء اتخذ الى ربه

سبيلاً۔ (سورہ الدھر آیت ۲۹)

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اختیار عبد اور بندہ کے لیے ارادہ حادثہ موثرہ فی الکسب کے ثبوت میں صریحی نصوص ہیں پس جبریہ ملعونہ و ماتشائون... سے مشیت مطلقہ کے انتفاء پر استدلال کرتے ہیں اور بندہ سے کسب و اختیار کی نفی کرتے ہیں اور دیگر نصوص (جو کہ اختیار عباد اور بندوں کے لیے مشیت کسی کے ثبوت پر صریحاً دال ہیں) سے بارہا انکار کرتے ہیں۔ یہ ضروریات دین سے انکار ہے جو کہ کفر صریح ہے۔

یہ جبریہ بندہ سے اختیار کی نفی کرتے ہیں تو آیت و ماتشائون... اور اس کی امثال سے استدلال کرتے ہیں۔ اسی طرح فرقہ قدریہ تقدیر خداوندی سے انکار کے وقت لو کانوا عندنا ماماتوا و ماقتلوا (آل عمران آیت ۱۵۶) سے استدلال کرتے ہیں۔ پس ان مواضع پر ان آیات سے استدلال کرنا بالفاظ دیگر جبریت اور قدریت پر تصریح ہے۔

امام شہرستانیؒ کی عبارت فی تردید الجبریہ :

۴۲۸

امام شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الملل و النحل جلد اول مقدمہ رابعہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

واعتبر حال طائفة  
اخرى من المنافقين  
يوم احد۔ اذ قالوا۔ "هل  
لنا من الامر من شيء" (آل  
عمران آیت ۱۵۴) وقولهم۔  
"لو كان لنا من الامر  
شيء ماقتلنا ههنا"  
وقولهم "لو كانوا عندنا  
ماماتوا وماقتلوا۔" فهل  
احد کے دن منافقین کے ایک فرقہ سے  
عبرت حاصل کرو جبکہ انہوں نے کہا  
"کیا ہمارے لیے فتح کے امر سے کوئی چیز  
ہے؟" اور یہ بھی کہا "اگر ہمارے لیے  
فتح کی کوئی چیز ہوتی تو ہم ادھر قتل نہ  
ہوتے۔" اور یہ بھی کہا "اگر یہ  
(مومنین) ہمارے پاس رہتے (جہاد کے  
لیے نہ جاتے) تو نہ مرتے اور نہ قتل  
ہوتے" پس یہ تمام باتیں عقیدہ قدریہ



ذلک الا تصریح پر تصریح ہیں (اور تقدیر خداوندی سے  
 بالقدر۔ وقول طائفۃ انکار ہے) اور مشرکین کے ایک فرقہ  
 من المشرکین "لو شاء اللہ ما عبدنا من دونه من  
 شیء" (النحل آیت ۳۵) وقول ہوتی تو ہم اللہ کے سوا کسی اور کی  
 طائفۃ۔ "انطعم من لو عبادت نہ کرتے" اور دوسرے طائفہ  
 یشاء اللہ اطعمہ" (یٰسین) نے کہا "کیا ہم ان (مساکین) کو طعام  
 آیت ۴۷) فهل ذلک الا دے دیں اگر اللہ کی مشیت ان کے  
 تصریح بالجبر۔ "الملل ہمراہ ہو جائے تو ان کو طعام دے دے  
 والنحل۔ صفحہ ۲۸ جلد ۱" گا" پس (مشیت خداوندی سے  
 استدلال کر کے بندہ سے اختیار اور  
 کسب نفی کرنا) ظاہری طور پر جبریہ کے  
 عقیدہ پر تصریح ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ارادۃ اللہ کے تعلق ایجاد کی وجہ سے جبر لازم نہیں ہے  
 بلکہ علم خداوندی اور ارادہ خداوندی اختیار عباد کو اور بھی موکد بناتا ہے۔ شرح  
 عقائد میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

لما ثبت بالبرهان ان الخالق هو اللہ تعالیٰ وبالضرورة ان لقدرة العبد و ارادته مدخلا فی بعض الافعال کحرکت البطش دون البعض کحرکت

جیسا کہ دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ خالق اور پیدا کرنے والا ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ بندہ کی قدرت اور ارادہ کے لیے بعض افعال میں دخل موجود ہے مثلاً حرکت بطش میں

الارتعاش احتجنا  
التفصی عن هذا  
المضيق الى قول بان  
الله تعالى خالق والعبد  
كاسب وتحقيقه ان  
صرف العبد قدرته  
وارادته الى الفعل  
كسب وايجاد الله  
تعالى الفعل عقيب  
ذلك خلق والمقدور  
الواحد داخل تحت  
قدرتين لكن بجهتين  
مختلفتين فالفعل (ای  
فعل العبد) مقدور الله  
تعالى بجهة الایجاد  
ومقدور العبد بجهة  
الكسب... ففعل العبد  
ينسب الى الله تعالى  
بجهة الخلق والى  
العبد بجهة الكسب....  
”شرح عقائد نسفی از علامہ تفتازانی  
رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۶۵-۶۶

بندہ مختار ہے اور بعض افعال میں بندہ کا  
اختیار نہیں ہے جیسا کہ حرکت ارتعاش  
میں اختیار موجود نہیں ہے پس اس تنگی  
سے خلاصی کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ  
لہ تعالیٰ خالق ہے اور بندہ کاسب ہے  
اور اس بات کی تحقیق یہ ہے کہ بندہ  
کافعل کے لیے اپنی قدرت اور ارادہ  
صرف کرنا کسب ہے اور اس کے بعد  
اللہ تعالیٰ کے اس فعل کی ایجاد کو خلق  
کہا جاتا ہے اور مقدور واحد و قدرتوں  
کے تحت مختلف جہات سے داخل ہے  
پس بندہ کافعل اللہ تعالیٰ کا مقدور ہے  
ایجاد اور خلق کی حیثیت سے اور بندہ کا  
کسب کی جہت سے مقدور ہے پس بندہ  
کافعل اللہ تعالیٰ کو خلق و ایجاد کی جہت  
سے منسوب ہوگا اور بندہ کو کسب کی  
جہت سے منسوب ہوگا۔

اسی طرح علامہ سعد الدین بن عمر التفتازانی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقائد صفحہ ۶۴-۶۵ پر جبریہ کی تردید میں فرماتے ہیں۔

وللعباد  
اختیار یہ یثابون بها ان  
كانت طاعة ويعاقبون  
عليها ان كانت معصية  
لا كما زعمت الجبرية  
انه لا فعل للعبد اصلا  
وان حركاته بمنزلة  
حركات الجمادات  
لا قدرة عليها ولا قصد  
ولا اختيار وهذا باطل  
لانا نفرق بالضرورة بين  
حركة البطش  
وحركة الارتعاش  
ونعلم ان الاولى  
باختياره دون الثانية  
ولانه لو لم يكن للعبد  
فعل اصلا لما صح  
تكليفه ولا يترتب-

اور بندہ کے لیے اختیاری افعال ہوتے  
ہیں اگر نیکی کے افعال ہوں تو انہیں  
ثواب دیا جاتا ہے اور اگر معاصی کے  
افعال ہوں تو انہیں عذاب دیا جاتا ہے  
(ایسا عقیدہ نہ رکھو) جیسا کہ جبریہ نے  
باطل زعم کیا ہے کہ بندہ کے لیے کوئی  
فعل نہیں ہے اور اس کی حرکات  
جمادات کی حرکات کی طرح ہیں۔ ان  
افعال پر بندہ کے لیے نہ قدرت ہے نہ  
قصد اور نہ اختیار اور یہ مذہب بدیہی  
طور پر باطل ہے کیونکہ ہم حرکت  
اختیاری اور ارتعاشی کے درمیان واضح  
فرق کر سکتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں  
کہ پہلی حرکت اختیاری ہے اور  
دوسری اضطراری۔ نیز اگر بندہ کے  
لیے بالکل فعل نہیں تو اسے مکلف بنانا  
صحیح نہیں اور پھر اس کے افعال پر

ثواب اور عقاب بھی مرتب نہیں ہو سکتا اور نہ وہ افعال جو مسبوق بالقصد والاختیار ہیں بندہ کی طرف منسوب ہوتے مثلاً فلاں نے نماز پڑھی، اور لکھا اور روزہ رکھا بخلاف اس کے کہ غلام لبا ہو گیا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا اور نصوص قطعیہ اس مذہب جبریہ کی نفی کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ”یہ بدلہ اس کی وجہ سے ہے جو وہ دنیا میں عمل کرتے تھے“۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ ”جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کر لے“۔ وغیرہ وغیرہ۔

استحقاق الثواب والعقاب علی افعالہ ولا اسناد الافعال الی تقتضی سابقۃ القصد والاختیار الیہ علی سبیل الحقیقۃ مثل صلے و کتب وصام بخلاف مثل طال الغلام واسود لونہ والنصوص القطعیۃ تنفی ذلک کقولہ تعالیٰ ”جزاء بما کانوا یعملون“ وقولہ تعالیٰ ”فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر“ الی غیر ذلک۔

یوں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات سے واضح ہوا کہ بندہ کے اختیار اور کسب سے انکار کرنا فی الحقیقت قرآن کریم سے انکار کرنا ہے کیونکہ قرآن کریم میں ایک ہزار آیات امر کے بارے میں وارد ہیں پس اگر بندہ کو مجبور کہا جائے تو آیات متعلقہ بالامر سے انکار لازم آیا کیونکہ عاجز و مجبور شخص کو عقلاً اور شرعاً مامور بالادامر نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ اسی طرح قرآن کریم ایک ہزار آیات نہی کے متعلق وارد ہیں پس اگر بندہ سے کسب اور اختیار نفی کیا جائے اور اسے مجبور و عاجز قرار

دیا جائے تو تمام آیات متعلق بالنواہی سے انکار لازم آیا کیونکہ مجبور اور عاجز شخص کو منہی بالنواہی ٹھہرانا بھی عقل اور نقل کی رو سے ممتنع ہے نیز ایک ہزار آیات وعد اور ایک ہزار آیات وعید کے متعلق وارد ہیں جن میں نیک عقائد، اعمال اور اخلاق اختیار کرنے کی صورت میں ثواب و اجر اور جنت کا وعدہ جبکہ برے عقائد، اعمال اور اخلاق اختیار کرنے کی صورت میں دوزخ اور غضب خداوندی کی وعید کا بیان ہوا ہے اور یہ ظاہریات ہے کہ جس طرح نیک عقائد، اعمال اور اخلاق بندوں کے اپنے اختیار سے ہیں۔ پس بندہ کو مسلوب الاختیار اور مجبور محض ٹھہرانا ان دو ہزار آیات متعلقہ بالوعد والوعید سے انکار کرنے کو مستلزم ہے۔ اسی طرح پانچ سو آیات احکام کے متعلق ہیں اور احکام کو بجالانا بھی بندوں کے اختیار اور کسب میں ہے تو بندے کو مجبور ٹھہرانے کی صورت میں ان سے بھی انکار لازم آیا نیز ایک ہزار آیات قصص اور ایک ہزار آیات امثال کے متعلق وارد ہیں۔ اور ان قصص میں

بھی بیان ہوا ہے کہ فلاں پیغمبر یا فلاں شخص نے فلاں وقت میں فلاں کام کیا تھا اور امثال سے بھی واضح ہوتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کام اختیار کیا تھا تو اس میں بھی بندوں کے کسب اور اختیار کا ذکر ہوا ہے نیز ایک سو آیات دعا کے متعلق وارد ہیں جس میں بندہ اپنے اختیار سے دعا کرتا ہے یا بندے کو دعا کرنے کا امر ہوتا ہے اور چھیانوہ آیات ناسخ اور منسوخ کے متعلق وارد ہیں جس میں مابقی اقسام کی رو سے اختیار عباد اور کسب عباد واضح ہے۔

بندے کو مجبور ٹھہرانا تمام قرآن سے انکار کرنا ہے :

بندے کے کسب اور اختیار سے انکار کرنا اور اسے مجبور محض اور عاجز محض ٹھہرانا تمام قرآن کریم سے انکار کرنے کو مستلزم ہے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور آئمہ اربعہ کی تقلید اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین تبع تابعین اور اولیائے امت کی اتباع سے انکار کرنے کو بھی مستلزم ہے چونکہ وہ حضرات کرام سب کے سب مخلوق تھے تو شفاعت کس طرح کر سکتے ہیں؟ اتباع کس طرح کر سکتے ہیں؟ تقلید اور تحقیق کس طرح کر سکتے ہیں؟ لوگوں کو صراط مستقیم اور نیک اعمال کی ہدایت کس طرح کر سکتے ہیں؟ بلکہ یہ بات تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت رسالت اور شرائع سے انکار کرنے کو مستلزم ہے اور حکمت خداوندی سے صریحی طور پر انکار کرنا بھی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اختیار کسب اور قدرت حادثہ مع تاثیر الحادثہ اور ارادہ کسی اپنی حکمت عظیم کی بنا پر عطا فرمائے ہیں اور انہیں مکلف بھی بنایا ہے نیز دوزخ اور جنت میں جانا اور دیدار خداوندی سے مشرف ہونا بھی بندوں کے برے اور نیک اعمال اور عقائد کے کسب کی بنا پر ہے اس لیے جبریہ بدترین کافر ہیں اور ستر انبیاء نے بھی ان پر لعنت بھیجی ہے جیسا کہ واضح ہوا کہ یہ فرقہ مخلوق کو مجبور سمجھتا ہے۔

اسی طرح مولانا نصیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”شرح مکتوبات“ جلد اول حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۸۹ اور صفحہ ۴۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

جیسا کہ طائفہ قدریہ مخلوق کو اپنے افعال کا خالق قرار دیتا ہے اور فرقہ جبریہ بندہ کو جمادات اور پتھر کی طرح مجبور قرار دیتا ہے اور افعال کے صدور میں بندہ کو بے اختیار قرار دیتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ انسان ایک پتھر اور جماد کا حکم رکھتا ہے پس جس طرف اس کو ڈالا جاتا ہے اسی طرف میلان کرتا ہے مگر اہل سنت والجماعت نے ذریعہ مانی راہ اختیار کر کے فرمایا ہے کہ وہ فعل جو انسان اپنے کسب اور اختیار سے کرتا ہے دو قوتوں کے اثر سے صورت پذیر ہوتا ہے کہ ان دو قوتوں میں سے ایک تخلیقی اور دوسری کسبی ہے جو کہ بندہ کے قصد سے صادر ہوتا ہے۔

صاحب تمہید رحمۃ اللہ علیہ نے جبریہ کے وہ اقوال جو بندہ سے مجبور ہونے کے متعلق ہیں کفر قرار دیا ہے جیسا کہ بہت ساری آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے ملاحظہ کرنے سے بندہ کا مختار ہونا ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”جو چاہے اپنے اختیار سے ایمان لائے اور جو چاہے اپنے اختیار سے کفر کرے۔“ پس اس آیت کریمہ سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اپنے فعل میں اختیار رکھتا ہے اور بندہ کی قدرت کے لیے تاثیر ثابت ہے (جیسا کہ اہل سنت ماتریدیہ کا مذہب ہے)۔

### ایک شبہ کا ازالہ :

بعض اوقات جبریہ ملعونہ تقدیر، ارادہ خداوندی اور اذن خداوندی کے متعلق نصوص سے اپنے زعم فاسد سے کافرانہ استدلال کرتے ہیں کہ بندہ مجبور ہے اور بندہ کے برے اور اچھے افعال میں بندہ کے لیے اختیار نہیں ہے بلکہ خیر و شر اللہ تعالیٰ کی تقدیر و ارادہ اور اذن و قدرت سے ہے۔

یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ تقدیر خداوندی و ارادہ و اذن خداوندی اور چیز ہے اور بندہ کا اختیار و کسب اور چیز۔ تقدیر خلق و ایجاد سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ بھی موثر فی الخلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کسب سے کسی صورت میں بھی متصف نہیں ہو سکتا ورنہ قدم الحادث یا حدوث القدیم کا استحالہ لازم آئے گا جو کہ



کفر ہے کما مر فی تحقیق الشان۔ اور بندہ سے اختیار اور کسب نفی کرنا بھی کفر بواجہ ہے۔ کما مر انفا۔ پس خیر و شر کا تقدیر خداوندی پر وقوف ہونا بندہ کی مجبوریٰ اور مسلوب الاختیاریت کو مستلزم نہیں ہے بلکہ خلق و ایجاد واجب الوجود سے ہے اور کسب و اکتساب بندوں کے اختیار سے ہے اس بات کی تائید میں امام معصوم رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات معصومیہ دفتر ثانی مکتوب نمبر ۸۳ میں رقمطراز ہیں۔

بدانند کہ مذہب اہلسنت و جماعت جاننا چاہیے کہ اہلسنت و جماعت کا آئست کہ افعال بندہ از خیر و شر ہمہ بتقدیر و ارادہ حق سبحانہ است و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ۔ و تقدیر عبارت از خلق و ایجاد است و معلوم است کہ خالق و موجد غیر او تعالیٰ کے نیست۔ لا الہ الا هو خالق کل شیء فاعبدوہ (الانعام آیت ۱۰۲) وقال اللہ تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون (الصفت آیت ۹۶) معتزلہ و قدریہ از کمال جہالت و سفاہت انکار قضا و قدر نمودہ افعال بندہ را بقدرت و اختیار بندہ منسوب داشتہ و بندہ را خالق افعال خود گفتہ۔ ضلوا فاضلو۔

جانب چاہیے کہ اہلسنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ بندہ کے خیر اور شر کے افعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور ارادہ کے ساتھ ہیں اور اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور تقدیر خلق و ایجاد سے عبارت ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق اور موجد نہیں ہے "اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چیز کا وہ خالق ہے پس اس کی عبادت کرو"۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "اور اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا ہے"۔ فرقہ معتزلہ اور قدریہ نے اپنی انتہائی جہالت اور نادانی کی بنا پر قضا و قدر سے انکار کر کے بندہ کے افعال کو بندہ کی قدرت اور اختیار سے منسوب کیا ہے اور بندہ کو اپنے افعال کا خود خالق کہا ہے۔ (کیا گمراہی ہے!)



علماء گفتہ اند کہ مجوس ازہما احسن حال  
اند کہ آنہا یک شریک می گویند و انہما  
شرکائے لا یعد و لا یحصی  
اثبات می نمایند۔ بر سر اصل سخن رویم و  
گویم کہ باوجود تقدیر خیر و شر و نسبت  
خلق بحق تعالیٰ ارادہ و اختیار بندہ را در  
وجود فعل او نیز دخل دادہ اند۔ اول  
صرف ارادہ از جانب بندہ می شود بعد  
از اں موافق آن حق تعالیٰ خلق میفرما  
ید و ہمین صرف ارادہ را کسب می  
گویند۔ پس خلق فعل از حق است جل  
و علی و کسب آن از بندہ آنچہ نوشتہ  
بودند لا یتحر کذراۃ الا  
بإذنه و امثال آن باعتبار خلق حق  
است۔ و کشتن قاتل را در عوض  
مقتول و ملامت نمودن گناہگار را و  
عذاب و عقوبت او باعتبار کسب است۔  
و جبریہ ارادہ و اختیار را از د نفی می کنند  
و بندہ را در صدور افعال مجبور می دانند  
در رنگ آن کہ شاخہائے درخت  
را کہے بچینانند بلکہ نسبت فعل را بہ بندہ  
نمی کنند و فاعل این افعال حق را می  
دانند و این کفر است و معتقد آن کافر  
گویند۔ مفعول نیک ثواب خواہد شد

علماء کہتے ہیں کہ ان سے تو آتش پرست  
اچھے ہیں جو ایک چیز (آگ) کو شریک  
ٹھراتے ہیں مگر ان کے شرکاء کا کوئی  
حد و حساب نہیں۔ میں اصل مطلب کی  
طرف آتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اس  
کے باوجود کہ خیر و شر کی تقدیر اور خلق  
کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے فعل کے  
وجود میں بندہ کے ارادہ و اختیار میں بھی  
دخل دیا جاتا ہے پہلے بندہ کی طرف سے  
صرف ارادہ ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس  
کے موافق خلق فرماتا ہے اور ارادہ میں  
اسی تصرف کو کسب کہتے ہیں۔ پس فعل  
کا خلق حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور  
اس کا کسب بندہ کی طرف۔ یہ جو لکھا گیا  
تھا کہ ”اس کی اجازت کے بغیر ذرہ بھی  
حرکت نہیں کرتا“۔ اس کی مثال بھی  
اللہ تعالیٰ کے خلق کے اعتبار سے ہے۔  
مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کرنا،  
گناہگار کو لعنت ملامت کرنا اور سزا دینا  
اس کے کسب کے اعتبار سے ہے۔ اور  
جبریہ بندے سے ارادہ و اختیار کی نفی  
کرتے ہیں اور بندے کو افعال صادر  
کرنے میں مجبور جانتے ہیں اس طرح  
کہ کوئی اور درخت کی ٹہنیوں کو ہلائے

۱۔ فعل بد عذاب نیست و کافران  
و عاصیان معذور اند۔ اینہما را سوائے  
یا عتابے نیست چه افعال ہمہ از حق  
است و اینہما مجبور اند۔ و این کفر است  
حق تعالیٰ می فرماید۔ و قفوہم  
انہم مسئلہ لون (الصفۃ آیت  
۲۳) فور بک لنسئلن ہم  
اجمعین عما کانوا  
یعملون (الحجر آیت ۹۲-۹۳) مرحہ  
ہمینا اند کہ ملعون اند بزبان ہفتاد پیغمبر  
چنانچہ در حدیث آمدہ است مذہب این  
بد کیشان بہد اہت عقل باطل چه فرق  
در حرکت مرتعش کہ بے اختیار دست  
اومی جنبد و کسے کہ دست می جنبد بدی  
است کہ اول باختیار نیست و ثانی  
باختیار است و نصوص قطعیہ نفی این  
مذہب می نماید۔ قال اللہ تعالیٰ  
جزاء بما کانوا  
یعملون۔ و قال حق سبحانہ فممن  
شاء فلیؤمن و ممن شاء  
فلیکفر انا اعتدنا  
للظالمین نارا اگر بندہ مطلقاً  
مسلوب الاختیار باشد حق تعالیٰ چرا  
نسبت ظلم باینہما فرماید کہ و ما

فعل کی نسبت بندہ سے نہیں کرتے بلکہ  
ان افعال کا فاعل اللہ تعالیٰ کو جانتے ہیں  
اور یہ کفر ہے اور اس کا معتقد بھی کافر  
ہے نیک عمل کا ثواب ملے گا اور برے  
عمل پر عذاب نہیں ہے کافر اور گنہگار  
لوگ معذور ہیں ان سے نہ باز  
پرس ہوگی نہ سزا ہوگی۔ تمام افعال حق  
تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور یہ مجبور ہیں  
یہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اور  
ان کو ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جائیگا۔“  
”سو آپ کے رب کی قسم ہم ان سب  
سے ضرور باز پرس کریں گے جو وہ  
اعمال کیا کرتے تھے۔“ یہی مرحہ ہیں  
جن پر ستر پیغمبروں نے لعنت بھیجی ہے  
حدیث میں آیا ہے کہ ان بد عادت  
لوگوں کا مذہب صریحاً عقل کے خلاف  
ہے ایک مرتعش کی حرکت کہ جس میں  
بے اختیار اس کے ہاتھ ہلتے ہیں اور  
دوسرا جو خود ہاتھ ہلاتا ہے کیا فرق ہے؟  
صاف ظاہر ہے کہ پہلی حرکت میں  
اختیار نہیں جبکہ دوسری میں اختیار ہے  
اور نصوص قطعیہ اس مذہب کی نفی  
کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”بدلہ  
ان کے اعمال کا“ اور حق تعالیٰ نے

ظلمهم اللہ ولكن کانوا  
انفسهم یظلمون (النحل آیت  
۳۳) بسیارے از ملاحدہ می خواہند کہ بہ  
بہانہ سلب اختیار خود ہا از ربحقہ  
تکالیف شرعیہ بر آرند و از سوال و  
عقاب آخرت کہ بار تکاب محرمات  
موجود است خلاص سازند خود ہارا مجبور  
و معذور دانند۔ بدیہی امت کہ بندہ را  
این قدر اختیار و توانائی است کہ از  
عہدہ او امر و نواہی تواند بر آمد۔ للفرق  
الظاهر بین حرکت البطش و حرکت  
الارتعاش۔ کما مر۔ حق تعالی کریم است  
بندہ ہارا تکلیف بمالا یطاق نکرده است  
آنقدر تکلیف نموده است کہ از عہدہ  
او تواند بر آمد۔ لا یكلف اللہ  
نفسا الا وسعہا (البقرہ ۲۸۶)  
عجب معاملہ است این جماعت از  
کسایکہ اطاعت آنہا نکتہ و اہلنہارا ایذا  
رسانند بد میرند و در صد انتقام می شوند  
و فرزندان و بد راہ غلام خود ہارا می زنند  
و تادیب می کنند و اگر مرد بیگانہ را بازن  
خود بیند بدی شوند و ایذا می رسانند و  
معذور و مجبور گفتہ چشم پوشی نمی کنند۔  
و باین بہانہ از عذاب اخروی کہ

فرمایا ”پس جو چاہے ایمان لے آئے  
اور جو چاہے کفر کرے۔ یقیناً ہم نے  
ظالموں کے لیے آگ تیار کی ہے۔“  
اگر بندہ بالک مسلوب الاختیار ہوتا تو  
اللہ تعالیٰ ظلم کی بات کیوں کرتا۔ ”اللہ  
تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود  
اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے۔“ بہت  
سے بے دین لوگ یہ چاہتے ہیں کہ  
سلب اختیار کا بہانہ بنا کر خود کو شرعی  
فرائض سے الگ کر لیں اور آخرت  
میں جن برے کاموں کی سزا کا وعدہ کیا  
گیا ہے اس سے رہائی پالیں۔ اس لیے  
خود کو مجبور اور معذور سمجھتے ہیں۔ واضح  
ہے کہ بندہ کو اس قدر اختیار اور طاقت  
دی گئی ہے کہ او امر و نواہی سے عہدہ  
بر آء ہو سکے۔ یہ بات بطش اور  
ارتعاش کی حرکت سے صاف ظاہر  
ہے۔ کما مر۔ حق تعالیٰ مہربان ہے  
بندے کو اس کی طاقت سے زیادہ  
تکلیف نہیں دیتا صرف اسی قدر تکلیف  
دیتا ہے جس قدر وہ برداشت کر سکے  
”اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا  
مگر اسی کا جو اس کی طاقت و اختیار میں  
ہو۔“ اس جماعت (فرقہ) کا یہ عجیب

بنصوص قطعیہ ثابت شدہ است می خواہند کہ خلاصی جویند و ہرچہ خواہند بکتند۔ حق تعالیٰ می فرماید۔ ان عذاب ربک لواقع ۵ مالہ من دافع (الطور آیت ۷)۔ (۸) دیوانہ را اگر در خانہ بنیند معذوری داند و پھنیں ہر گناہی کہ دیوانہ می کند کسی اورا مواخذہ نمی کند میگویند دیوانہ است اورا ز عقل و اختیار بیرون است۔ عیب نہ بود گر گناہی میکند دیوانہ و غیر دیوانہ را مواخذہ می کنند و لہذا می رسانند و معذور نمی دارند۔ و این نیست مگر بجهت آن کہ این صاحب اختیار است و اواز اختیار بیرون است پس محقق شد کہ قدریہ منکر قضاء قدراند و جبریہ کہ نفی اختیار از بندہ می نمایند ہر دواز حق دور افتادہ اند و اہل بدعت (اعتقادی) و ضال و مضل اند و حق متوسط آن است کہ اہلسنت و جماعت بان متہد گشتہ اند۔ مروی است کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ از امام جعفر صادق علیہ السلام پرسید یا ابن رسول اللہ هل فوض اللہ الامر الی العباد فقال

معاملہ ہے کہ جن کی یہ اطاعت نہیں کرتے انہیں تکلیف دیتے ہیں اور برا کہتے ہیں اور جلد بدلہ لیتے ہیں اپنے بیٹوں اور برے غلاموں کو مارتے اور سزا دیتے ہیں اور اگر اپنی بیوی کے ماتھ کسی بیگانے شخص کو دیکھتے ہیں تو براض ہوتے ہیں اور سزا دیتے ہیں اس وقت) مجبور و معذور سمجھ کر چشم پوشی کیوں نہیں کرتے؟ یہ صرف عذاب آخرت جو کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے بچنے کی خواہش رکھتے ہیں اور اپنی ہر خواہش پوری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا۔ کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا“۔ اگر کسی دیوانے شخص کو گھر میں دیکھتے ہیں تو اسے معذور سمجھتے ہیں اور اگر اسی طرح کا کوئی گناہ دیوانہ کرے تو کوئی باز پرس نہیں کرتا کہتے ہیں دیوانہ ہے عقل و اختیار سے عاری ہے ع۔ اگر کوئی دیوانہ گناہ کرے تو یہ عیب نہیں ہے مگر غیر دیوانہ سے باز پرس بھی کرتے ہیں اور سزا بھی دیتے ہیں اور معذور نہیں جانتے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے

اللہ اجل من ان يفوض الربوبية الى العباد فقال هل يجبرهم على ذلك قال الله تعالى اعدل من ان يجبرهم ثم يعذبهم فقال ماذا؟ قال بين البين لا جبر ولا تفويض ولا كره ولا تسليط۔ کافران و مشرکان حجت اور وہ بودند کہ کفر و شرک ماعشیت و ارادت حق تعالی است (و مادران مجبور و مسلوب الاختیار ہستیم) چنانچہ فرمود یقول الذین اشركوا لو شاء الله ما اشركنا ولا ابائونا ولا حرمانا من شئ حق سبحانه این عذر از ایشان قبول نکرد و قول ایشان بر جمل ایشان حمل کرد و داخل تکذیب ایشان ساخت چنانچہ فرموده كذلك كذب الذين من قبلهم حتى ذاقوا باسنا قل هل عندكم من علم فتخرجوه لنا (سورہ انعام آیت ۱۳۸) مکتوبات معصومہ۔ دفتر دوم صفحہ ۱۳۲ مکتوب ۸۳

کہ یہ صاحب اختیار ہے اور وہ اختیار سے عاری ہے پس ثابت ہوا کہ قدر یہ قضاء و قدر کے منکر ہیں اور جبریہ بندہ سے اختیار کی نفی کرتے ہیں۔ دراصل حق سے دونوں دور ہیں اور (اعتقاداً) اہل بدعت ہیں۔ اور گمراہ ہیں اور درمیانی حق وہ ہے جس سے اہلسنت و جماعت ہدایت یافتہ ہیں۔ روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اے رسول اللہؐ کے بیٹے کیا اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کا امر اپنے بندوں کو تفویض کیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس امر سے برتر ہے کہ ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد کرے پھر عرض کیا کیا ان پر جبر کرتا ہے؟ فرمایا یہ بات بھی اللہ کی شان سے بعید ہے کہ پہلے مجبور کرے اور پھر عذاب دے۔ پھر پوچھا یہ کس طرح ہے؟ فرمایا اس کے بین بین ہے نہ جبر کرتا ہے نہ سپرد کرتا ہے نہ ارادہ کرتا ہے اور نہ تسلیط۔ کافر اور مشرک لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہمارا کفر و شرک اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے سے ہے۔ (اور ہم اس میں مجبور اور

مسلوب الاختیار ہیں) چنانچہ فرمایا گیا ”یہ مشرک یوں کہنے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے۔“ (انعام آیت ۱۴۸) حق تعالیٰ نے ان کا یہ عذر قبول نہیں کیا اور ان کے قول کو ان کی جمالت پر مامور کیا ہے اور انہی کا جھوٹ قرار دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اسی طرح جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کی) تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ دیجئے کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو۔“

پس معلوم ہوا کہ جبریہ اشد ترین کافر ہیں اور ان کی اصل مشرکین سے ہے۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اصل یہود سے بیان فرمائی ہے جبکہ مشرکین کے عقائد بھی ان کے اندر موجود ہیں اور مجسمہ اور خوارج کے عقائد بھی ان کے اندر موجود ہیں۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق مجسمہ بھی یہود ہیں (کمانی التفسیر العزیزی) اور چونکہ گستاخان رسول ﷺ کی اصل ابن سبا سے ہے اور ابن سبا زندیق بھی یہودی تھا لہذا خوارج جو گستاخان رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں کی اصل بھی یہود سے ہے۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ تعبیر الروایا صغیر صفحہ ۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔



من رای انه یصلی نحو المشرق فقد وقع فی قول القدریة لان الشرق قبلۃ النصارى والنصارى هم القدریة) ومن رای انه یصلی نحو المغرب فقل وقع فی قول الجبریة لان الغرب قبلۃ الیہود (والیہود هم الجبریة) (اور یہود جبریہ ہیں)

جس نے خواب میں دیکھا کہ مشرق کی طرف نماز پڑھتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ شخص قول قدریہ میں واقع ہوا ہے کیونکہ مشرق نصاری کا قبلہ ہے (اور نصاری قدریہ ہیں) اور جس نے خواب میں دیکھا کہ مکہ سے جانب غرب نماز پڑھتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ شخص جبریہ کے قول میں واقع ہوا ہے کیونکہ بیت المقدس یہود کا قبلہ ہے (اور یہود جبریہ ہیں)

احادیث مبارکہ سے بھی یہ واضح ہے کہ دجال قوم یہود میں سے ہو گا۔ پس ثابت ہوا کہ جبریہ فرقہ دجال ہے اسی لیے ستر انبیاء کی زبان پر ملعون ہیں اور اشد ترین کافر ہیں اور نصوص قطعیہ سے منکر ہیں جیسا کہ ہم نے ”جواب الاستفتاء“ رسالہ میں وضاحت سے لکھا ہے۔

بعض لوگوں نے جبریہ کی تکفیر میں اختلاف کیا ہے لیکن وہ خطا ہے اور جمہور کا مذہب حقہ یہ ہے کہ جبریہ کافر ہیں کیونکہ یہ بدترین طائفہ مخلوق کو مجبور جانتا ہے۔ بنا بریں نصوص قطعیہ سے انکار اور احکام شرعیہ کا ابطال لازم آتا ہے۔

علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”مستطاب حدیقتہ الندیہ“ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۳۰۵-۳۰۶ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

ویجب اکفار الخوارج فی اکفارہم جمیع الامۃ وفی اکفارہم علیؑ ابن ابی طالب

و عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان و طلحة رضی اللہ عنہ والزبیر رضی اللہ عنہ وعائشة رضی اللہ عنہا ....  
 وفي التاتار خانية (واختلف الناس) ای العلماء (فی اکفار المجبرة) وهم الجبرية الذين يقولون ان العبد مجبور۔  
 والقدرية فی طرفی نقیض فالقدرية يقولون ان العبد یخلق افعال نفسه والجبرية يقولون ان کل ما یجری من افعال العبد فهو فعل الله ولا یثبتون للعبد کسبا واهل السنة وسط بین الطریقین لا افراط ولا تفریط ویعتقدون ان الله خالق العبد وما یعمل ویثبتون للعبد قدرة ویسمون ما یصدر عنها کسبا..... الخ

اور خوارج کا تکفیر مسلمانوں پر واجب ہے کیونکہ خوارج دوسری ساری امت مسلمہ کی تکفیر کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی کافر ٹھہراتے ہیں.... اور فتاوی تاتار خانہ میں مذکور ہے کہ علماء کرام نے جبریہ کی تکفیر میں اختلاف کیا ہے اور جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ مجبور ہے۔ پس جبریہ اور قدریہ حق متوسط کی ضد پر ہیں۔ قدریہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے اور جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ سے جو افعال صادر ہوتے ہیں پس یہی اللہ تعالیٰ کے افعال ہیں اور بندہ کے لیے کسب ثابت نہیں کرتے اور اہلسنت دونوں فرقوں کے وسط میں ہیں نہ افراط کرتے ہیں نہ تفریط اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کا خالق ہے اور بندہ کے اعمال کا بھی اور بندہ کے لیے بھی قدرت ثابت کرتے ہیں اور بندہ سے جو افعال صادر ہوتے ہیں ان افعال کو بندہ کے کسب سے مسمی کرتے ہیں۔



اس طرح فتاویٰ برازیہ علی ہاشم عالمگیری صفحہ ۳۱۹ جلد ۶ میں مذکور ہے کہ  
 واختلوا فی المجرۃ علماء نے جبریہ کی تکفیر میں اختلاف کیا  
 والصواب اکفارہم فی ہے لیکن جبریہ کی تکفیر کرنا درست ہے  
 قولہم لیس للعبد فعل کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ بندہ کے لیے کوئی  
 اصلا۔ فعل نہیں۔

مذکورہ بالا تمام عبارات فقہاء و متکلمین واحادیث اور نصوص قطعیہ سے یہ  
 بات واضح ہوئی کہ بندہ سے کسب نفی کرنا اور بندہ سے اختیار و ارادہ نفی کرنا اور  
 اسے مجبور و عاجز ٹھہرانا جبریہ کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ کفر محض اور ضروریات دین  
 سے انکار کرنا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو کاسب ٹھہرانا اور بندوں کے افعال حقیقتاً  
 اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کرنا اور اللہ تعالیٰ کو قبائح منسوب کرنا ہے العیاذ باللہ اور  
 یہ بھی صریحی طور پر اجماعاً کفر ہے۔ پس کسب و اکتساب (یعنی ہونا۔ کرنا) بندہ سے  
 مستفی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس یا شان اقدس یا صفات ازیلہ کی صفت ٹھہرانا  
 عقیدہ جبریہ ہے اور علماء امت نے اس عقیدہ کو کفریہ عقیدہ ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ  
 عبارات مذکورہ سے واضح ہوا اور ہم اس حکم شرعیہ کا اظہار کرتے ہیں اور اس علم  
 شرعیہ کو بیان کر کے لوگوں کو تلقین کرتے ہیں نیز اہل سنت کے اجماعی عقیدہ کی  
 طرف دعوت دیتے ہیں۔

پیر محمد نے اپنے خط میں جبریہ صراحت کی ہے۔

بدترین جبری کافر پیر محمد نے کسب و اکتساب (یعنی کرنا) کو شان خداوندی  
 کی صفت ٹھہرایا ہے اور اپنے معترضانہ خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ سے  
 سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین اسلامی عقیدہ ہے  
 اور ہم پر زبان درازی کی ہے کہ ”آپ لوگوں نے اس عقیدے کے حاملین پر کفر کا  
 فتویٰ صادر کیا ہے“ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ”میں اس عقیدہ رکھنے والوں پر کفر کا حکم  
 لگانا اصول اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔“

معلوم ہوا کہ پیر محمد چشتی اس جبری عقیدہ کو اسلامی عقیدہ ٹھہرا کر جبریہ کا اجر تہی آلہ کار ہے نیز قارئین کرام پر بھی واضح ہو گیا ہے کہ ہم نے جبریہ پر کفر کا حکم نہیں لگایا ہے بلکہ علماء اہلسنت اور فقہائے احناف اور اولیائے امت نے فرقہ جبریہ کو کافر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے ”و یجب ا کفار المجبرة“ (یعنی اس بدترین فرقہ جبریہ کی تکفیر شرعاً واجب ہے) اور ہم تو فقہائے کرام اور متکلمین اہلسنت کے اقوال کا اتباع کرتے ہیں اور حکم شرعیہ کو ظاہر کر دیتے ہیں پس اس حکم شرعیہ واجبہ کے اظہار کو اصول اسلام کے خلاف سمجھنا بالفاظ دیگر ان تمام مذکورہ فقہائے کرام اور متکلمین اہلسنت کی توہین کرنا ہے اور انہی بزرگان دین کو اصول اسلام کے خلاف قرار دینا ہے اور ان کے اظہار حکم شرعیہ واجبہ کو اصول اسلام کے خلاف سمجھنا ہے یا ایمان محض اور اسلام محض کو کفر محض قرار دینا ہے کیونکہ عقائد کے باب میں اصول اسلام کے خلاف عقیدہ کفری ہوتا ہے۔

پس بدترین کافر پیر محمد چشتی چترالی نے ایمان محض کو کفر محض قرار دیا اور جبریہ کی برات میں تمام فقہائے کرام اور متکلمین اہل سنت بلکہ پوری امت مسلمہ کی توہین و تکفیر کر کے خود بد رجھا شد ترین کافر بن گیا۔

الغرض طویل گفت و شنید میں اس فقیر نے پیر محمد چشتی چترالی کو سمجھانے کی بھرپور مشفقانہ کوشش اور بہت سے براہین اس کے سامنے پیش کیے لیکن

ع۔ آں کس کہ نداند و نداند کہ نداند در جہل مرکب ابدار ہر بماند

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

من تکلم فی اللہ وفی  
دینہ من غیر اتقان العلم  
وقع فی الکفر من حیث  
لا یدری۔ (احیاء

جس کسی نے اللہ کے (ذات و صفات و افعال کے) حق میں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں زبان کھولی اور اس کے ساہ کمل علم کلام و علم شرائع نہیں

تھا تو وہ شخص کفر میں واقعہ ہو چکا جس کا اسے پتہ نہیں۔

## پیر محمد چشتی چترالی کے جاہلانہ اعترافات :

پیر محمد نے اپنے پہلے اعتراض میں یہ عبارت لکھی ہے کہ ”کسی مسلمان کو مجمل لفظ یا غلط کلمہ کی وجہ سے کافر کہنا میرے نزدیک اصول اسلام کے خلاف ہے۔“ نیز دسویں اعتراض میں بھی یہ لکھا ہے کہ ”کسی شخص کو بھی کافر نہیں کہا جائیگا۔“ اس کا جواب مدلل طور پر تحریر کیا جاتا ہے۔ درج بالا عبارت میں پیر محمد تین مرتبہ اپنے جمل کا اعتراف کر کے دو مرتبہ کافرانہ اقدام کیا ہے۔

## پہلا جاہلانہ اعتراف :

لفظ مجمل کا معنی اصول فقہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وہو ما اذ د حمت فید اور مجمل وہ لفظ ہے جس کے معانی  
المعانی فاشتبه المراد زیادہ ہوں اور اس کا مراد مشتبه  
به اشتباہا لا یدر کے الا ہو جائے یہاں تک کہ مجمل کے بیان  
ببیان من جهة المجمل کے بغیر اس لفظ مجمل کا مراد بالکل معلوم  
(کذا فی الحسائی) نہیں ہو سکتا۔

پس پیر محمد اور رائیونڈی جبری تبلیغی جماعت والوں کا یہ کہنا کہ کلمہ طیبہ کا مقصد ”اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین“ ہے اور یہی عقیدہ ایمان ہے اور اس عقیدہ پر یقین اور ایمان پختہ کرنے کے لیے ہم یہ محنت کرتے ہیں اور ہم اس ایمان کے اجرا اور اشاعت کے لیے مشقت اٹھا کر تبلیغ کرتے ہیں۔

ہم پیر محمد سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ عبارت مجمل ہے تو پھر اس کا حکم توقف ہے یا اجرا؟ اور اگر مجمل ہے تو پھر اس عقیدہ کی اشاعت پر کونسا ثمرہ مرتب ہو گا؟ اور اگر یہ الفاظ مجمل ہیں تو اس کی تفسیر کیا ہے؟ ہمارا وہ تفسیر کون سے شرعی قواعد پر مبنی ہے؟ جو تفسیر رائیونڈی جبریہ بیان کرتے ہیں وہ تفسیر بالمباین ہے۔ (کما هو ظاہر لمن له اتقان فی العلم) تو کیا یہ عظیم جمل نہیں؟ ان کی یہ

عبارت اپنے معنی پر ظاہر المراد ہے جیسا کہ کئی بار ہم نے واضح کیا ہے۔ تفصیل و تحقیق کے لیے ہمارا رسالہ ”جواب الاستفتاء“ کا مطالعہ کیجئے اس سے معلوم ہوا کہ ہم نے کسی مسلمان کو مجمل لفظ پر کافر نہیں کہا بلکہ رائیونڈی جبری فرقہ والوں کے ظاہری کفر کو بمطابق شریعت غرا کفر کہہ دیا ہے یعنی شریعت نے اس عقیدے کو کفر قرار دیا ہے اور ہم نے یہ حکم شرعی ظاہر کیا ہے پیر محمد جبری فرقے کا اجرتی آلہ کار بن کر وکیل صفائی کا کام انجام دے رہا ہے لیکن یہ وکیل جاہل مرکب اور بہت بڑا احمق نکلا اس وکالت سے تو مقدمہ اور بگڑے گا کیونکہ ظاہر المراد لفظ کو مجمل کہنا حماقت اور جہالت ہے۔

### دوسرا جاہلانہ اعتراف اور پہلا کفرانہ قدم:

مذکورہ اعتراض کی بنا پر پیر محمد کا عقیدہ ہے کہ ”غلط کلمہ کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا“۔

ارے میاں! اگر کوئی شخص غلط کلمہ کہنے سے کافر نہیں ہوتا تو تمہارے نزدیک کیا صحیح کلمہ کہنے سے کافر ہو گا؟ بعض کلمات کفر کے ہیں اور بعض اسلام کے۔ کلمات اسلام کو صحیح کلمات کہتے ہیں اور کلمات کفریہ کو غلط کلمات کہتے ہیں۔ عجب معاملہ ہے کہ اس طرح پیر محمد نے تو نیا دین بنایا اور جاہلانہ اعتراف کر کے اس مصرع کا مصداق بن گیا۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں آزادگان نفس  
پس ایک طرف تو غلط کلمہ (جو فی الحقیقت کلمہ کفری ہوتا ہے۔۔ فی مسائل الاصول والعقائد) کو اپنی جہالت سے کفر نہیں جانتا اور دوسری طرف کفر کو کفر نہ کہنا خود کافر ہوتا ہے کیونکہ اسلام کے تمام علماء کرام نے یک زبان ہو کر فرمایا ہے کہ اسلام کو اسلام جان کر اسلام کہنا اور کفر کو کفر جان کر کفر کہنا ضروریات دین میں سے ہے اگر کوئی مدعی اسلام کسی کفرانہ عقیدہ سے کافر ہو جائے اور پھر بھی کوئی اس کے کفر میں شک کرتا ہے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس شخص نے اسلام کے قطعی امر ہونے میں تردد کیا اور کفر محض پر کفر محض کا اعتقاد نہیں کیا جیسا کہ آگے ضروریات

دین کے مسئلہ میں واضح ہو گا۔ اسلام کا دائرہ اگرچہ وسیع ہے لیکن محدود بھی ہے یعنی اپنی ضد اور نفیض تک ہرگز وسیع نہیں جیسا کہ سورج کی روشنی وسیع ہے لیکن رات کا اندھیرا اس روشنی میں ہرگز داخل نہیں رات اور دن دونوں میں حد مقرر ہے اسی طرح کفر اور اسلام کے درمیان شریعت نے حدود مقرر فرمائی ہیں۔

متکلمین اہلسنت کا اجماعی قاعدہ ہے جو کہ خیالی صفحہ نمبر ۱۶ پر مذکور ہے۔

لا یکفر اهل القبلة فی الامور الاجتهادية اذ قرار نہیں دیتے جبکہ ضروریات دین لانزاع فی کفر من انکر کے منکر کو کافر قرار دینے میں کوئی ضروریات الدین۔ اختلاف نہیں۔

تو کفر کو کفر نہ جاننا جمل قبیح ہے جو کہ شرعاً عذر نہیں بن سکتا اور کفر کو کفر نہ کہنا واضح طور پر کافر ہونا ہے متکلمین اہلسنت نے فرمایا ہے۔

اخرج المومن عن الملة وادخال الکافر فیہ امر عظیم فی الدین ای کفر۔ (بحوالہ اکفار الملحدین) مومن کو بغیر شرعی موجب کے ملت اسلامیہ سے خارج ٹھہرانا اور کافر کو ملت اسلامیہ میں داخل جاننا دونوں چیزیں دین میں امر عظیم یعنی کفر کا ارتکاب ہے۔

پس پیر محمد نے کتنا جاہلانہ اور کافرانہ اقدام کیا؟

تیسرا جاہلانہ اعتراف اور دوسرا کافرانہ قدم:

پیر محمد نے لکھا ہے کہ ”غلط کلمے سے کسی شخص کو کافر کہنا میں اصول اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔۔۔“

اگر کوئی چیز اسلامی اصول کے مطابق اور موافق ہو تو کوئی یہ عقیدہ رکھ کر کہ یہ اسلامی اصول کے موافق و مطابق نہیں ہے تو ایسا شخص جاہل یا متجاہل ہو دونوں صورتوں میں شرعاً کافر ہو جاتا ہے (لانکارہ من الضروریات - کما مر) یا کوئی شخص اسلامی اصول کو غیر اسلامی قرار دے یا غیر اسلامی عقائد

اور اختراعی دین کو اسلامی اصول کہہ دے یا حلال شرعی کو حرام شرعی کہے تو ان تمام صورتوں میں اس شخص کا کافر ہو جانا اجماعی ہے کہ حق کو باطل اور باطل کو حق قرار دینا اور واقع شرعی کو ناواقعہ شرعی کہہ دینا تکذیب شارح اور تردید شرع کو مستلزم ہے جو کہ واضح طور پر کفر اور جہل مرکب ہے۔

پس اب قارئین کرام پر یہ مخفی نہیں رہا کہ پیر محمد نے لکھا ہے کہ غلط کلمے سے کسی شخص کو کافر کہنا اصول اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔۔۔ حالانکہ کافر اور بے دین اور ضروریات دین سے منکر شخص کو کافر کہنا نہ صرف اصول اسلام کے موافق ہے بلکہ واجب اور ضروری ہے پس اس امر واجبہ شرعیہ کو اصول اسلام کے خلاف سمجھنا جہل اور کفر بواح ہے کیونکہ حلال چیز کو حرام قرار دینا اور اصول اسلام کے موافق چیز کو اسلام کے مخالف ٹھہرانا ضروریات دین سے انکار ہے جو کہ کفر ہے۔ اس طرح پیر محمد نے تین مرتبہ جاہلانہ اعتراف عملی اور دو مرتبہ کفرانہ اقدام کیا جیسا کہ اوپر واضح ہوا۔

### دسویں اعتراض کا جواب :

پیر محمد نے دسویں اعتراض میں یہ بات کہی ہے کہ ”آپ لوگوں نے مولانا مودودی، اہل تشیع اور تبلیغی جماعت کو کافر کہہ کر پورے اہل اسلام کی تکفیر کی ہے۔“ اس اعتراض کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ مولانا مودودی اور تبلیغی جماعت والوں کو تو خود پیر محمد نے ہزار ہا بار کافر اور غیر مسلم قرار دیا ہے بلکہ اس کے نزدیک تو ہر دیوبندی اور ہر غیر بریلوی بھی کافر ہے تفصیل آگے آتی ہے۔

جب پیر محمد کو ایک مرتبہ خاصی مار پیٹ ہوئی تو ہسپتال میں داخل ہو گیا اس کی عیادت کے لیے میرے فرزند ارجمند مولانا محمد حمید جان صاحب بھی ہسپتال میں گئے اس وقت پیر محمد نے مولانا صاحب سے کہا کہ میرے بار کھانے پر آس پاس کے غیر مسلم بہت خوش ہیں تو مولانا محمد حمید صاحب نے پوچھا کہ غیر مسلم کون ہیں؟ تو پیر محمد کہنے لگا کہ یہ مودودی کی جماعت اسلامی والے اور دیوبندی اور تبلیغی جماعت



والے وغیرہ سب کے سب غیر مسلم اور کافر ہیں اور یہ سب میرے مار کھانے پر  
بہت خوش ہیں۔

پیر محمد نے تمام دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق کافر قرار دیا ہے

ایک اور موقع پر پیر محمد چشتی کی مولوی محمد اکرم بابا کی دکان پر فرزند ارجمند  
مولانا محمد حمید صاحب سے اچانک ملاقات ہو گئی تو اس موقع پر پیر محمد نے اپنی گذشتہ  
بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ ہاں تبلیغی جماعت والے اور مودودی کی جماعت  
والے کافر ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور موقع پر جب تبلیغی جماعت والوں نے پیر  
محمد کی مسجد پر قبضہ کیا تو مسجد کی بازیافت کے بعد پیر محمد اس فقیر کے پاس آیا اور کہنے  
لگا کہ میری مسجد پر کافروں نے قبضہ کر لیا تھا تو اس فقیر نے پوچھا کہ کافر کون ہیں؟ تو  
پیر محمد نے کہا کہ تبلیغی جماعت والے اور دیوبندی کافر ہیں۔ انہوں نے میری مسجد پر  
قبضہ کیا تھا۔ نیز پیر محمد نے مولوی محمد عارف صاحب پیر محمد انور شاہ، مولوی محب  
اللہ، صاحبزادہ عبدالولی سید مستان شاہ، قاری گل حبیب، قاری شوکت علی، محمد بشیر  
خان اور خلیفہ سید محمد اختیار شاہ اور دیگر افراد جن کی تعداد تقریباً دو سو تھی کے  
روبرو تمام دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق کافر قرار دیا اور ان کے کفر میں شک  
کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا۔

وہ طعنہ ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا  
اب قارئین کرام خود فیصلہ کر لیں کہ ہم جن فرقوں کو ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر  
کافر کہتے ہیں اور ضروریات دین سے ان کے انکار کی وجہ سے ان کے کفر ظاہر  
کر دیتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کیونکہ اہلسنت شکر اللہ سعیم کی  
کتب کلامیہ اور فقہائے احناف کے فتاویٰ اس بات سے مشحون ہیں کہ جو کوئی  
شخص ضروریات دین سے انکار کرے اور امور قطعیتہ الثبوت کے برخلاف عقیدہ  
اور قول ظاہر کرے تو وہ شخص اہل قبلہ سے خارج ہے اور کافر ہے کما سیاتی تفصیلاً  
نیز ہم تو کتب اسلامیہ کے حوالہ جات سے عقائد صحیحہ اور عقائد باطلہ کی نشاندہی



کرتے ہیں اور کتابوں کے حوالہ جات سے حکم شرعیہ ظاہر کر کے بیان کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی تلقین کرتے ہیں تو جس آدمی کا عقیدہ باطل اور کفری ہو (خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو) وہ اچانک بھڑک اٹھتا ہے اور چیخنے لگتا ہے کہ فلاں صاحب نے مجھے کافر کہا تو ضرب المثل ہے ”چور کی داڑھی میں تنکا“۔ اس لیے وہ ایسا کہنے لگتا ہے ورنہ ہم تو فردودن فرد کے تعین کرنے کے بغیر حکم عامہ شرعیہ بیان کرتے ہیں۔

شاتم النبى ﷺ کفر تابیدی سے کافر ہے :

یہاں ایک واقعہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے مولوی سلامت اللہ پشاورى جماعت اسلامى کا رکن تھا ایک دفعہ اس فقیر کے پاس آیا تو کہنے لگا کہ ہم جماعت اسلامى والے بہت اچھے لوگ ہیں مگر آپ نے نوشہرہ میں ہمیں زندیق قرار دیا حالانکہ ہم نے آپ کے مدرسہ کے لیے چندہ بھی دیا تو اس فقیر نے کہا کہ میں نے تو آپ کا نام نہیں لیا اور نہ میں نے کسی پر زندیق ہونے کا فتویٰ دیا ہے بلکہ میں نے تو علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ جلیلہ (خلاۃ الفتاویٰ جلد چہارم) سے عبارت نقل کر کے سنائی ہے کہ علامہ موصوف نے ”محیط“ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ گستاخان رسول ﷺ کفر تابیدی سے کافر ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو اور جہاں کہیں بھی ہو (عیاذ باللہ) چنانچہ یہ فتویٰ مجتہد علامہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لگایا ہے اور صاحب محیط نے لگایا ہے اور مجتہد مذکور نے فرمایا ہے کہ یہ فتویٰ متقدمین اور متاخرین مجتہدین عظام رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجماعی ہے اور میں نے تو اس فتویٰ کا اظہار کیا ہے اور بیان کیا ہے اور پھر بھی فردودن فرد کا تعین نہیں ہے بلکہ حکم عامہ شرعیہ ہے جو کہ اپنے مصداق صحیحہ پر صادق ہوگا ”خلاۃ الفتاویٰ“ کی عبارت ملاحظہ کیجئے۔

من شتم النبى ﷺ  
واہانہ او عابہ فی امور  
دینہ او فی شخصہ او فی

وصف من اوصاف ذاتہ سواء كان الشاتم مثلا من امتہ او غيرھا وسواء كان من اهل الكتاب او غيره ذميا كان او حربيا سواء كان الشتم صادرا عنه عمدا او سهوا او غفلة او جدا او هزلا فقد كفر خلودا بحيث ان تاب لم يقبل توبته ابدا لا عند الله ولا عند الناس۔ وحكمه في الشريعة المطهرة عند متاخيرى المجتهدين اجماعا وعند المتقدمين القتل قطعاً ولا يداھن السلطان وناثبه في حكم قتله۔ "خلاصۃ الفتاوى صفحہ ۳۸۶ ج ۳۔"

جس کسی نے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیں یا ان کی اہانت کی یا ان پر ان کے دینی امور میں عیب نکالایا ذاتی امور میں ان پر عیب لگایا یا ان کے اوصاف ذاتیہ میں سے کسی وصف کو مجروح کر کے عیب لگایا یہ گالیاں دینے والا اور عیب لگانے والا نبی اکرم ﷺ کا امتی ہوا غیر امتی ہوا اہل کتاب سے ہو یا غیر اہل کتاب سے خواہ ذمی ہو یا حربی ہو۔ خواہ گالیاں، اہانت اور عیب اس سے عمدا ہو یا سهوا غفلت سے ہو یا سچ یا خطا سے صادر ہو تمام صورتوں میں کفر تابیدی سے کافر ہے۔ اس حیثیت سے اگر توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ نہ اللہ کے ہاں اور نہ لوگوں کے ہاں مقبول ہے اور شریعت مطہرہ میں اس کا حکم قطعی طور پر قتل کرنا ہے یہ حکم متاخرین اور متقدمین مجتہدین کے نزدیک اجماعی ہے اور بادشاہ (حاکم) اور اس کا نائب قتل کرنے کے حکم میں سستی نہیں کرے گا۔

اس فقیر کی مذکور تحقیق سے آگاہ ہونے کے بعد مولوی سلامت اللہ پشاورى شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہم کسی بھی مسلمان پر اپنی جانب سے کفر کا حکم نہیں کرتے بلکہ جب کوئی شخص خود بخود کلمہ کفریہ سے کافر ہو جائے

اور شریعت کی کتابیں اسے کافر قرار دیں اور وہ ان قواعد میں داخل ہو جائے تو پھر ہم حکم شرعی ظاہر کر دیتے ہیں ورنہ نہ تو ہم مشارع ہیں نہ مجتہد بلکہ شارع اور مجتہدین حنفیہ کے تابع ہیں اور ان کے اقوال کرتے ہیں اور حق حقیق کا اظہار کرتے ہیں جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا ظهر البدع وسکت العالم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين۔  
جب بدعات ظاہر ہو جائیں اور عالم حق خاموش رہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا ظهرت الفتن او البدع وسبت اصحابي فليظهر العالم علمه ومن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله فرضا ولا عدلا۔ (بحوالہ تائید السنن صفحہ ۳ از امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)  
جب فتنے اور بدعات ظاہر ہو جائیں اور میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دی جائیں تو عالم حق اپنا دلائل شرعیہ قطعیہ سے حاصل شدہ علم ظاہر کرے اور اگر ایسا نہ کیا تو (اس عالم پر) اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ اس کی فرضی عبادت قبول نہیں کرتا اور اس سے عدل نہیں کرتا۔

چونکہ حق کو چھپانا، وعید مذکور اور لعنت خداوندی کا سبب ہے اس لیے ہم اظہار حق کرتے ہیں اور ولا یخاف لومته لائم (کسی ملامت کرنے والے کے طعنوں سے حق سے نہ ہٹے) کے مصداق کسی معترض اور منکر کی بہتان پرداز یوں سے ہم بالکل نہیں ڈرتے بلکہ ہم علما اور عملاً، اعتقاداً اور اخلاقاً، ظاہراً اور باطناً، تحریراً اور تقریراً، تقلیداً اور استدلالاً، یداً اور قلباً، مالاً اور نفساً اظہار حق

کرتے رہیں گے اور شریعت محمدی ﷺ اور مذہب حنفی کی اشاعت صحیحہ کرتے رہیں گے۔

معترض پیر محمد چترالی اتنا جاہل اور احمق ہے کہ اظہار حق اور تکفیر مسلم میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ ہم اس کی طرح بلا دلیل شرعی کسی کو کافر نہیں کہتے جبکہ وہ بلا دلیل شرعی کافر کہہ دیتا ہے پیر محمد نے ایک دن اپنے بہت سارے تلامذہ جن میں ایک مولوی شاہ منیر بھی شامل تھا کے سامنے کہا کہ مولوی حسن جان کو تو میں نے کافر کر دیا۔

پیر محمد نے حضرت شیخ گل محمد صاحب کو کافر ٹھہرایا۔

مولوی محمد منیر مردانی نے ہمیں بتایا کہ ایک دن ہم پیر محمد چشتی کے ختم قرآن میں شریک تھے اور ہمارے ساتھ اور بہت سے علماء کرام اور طلباء بھی موجود تھے تو پیر محمد نے درس دینے کے دوران میں کہا کہ باب خیبر سے آگے کوئی مسلمان نہیں ہے حالانکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں مسلمان باب خیبر سے آگے موجود ہیں تو گویا اس طرح حضرت شیخ گل صاحب ان کے متعلقین اور مریدین جو کہ لنڈی کوتل کے رہنے والے ہیں ان تمام سمیت لاکھوں اور کروڑوں مسلمانوں کی تکفیر پیر محمد نے کی (العیاذ باللہ)۔ علاوہ ازیں پیر محمد نے ہر غیر بریلوی اور دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق کافر قرار دیا ہے اور ہمیں بھی بلا دلیل شرعی غیر مسلم کہا ہے تو اس طرح ایک حدیث لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالكفر الا رتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذا لک (اگر کوئی آدمی دوسرے آدمی کو کافر اور فاسق ٹھہرائے اور وہ فی الحقیقت کافر نہ ہو تو کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے) کے مصداق پیر محمد خود کافر ہو گیا کیونکہ دیوبندی بھی علی الاطلاق کافر نہیں کیونکہ دیوبند ایک شہر کا نام ہے جہاں مسلم اور غیر مسلم دونوں ہوں گے اور نہ ہر بریلوی کافر ہے کیونکہ بریلی بھی ایک شہر کا نام ہے جہاں مسلم بھی ہوں گے اور غیر مسلم بھی۔ نیز شہر یا قریہ کے اعتبار کے بغیر جماعت اور اعتقادی بنیاد

پر بھی دونوں فریق علی الاطلاق کافر نہیں ہیں کیونکہ دونوں فریق میں سادہ لوح مسلمان سنی حنفی مذہب والے بھی موجود ہیں اور ہر غیر بریلوی بھی کافر نہیں کیونکہ بہت سارے علماء کرام احناف موجود ہیں جو کہ بریلوی نہیں ہیں اور بکے بچے مسلمان ہیں۔ نیز مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے تمام دنیا میں جتنے لوگ مسلمان حنفیہ اور علما احناف اور اولیا احناف گزر چکے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں مگر پیر محمد کے نزدیک وہ تمام کے تمام کافر ہو گئے کیونکہ وہ نہ بریلوی ہیں اور نہ بریلویت اس زمانہ میں موجود تھی بلکہ موجودہ زمانہ میں بھی بریلویت اور دیوبندیت پاکستان اور ہندوستان میں موجود ہے دنیا کے دیگر مسلمان احناف جو کہ مختلف ممالک افغانستان عراق ترکی بخارا عرب اور مصر وغیرہ میں موجود ہیں وہ نہ دیوبندی ہیں اور نہ بریلوی مگر پیر محمد کے نزدیک وہ تمام بزرگان احناف خوارج اور کافر بن گئے۔

فقیر سنی حنفی ہے :

پیر محمد نے مجھے کہا کہ آپ اپنے آپ کو بریلوی سے مسمیٰ کریں کیونکہ وہابیہ وغیرہ آپ کو بریلوی کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ وہابیہ تو مجھے مشرک اور مبتدع بھی کہتے ہیں تو کیا میں شرک اور بدعت میں مبتلا ہو جاؤں؟ (العیاذ باللہ) حنفی مذہب بمنزلہ کل ہے اور دیوبندیت اور بریلویت بمنزلہ اجزاء ہیں تو کل کو چھوڑ کر جزوی کی تقلید کرنا عقلاً اور شرعاً حماقت ہے بلکہ بریلوی اور دیوبندی حضرات تو بہت سارے مسائل میں افراط و تفریط کا شکار ہیں تو میں کس طرح صراط مستقیم اور حنفی مذہب کو چھوڑ کر خود کو افراط و تفریط میں داخل کروں؟ چنانچہ میں سنی حنفی ہوں اور بریلوی یا دیوبندی نہیں ہوں۔

نیز اگر میں اپنے آپ کو بریلوی سے مسمیٰ کروں تو چار جھوٹ بولنے کا مرتکب ہو جاؤں گا کیونکہ اصول ہے کہ وہی شخص بریلوی کہلا سکتا ہے جو (۱) بریلی کا رہنے والا ہو یا (۲) بریلویوں کا مرید ہو یا (۳) بریلویوں کا شاگرد ہو یا (۴) بریلویوں کا مقلد ہو

تو میں ان میں سے کچھ بھی نہیں یعنی نہ بریلی کا رہنے والا ہوں نہ ان کا مرید ہوں نہ شاگرد اور نہ ان کا مقلد ہوں تو کس طرح چار دفعہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو بریلوی سے مسمیٰ کروں؟ اسی طرح میں دیوبندی بھی نہیں ہوں کیونکہ نہ وہاں کارہائشی ہوں نہ ان کا مرید ہوں نہ شاگرد ہوں اور ان کا مقلد ہوں تو کیسے خود کو دیوبندی سے مسمیٰ کروں؟

**فقیر کا مسکن اصلی افغانستان دشت ارچی ہے :**

اس فقیر کا اصلی مسکن افغانستان دشت ارچی ہے اور اس فقیر کی جائے پیدائش بابا کلمے ضلع کوٹ صوبہ ننگر ہار ہے اور وطن ہجرت پاکستان صوبہ سرحد میں باڑہ کھجوری ہے۔

**فقیر عقائد میں ماتریدی اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگان دین کا تابع ہے :**

یہ فقیر عقائد میں ماتریدی سے اور تصوف میں پانچ مشہور بزرگوں کے اقوال و اعمال اور اخلاق کا تابع ہے جو کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سروردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کہ یہی بزرگان تصوف کے چاروں معروف سلاسل یعنی نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سروردیہ کے عظیم پیشوا اور مقتدا ہیں اور فقیر الحمد للہ ان بزرگوں کے سلاسل معروفہ مذکورہ کا مروج اور جامع ہے۔

اور فقیر مذاہب اربعہ میں سواد اعظم مذہب حنفی کا مقلد ہے اور افغانستان و پاکستان کے مشہور اور بڑے بڑے علما کرام احناف کا شاگرد ہے تو یہ فقیر حنفیت کو بریلویت سے تبدیل نہیں کر سکتا کیونکہ فقیر حنفی ہی ہے۔ پیر محمد نے مجھے کئی بار کہا کہ حنفیت بدون بریلویت ممکن نہیں۔



پیر محمد کے اس عقیدہ کی بنا پر کہ ”حنفیت بدون بریلویت ممکن نہیں“ وہ تمام علماء اور اولیاء احناف جو کہ مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے گزر چکے ہیں یا اس زمانہ میں پاک و ہند کے علاوہ دوسرے ممالک میں رہتے ہیں۔ (کیونکہ وہ نہ تو بریلوی ہیں نہ دیوبندی بلکہ وہ حنفی، شافعی، حنبلی یا مالکی ہیں) کافر ہوئے اور ان کی ولایت سے انکار لازم آیا۔

ایک ولی اللہ سے انکار کرنا اجماعاً کفر ہے :

علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”حديقة النديہ“ میں فرماتے ہیں کہ ایک ولی سے انکار کرنا اور دیگر تمام اولیا کرام پر اعتقاد رکھنا کفر ہے جیسا کہ تمام انبیاء پر ایمان لانا اور ایک نبی سے انکار کرنا کفر ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

والحاصل ان الانكار  
بالقلب او باللسان  
على احد من اولياء الله  
الذين هم العلماء  
العاملون وسواء كانوا  
احياء او كانوا موتى-  
وكلهم احياء عند من  
يعرفهم بحياة الله  
لابانفسهم و كلهم موتى  
عن حياتهم بانفسهم  
سواء عرفهم من ينكر  
عليهم اولم يعرفهم  
وانكر ما لم يعرف من



احوالہم وافعالہم المستقیمۃ  
عند اللہ فہو کفر  
صریح والمنکر کافر  
باجماع المسلمین علی  
مقتضی جمیع مذاہب  
اہل الاسلام لانہ انکر  
دین الاسلام والشریعة  
المحمدیہ ﷺ (حدیثہ)  
الندیہ صفحہ ۲۴۱ ج-۱)

خلاصہ یہ ہے کہ کسی ایک ولی اللہ سے  
دل سے یا زبان سے انکار کرنا کہ وہ ولی  
اللہ علما عالمین میں سے ہو اور خواہ وہ  
ولی اللہ زندہ ہو یا وفات پاچکا ہو اور تمام  
اولیاء اللہ تعالیٰ کی حیات سے زندہ ہیں  
ان کے نزدیک جو ان کے احوال سے  
واقف ہیں اور نفس کے اعتبار سے زندہ  
نہیں ہیں خواہ منکرین اس ولی اللہ کے  
احوال صحیحہ اور افعال مستقیمہ عند اللہ  
سے واقف ہوں یا نہ ہوں۔ پس یہی  
انکار اولیاء کفر صریح ہے اور منکر  
اولیاء مسلمانوں کے اجماع سے اور  
تمام مذاہب اہل اسلام کی رو سے کافر  
ہے۔

کیونکہ اس منکر نے دین اسلام اور  
شریعت محمدی ﷺ سے انکار کیا  
(کیونکہ ولی اللہ تو شریعت محمدی ﷺ  
کی اتباع کی وجہ سے ہی ولایت سے بہرہ  
ور ہوتا ہے)

پس پیر محمد کفر صریح میں مبتلا ہوا کیونکہ اس بدترین آدمی نے تمام مسلمانان  
احناف اور اولیاء احناف کی تکفیر کی اور انہیں خوارج ٹھہرایا۔  
اب قارئین کرام خود انصاف کریں کہ امت مسلمہ کی تکفیر کس نے کی؟ اور  
ہم جن گمراہ فرقوں کو ان کے عقائد کفریہ کی بنا پر کافر کہتے ہیں کیونکہ ان فرقوں کے  
انہی عقائد باطلہ کو ان مذکورہ بزرگان دین نے رد کر کے کفر قرار دیا ہے اور ہم تو

فقط ان بزرگان دین کے اقوال نقل کر کے حکم عامہ شرعیہ بیان کرتے ہیں تو اس طرح ہم نے کیسے امت مسلمہ کی تکفیر کی؟ یہ تو پیر محمد کی طرف سے عظیم افتراء ہے اور پیر محمد کی حماقت پر دلیل ہے بلکہ امت مسلمہ کی تکفیر تو پیر محمد کا خاصہ ہے۔

پیر محمد نے لکھا ہے کہ پیر صاحب (یہ فقیر) نے اہل تشیع کی تکفیر پر فتویٰ صادر کیا ہے تو یہ افتراء محض ہے کیونکہ اس فقیر نے ابھی تک اہل تشیع پر مستقل فتویٰ صادر نہیں کیا اور نہ یہ فقیر بلا دلیل شرعی فتویٰ صادر کیا کرتا ہے یہ فقیر حنفی مذہب کے تابع ہے لہذا اہل تشیع کے بارے میں حنفی مذہب کی کتابوں میں جو فتویٰ ہے وہی فتویٰ اس فقیر کا ہے جیسا کہ مقلد کی شان بھی یہی ہے کہ بلا چون و چرا اپنے مذہب کا اتباع کرتا رہے۔

میں پیر محمد سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم مودودی کی جماعت اسلامی سے ہو یا شیعہ ہو یا جبری ہو یا سنی ہو؟ کیا ہو؟ خط کے ذریعے لکھ کر واضح تو کرو کہ تمہارا مسلک کیا ہے؟ اگر تم سنی ہونے کے دعویدار ہو تو جان لو کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت کے علاوہ جتنے فرقے ہیں ان کے متعلق فتویٰ تو قرآن نے صادر فرمایا ہے۔

وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَفْرُقَ      اور تم دوسری راہوں (غلط فرقوں کی  
بکم عن سبیلہ۔ (سورہ انعام)      راہوں) پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہیں (اللہ  
آیت ۱۵۳)      کی) راہ سے الگ کر دیں گی۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ۔

ستفترق امتی علی ثلاث      عنقریب میری امت تہتر (۷۳) فرقوں  
وسبعین فرقہ (ملہ)      میں بٹ جائیگی اور تمام کے تمام آگ  
کلہم فی النار الا      دوزخ میں جائیں گے سوائے ناجیہ  
الناجیۃ      (فرقہ) کے۔

نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم 'تابعین رحمۃ اللہ علیہ' مجتہدین رحمۃ اللہ علیہ، اہلسنت ماتریدیہ رحمۃ اللہ علیہ اور اشاعرہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ ناجیہ کے علاوہ دوسرے تمام فرقوں کا حکم شرعی اپنی تصانیف میں تحریر فرمادیا ہے کہ وہ غیر ناجیہ ہیں

خواہ وہ جبری ہوں خواہ منکرین عصمت ہوں خواہ گستاخان رسول ﷺ و صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں۔ ہم تو ان بزرگان دین کے تابع ہیں اور اپنی جانب سے ان کے برخلاف کوئی فتویٰ صادر نہیں کر سکتے اور نہ ہمیں صدور افتاء کی ضرورت ہے۔

شیعہ مذہب کے متعلق امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ موسوم بر ”تائید اہلسنت“ لکھا ہے اور شیعہ کے متعلق اس میں تفصیلی بحث کی گئی ہے اس رسالہ سے چند عبارات کا آگے ذکر کیا جائیگا۔

پیر محمد چشتی چترالی خود کو فخر بریلوی کہتا ہے اور بریلویت سے خارج افراد کو عنیت سے بھی خارج قرار دیتا ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ اور پیر طریقت مرعلی شاہ گولڑویؒ نے اہل تشیع کے متعلق جو فتویٰ صادر کیا ہے اور شیعہ سے مراسم اور ان کے جلسوں میں شامل ہونے والے افراد کے متعلق جو حکم صادر کیا ہے وہ کتاب ”مودودی اور خمینی - دو بھائی“ کے صفحہ نمبر ۱۰ کا مطالعہ کریں وہ کہتے ہیں کہ شیعہ کے ساتھ مراسم رکھنے والے افراد بھی کافر ہیں۔ پیر محمد کا اہل تشیع کے ساتھ گہرا رابطہ ہے تو اس طرح اس کی بریلویت اور عدم بریلویت کا بھی پتہ چل جائیگا۔

پیر محمد نے کفر اور تہمت رسول ﷺ کی بنا پر تکفیر مسلم کے فتویٰ کو اعلیٰ حضرتؒ سے بھی منسوب کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے (ایسی گستاخی کرنے والے) ان فرقوں کی تکفیر کی ہے اور پیر محمد لکھتا ہے کہ ان فرقوں کی تکفیر کرنا درحقیقت امت مسلمہ کی تکفیر کرنا ہے اور اپنے پیٹ سے مسائل گھڑنا ہے اور نبی اکرم ﷺ پر تہمت لگانا ہے۔ (العیاذ باللہ) تو کیا عجیب معاملہ ہے کہ ایک طرف تو پیر محمد خود کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیروکار ہو کر بریلوی کہلانے پر فخر کرتا ہے اور دوسری طرف ان کی تعلیم اور فتاویٰ سے انکار بھی کرتا ہے کیا عقیدت اسی کا نام ہے؟ نیز یہ تو وہ معاملہ ہوا کہ شوربہ حلال اور بوٹیاں حرام۔ اسی طرح عمامہ کے بارے میں بھی پیر محمد کا یہ رویہ

ہے۔ حالانکہ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ”فتاویٰ رضویہ“ صفحہ نمبر ۷۶ تا ۸۰ جلد سوم میں تحریر فرمایا ہے کہ عمامہ سنت لازمہ (موکدہ) دائمہ (مستمرہ) اور متواترہ (قطعیہ) ہے جبکہ پیر محمد کا عقیدہ ہے کہ عمامہ کو سنت موکدہ (لازمہ) قرار دینا رسول اکرم ﷺ پر بہتان اور جھوٹ باندھنا ہے جو کہ کفر ہے (العیاذ باللہ) اس سے ثابت ہوا کہ پیر محمد بریلویت کا مدعی بھی ہے اور اپنے آقا و مرشد مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کافر بھی قرار دیتا ہے۔

مولانا شائستہ گل متوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے مولانا فضل سبحان قادری صاحب مدظلہ عالی نے بھی عمامہ کو سنت موکدہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ عمامہ کے بغیر نماز مکروہ تحریمی ہے ان دونوں کا فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے۔ تو پیر محمد نے مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ مولانا فضل سبحان قادری اور ان کے والد محترم مولانا شائستہ گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی کافر قرار دیتا ہے۔

رسالہ ”وحدت اسلامی“ شمارہ ۴۱ شعبان المعظم ۱۴۰۸ ہجری میں شیعہ امام خمینی کے ساتھ پیر محمد کی تصویر چھاپی گئی ہے اس گروپ تصویر میں تمام اہل تشیع کی تصویریں ہیں ان میں کوئی بھی سنی عالم شامل نہیں ہے یہ تصویر اہل تشیع کے ساتھ پیر محمد کے عقیقہ دی لگاؤ کی بین اور ٹھوس دلیل ہے موقع پر اصل رسالہ اور تصویر ہم پیش کر سکتے ہیں۔ فوٹو کاپی ملاحظہ کیجئے۔



پیر محمد چشتی سنی بریلوی نہیں بلکہ شیعہ ہے :

سُنی بریلوی حضرات کو چاہیے کہ پیر محمد کو اپنے مسلک سے نکال کر شیعہ یا مودودی یا جبری سے مسمیٰ کریں کیونکہ اس بدترین آدمی نے امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ، پیر مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شائستہ گل رحمۃ اللہ علیہ، مولوی فضل سبحان صاحب اور دیگر علماء اہلسنت کو کافر قرار دیا ہے کہ جنہوں نے عمامہ کو سنت لازمہ قرار دیا اور فرقہ جبریہ اور روافض کی تکفیر کی ہے۔ عمامہ، تکفیر روافض اور اہل قبلہ کے مسائل کے بارے میں وضاحت اگلے صفحات پر کی جائیگی۔ بہر حال مذکورہ بالا بیانات اور حقائق کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ پیر محمد نہ تو سنی ہے اور نہ بریلوی بلکہ وہ شیعہ ہے کیونکہ وہ شیعہ کی برات میں عقیف مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔

اس طرح پیر محمد آیت و من یتولہم منکم اند منہم (سورہ مائدہ آیت ۵۱) (ترجمہ: اور جو تم میں سے کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ ان میں سے ہے۔) کا مصداق ہو گیا کیونکہ یہ آیت غیر مسلم سے دوستی کی وعید میں نازل ہوئی ہے۔

### دو اہم واقعات :

پہلا واقعہ : صوفی محمد اقبال مکتبہ اسلامیہ پشاور والے اقرار کرتے ہیں کہ ایک دفعہ پیر محمد چشتی چترالی نے مجھے کہا کہ تم چند آدمیوں پر مشتمل ایک وفد کے ساتھ ایران میں اہل تشیع کے پاس چلے جاؤ تمہیں بہت رقم ملے گی اور یہ کہ پیر محمد چشتی اور مولوی یعقوب القاسمی کے نام ایرانی فرہنگ کے رجسٹر میں درج ہیں تو صوفی محمد اقبال نے انکار کر دیا کہ میں اپنا ایمان دنیا کے عوض نہیں بیچتا اس واقعہ کے کئی گواہ ہیں۔ نیز اہل تشیع نے پیر محمد کو ایک بنگلہ بھی عطا کیا ہوا ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

دوسرا واقعہ : مولانا فضل سبحان قادری مردان کے ایک شاگرد نے موصوف سے کہا کہ پیر محمد کے مدرسہ میں فارسی زبان کی تدریس کے لیے ایران کے دو شیعوں کا تقرر کیا ہوا ہے آپ بھی ایسا کریں اور اپنے مدرسہ میں فارسی زبان پڑھانے سکھانے کے لیے اہل تشیع سے مدرسین لے لیں۔ یہ سن کر مولانا موصوف فوراً غصہ میں آکر کہنے لگے کہ میں پیر محمد کی طرح بے عقل نہیں ہوں۔ اس کی طرح مجھے بھی شیعہ سمجھا جائے گا اس میں میری بدنامی ہے اس موقع پر بہت سے



طلباء مثلاً مولوی محمد ہاشم لوگری وغیرہ بھی حاضر تھے۔

ان واقعات سے بھی ثابت ہوا کہ پیر محمد خود شیعہ ہے اور اہلسنت اور بریلویت کو بدنام کرنے کے لیے اس نے بریلویت کا لباوہ اوڑھ رکھا ہے لہذا بریلوی حضرات کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے اور خود کو اس عظیم بدنامی سے بچانا چاہیے پیر محمد چشتی جو اپنے آپ کو صدر پاسبان اہلسنت سے موسوم کرتا ہے تو قارئین سے یہ بات اب پوشیدہ نہیں رہی کہ پیر محمد اگر پاسبان ہے تو اہلسنت کا بالکل نہیں کیونکہ اہلسنت کبھی بھی شیعہ مودودی اور جبریہ فرقہ کی برات کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ ان سے دوستی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لاتجد قوما یؤمنون  
باللہ والیوم الآخر  
یودون من حاد اللہ  
ورسولہ (سورہ المجادلہ آیت ۲۲)

تم نہیں پاسکو گے ایسی کسی قوم کو جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے محبت رکھے۔  
(یعنی کفار سے محبت کرنا مومن کا نہیں بلکہ اہل کفر کا شیوہ ہے)۔

مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہوا کہ پیر محمد ان گمراہ فرقوں کی نہ صرف تائید کرتا ہے بلکہ ان سے دوستی بھی رکھتا ہے اور اخوان المسلمین کی طرح اپنے آپ کو اہلسنت کا بھائی اور پاسبان قرار دیتا ہے حالانکہ عین اہلسنت نہیں ہے چونکہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مغایرت ہوتی ہے لہذا پاسبان اور چیز ہے اور اہلسنت اور چیز۔ کما لایخفی اعلیٰ من لہ درایۃ فی علم النحو۔

ایک اہم مسئلہ --- اہل قبلہ سے کیا مراد ہے؟

اس مسئلہ کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اہل قبلہ سے کیا مراد ہے؟ اہل تادیل کون ہیں؟ اور اہل بدع کو ضروریات دین اور متواتر شریعہ سے انکار کرنے

کی بنا پر کافر کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور تاویل کن امور میں مسامحہ ہے؟ ان سوالات کا جواب ضروری ہے تاکہ آئندہ کے لیے پیر محمد کی طرح کوئی اور جاہل اور احمق ہم پر یہ اعتراض نہ کرے کہ آپ اہل اسلام کی تکفیر کرتے ہیں اور اہل قبلہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

علماء اہلسنت کی تحقیق کے مطابق اہل قبلہ سے مراد اہل دین، اہل ایمان اور وہ لوگ ہیں جو ما ثبت فی الدین من النبی ﷺ قطعاً پر پکا عقیدہ رکھتے ہیں اور ضروریات دین، قطعیات اسلامیہ اور اجماعی امور میں سے کسی چیز کے منکر یا متردد نہ ہوں اور اگر ان میں سے کسی ایک چیز کا منکر یا متردد ہو تب کافر کہلائے گا اور اہل قبلہ میں سے نہیں رہے گا اور اگر اسلامی حقائق اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر نہ ہو مگر خواہ کبار یا صغار معاصی اور برے اعمال کا مرتکب ہو جائے کافر نہیں کہلائے گا بلکہ فاسق کہلائے گا جب تک کہ ان امور محرمہ میں سے کسی چیز کو حلال یا مباح نہ ٹھہرائے لیکن اگر ان امور محرمہ میں سے کسی چیز کو مباح قرار دیا تو اگرچہ جوارح کے اعتبار سے ان امور محرمہ میں سے کسی چیز کا مرتکب نہ ہو تب بھی کافر کہلائے گا کیونکہ ترک عمل سے تو کفر لازم نہیں آتا لیکن انکار اعتقادی سے کفر لازم آتا ہے۔

### موجبات کفر:

موجبات کفر میں درج ذیل باتیں شامل ہیں۔ (۱) محرمات کو حلال قرار دینا یا (۲) حلال کو حرام قرار دینا یا (۳) استخفاف سنت کرنا یا (۴) ضروریات دین سے انکار کرنا یا (۵) شعارِ اللہ کی توہین عملی یا اعتقادی طور پر کرنا مثلاً قرآن پاک کو عداوت نجاست میں ڈالنا یا (۶) تشبہ با لکفار فی الشعائر کرنا۔ جمہور اہلسنت اور فقہائے امت کے نزدیک کفر بواح ہے۔ کما لا یخفی علی من لبصیرۃ فی علم العقائد۔

پس اگر ایک صغیرہ گناہ کو بھی مباح قرار دیا جائے تب بھی کافر ہو جاتا ہے جیسا

کہ علامہ مجتہد الفہم طاہر بن عبد الرشید بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رجل یر تکب صغیرۃ فقال لہ الرجل ایک آدمی گناہ صغیرہ کا مرتکب ہو جائے  
تب قال من چہ کردہ ام تا توبہ می باید تو دوسرا اسے کہے کہ توبہ کرو۔ اور  
کردن یکفر۔ (خلاصۃ الفتاوی صفحہ (جواباً) وہ کہے کہ میں نے کیا غلطی کی  
۳۸۷ ج۔ چہارم) ہے کہ توبہ کروں؟ تو وہ آدمی اس بات

سے کافر ہو جاتا ہے۔

پس جس چیز کا ثبوت (تحریماً یا تحلیلاً) (۱) کتاب اللہ یا (۲) سنت  
متواترہ اگرچہ تواتر معنوی ہو یا (۳) اجماع امت سے ہوا ہو اور تواتر قولی یا تواتر  
عملی اور تواتر ثبوت سے ثابت ہو تو اگرچہ اس چیز پر عمل بالجوارح مباح یا مستحب ہو تو  
اس چیز کی حرمت یا حلت (علی سبیل اللف والنشر المرتب) پر اعتقاد رکھنا فرض ہے  
اور یہ چیز ضروریات دین میں داخل ہے اور اسی چیز سے انکار کرنا جمہور متکلمین  
اہلسنت کے نزدیک کفر بواح ہے اور ان اشیاء کا منکر اہل قبلہ سے خارج ہے جیسا  
کہ آگے عبارات اکفار الملحدین سے واضح ہو گا۔

فقہائے کرام کا یہ قول کہ سنت کا منکر کافر نہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ جس  
چیز پر عقیدہ رکھنا سنت ہے تو اس کا منکر کافر نہیں ہے اور اگر اس پر اعتقاد رکھنا  
فرض ہو تو پھر اس سے انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ مسواک کی سنت پر اعتقاد رکھنا فرض  
ہے اور مسواک پر عمل بالجوارح سنت ہے۔

علامہ عبد العزیز الفہادی اہلسنت کا اجماعی مسئلہ نقل کرتے ہوئے فرماتے  
ہیں۔

اہل القبلة لغة من  
یصلی الی القبلة  
ويعتقدھا قبلة و فی  
اصطلاح المتکلمین  
من یعتقد بضروریات

الدین ولا ینکرھا۔ لغت کے اعتبار سے اہل قبلہ وہ ہیں جو  
(نبراس)

قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور اسے  
قبلہ قرار دیتے ہیں اور متکلمین اہلسنت  
کے نزدیک اہل قبلہ وہ ہیں جو  
ضروریات دین پر ایمان رکھیں اور ان  
سے انکار نہ کریں۔

## تعریف کفر:

علماء کرام نے فرمایا ہے۔

الكفر انكار شیء مما علم کو نہ فی دین محمد  
ثابت ہو تو اس سے انکار کرنا کفر کہلاتا  
مسلمین علیہ السلام (تفسیر تبصیر الرحمن)

پس جس شخص سے ضروریات دین کا انکار صادر ہو جائے خواہ بظاہر وہ مدعی  
اسلام ہو وہ کافر کہلائے گا۔ اسی طرح کفر محض کو کفر محض جاننا اور اسلام محض کو  
اسلام محض جاننا بھی ضروریات دین سے ہے لہذا اگر کوئی شخص کلمہ کفریہ اور انکار  
ضروریات دین کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کے کفر میں شک کرنے والا یا اسے  
مومن ٹھہرانے والا بھی کافر ہوتا ہے کیونکہ وہ کفر محض کو کفر محض نہیں ٹھہراتا۔  
”ہدایت الابرار“ کے مصنف اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر  
کوئی مسلمان کلمہ کفریہ کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کے کفر میں تردد کرنے والا  
بھی کافر ہے کیونکہ اس نے کفر محض کو کفر محض نہیں ٹھہرایا جو کہ ضروریات دین  
میں سے ہے۔

اسی طرح مومن حقیقی کو کافر کہنا بھی کفر ہے کیونکہ اس نے ایمان محض کو  
ایمان محض نہیں جاننا جو کہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس مسئلہ کی شق ثانی کو

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی واضح فرمایا ہے کہ ”ایک آدمی دوسرے آدمی کو فاسق یا کافر نہ کہے ورنہ فسق اور کفر اس پر عائد ہوتا ہے اگرچہ وہ آدمی فی الحقیقت فاسق اور کافر نہ ہو“۔ (الحديث)

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان محض کہ ایمان محض کو ایمان محض نہ کہنا بھی کفر ہے۔ دونوں شقوں کی وضاحت میں اہلسنت کے متکلمین اجماعی قاعدے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ اخراج المومن عن الملة (اسلامیہ) وادخال الکافر فیہ (ای فی ملتہ الاسلامیہ) عظیم فی الدین (ای کفر صریح) ”اکفار الملحدین“

قارئین کرام سے یہ مخفی نہیں کہ پیر محمد نے جبریہ اور دیگر باطل فرقوں کی برات کر کے ہم عقیف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ جبریہ وغیرہ فرق ضالہ مبتدعین اعتقادی ہیں اور ضروریات دین سے منکر اور کافر ہیں اور علماء امت متکلمین اہلسنت اور فقہائے عظام نے ان کی تکفیر کی ہے جیسا کہ پیچھے جبریہ کی بحث میں واضح ہوا اور آگے بھی منکرین ضروریات دین کی تکفیر کا مسئلہ واضح کیا جائیگا۔ جبریہ کی تکفیر کے اظہار کی وجہ سے پیر محمد نے ہم عقیف مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور کفر محض کو ایمان محض تصور کیا اور ایمان محض کو کفر محض قرار دیا جو کہ بذات خود ضروریات دین سے انکار ہے۔ فکفر کفر بعد کفر وانکر من ضروریات الدین کمالا یخفی علی من له فطانۃ

ضروریات دین کے مسئلہ میں پوری اور مکمل وضاحت کے لیے علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جو کہ ”اکفار الملحدین فی ضروریات الدین“ سے مسمیٰ ہے۔ علامہ موصوف نے پوری کتاب میں مذکورہ مسئلہ کی وضاحت فرمائی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں معتبر کتب اہلسنت کے حوالہ جات اور علماء احناف کے اقوال سے واضح کیا ہے کہ ضروریات دین کا منکر خواہ جس بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اجماعاً کافر مطلق ہے۔ عبارات ملاحظہ کیجئے۔



مشہور روایت کے مطابق ضروریات  
 دین سے مراد وہ اشیاء ہیں جو کہ نبی  
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالبدلتہ  
 دین میں ثابت ہوں اس طریقہ سے کہ  
 رسول اکرم ﷺ سے متواتر طریقہ  
 سے ثابت ہوں اور عام لوگوں کو بھی  
 معلوم ہوں یعنی عوام کے دائرہ تک پہنچ  
 گئی ہوں اور عوام میں سے بعض لوگ  
 جانتے ہوں اور ایسا نہیں ہے کہ تمام  
 عوام اس سے باخبر ہوں اگر دین کے علم  
 کے لیے سر نہ اٹھایا ہو یہی چیزیں  
 ضروریات دین کہلاتی ہیں کیونکہ تمام  
 لوگ جانتے ہیں کہ یہ چیز دین محمد  
 ﷺ میں ثابت ہے۔ پس مقصود یہ  
 ہے کہ دین میں یہ چیز ضروری الثبوت  
 ہے اور ایمان میں داخل ہے اگر اعضاء  
 سے ادا کرنا ضروری نہیں ہوگا جیسا کہ  
 بعض لوگوں نے اعضاء سے ادا کرنا  
 ضروری سمجھا ہے کیونکہ بعض اوقات  
 ایک امر مستحبہ اور مباح ضروریات دین  
 میں سے ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر  
 ہو جاتا ہے اور اس امر مستحبہ یا مباح کو  
 اعضاء سے ادا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔  
 پس ضروریات کا معنی یہ ہے کہ یہ

تعریف ضروریات  
 (۱)

بالضروریات علی  
 ما اشتهر فی الكتب  
 ما علم کونہ من دین  
 محمد ﷺ بالضروریۃ  
 بان تواتر عنہ  
 واستفاض وعلمتہ  
 العامۃ ای حتی وصل  
 الی دائرۃ العوام وعلمہ  
 کواف منهم لا ان کلا  
 منهم یعلمہ وان لم یرفع  
 التعلیم الدین راسا فہو  
 امر ضروری وسمی  
 ضروریا لان کل احد  
 یعلم ان هذا الامر من  
 دین النبی ﷺ فکونہا  
 من الدین ضروری  
 وتدخل فی الایمان  
 ولا یریدون ان الاتیان  
 بہا بالجوارح لابدمنہ  
 کما یتوہم فقد یکون  
 استحباب شیئ



چیزیں رسالت مآب ﷺ سے  
بالبداهتہ اور ضروری الثبوت ہیں اور  
دین محمدی ﷺ میں بھی ضروری  
الثبوت ہیں عمل کے لحاظ سے ضرورت  
اور وجوب مراد نہیں ہے۔

او اباحتہ ضروریا  
یکفر جاہدہ ولا یجب  
الاتیان بہ (بالجوارح)  
فالضرورة فی الثبوت  
عن حضرۃ الرسالۃ  
ﷺ وفی کونہ من  
الدین لامن حیث  
العمل۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۲-۳)

اقسام ثلاثہ تواتر:

بعض اوقات تواتر اسناد کی حیثیت سے  
ہوتا ہے جیسا کہ حدیث ”من  
کذب علی معتمدا...“  
اسناد کے لحاظ سے متواتر ہے اور کبھی  
طبقہ کے لحاظ سے تواتر ہوتا ہے جیسا کہ  
قرآن کریم طبقہ کے لحاظ سے متواتر ہے  
... اور کبھی تواتر عمل اور تواتر ث کے  
لحاظ سے ہوتا ہے بعض لوگ تواتر کو  
قلیل سمجھتے ہیں کیونکہ ان کو تواتر کی  
اقسام مذکورہ ثلاثہ کا علم نہیں ہوتا اور

(۲) ثم ان التواتر  
قد یکون من حیث  
الاسناد کحدیث ”من  
کذب علی متعمدا...  
الخ“ وقد یکون من  
حیث الطبقة ”کتواتر  
القران“... وقد یکون  
تواتر العمل وتواتر  
التوارث...۔۔۔ ثم ان  
التواتر یزعمہ بعض  
الناس قليلا (لعدم العلم  
بالاقسام الثلاثة) وهو  
فی الواقعۃ یفوت



الحصر فی شریعتنا  
 (الاجل کثرتہ) ... واذ  
 علمت هذا فنقول  
 الصلوٰۃ فريضة  
 واعتقاد فرضيتها  
 فرض و تحصیل علمها  
 فرض و حدها کفر  
 و کذا  
 والسواک سنة  
 واعتقاد سنيتها فرض و  
 تحصیل علمه سنة  
 وجهودها کفر و جهلہ  
 حرمان و ترک عتاب  
 او عقاب۔ (فعلم ان  
 الانکار  
 المتواترات الشرعية  
 کفر و انکار العمل بها  
 بالجوارح سنة  
 او مستحب او مباح۔  
 (اکفار الملحدین صفحہ ۵-۶)

فی الحقیقت دین محمدی ﷺ میں  
 متواترات حصر اور شمار سے باہر ہیں۔  
 ..... جب تم نے یہ مقدمہ ذہن نشین  
 کر لیا تو ہم کہتے ہیں کہ نماز فرض ہے  
 اور اس کی فرضیت کا اعتقاد رکھنا بھی  
 فرض ہے اور اس کے علم کا حصول  
 سنت اور اس سے انکار کرنا کفر ہے اس  
 کا جہل بد نصیبی اور اس کا ترک عتاب یا  
 عذاب ہے (پس معلوم ہوا کہ  
 متواترات شرعیہ سے انکار کرنا کفر ہے  
 اگرچہ اس پر عمل بالجوارح سنت یا  
 مستحب یا مباح ہو)۔

## ضروریات میں تاویل کرنا کفر ہے :

ہم نے آئندہ فصلوں میں ثابت کیا ہے کہ اہل حل و عقد کا اجماع اس بات پر قائم ہے کہ ضروریات دین میں تاویل کرنا اور ضروریات کو صورت متواترہ سے نکالنا اور جس طرح آپہنچے ہیں اور سمجھے گئے ہیں اور اہل تواتر کی زبان پر جاری ہیں تو اس سے نکالنا اور ضروریات دین میں تاویل کرنا کفر ہے اور حنفیہ نے فرمایا ہے کہ امر قطعی سے انکار کرنا اگرچہ یہی امر قطعیہ ضروریات کی حد تک نہ پہنچا ہو تب بھی کفر ہے اس بات پر ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المسایرہ" میں تصریح فرمائی ہے اور اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

(۳) ثم اثبتنا فی الفصول  
الآتية اجماع اهل الحل  
والعقد علی ان تاویل  
الضروریات

واخراجها عن صورۃ  
ما تواتر علیہ و کما جاء  
و کما فهمہ و جرى علیہ  
اهل التواتر انه (ای  
التاویل

الضروریات) کفر .....  
و ذهب الحنفیۃ بعد  
هذا الی ان انکار الامر  
القطعی وان لم یبلغ الی  
حد الضرورة کفر

صرح به ابن الہمام فی  
"المسایرۃ" وهو متجه  
من حیث الدلیل۔ (اقرار  
المحدثین صفحہ ۷)

(۴) لانزاع فی کفر اهل  
القبلة المواظب طول  
عمره علی الطاعات

ان اہل قبلہ کے کفر میں کوئی نزاع نہیں ہے جو کہ تمام طاعات پر ہمیشگی کرنے والے ہوں لیکن عالم کو ٹھہراتے ہوں اور حشر کی نفی کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ سے علم بالجزییات کی نفی کرتے ہوں یا دوسری ضروریات دین سے انکار کرتے ہوں اس طرح اگر موجبات کفر میں سے کوئی چیز ان سے صادر ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں بلا نزاع کافر بن جاتے ہیں۔

خبردار! اہل قبلہ وہ لوگ ہیں جو کہ ضروریات دین پر اتفاق رکھتے ہوں اور ضروریات سے منکر نہ ہوں..... اور اہلسنت کے نزدیک اہل قبلہ کی عدم تکفیر کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک اس سے کفر کی علامات اور نشانیوں میں سے کوئی چیز صادر نہ ہو اور موجبات کفر سے بھی کوئی چیز صادر نہ ہو جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

باعتقاد قدم العالم ونفی  
الحشر ونفی العلم  
بالجزئیات ونحو ذلك  
وكذا صدور شئ من  
موجبات الکفر عنه (اکفار  
المحدثین صفحہ ۱۵)

(۵) اعلم ان المراد باهل  
القبلة الذين اتفقوا  
على ما هو من  
ضروریات الدین... وان  
المراد بعدم تكفير  
احد من اهل القبلة عند  
اهل السنة - انه  
لا يكفر مالم يوجد شئ  
من امارات الكفر  
وعلاماته ولم يصدر  
عنه شئ من موجباته  
كذا في شرح الفقه  
الاكبر صفحہ ۱۸۵ (اکفار المحدثین  
صفحہ ۱۶)

اصطلاح متکلمین میں اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو کہ ضروریات دین کی تصدیق کرتے ہیں یعنی وہ امور جو شرع میں ثابت ہوں اور مشہور چیزیں ہوں پس جس نے ضروریات دین سے انکار کیا تو وہ اہل قبلہ نہیں ہو سکتا۔

(۶) اهل القبلة في اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين اي الامور التي علم ثبوتها في الشرع واشتهر فمن انكر شيئاً من الضروريات لم يكن من اهل القبلة - (اكفار الملحدین صفحہ ۱۷۷)

جو کوئی ضروریات اسلام کا مخالف ہو اور منکر ہو اس کے کفر میں کوئی اختلاف علماء کے نزدیک نہیں اگرچہ اہل قبلہ میں سے ہو اور ساری عمر طاعات پر مواظبت کرنے والا ہو جیسا کہ ”شرح التحرير“ ”ردالمحتار“ اور ”حجود الوتر“ میں بھی یہ مسئلہ مذکور ہے۔

(۷) لاخلاف في كفر المخالف ضروريات الاسلام وانكان من اهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما في ”شرح التحرير“ و ”ردالمحتار“ من الامامة صفحہ ۳۷۷ ج-۱ و ”حجود الوتر“ صفحہ ۶۳۲ ج-۱ (اكفار الملحدین صفحہ ۱۷۷-۱۹)

اور اہل قبلہ کی عدم تکفیر کا معنی یہ ہے کہ ارتکاب معاصی سے کافر نہیں بن جاتے اور امور خفیہ غیر مشہورہ کے انکار کرنے سے کافر نہیں بن جاتے۔ یہ

(۸) ومعنى عدم تكفير اهل القبلة ان لا يكفر بارتكاب المعاصي ولا بانكار الامور الخفية

مسئلہ محققین نے ثابت کر کے بیان کیا ہے پس اسے یاد رکھیں جیسا کہ بڑا اس میں صفحہ ۵۷۲ پر ہے۔

المعتصر صفحہ ۳۴۹ من  
تفسیر الفرقان۔ ومن  
آخر "الاقتصاد"

للغزالی رحمۃ اللہ  
علیہ (اکفار الملحدین صفحہ ۲۳-۲۴)

اسی لیے بہت سارے آئمہ دین نے  
مطلقاً اس قول کے ذکر کرنے سے منع کیا  
ہے کہ ہم کسی کو بھی گناہ کرنے سے کافر  
نہیں کہتے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہم ہر  
گناہ سے کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے جیسا  
کہ خوارج کرتے ہیں۔ علامہ قونوی  
فرماتے ہیں کہ "بذنب" کی قید سے یہ  
اشارہ ہے کہ فساد اعتقادی کی وجہ سے  
ہم اسے کافر قرار دیتے ہیں جیسا کہ  
مجسمہ اور مشبہ و غیرہ فساد عقیدہ کی وجہ  
سے کافر ہیں (کیونکہ فساد عقیدہ کو گناہ  
نہیں بلکہ کفر کہا جاتا ہے) اور ہماری  
بات ذنب یعنی گناہ سے ہے۔ یہ مسئلہ  
شرح فقہ اکبر لطاوی کی معتبر تفسیر  
الفرقان اور امام غزالی کی اقتصاد میں  
بھی مذکور ہے۔

غیر المشہور ة هذا  
ما حققه المحققون  
فاحفظه كذا في  
النو اس صفحہ ۵۷۲ (اکفار الملحدین  
صفحہ ۱۷)

(۹) ولهذا متنع كثير من  
الائمة عن اطلاق  
القول باننا لانكفر احدا  
بذنب۔ بل يقال انا  
لانكفرهم بكل ذنب كما  
يفعله الخوارج ثم قال  
القونوي رحمه الله  
عليه وفي قوله "بذنب"  
اشارة الى تكفيره  
بفساد اعتقاده كفساد  
اعتقاد المجسمة  
والمشبهة ونحوهم لان  
ذلك لا يسمى ذنبا  
والكلام في الذنب  
"شرح فقہ اکبر  
صفحہ ۱۹۶" من بحث  
الايمان ونحوه كلام  
الطحاوي

(۱۰) قال الطبري في تهذيبه في هذا الحديث رد على قول من قال لا يخرج احد من الاسلام من اهل القبلة بعد استحقاقه حكمه الا بقصد الخروج منه عالما فانه مبطل لقوله في الحديث "يقولون الحق و يقرؤن القرآن ويصرون من الاسلام ولا يتعلقون منه بشئ" ومن المعلوم انهم لم يرتكبوا - استحلال دماء - المسلمين و اموالهم الا بخطا منهم فيما تاؤلوه من اى القران على غير المراد منه (اقرار المحدثين صفحہ ۲۶)

(۱۱) ان انكار القطعي كفر ولا يشترط ان يعلم ذلك كافر ا على ما يتوهمه الحائلون بل يشترط - قطعيتہ

امام طبری نے اپنی "تہذیب" میں فرمایا ہے کہ آئندہ حدیث شریف میں اسی قول کے قائلین کی تردید ہے جو کہ کہتے ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کوئی بھی اسلام سے خارج نہیں ہوتا مگر اس وقت جب وہ اپنے علم و دانش کے باوجود اسلام سے خارج ہوتا ہے تو پھر خارج ہوتا ہے۔ یہ مذکورہ قول اس حدیث کو باطل کرتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں "بہت سارے لوگ ایسے ہوں گے کہ قرآن کی قرات کریں گے اور حق پر قول بھی کریں گے تب بھی (ضروریات دین سے انکار کی وجہ سے) اسلام سے خارج ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے خون اور اموال کو حلال کرنے کا ارتکاب نہیں کیا لیکن ان سے خطا ہوئی ہے جو انہوں نے قرآن مجید کی آیات میں اصل معنی سے ہٹ کر تاویل کی ہے۔

تحقیق قطعی امر سے انکار کرنا کفر ہے اور یہ شرط نہیں ہے کہ یہ منکر شخص اس امر کی قطعیت سے باخبر ہو اور اس کے ساتھ ساتھ انکار کرے تب کافر بن جائیگا (جیسا کہ بعض محروم العلم نے توہم کیا ہے) بلکہ اس امر کی نفس الامر میں قطعیت شرط ہے پس جب کوئی شخص واقعی اور نفس الامری امر سے انکار کرے گا تو اس سے توبہ طلب کی جائیگی۔ اگر توبہ کی تو ٹھیک ورنہ کفر کا مرتکب قتل کر دیا جائیگا اور طلب توبہ کے علاوہ کوئی اور مذہب نہیں ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

ع۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں کوئی مذہب نہیں اور یہ مذہب تحقیق شیخ تقی الدین السبکی نے حافظ کی عبارات کی تشریح میں بیان فرمایا ہے۔

والواقع فاذا جحد شخص ذلك القطعی استتیب فان تاب والاقتل علی الکفر ولیس وراء الاستتابه مذهب کما قال القائل۔

(ع) ولیس وراء الله للمر مذهب وذلك من عبارات الشيخ تقی الدین السبکی فی عبارات الحافظ۔

(۱۲) وفی "نور العین" من التمهید "اهل الهواء اذا ظهرت بدعتهم بحیث توجب الکفر فانه یباح۔ قتلهم جمیعا اذا لم یرجعوا اولم یتوبوا"



واذا تابوا واسلموا تقبل  
توبتهم جميعا الا

الاباحية والغالية  
والشيعة من الروافض  
والقرامطة والزنادقة  
من الفلاسفة لا تقبل  
توبتهم بحال من  
الاحوال ويقتل بعد  
التوبة وقبلها لانهم لم  
يعتقدوا بالصانع تعالى  
ليتوبوا ويرجعوا اليه۔  
”رد المحتار صفحہ ۲۹۷ (اکفار الملحدین  
صفحہ ۲۸-۲۹)

نور العین میں تمہید سے منقول ہے کہ  
جب اہل ہوا کی بدعت موجب کفر ہو تو  
ان تمام اہل ہوا کا قتل مباح ہے۔ جب  
تک رجوع نہ کیا ہو اور توبہ نہ کی ہو۔  
اور اگر توبہ کر کے اسلام لے آیا تو تمام  
اہل ہوا کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر  
روافض میں اباحیہ غالیہ اور شیعہ کی توبہ  
بھی قبول نہیں اور فلاسفہ میں سے  
قرامطہ اور زنادقہ کی توبہ کسی بھی حالت  
میں مقبول نہیں بلکہ توبہ سے پہلے اور  
بعد دونوں صورتوں میں قتل کر دیے  
جائیں گے کیونکہ ان ظالم فرقوں کا اللہ  
تعالیٰ پر بھی اعتقاد نہیں ہے تاکہ رجوع  
کر کے توبہ کریں۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا  
دیگر انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے  
والوں کی توبہ بھی مقبول نہیں کیونکہ یہ  
اس مخلوق کا حق ضائع ہو گیا اور اب  
معافی مانگنے کی گنجائش نہیں۔ بلکہ ان  
کا قتل بھی واجب ہے جیسا کہ ”خلاصۃ  
الفتاویٰ“ کی عبارت سے واضح ہوا۔

(۱۳) وقتل اہل البدع  
الشاتمین النبی واجب  
ولا یقبل توبتهم ایضا  
كما صرح به العلامة  
عبدالرشید البخاری  
فی کتابہ ”خلاصۃ  
الفتاویٰ“ كما مر انفا۔

تردید روافض نیز منکر ختم نبوت کافر ہے:

(۱۳) وفي العقائد  
العضدية لانكفر احدا  
من اهل القبلة الا بما  
فيه نفى الصانع  
المختار او بما فيه  
شرك او انكار ما علم  
من الدين بالضرورة  
او انكار مجمع عليه  
قطعا او استحلال محرم  
او العكس (اللفوي)  
واما غير ذلك  
فالقائل به مبتدع  
وليس بكافر قالت  
الروافض ان العالم  
لا يكون خاليا من النبي  
قط وهذا كفر لان الله  
تعالى قال "وخاتم  
النبیین" ومن ادعى  
النبوة في زماننا فانه  
يصير كافرا ومن طلب  
منه المعجزات فانه  
يصير كافرا لانه شك

عقائد عضدیہ میں مذکور ہے کہ ہم اہل  
قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے مگر  
اس امر سے جس میں صانع مختار کی نفی  
ہو یا اس میں شرک ہو یا ضروریات  
دین کا انکار ہو یا مجمع علیہ قطعی امر کا  
انکار موجود ہو یا حلال کو حرام یا حرام کو  
حلال ٹھہرایا گیا ہو اور مذکورہ اقسام کے  
علاوہ قائل مبتدع بن جاتا ہے اور کافر  
نہیں ہے۔ روافض نے کہا ہے کہ عالم  
نبی سے قطعاً خالی نہیں ہوتا اور یہ کفر  
ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نبی  
ﷺ خاتم النبیین ہیں  
اور جس نے ہمارے زمانے میں نبوت کا  
دعویٰ کیا تو وہ کافر بن جاتا ہے اور جس  
نے اس سے معجزات طلب کیے تو وہ بھی  
کافر بن جاتا ہے

فی النص ویجب  
 الاعتقاد بانہ ما کان  
 لاحد شرکتہ فی النبوة  
 لمحمد ﷺ بخلاف  
 ما قالت الروافض ان  
 علیاً علیہ السلام کان شریکاً  
 لمحمد ﷺ فی النبوة  
 وهذا منهم کفر -  
 "تمبید ابی الشکور  
 السالمی" (اکفار الملحدین  
 صفحہ ۵۶)

کیونکہ اس نے نص  
 قطعی میں شک کیا اور اس بات پر یقین  
 رکھنا لازم ہے کہ حضرت محمد ﷺ  
 کے ساتھ کسی اور کی نبوت میں شرکت  
 نہیں ہو سکتی بخلاف روافض کے کہ  
 انہوں نے کہا ہے کہ حضرت علی  
علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ کے ساتھ  
 نبوت میں شریک ہے اور (اس عقیدہ  
 سے) روافض کافر ہیں یہ مسئلہ تمبید ابی  
 شکور سالمی میں بھی مذکور ہے۔

(۱۵) والجہل بالضروریات فی باب المكفرات لا یكون عذرا بخلاف غیرها فانه یكون عذرا علی المفتی به کما تقدم "شرح حموی" (اکفار الملحدین صفحہ ۶۲)

تکفیر کے مسئلہ میں ضروریات دین سے جہل شرعاً عذر نہیں ہو سکتا اور ضروریات دین کے علاوہ اور چیزوں میں قول مفتی بہ کے مطابق جہل عذر ہو سکتا ہے جیسا کہ شرح حموی میں بیان ہوا ہے۔

(۱۶) التاویل فی ضروریات الدین لا یقبل ویکفر المتأول فیها والتاویل الفاسد لا یغنی (لاینجی) عن الکفر۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۷۱)

ضروریات دین میں تاویل مقبول نہیں بلکہ تاویل کرنے والا بھی کافر ہوتا ہے اور تاویل فاسد کفر سے نجات نہیں دلاتی۔

درج بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ منکر ضروریات دین و متواترات شرعیہ جمہور متکلمین اہلسنت کے نزدیک کافر ہے اور ضروریات دین میں تاویل مسأغ نہیں بلکہ تاویل کرنے والا بھی کافر ہوتا ہے تاویل امور غیر قطعیہ اور مسائل اجتہادیہ میں مسأغ (جائز) ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروریات دین میں جہل شرعاً عذر نہیں ہے اور اہل تاویل صرف علما مجتہدین اور متکلمین ہیں۔ ہر کس و ناکس اہل تاویل نہیں ہو سکتا نیز اہل بدع کو انکار ضروریات دین کی بنا پر کافر کہنا شرعاً واجب ہے جیسا کہ عقائد عضدیہ کی عبارت سے واضح ہوا۔

اسی طرح زعیم الاحناف علامہ محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے مقالات کوثری میں فرمایا ہے:

(۱۷) ویقول الامام ابو منصور الماتریدی عبدالقاهر بغدادی فی الاسماء والصفات ان الاشعری والمتکلمین قالوا بتکفیر کل مبتدع۔ کانت بدعتہ کفرا او ادت الی کفر ومثلہ فی کتاب اصول الدین لم (مقالات کوثری صفحہ ۳۲۱)

امام ابو منصور عبدالقاهر بغدادی ماتریدی اسماء اور صفات کی بحث میں فرماتے ہیں کہ اشعری اور اکثر متکلمین نے فرمایا ہے کہ ہر مبتدع جس کی بدعت کفر ہو وہ کافر ہے اور اگر اس کی بدعت کفر کو مقفی ہو تو تب بھی کافر ہے اسی طرح انہوں نے کتاب اصول الدین میں بھی فرمایا ہے۔

(۱۸) واما قول القائل لایکفر اهل القبلة بل یحکم بایمان الرجل اذا وجد وجه واحد یدل علی ایمانه ضد تسعة وتسعین وجہا فبمعنی عدم التسرع فی سفک دمہ مالم یصر علی انکارہ (مقالات کوثری صفحہ ۳۲۱)

اور قائل کا یہ قول کہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا بلکہ اگر اہل قبلہ کے ننانوے اعمال کفر پر دلالت کرتے ہوں اور ایک عمل ایمان پر دلالت کرتا ہو تو ان کے ایمان پر حکم کیا جائیگا (یا اہل قبلہ سے ایسا قول صادر ہو جائے جس کی ننانوے وجوہ کفر پر دال ہوں اور ایک وجہ ایمان پر تب بھی مومن کہا جائیگا) اس سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کو جلد قتل نہیں کیا جائیگا جب تک اس کفری بات پر مداومت اور اصرار نہ کرے۔

اسی طرح علامہ بدر الدین خیالی اہل سنت کا اجماعی قاعدہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۱۹) لا یکفر اهل القبلة  
فی الامور الاجتهادیه  
اذ لانزاع فی کفر من  
انکر ضروریات الدین  
(خیالی صفحہ ۱۶۹)

اہل قبلہ کو امور اجتہادیہ میں کافر نہیں  
کہا جائیگا جبکہ ضروریات دین سے منکر  
شخص کے کفر میں کوئی نزاع اور  
اختلاف نہیں ہے۔

تو معلوم ہوا کہ ضروریات دین سے انکار کرنے والا اجتماعاً کافر ہے خواہ وہ جبری  
ہو خواہ رافض ہو یا منکر عصمت ہو یا کسی اور گمراہ کن فرقہ سے تعلق رکھتا ہو جبریہ  
کی تحقیق و تفصیل تو بیان ہو چکی روافض بھی بہت سی ضروریات دین کے منکر ہیں  
اب ان کے عقائد ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے رسالہ ”تائید اہلسنت“ میں  
”کوائف شیعہ“ کی بحث میں روافض کے عقائد مفصل بیان کیے ہیں اور شیعہ کے  
مختلف فرقے بھی بیان کیے ہیں پیر محمد اور دوسرے قارئین کرام خود انصاف سے  
کام لیں اور دیکھیں کہ ان عقائد سے ضروریات دین کا انکار لازم آتا ہے یا نہیں؟  
تو ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتی ہے یا نہیں؟ واجب الوجود کی تنقیض لازم  
آتی ہے یا نہیں؟  
شیعہ کے فرقے:

حضرت مجدد الف ثانیؒ شیعہ کے مختلف فرقوں اور ان کے عقائد کے بارے  
میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ طائفہ کا میلہ: از ایشان کہ  
اصحاب ابو کامل اند۔ تکفیر اصحاب پیغمبر  
صلی اللہ علیہ وسلم می کنند۔ ہترک بیعت علی  
الکرمین و تکفیر علی می کنند۔ ہترک طلب  
حق خود و بتناخ قائل اند۔ (رسالہ

کوائف شیعہ امام المجدد صفحہ ۴

۱۔ طائفہ کا میلہ: یہ لوگ ابو کامل کے ساتھیوں میں سے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کو ترک کر کے ان کی بھی تکفیر کرتے ہیں۔ حق کی طلب کو بھی ترک کرتے ہیں اور تباہی کے قائل ہیں۔

حالانکہ ”لایر می ر جل ر جلا۔۔۔ (الحديث)“ کے مضمون سے مومن کو کافر کہنے سے انسان خود کافر بن جاتا ہے۔

۲۔ طائفہ بیانیہ: طائفہ بیانیہ کہ اصحاب بیان بن سماع اند۔ می گویند کہ خدا بصورت انسان است و اوتام ہلاک میشود مگر وجہش و روح خدا در علی رضی اللہ عنہ حلول کردہ۔ بعد ازاں در پسر او محمد بن حنفیہ بعد ازاں در پسر او ہاشم بعد ازاں در بیان۔۔۔ (رسالہ مذکورہ صفحہ ۴)

۲۔ طائفہ بیانیہ: اس فرقہ کے لوگ بیان بن سماع کے ساتھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ خدا انسان کی شکل میں ہے اس کے چہرے کے سوا سب ختم ہو گیا خدا کی روح علی رضی اللہ عنہ میں داخل ہو گئی اس کے بعد اس کے بیٹے محمد بن حنفیہ میں پھر اس کے بیٹے ہاشم میں اور پھر اس کے بیٹے بیان میں داخل ہو گئی۔

۳۔ طائفہ مغیرہ: کہ اصحاب مغیرہ بن سعید عجمی اند۔ میگویند کہ خدا بصورت مرد نورانی است کہ بر سر او تاج است از نور و دل او منبع حکمت است۔ (ایضاً صفحہ ۱۷)

۳۔ طائفہ مغیرہ: یہ لوگ مغیرہ بن سعید عجمی کے ساتھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ خدا ایک نورانی مرد کی شکل میں ہے کہ اس کے سر پر نور کا تاج ہے اور اس کا دل حکمت کا منبع ہے۔

۴۔ طائفہ جناحیہ: کہ اصحاب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر



ذوالجناحین اند و بتناخ ارواح قائل گشتہ اند۔ وہی گویند کہ روح خدا اول در آدم علیہ السلام حلول کرد بعد ازاں در شیث علیہ السلام و مہمیں در انبیاء و آئمہ تا آنکہ بر علی علیہ السلام و اولاد او منتہی شد۔ بعد ازاں در عبداللہ حلول کرد۔ و این گروہ منکر قیامت است و ایشان محرمات را حلال می دانند کالخنزیر و المیتہ و الزنا و غیرہا۔ (ایضاً صفحہ ۴)

۴۔ طائفہ جناحیہ: یہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین کے ساتھی ہیں اور ارواح کے تناخ کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ سب سے پہلے خدا کی روح حضرت آدم علیہ السلام میں داخل ہوئی پھر شیث علیہ السلام میں اسی طرح انبیاء اور آئمہ سے ہوتی ہوئی حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد تک پہنچ گئی اس کے بعد عبداللہ میں داخل ہو گئی۔ یہ لوگ قیامت کے منکر ہیں اور حرام چیزوں مثلاً شراب، مردار اور زنا وغیرہ کو حلال سمجھتے ہیں۔

۵۔ طائفہ منصور یہ: این اصحاب ابی منصور عجل اند کہ در خدمت امام محمد باقر علیہ السلام بودہ۔ فلما تبرأ منه الامام و طردہ ادعی الامامۃ نفسہ می گویند کہ ابو منصور بہ آسمان رفتہ بود و حضرت سبحانہ بید خود بر سر او مسح کردہ۔ یا نبی اذہب فبلغ منی بعد ازاں بر زمین فرود آمد۔ و هو الکسف المذکور فی قولہ تعالی وان

۵۔ طائفہ منصور یہ: یہ لوگ ابی منصور عجل کہ جو امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں رہا کرتا تھا کے ساتھی ہیں پس جب اس سے امام نے بریت کا اظہار کیا اور ٹھکرا دیا تو امام نے خود امامت کا دعویٰ کیا وہ کہتے ہیں کہ ابو منصور آسمان پر گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور کہا اے نبی جا اور میری طرف سے تبلیغ کر پھر وہ زمین پر واپس آگیا اور وہ کسف جو کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں موجود ہے۔

يروا كسفا من السماء  
ساقطا يقولوا سحاب  
مرکوم (سورہ طور آیت ۴۴)

آیت ”اور اگر وہ آسمان کے ٹکڑے کو  
دیکھ لیں کہ گرتا ہوا آ رہا ہے تو یوں کہہ  
دیں کہ یہ تو تمہ بہ تمہ جما ہوا بادل  
ہے۔“

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ رسالت کا  
سلسلہ ختم نہیں ہوا اور جنت کا مفہوم  
وہ محبت ہے کہ جو ہم امام سے کرتے  
ہیں اور آگ (جہنم) کا مطلب اس  
شخص سے دشمنی ہے جس کے ہم تابع  
ہیں مثلاً ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ  
اسی طرح فرائض کا مطلب یہ ہے کہ ہم  
اس جماعت سے محبت کریں جس کا  
ہمیں حکم دیا گیا ہے اور حرام وہ گروہ  
ہے جس سے دشمنی کا ہمیں حکم دیا گیا  
ہے۔

۶۔ طائفہ غرابیہ: وہ کہتے ہیں کہ  
حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور  
حضرت علی رضی اللہ عنہ بے حد قریبی  
مشابہت تھی جس طرح کہ کوئے کی  
کوئے سے اور مکھی کی مکھی سے۔ اللہ  
تعالیٰ نے وحی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

وہم ایشان می گویند کہ رسالت منقطع  
نمی شود و جنت عبارت است از امام کہ  
ما بہ محبت آن ماموریم و نار کناہ است  
از آن شخصے کہ ما بغض آن محکومیم ہجو  
ابی بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ - و همچنین  
فرائض عبارت است از ان جماعت کہ  
ما را بہ محبت آنها امر فرمودہ اند و محرمات  
آن طائفہ اند (ای از ان طائفہ عبارت  
است) کہ ما را بغض آن حکم کردہ۔

۶۔ طائفہ غرابیہ: از ایشان می  
گویند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہ حضرت علی  
رضی اللہ عنہ مشابہ تر بود از مشابہت غراب  
بغراب و گس بہ گس و حضرت حق  
سبحانہ تعالیٰ وحی بجانب حضرت علی  
رضی اللہ عنہ فرستادہ بود جبرائیل علیہ السلام  
از کمال مشابہت غلطی کردہ وحی را محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم رسانیدہ و شاعر ایشان می گویند

جانب بھیجی تھی مگر جبرائیل علیہ السلام  
انتہائی مشابہت کی وجہ سے غلطی کھا گئے  
اور وحی حضرت محمد ﷺ تک پہنچا  
دی۔ ان کے شاعر کہتے ہیں:-

اور وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو  
لعنت کرتے ہیں۔

۷۔ طائفہ ذمیہ: یہ (نعوذ باللہ)  
حضرت محمد ﷺ کو برا کہتے ہیں اور  
ان کا کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ  
خدا ہیں اور انہوں نے حضرت محمد  
ﷺ کو بھیجا تھا کہ لوگوں کو ان کی  
طرف دعوت دیں لیکن حضرت محمد  
ﷺ نے اپنی طرف دعوت دے دی  
ذمیوں میں سے کچھ نے حضرت محمد  
ﷺ کو خدا بنایا ہے۔ ان میں سے  
ایک جماعت خدائی احکام میں حضرت  
محمد ﷺ کو ترجیح دیتی ہے جبکہ  
دوسری جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو  
فوقیت دیتی ہے۔

غلط الامیر فجاز ہا عن حیدر وایشان حضرت  
جبرائیل ر العن میکتد۔ (ایضاً صفحہ ۵-۶)  
۷۔ طائفہ ذمیہ: کہ این ذم محمد  
ﷺ میکتد وی گویند علی الہ است  
محمد ﷺ رامبعوث ساختہ است کہ  
مردم را بسوی او دعوت کند۔ محمد  
ﷺ بسوی خود دعوت کرد۔ و بعضے از  
ذمیہ محمد ﷺ را الہ ساختہ۔ جمعی از  
ایشان محمد ﷺ در احکام الوہیت  
مقدم می دانند و جمعی دیگر علی رضی اللہ عنہ  
را۔ (ایضاً صفحہ ۶)

۸۔ طائفہ یونسیہ: این اصحاب یونس  
بن عبدالرحمن قتی اند و میگویند خدا  
بر عرش است و ہر چند ملائکہ اورا  
برداشتہ اند اما او از ملائکہ قوی است  
مثل کلک کہ بزور دویا میگرد و دواز ہر

دوپائے خود کلاں و بقوت تر است۔ ۸۔ طائفہ یونسیہ: یونس بن  
(ایضاً صفحہ ۶)

عبدالرحمن قتی اور اس کے ساتھی کہتے  
ہیں کہ خدا عرش پر ہے اور اگرچہ  
فرشتوں نے اس کو اٹھایا ہوا ہے مگر وہ  
ملائکہ سے زیادہ طاقتور ہے جس طرح  
کہ کونج دونوں پاؤں کے زور سے  
گھومتی ہے اور اپنے دونوں پاؤں کی  
وجہ سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے۔

۹۔ طائفہ مفوضہ: از ایشان می گویند  
کہ خدا تعالیٰ دنیا را خلق کرد و محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم تفویض نمود و مباح ساخت اور  
اہر چیزیکہ در دنیا است و بعضی از ایشان  
می گویند کہ دنیا را بہ علی (رضی اللہ عنہ)  
تفویض نموده۔ (ایضاً صفحہ ۶)

۹۔ طائفہ مفوضہ: یہ کہتے ہیں کہ خدا  
تعالیٰ نے دنیا کو تخلیق کیا اور اسے  
حضرت محمد ﷺ کے سپرد کر دیا اور  
دنیا کی ہر چیز ان کے لیے جائز کر دی۔  
ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ دنیا  
حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کی گئی  
تھی۔

۱۰۔ طائفہ اسماعیلیہ: این نیز می گویند  
کہ خدا نہ موجود است نہ معدوم نہ  
عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز۔ (ایضاً  
صفحہ ۸)

۱۰۔ طائفہ اسماعیلیہ: یہ کہتے ہیں کہ  
خدا نہ موجود ہے نہ معدوم ہے نہ وہ  
عالم ہے نہ جاہل اور نہ وہ قادر ہے نہ  
عاجز۔

اس کے بعد امام ربانیؒ اپنی مذکورہ بالا کتاب ”تائید اہلسنت“ کے صفحہ نمبر پر  
ان تمام رد و افض کے فرقوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”محبت این بد کیشان در  
رنگ محبت نصاری است حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ از فرط ضلالت اور ابہ خدائی  
می پرستیدند و اواز ان محبت بزار بود۔“ (ان بد فطرت لوگوں کی محبت عیسائیوں کی  
طرح ہے جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرتے تھے کہ گمراہی کے

جوش میں انہیں خدا کی طرح پوجتے تھے اور وہ ان کی محبت سے بیزار تھے۔

و یثویدہ مانقل عن علی  
انہ قال قال لی النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من  
عیسیٰ بعضتہ الیہود  
حتی بہتوا امہ و احبتہ  
النصاری حتی انزلوہ  
بالمنزلة التی لیست  
لہ ثم قال یہلک فی  
رجلان محب مفرط  
یفرطنی بما لیس فی  
و مبغض یحملہ شنائی  
علی ان یبہتنی (رواہ  
احمد) و قوله تعالیٰ اذ  
تبرا الذین اتبعوا۔ (سورہ  
البقرہ آیت ۱۶۶)

میرے قول کی تائید اس حدیث سے  
ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے  
ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ آپ کا حال بھی حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہو گا کہ یہود  
نے عیسیٰ علیہ السلام سے بغض لیا حتیٰ کہ  
ان کی والدہ محترمہ پر بہتان لگایا اور  
نصاری نے بے انتہا محبت لی اور اس  
منزل پر پہنچا دیا جو فی حقیقت ان کا رتبہ نہ  
تھا (یعنی ابن اللہ کہہ کر پکارا) اس کے  
بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا  
میرے حق میں بھی دو فرقے ہلاک  
ہونگے افراط سے محبت کرنے والا  
(مفرط شیعہ) کہ میرے حق میں غیر  
ثابت بمنزلہ ثابت کرنے میں افراط  
کریں گے اور میرے ساتھ بغض کرنے  
والا (خوارج) جو کہ میری دشمنی کی وجہ  
سے مجھے مبہم کریں گے۔ (رواہ احمد)  
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”جبکہ وہ  
لوگ جن کے کہنے پر دوسرے چلتے تھے  
ان لوگوں سے الگ ہو جائیں گے۔“

نشان حال ایشان است یعنی وقتی کہ  
مقبوعان از تابعان بیزار شوند و متابع

قبول ندارد ثم قال وشیعہ مذمت ایشان  
(خلفاء ثلاثہ) میکتند۔ مخالفت وحی  
میکتند و مخالفت وحی کفر است۔ (کتاب  
مذکور بالا صفحہ ۹-۱۰)  
(درج بالا آیت ۱۰۱ کے حسب حال  
ہے یعنی جب متبعان اپنے تابع  
فرمانوں سے بیزار ہو جائیں گے تو ان  
کی تابع فرمانی قبول نہ کریں گے پھر کہا  
کہ شیعہ ان (تینوں خلفاء) کی مذمت  
کرتے ہیں۔ وحی کی مخالفت کرتے ہیں  
جبکہ وحی کی مخالفت کرنا کفر ہے۔

اس طرح معلوم ہوا کہ اہل بدع میں سے جو کوئی بھی متواترات شرعیہ اور  
امور قطعیتہ الثبوت سے انکار کرے تو وہ اہل قبلہ سے خارج ہو کر کافر کہلائے گا  
جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب نمبر ۲۸۹  
صفحہ ۷۹-۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جبریہ بھی ضروریات دین اور امور قطعیتہ  
الثبوت سے منکر کافر اور ملعون ہیں۔ (تفصیلی عبارات جبریہ کی بحث میں گزر چکی  
ہیں) بہت سارے علماء اہلسنت و جماعت اور فقہائے کرام کی عبارات بھی مذکور  
ہو چکی ہیں کہ انہوں نے فرقہ جبریہ کی تکفیر اور خوارج و روافض کی تکفیر بھی کی ہے  
اور منکرین عصمت اور گستاخ رسول ﷺ کو کفر تابیدی سے کافر ٹھہرایا ہے۔  
(کما مر تفصیلاً)

چند فقہائے کرام کی اور عبارات بھی ملاحظہ کیجئے کہ انہوں نے مختلف قسم کے  
اہل بدع کی تکفیر کی ہے کیونکہ ان میں ضروریات دین سے انکار موجود ہے۔  
فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

و یجب الکفار القدریۃ  
و یجب الکفار  
الکیسانیۃ و الکفار  
الروافض فی قولہم  
برجعة الاموات الی

اور قدریہ کی تکفیر واجب ہے اور فرقہ  
کیسانیہ کی تکفیر بھی واجب ہے اور  
روافض کی تکفیر بھی واجب ہے اس  
وجہ سے کہ وہ مردوں کے دنیا میں  
واپس آنے کے قائل ہیں اور ارواح  
کے تنازع کے قائل ہیں اور اس بات  
کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روح  
آئمہ میں منتقل ہو رہی ہے اور آئمہ الہ  
ہیں اور یہ کہ امام ناطق بالحق خروج  
کریگا اور اس کے خروج تک امر و نہی  
منقطع رہیں گے اور اس بات کے قائل  
ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام غلط طور پر  
وحی حضرت محمد ﷺ کے پاس لے  
گئے کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی  
طرف جانی تھی پس ان بے دین عناصر  
کے متعلق وہی احکام ہیں جو مرتدین کے  
متعلق ہیں اور جو شخص حضرت ابو بکر  
رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر ہو تو صحیح  
روایت کے مطابق کافر ہے اور حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر بھی قول  
اصح کے مطابق کافر ہے۔ اسی طرح  
یزیدیہ، خوارج اور نجاریہ فرقہ کی تکفیر  
بھی واجب ہے کیونکہ وہ عذاب قبر کے  
منکر ہیں اور قیامت کے دن شافعیین کی

الدنیا وبنسخ الارواح  
وانتقال روح الالہ الی  
الائمة وان الائمة  
الہتد وبقولہم بخروج  
امام ناطق بالحق  
وانقطاع الامر والنہی  
الی ان یخرج۔ وبقولہم  
ان جبرائیل غلط فی  
الوحی الی محمد ﷺ  
دون علی رضی اللہ عنہ واحکام  
ہؤلاء  
المرتدین۔ ومن انکر  
خلافتہ ابی بکر رضی اللہ عنہ  
فہو کافر فی الصحیح  
ومنکر خلافتہ عمر  
رضی اللہ عنہ فہو کافر فی  
الاصح۔ ویجب اکفار  
الیزیدیۃ ویجب  
اکفار الخوارج  
واکفار النجاریۃ  
وکذا من انکر عذاب  
القبر ومن انکر شفاعۃ  
الشافعیین یوم القیامۃ  
فہو کافر۔ والصواب



اکفار المجبرۃ فی شفاعت کا منکر بھی کافر ہے اور فرقہ قولہم للعبد لا فعل اصلا جبریہ کی تکفیر بھی نیک کام ہے۔ کیونکہ (لا خلقا ولا کسبا)۔ (فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری صفحہ ۳۱۸) لیے کوئی فعل نہیں اور بندہ کچھ نہیں کر سکتا۔ (ج-۶)

رضا با لکفر کفر ہے:

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وفی المحيط اذا سکت محیط میں مذکور ہے کہ جب کوئی داعظ القوم عن المذکر اپنے وعظ میں کلمہ کفریہ پر تکلم کرے وجلسوا عنده بعد اور لوگ پھر بھی اس کے ساتھ بیٹھ تکلمہ با لکفر کفروا۔ جائیں تو یہ لوگ بھی کافر ہو جاتے ہیں۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۵)

مستحق سنت کی تکفیر میں چند عبارات آگے بیان کی جائیں گی کیونکہ استخفاف سنت بھی کفر اور ضروریات دین سے انکار ہے جمہور علماء کرام رحمہم اللہ "مجتہدین" ائمہ دین اور فقہاء کرام "اہلسنت" کے نزدیک منکر ضروریات دین اور امور قطعہ الثبوت اور متواترات شرعیہ کا منکر حقیقتہ کافر ہے۔ اسی طرح شعار اللہ تعالیٰ کی توہین کرنے والا اور کفار کے شعار خاصہ اور مراسم دینیہ میں ان کے ساتھ مشابہت اور مشارکت کرنے والا بھی اجماعاً کافر ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب "کافتویٰ خمینی مودودی و دوحائی صفحہ نمبر ۱۰ پر) مذکور ہے اور کافر کو کافر نہ کہنے والا اس کے کفر میں تردد کرنے والا بھی کافر ہے اس طرح مومن حقیقی کو غیر مسلم اور کافر قرار دینا بھی کفر ہے اور شریعت محمدی کو غیر اسلامی قرار دینا بھی کفر ہوا ہے۔

انکار شفاعت کفر ہے:

عبد الغنی نابلسی "حدیقتہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۳۰۵ پر رقمطراز ہیں:

وفی التاتار خانیۃ سئل  
عن قال بان اللہ تعالیٰ  
عالم بذاتہ ذاتہ علمہ  
ولا نقول لہ صفۃ العلم  
قادر بذاتہ ای ذاتہ  
قدرتہ ولا نقول لہ  
القدرة وہم المعتزلة  
والفلاسفة نفات  
الصفات هل يحکم  
بکفرهم ام لا قال يحکم  
بکفرهم لانهم ینفون  
الصفات ومن نفی  
الصفات فهو کافر۔

فتاوی تاتار خانیہ میں مذکور ہے کہ علماء  
کرام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص  
کہے کہ اللہ تعالیٰ عالم بذاتہ ہے (یعنی اللہ  
کی ذات اس کا علم ہے) اور اس کے  
لیے صفت العلم نہیں ہے اور قادر  
بذاتہ ہے اور اس کی ذات اس کی  
قدرت ہے اور اس کے لیے قدرت  
صفت نہیں ہے یہ عقیدہ معتزلہ اور  
فلاسفہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے  
صفات کی نفی کرتے ہیں آیا ایسے شخص  
کافر ہیں یا نہیں؟ تو علماء کرام نے فرمایا  
کہ ہاں ایسے شخص کافر ہیں کیونکہ یہ  
لوگ اللہ تعالیٰ سے صفات کی نفی کرتے  
ہیں اور جس نے اللہ تعالیٰ سے صفات  
کی نفی کی وہ کافر ہے۔

اور فتاوی تاتار خانیہ میں ہے کہ اگر  
کسی شخص نے عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ  
کے لیے جارح ہے تو یہ شخص کافر  
ہو گیا۔ (مشابہات کا لغوی معنی 'بہا'  
تأویل کرنا یا ان سے استدلال کرنا قطع  
کفر ہے)۔ جامع فصولین میں ہے کہ

وفی التاتار خانیۃ ان  
اعتقد ان للہ سبحانہ  
رجلا وہی الجارحة  
یکفر۔۔۔۔۔ وفی جامع  
الفصولین  
الطحاوی عن ابی

حنیفۃ واصحابنا انہ  
 لا یخرج من الاسلام الا  
 جحود ما دخلہ  
 فیہ۔۔۔۔۔ ومن انکر  
 شفاعۃ الشافعیین یوم  
 القیامۃ فہو  
 کافر۔۔۔۔۔ والجمع  
 بین قولہم لانکفر احدا  
 من اہل القبۃ وقولہم  
 یکفر من قال بخلق  
 القران او استحال  
 الرؤیۃ او سب  
 الشیخین ولعنہما  
 وامثال ذلک فمشکل  
 انتہی کلام التفتازانی۔  
 و یمکن ان یدفع  
 الاشکال بان قولہم  
 بالکفر بناء علی انکار  
 الثابت بالنص القطعی  
 (والضروریات  
 والمتواترات)  
 وانکارہ (ای کل واحد  
 من المذکور) کفر  
 بالاجماع۔ وفيہا ای فی

امام طحاوی نے امام ابو حنیفہ اور دیگر علماء  
 کرام سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی  
 ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ اس چیز  
 کے انکار سے اسلام سے خارج ہوتا ہے  
 جس کی تصدیق سے ایمان میں داخل  
 ہوا تھا (یعنی ضروریات دین، امور قطعیہ  
 متواترات شرعیہ اور شعار اللہ پر ایمان  
 لانا اسلام ہے اور ان سے انکار کفر ہے)  
 اور جو شخص قیامت کے دن شفاعت  
 شافعیین سے منکر ہوا تو وہ بھی کافر ہے  
 اور ان دو اقوال کے درمیان مطابقت  
 کرنا کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہہ  
 سکتے اور اہل قبلہ میں سے جس شخص  
 نے استحال روپہ خلق قرآن شیخین کو  
 گالیاں دینا اور شیخین پر لعنت بھیجنے وغیرہ  
 پر قول کیا تو وہ کافر ہے مشکل نظر آتی  
 ہے لیکن ان دو اقوال کے درمیان  
 مطابقت یہ ہے کہ جو شخص اہل قبلہ میں

التاتار خانیت و يجب  
اکفار

الکیسانیه---و يجب  
اکفار

القدریة---و يجب

اکفار الروافض فی  
قولهم برجع الاموات  
بعد موتهم الی الدنیا  
وقولهم بتناسخ  
الارواح وان الائمة

الہة وبقولهم بخروج  
امام باطن و تعطیلهم  
الامر والنهی الی ان  
تخرج الامام الباطن  
وبقولهم ان جبرائیل  
غلط فی الوحی الی

محمد ﷺ دون علی  
رضی اللہ عنہ بن ابی طالب  
وهؤلاء القوم

خارجون عن ملۃ  
الاسلام احکامهم  
المرتدین

سے قطعی نص سے ثابت چیز  
(ضروریات دین اور متواترات شرعیہ)  
کا انکار کرے تو وہ کافر ہے کیونکہ مذکورہ  
اشیاء میں سے انکار کرنا اجماعاً کفر ہے  
اور یہ تاتار خانیت میں مذکور ہے۔ اسی  
طرح کیسانیت اور قدریت کی تکفیر بھی  
واجب ہے اور روافض کی تکفیر بھی اسی  
وجہ سے واجب ہے کہ رجعت الاموات  
الی الدنیا اور تناسخ الارواح کے قائل  
ہیں اور آئمہ کو الہ سمجھتے ہیں اور امام  
باطن کے قائل ہیں کہ اس کے خروج  
تک امر و نہی معطل رہیں گے اور اس  
بات کے قائل ہیں کہ جبرائیل علیہ  
السلام کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بن طالب  
کی بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کی جانب وحی لے جانے میں غلطی ہوئی  
اور یہ قوم روافض اسلام سے خارج  
ہے اور ان کے متعلق احکام مرتدین  
کے احکام کی طرح ہیں اور خوارج کی  
تکفیر بھی لازم ہے کیونکہ خوارج  
دوسری تمام امت کو کافر ٹھہراتے ہیں

و يجب اكفار الخوارج  
 في اكفارهم جميع  
 الامة وفي اكفارهم  
 على عليه السلام ابن ابي طالب  
 و عثمان عليه السلام بن عفان  
 و طلحة عليه السلام و زبير  
عليه السلام و عائشه عليه السلام  
 ويجب اكفار  
 اليزيدية والصواب  
 اكفار المجبرة - (حديثه  
 الزيدية صفحہ ۳۰۰-۳۰۵ ج-۱)

اور حضرت علی عليه السلام ابن ابی طالب  
 اور حضرت عثمان عليه السلام بن عفان اور  
 حضرت طلحہ عليه السلام اور حضرت زبیر  
عليه السلام اور حضرت عائشہ عليه السلام  
 کافر قرار دیتے ہیں اور فرقہ یزیدیہ اور  
 جبریہ کی تکفیر بھی لازم ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری صفحہ ۲۱۵ جلد سوم میں  
 تحریر فرماتے ہیں کہ چھ فرقے ایسے ہیں جن پر تمام انبیاء کرام، نبی اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے لعنت بھیجی ہے ان میں سے ایک فرقہ روافض  
 ہے۔ روافض کی تردید پر قاضی صاحب نے ”سیف المسلول“ ایک الگ رسالہ بھی  
 تصنیف کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے یہ رسالہ ملاحظہ کیجئے)۔ یہاں تفسیر مظہری سے  
 عبارات ملاحظہ کیجئے۔

قلت الزائد في كتاب  
 الله الروافض يزدون  
 في كتاب الله عشرة  
 اجزاء فوق ثلثين جز  
 ويزعمون ان عثمان  
 اسقطها من القران  
 میں کتا ہوں کہ زائد فی کتاب اللہ  
 روافض ہیں کہ کتاب اللہ میں تمیں  
 اجزاء کے علاوہ اور دس اجزا زیادہ  
 کرتے ہیں اور زعم باطل سے کہتے ہیں  
 کہ حضرت عثمان عليه السلام نے ان دس  
 اجزا کو ساقط کر دیا اور زعم باطل سے یہ

ویزعمون ان سورۃ کتے ہیں کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کی  
الاحزاب مثل سورۃ طرح ہے۔  
البقرۃ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۱۵ ج۔)

(۳)

اسی طرح کچھ آگے چل کر اسی جلد میں مفسر مذکور صفحہ ۲۱۶ پر فرماتے ہیں:

والتارک للسنۃ  
سائر المبتدعة ومن  
اہل الہواء من اتبع  
متشابہات الکتاب بناء  
علی زیغ فی قلوبہم ولم  
یقتفوا السلف فی  
تاویلہا والایمان بہا  
وذلك داب المجسمۃ  
والمشبهۃ وامثالہم  
واما الروافض ففارقوا  
دینہم بالکلیۃ فان  
الدین مستفاد من  
الکتاب والسنۃ  
والاجماع۔ فہم ترکوا  
کتاب اللہ وانکرو  
الوثوق علیہ حیث  
قالوا ان عثمان رضی اللہ عنہ  
حذف من القرآن قریبا

اور تارکین سنت تمام مبتدعین ہیں اور  
اہل ہوا سے ہیں جو متشابہات کتاب اللہ  
کے درپے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں  
کج روی موجود ہے اور اس کی تاویل  
اور اس پر ایمان رکھنے میں سلف صالحین  
کی متابعت نہیں کرتے اور ایسا کرنا فرقہ  
مجسمہ اور مشبہ وغیرہ کا شیوہ ہے اور  
روافض تو بالکل دین سے خارج ہیں  
کیونکہ دین کتاب اللہ اور سنت رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے استفاد کا  
نام ہے مگر انہوں نے کتاب اللہ کو چھوڑ  
دیا اور اس پر اعتماد کرنے سے انکار کیا  
کیونکہ روافض کہتے ہیں کہ عثمان  
رضی اللہ عنہ نے قرآن سے تقریباً چوتھائی  
حصہ حذف کر دیا اور اس میں جو کچھ چاہا

من الربع وزاد فيه  
 مازاد۔ وترکوا سنتہ  
 رسول اللہ ﷺ حیث  
 ادعوا کفر جمیع  
 الصحابة وارقدادهم  
 ولا سبیل الی معرفة  
 الاحادیث الا بالسمع  
 ولا يتصور السمع الا  
 بتوسط الصحابة  
 وانکرو اجماع  
 الصحابة ونبوا دینهم  
 علی مفتریات  
 مذخرفات نسبوه الی  
 الائمة جعفر الصادق  
 ومحمد باقر وابائه  
 الکرام --- فلعل من  
 اعجاز القران الاشارة  
 الی فرق الروافض  
 الذین یسمون انفسهم  
 شیعه بقوله تعالیٰ  
 "وکانوا شیعا" ای فرقا  
 تشیع کل فرقہ منهم  
 زائد کیا اور سنت رسول ﷺ کو بھی  
 چھوڑ دیا کیونکہ تمام صحابہ کرام کی تکفیر  
 کرتے ہیں اور انہیں مرتد قرار دیتے  
 ہیں اور احادیث کی معرفت کے لیے  
 سمع کے بغیر کوئی اور راستہ نہیں اور سمع  
 صحابہ کرام کے بغیر متصور نہیں اور  
 اجماع صحابہ سے بھی انکار کیا۔ اور اپنے  
 لیے من گھڑت دین بتایا اور امام جعفر  
 صادق اور امام محمد باقر اور ان کے آباء  
 کرام کو منسوب کیا پس شاید کہ یہ  
 قرآن پاک کا اعجاز ہے کہ روافض کے  
 مختلف فرقوں کو جو اپنے آپ کو شیعه  
 سے مسمی کرتے ہیں اس قول سے  
 اشارہ کیا کہ "وکانوا شیعا"  
 یعنی ایسے فرقے جن میں سے ہر ایک



نے اپنے لیے اپنے زعم سے امام مقرر کر کے علیحدہ جماعت بنائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح معاملہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہود نے بغض کیا حتیٰ کہ ان کی والدہ کو بھی ہتیم کیا اور اس کے ساتھ نصاریٰ نے محبت کی اور اس درجہ پر لے گئے جو اس کے لیے مناسب نہ تھا (یعنی ابن اللہ پکارا) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بارے میں بھی دو قسم کے شخص ہلاک ہو جائیں گے ایک زیادہ محبت کرنے والا کہ میرے لیے وہ رتبہ ثابت کرے گا جو میرے لیے نہ ہوگا اور دوسرا بغض رکھنے والا کہ میری دشمنی سے مجبور ہو کر مجھ پر بہتان لگائے گا۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک قوم ہوگی جو

اماما علی زعمهم عن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسیٰ علیہ السلام ابغض الیہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال علی یہلک فی رجلان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنائی علی ان یبہتنی (رواہ احمد)

وعن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ یکون فی امتی قوم یسمون

الرافضہ یرفضون  
الاسلام (رواہ البیہقی)  
وعنه عن النبی ﷺ قال  
سیاتی بعدی قوم لهم نیز  
یقال لهم الرافضہ فان  
ادرکتهم فاقتلهم فانهم  
مشرکون۔ قال قلت  
یا رسول اللہ ﷺ  
ما العلامة فیہا قال  
یفرطونک بما لیس  
فیک ویطعنون علی  
السلف (رواہ  
الدارقطنی) واخرج  
الدارقطنی عن طریق  
آخر نحوه وزاد فیہ  
ینتحلون حبنا اهل  
البیت ولیسوا  
کذالک وایة ذلک  
انهم یسبون ابوبکر  
ﷺ وعمر ﷺ وفی  
الباب احادیث اخر  
ذکرناها فی السیف  
المسلول (تغیر مظهری  
صفحہ ۲۱۶-۲۱۷ ج-۳)

روافض سے مسی ہوگی اسلام کو  
ٹکڑے ٹکڑے کرے گی۔ حضرت علی  
ﷺ سے روایت ہے کہ رسول  
اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد  
عنقریب ایک قوم ظاہر ہوگی اس کو  
روافض سے مسی کیا جائیگا پس اگر تم  
نے اس کو پالیا تو ان کو قتل کرو کیونکہ وہ  
مشرکین ہیں تو حضرت علی ﷺ نے  
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی  
علامت کیا ہوگی؟ فرمایا کہ وہ آپ کے  
حق میں افراط کریں گے اور سلف (یعنی  
صحابہ) پر طعن کریں گے۔ ایک اور  
روایت میں ہے کہ ہمارے اہل بیت کی  
محبت کے مدعی ہوں گے اور فی الحقیقت  
محببین نہ ہوں گے اور ان کی  
علامت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر ﷺ  
اور حضرت عمر ﷺ کو گالیاں دیتے  
رہیں گے۔ شیعہ اور روافض کی تردید  
میں اور بھی احادیث وارد ہیں جن کا  
میں نے اپنی کتاب سیف المسلول میں  
ذکر کیا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی فتاویٰ ردالمحتار علی ردالمحتار صفحہ ۳۱۰ جلد سوم میں تحریر کرتے ہیں۔

ولكن صرح "ابن المنذر" في كتابه المسایره با لاتفاق علی تكفير المخالف فيما كان من اصول الدين و ضروریاتہ کا لقول بقدم العالم ونفی حشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات وان الخلاف فی غیره (ای الاصول غیر والضروریات)۔۔۔ قلت وكذا يكفر قاذف عائشة "ومنكر صحبة ابیہا لان ذلك تكذيب صريح القران كما مر فی الباب السابق۔

لیکن ابن منذر نے اپنی کتاب "مسایرہ" میں تصریح کی ہے کہ اصول دین اور ضروریات دین میں مخالفت کرنے والا بالاتفاق کافر ہے مثلاً عالم کو قدیم ٹھہرانا حشر اجساد کی نفی کرنا اور حشر بالجزئیات کی نفی کرنا وغیرہ ضروریات دین سے انکار ہے (ضروریات دین کے علاوہ اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا) میں کہتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے قذف کہنے والا اور ان کے باپ کی صحبت سے منکر شخص بھی کافر ہے کیونکہ اس سے صریحاً قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے جیسا کہ پہلے باب میں مذکور ہوا۔

تو معلوم ہوا کہ ضروریات دین سے منکر شخص بالاتفاق کافر ہے خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اور یہ بھی واضح ہوا کہ اہل تشیع جبریہ گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر منکرین ضروریات دین تمام فقہائے کرام اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک کافر ہیں اور ہم ان بزرگان دین کے اقوال کی متابعت کرتے ہیں۔

## الكفر على الكفر بعد الكفر:

قارئین کرام پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ ہم ان بزرگان دین کے اقوال حقہ اور کتب اسلامیہ کے حوالہ جات اور بیانات حقہ واضح کر دیتے ہیں اور ان بزرگان دین نے جس شخص کو کافر قرار دیا ہو تو ہم اس کا اظہار کر دیتے ہیں اور ہم بذات خود بھی احکام شرعیہ اور عقائد سنہ اجماعیہ کے مکمل طور پر تابع ہیں اور ہم مومن حقیقی کو مومن اور کافر حقیقی کو کافر سمجھتے ہیں لیکن بدترین احمق پیر محمد چترالی نے ان کافر فرقوں کی برأت میں ہم عقیف مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے اور منکرین ضروریات دین اور متواترات شرعیہ کو مسلم قرار دیا یعنی ایمان محض کو کفر محض اور کفر محض کو ایمان محض قرار دیا اور دو دفعہ کفر بواح میں مبتلا ہوا کیونکہ ایمان محض کو کفر سمجھنا ایک کفر ہے اور کفر محض کو ایمان محض سمجھنا دوسرا کفر ہے نیز منکرین ضروریات دین اور منکرین متواترات شرعیہ کو جب مذکورہ علماء مجتہدین عظام اور فقہائے کرام نے کافر قرار دیا ہے تو ہم تو انہی بزرگان دین کے اقوال نقل کر کے لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں پیر محمد نے بالفاظ دیگر مذکورہ بزرگان دین کی طرف کفر منسوب کر کے تیسری مرتبہ تکفیر مسلم کی وجہ سے خود کافر ہو گیا ہے چونکہ مومن کو کافر ٹھہرانا خود کافر ہونا ہے تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیر محمد کے نزدیک تو یہ کافر فرقتے مسلم ہیں مگر ان بزرگان دین نے کس وجہ سے انہیں کافر قرار دیا؟

یہ تو ”مشت نمونہ از خردارے“ ہم نے ذکر کیا ورنہ اہل حق شکر اللہ سعیم کی کتب اس مضمون کی تصریحات سے بھری پڑی ہیں کہ ضروریات دین کا منکر شخص اجماعاً کافر ہے اور اہل قبلہ سے خارج ہے اب اہل علم سے اس امر کے بارے میں کوئی بات پوشیدہ نہیں سوائے پیر محمد جیسے جاہل اور بدترین احمق کے کہ وہ مومن حقیقی کو کافر قرار دیتا ہے اور کافر حقیقی کو مومن ٹھہراتا ہے فالعجب منه کل العجب۔ اس کے باوجود وہ اپنی علیت اور سنیت کا دعویٰ کرتا ہے۔

اب آخر میں احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ پیش کرتا ہوں تاکہ اس مخبر صادق ﷺ کا اپنا زبانی دیا ہوا فتویٰ بھی قارئین کرام کے سامنے آجائے کہ آپ ﷺ نے بھی ضروریات دین کے منکر فرقوں کی تکفیر کی ہے ارشاد گرامی ہے۔

(۱) قال النبی ﷺ = صنفان نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت من امتی لیس لهما نصیب فی الاسلام میں دو فرقے ایسے ہیں کہ ان کا اسلام القدیریۃ والمرجئۃ میں کوئی حصہ نہیں ایک قدریہ اور دوسرا جبریہ۔

(ای الجبریہ) مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والستہ

(۲) وقال ﷺ = یقولون الحق ویقرؤن القرآن ویصرفون من الاسلام ولا یتعلقون منه بشیء (کما ذکر فی الکفار الملعونین صفحہ ۲۶) نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے فرقے ہوں گے جو حق بات کہیں گے اور قرآن کی تلاوت کریں گے مگر اسلام سے خارج ہوں گے اور اسلام کے کسی حصہ سے متعلق نہ ہوں گے (بلکہ بالکلہ اسلام سے خارج کافر ہوں گے)

(۳) وقال ﷺ = ستفرق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة (ملة) کلہم فی النار الا الناجیہ۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی تمام کے تمام دوزخ میں جائیں گے صرف ایک فرقہ ناجیہ (حقیقی ایمان کی وجہ سے) جنت میں جائیگا۔

نقیض کل شیء رفعہ:

اب قارئین کرام خود انصاف کریں کہ جن فرقوں کو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام سے بالکلہ خارج اور کافر قرار دیا ہے اور اہلسنت کے نزدیک بھی ان کی تکفیر واجب ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ یہ فرقے ضروریات دین اور متواترات شرعیہ کے منکر ہونے پر خارج از اسلام ہوں گے اور حقیقتہ کافر ہوں گے کیونکہ جس شخص کا اسلام میں حصہ نہ ہو تو وہ لامحالہ کافر ہی ہوگا۔ اس لیے کہ ایمان اور کفر نقیضین (ضد) ہیں پس احد ہما کا ارتقاء آخر کے وجود کے لیے مستلزم ہے وکذا العکس۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ نقیض کل شئی رفعہ پس ایمان اور اسلام کا ارتقاء وجود کفر کے لیے مستلزم ہے۔

### پیر محمد کا ایک اور کافرانہ اقدام:

اب پیر محمد جاہل کا کیا خیال ہے؟ کہ اگر جبریہ وغیرہ فرقوں کی تکفیر پیر محمد کے نزدیک قرآن و سنت کی تکذیب اور پیٹ سے شریعت گھڑنا ہے اور آئمہ مجتہدین پر افترا کرنا ہے تو کیا پیر محمد نے اپنے اسی نظریہ کے مطابق بالواسطہ یہ فتویٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں لگایا؟ (معاذ اللہ) پیر محمد کے اس بدترین فتویٰ سے پورے اہل اسلام کے پیشواؤں سمیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور رسالت بھی مجروح ہو گئی ہے حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منکرین ضروریات دین فرقوں کی تکفیر کی ہے جبکہ پیر محمد (خود کو مسلمان بھی کہتا ہے اور) ان فرقوں کی تکفیر کو افتراء علی اللہ اور قرآن و سنت کی تکذیب قرار دیتا ہے۔

### پیر محمد چشتی چترالی کفر تابیدی میں مبتلا ہو گیا ہے:

چونکہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت جمہور مجتہدین متقدمین اور متاخرین کے نزدیک کفر تابیدی ہے جیسا کہ علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری "خلاصۃ الفتاویٰ" صفحہ ۳۸۶ جلد چہارم باب الفاظ الکفر میں تحریر فرماتے ہیں:

"من شتم النبی ﷺ واہانہ او عابہ فی امورہ"

دينه اوفى شخصه اوفى وصف من اوصاف ذاته  
سواء كان الشاتم مثلاً من امته او غيره سواء كان  
من اهل الكتاب او غيره ذمياً كان او حربياً  
وسواء كان الشتم والاهانة او العيب صادراً عنه  
عمداً او سهواً او غفلة او جذاً او هزلاً فقد كفر  
خلوداً بحيث ان تاب لم يقبل توبته ابداً لا عند الله  
ولا عند الناس وحكمه فى الشريعة المطهرة عند  
متاخرى المجتهدين اجماعاً وعند المتقدمين  
قطعاً ولا يداهن السلطان ونائبه فى حكم قتله۔

(نوٹ: اس عبارت کا اردو ترجمہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے)

پس پیر محمد اپنے اس کافرانہ عقیدہ کی بنا پر کفر تابیدی میں مبتلا ہو چکا ہے اور  
اب حکومت پر شرعاً واجب ہے کہ پیر محمد کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دے جیسا کہ مذکورہ  
عبارت سے واضح ہو گیا۔

اعتراض نمبر ۱۰ کا آخری حصہ:

پیر محمد اپنے دسویں اعتراض کے آخر میں رقمطراز ہے کہ ”کسی شخص پر کفر کا  
حکم کرنا میرے نزدیک اصول اسلام کے خلاف ہے۔“

الجواب:

ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ پیر محمد کی مذکورہ عبارت میں عظیم جاہلانہ  
اقدام اور تکفیر امت مسلمہ ہے۔ ”کسی شخص“ کے عموم میں تو کافر بھی داخل ہے  
تو کیا پیر محمد کے نزدیک کسی کافر کو کافر کہنا بھی اصول اسلام کے خلاف ہے؟ یہ کتنی  
بڑی جہالت اور حماقت ہے؟

تمام امت مسلمہ کی تکفیر اور شارع کی تکذیب از قول پیر محمد



## چترالی:

جب پیر محمد کے نزدیک کسی بھی شخص کو کافر کہنا اصول اسلام کے خلاف ہے تو اس عقیدہ سے کتاب اللہ کی تکذیب لازم آئی کیونکہ ارشاد خداوندی ہے۔  
 وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ  
 (سورہ المائدہ آیت ۴۵) ترجمہ = اور جن لوگوں نے اللہ کے نازل کردہ احکام پر فیصلہ نہ کیا (بلکہ اس سے انکار اور اعراض کیا) تو وہ لوگ کافر ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا (سورہ النساء آیت ۱۵۱) ترجمہ = یہ لوگ حقیقتاً کافر ہیں اس کے علاوہ کثیر تعداد میں آیات قرآنیہ موجود ہیں جن میں کافر کو کافر کہا گیا ہے۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی بھی تکذیب مذکورہ عقیدہ سے لازم آئی کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

(۱) صنفان من امتی لیس لهما نصیب فی الاسلام  
 میری امت میں دو فرقے ایسے ہیں جن کے لیے اسلام میں حصہ نہیں ایک  
 القدریۃ والمرجئۃ - قدریہ اور دو سراجریہ۔  
 (مشکوٰۃ)

(۲) یقرؤن القرآن  
 (یہ فرقے) قرآن کی قرات کریں گے  
 ویمرقون من الاسلام  
 اور اسلام سے خارج ہوں گے اور  
 ولا یتعلقون منه بشیء - اسلام کے کسی حصہ کے ساتھ متعلق نہ ہوں گے۔

(۳) یقرؤن القرآن  
 قرآن پاک کی تلاوت کریں گے اور  
 ویمرقون من الدین کما  
 دین اسلام سے اس طرح خارج ہوں  
 یمرق السهم من الرمیۃ  
 گے جس طرح کمان سے تیر خارج ہوتا ہے۔  
 (مشکوٰۃ)

(۴) یقرؤن الكتاب ولا  
یتجاوز تراقیہم (مشکوۃ) کے گلے سے آگے نہیں جائیگا (یعنی  
کتاب اللہ کے احکام پر ان کا دل سے  
ایمان نہیں ہوگا)

اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث سے انکار لازم آیا اور شارع علیہ الصلوۃ  
والسلام کی تکذیب بھی لازم آئی نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم، مجتہدین  
مذہب اربعہ، متکلمین اہلسنت، علماء ربانی، اولیائے امت، مجددین ملت اور  
اجماع امت نے جن افراد اور فرقوں کو ضروریات دین سے انکار اور الفاظ کفریہ  
کے صدور کی وجہ سے کافر قرار دیا ہے ان سب بزرگان دین کے اس عمل کو پیر محمد  
نے اصول اسلام کے خلاف قرار دیا ہے اور چونکہ ان بزرگان دین نے اسلامی  
اصولوں کی کبھی بھی مخالفت نہیں کی بلکہ حق حقیق کو واضح کر کے کافر کو کافر قرار دیا  
ہے تو اس عقیدہ اور اعتراض سے پیر محمد بذات خود اشد ترین کافر ہو گیا ہے اور  
محدثین اور زنادقہ کی صف میں داخل ہو گیا ہے نیز پیر محمد کا مذکورہ عقیدہ بالفاظ دیگر  
علامہ طاہر بن عبدالرشیدی بخاری پر بھی اعتراض شنیع ہے کیونکہ انہوں نے باب  
الفاظ الکفر میں حکم شرعی کے مطابق بہت سارے اشخاص کی تکفیر کی ہے جو کہ فی  
الحقیقت عند اللہ بھی کافر ہیں اور چونکہ علامہ مذکور اعلام مجتہدین حنفیہ میں سے ہیں  
تو اس طرح پیر محمد نے حنفی مذہب کے مجتہد انعم کے قول کو اصول اسلام کے خلاف  
قرار دے کر حنفی مذہب اور عقائد اہلسنت کی عظیم توہین کی ہے۔

لہذا تمام احناف اور اہلسنت پر لازمی ہے کہ پیر محمد کے کفر بواح کو ظاہر کر کے  
گستاخ اسلاف اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مسمی کریں۔ کیونکہ پیر محمد  
چشتی چترالی "فاینما ثقفتمو اہم فاقتلواہم" (الحديث) کا صحیح  
مصدق بن گیا ہے نیز جس طرح اکفار الملحدین صفحہ ۳۸-۳۹ اور خلاصۃ الفتاوی  
صفحہ ۳۸۷ جلد چہارم کی عبارات سے واضح ہوا کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کافر  
تابیدی اور واجب القتل ہے۔

## دوسرے اعتراض کا خلاصہ:

پیر محمد کے دوسرے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ ”تم لوگ ضروریات دین میں تقلید مذہب خفی ضروری سمجھتے ہو اور ہزار بار یہ فتویٰ تم صادر کر چکے ہو میرے نزدیک یہ غلط محض سے بڑھ کر آئمہ اربعہ پر تہمت ہے۔۔۔ الخ“

الجواب:

اس مسئلہ میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو اہل حق شکر اللہ علیہم نے بیان فرمایا ہے اور قرآن کریم اس پر ناطق ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ملت ایک ہے اور وحدت ملت انبیاء علیہم السلام پر عقیدہ رکھنا اجماعی امر ہے پس جس چیز پر انبیاء علیہم السلام کا اتفاق رہا امتی کیسے اختلاف کر سکتا ہے۔ ہاں ملت واحدہ سے عقیدوی اتحاد مراد ہے نہ کہ عملی و فردی۔

عقائد کے تین بڑے اصول ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) قیامت، باقی اعتقادات ان کی تفصیل ہیں اور اسی محور کے گرد گھومتے ہیں اور اس میں اصل وجہ یہ ہے کہ اعتقادات شرعیہ اخبارات ہیں جن کا فہم سمع پر موقوف ہے قیاس و نظر کی وہاں مجال نہیں اسی بنا پر قطعی مسائل میں آئمہ دین کا نہ کبھی اختلاف ہوا اور نہ ہے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کے عقائد حقہ کو اکٹھا کرنا اور ترتیب و تفصیل سے بیان کرنا اور کفر و اسلام کی حدود واضح کر کے اہل زیغ و ضلال کے خطروں سے امت مرحومہ کو آگاہ کرنا ہر کسی کا کام نہیں۔ یہ کام اور شرف اللہ تعالیٰ نے آئمہ متکلمین اہلسنت و جماعت کو عطا فرمایا امام ابو الحسن اشعریؒ اور امام ابو منصور ماتریدیؒ اس فن میں ممتاز اور اعلیٰ پائے کی شخصیتیں ہیں پھر ان دونوں آئمہ کے درمیان بعض جگہوں پر بہت معمولی اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ ان اختلافات کے مواضع پر ہم تحقیق کے اہل نہیں اس لیے ہمارے لیے تقلید ضروری ہے۔ شوافع نے تحقیق اشعریؒ کو پسند فرمایا جبکہ احناف نے امام ماتریدیؒ کو اپنا مقتدا مان لیا مثلاً مسئلہ تاثیر قدرت حادثہ کے بارے میں امام ماتریدیؒ نے فرمایا کہ قدرت حادثہ کے لیے تاثیر ہوتی ہے جبکہ اشعریؒ اس کے خلاف ہیں۔ علیٰ هذا القیاس۔ یہ ہمارا مسلک ہے اور کتاب ”سیف المومنین“ میں ایسی باتوں کی وضاحت ہو چکی ہے جو کہ پیر محمد کے اعتراضات اور اختلافات سے چند سال قبل تصنیف ہوئی تھی۔ اب پیر محمد کو دعوت مبارزت ہے کہ وہ اپنی اس اخترا پر دازی کے لیے صرف ایک ہی دلیل یا ثبوت پیش کرے! مگر وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکے گا کیونکہ پیر محمد اور اس کے ہمنواؤں کا شیوہ جھوٹ، بہتان پر دازی اور اخترا پر دازی ہے اور وہ خود ہی ”الصدق ینجی والکذب یرہلک“ کا مصداق بن جائیگا۔

ایک واقعہ اور یہ کہ تفسیر بالرائے کفر ہے:

ایک دن یہ پیر محمد کذاب اس فقیر کی محفل میں آیا اور کہا کہ میں تقلید صرف فروع میں کرتا ہوں اصول میں نہیں کرتا کیونکہ اصول میں ماسوائے اللہ تعالیٰ تقلید بالکل حرام ہے حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ کی تقلید بھی اصول میں جائز نہیں تو اس فقیر نے کہا کہ قرآن و سنت کے وہ معانی اور اخذ شدہ اصول معتبر ہیں جو کہ مجتہدین عظامؒ اور مفسرین اہلسنت نے اخذ کیے ہیں ورنہ تفسیر اپنی رائے میں داخل ہو جاتی ہے اور تفسیر بالرائے حرام بلکہ کفر ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من فسر القرآن برأیہ

فقد بواہ مقعدہ من جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے  
 النار وفي رواية کی تو اس نے اپنے لیے دوزخ میں جگہ  
 فاصاب فقد اخطا وفي بنائی۔ ایک روایت ہے کہ اگر حق تک  
 رواية فاخطا فقد پہنچا پھر خطا کی (کہ اپنی رائے سے تفسیر  
 کفر۔ کی) ایک اور روایت میں ہے کہ اگر  
 خطا کی تو کافر ہو گیا۔

تو ثابت ہوا کہ پھر بھی تقلید سے لابی ہے تاکہ تفسیر بالرائے سے بچا جاسکے۔ ورنہ  
 ہر مبتدع اور گمراہ اپنے فاسد عقائد کے اثبات کے لیے اپنے زعم فاسد سے قرآن و  
 حدیث سے استدلال کرتا ہے اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ امام  
 ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں اس طرح تحریر کیا ہے ”قرآن  
 و سنت سے وہ اخذ شدہ معانی اور اصول معتبر ہیں جو اہلسنت کے آئمہ کرام نے  
 منضبط کیے ہیں ورنہ ہر مبتدع قرآن و سنت سے باطل عقیدہ کے اثبات کے لیے  
 زعم باطل سے استدلال کرتا ہے۔“

### بحث متشابہات قرآنیہ:

مشبہ اور مجسمہ مندرجہ ذیل آیات متشابہات سے اپنے فاسد اور کافرانہ عقائد  
 کے اثبات کے لیے فاسد استدلال کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔  
 (۱) الرحمن علی العرش الرحمن ذات نے عرش پر غلبہ کیا  
 استوی (سورہ طہ آیت ۵)

(استوا معنی استیلا ہے نہ کہ استقرار تو تور یہ مجردہ کے طریقہ پر معنی بعید اخذ  
 ہوا ہے کما قال بہ المفسرون و کما فی فن البدیع من  
 توابع البلاغۃ)۔

(۲) فاینما تولوا فثم وجهہ پس جس طرف تم منہ کرو اس طرف ہی  
 اللہ (سورہ البقرہ آیت ۱۱۵) اللہ کا رخ ہے۔

(یہاں وجہ متشابہات سے ہے اور بلا کیف اس سے مراد مرتبہ ہے چہرہ کے معنی  
 میں نہیں ہے۔)

(۳) و هو معکم این اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم  
ما کنتم (الحدید - آیت ۴) لوگ کہیں بھی ہو۔  
(پس معیت بھی بلا کیف مراد ہے۔)

(۴) وفی الارض الہ وفی اور زمین کے لیے الہ ہے اور آسمان  
السماء الہ (الزخرف آیت کے لیے بھی الہ ہے۔  
(۸۴)

(۵) یوم یکشف عن ساق جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جائے  
(القلم آیت ۴۲) گی۔

(ساق بھی مشابہات سے ہے اور بلا کیف مرتبہ ہے۔)

تو ان تمام الفاظ میں لغوی معنی مراد لینا یا مفسرین کے خلاف تاویل کرنا حرام  
بلکہ کفر ہے لیکن مجسمہ اور مشبہ ظاہری اور لغوی معنی مراد لیتے ہیں اور فاسد  
استدلال کرتے ہیں۔

اسی طرح ”خلق اللہ الادم علی صور قہ“ وغیرہ احادیث  
سے فاسد استدلال کرتے ہیں جن میں مشابہات مذکور ہیں حالانکہ اہلسنت کا مذہب یہ  
ہے کہ ان تمام مشابہات کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائیگا اور تاویل ”حسن“ علماء  
مجتہدین اور مفسرین اہلسنت کے مطابق تاویل کی جائے گی اور ان مشابہات کی تاویل  
کرنے میں مجتہدین و مفسرین اہلسنت کی اتباع اور تقلید واجب ہے ورنہ تفسیر  
بالرائے کفر و الحاد میں داخل ہو جائے گی بلکہ متقدمین کے نزدیک تو تاویل بھی جائز  
نہیں اگرچہ متاخرین نے تاویل سے کام لیا ہے مگر صرف اس لیے کہ کافر فرقوں کا  
مدباب ہو جائے۔

اس تحقیق اور ثبوت کے بعد پیر محمد نے کہا چلو ٹھیک ہے اصول میں صرف  
امام ماتریدی کی تقلید جائز ہے مگر امام اعظم کی تقلید اصول میں جائز نہیں صرف  
فروع میں جائز ہے کیونکہ اصول قابل اجتہاد نہیں ہے تو اس فقیر نے کہا کہ اصول  
میں تقلید کرنا اصول کے قابلیت الاجتہاد کے لیے مستلزم نہیں اور اگر اس استلزام کو



تسلیم کر لیا جائے تو تمہاری بات کی خود بخود مخالفت ہو جاتی ہے کیونکہ اصول میں امام ماتریدیؒ کی تقلید کرنا اب تم بھی جائز سمجھتے ہو۔ پس جب اصول میں تقلید کرنا قابلیت الاجتہاد کے لیے مستلزم ہے تو پھر امام ماتریدیؒ کی تقلید کرنے میں بھی استلزام مذکورہ موجود ہے۔ فما ہو جوابک فہو جوابنا پس معلوم ہوا کہ امام ماتریدیؒ کی تقلید جب اصول میں جائز بلکہ محال مذکور (یعنی تفسیر بالرائے) سے احتراز کرنے کی وجہ سے لازم ہے تو امام اللہ ابو حنیفہؒ کی تقلید تو تشکیک کے درجہ اولیہ سے جائز بلکہ ضروری ہے کیونکہ امام اعظمؒ امام ماتریدیؒ کے متبوع ہیں اور نہ صرف دوسرے مجتہدین اور فقہائے کرام پر ان کی علیت اور فقاہت اصولی و فروعی عیاں ہے بلکہ امام اعظمؒ مابعد ازمنہ کی پوری امت کے لیے علمی میدان میں اصولاً اور فروعاً سراج ہیں تو اب کس طرح امام ماتریدیؒ کی تقلید اور اتباع فی الاصول جائز اور امام ابو حنیفہؒ کی تقلید اور اتباع فی الاصول حرام ہو گیا؟ نیز تنصیف بالشیء ماعد اکی نفی کے لیے مستلزم نہیں تاکہ قابلیت الاجتہاد کا استحالة لازم آجائے۔ فافہم فائدہ دقیق۔ نیز آئمہ دین ہی اصول کا استخراج کتاب و سنت سے کر سکتے ہیں اور یہ آئمہ آپس میں تمام اصول پر متفق ہیں اور مابعد امت کے لیے ان اصول متفقہ میں ان کا اتباع ضروری ہے تاکہ تفسیر بالرائے کی غلطی میں مبتلا ہونے سے بچا جاسکے پس امام ابو حنیفہؒ کی تقلید اصول میں بھی جائز ہے حرام نہیں کیونکہ حرمت کے لیے قطعی دلیل شرعی پیش کرنا ضروری ہے۔

اب قارئین کرام خود غور کر لیں کہ حلال اور جائز بلکہ واجب چیز کو حرام اور ناجائز قرار دینا حتیٰ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید اور اتباع فی الاصول بھی حرام قرار دینا کفر ہے یا اسلام؟ اور کیا حلال قطعی کی تحریم ضروریات دین سے انکار نہیں ہوگا؟ کیونکہ اشیاء کی اباحت اصل ہے جبکہ حرمت عارض کی وجہ سے ہے اور بارہا بار شریعت محمدی ﷺ اور حاملین شریعت کی توہین کرنے والے شخص سے یہ بات بھی بعید نہیں کہ وہ جائز امر کو حرام قطعی ٹھہرا دے۔

وہ طعنہ ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا



## پانچویں، چھٹے اور ساتویں اعتراض کا خلاصہ:

پانچویں، چھٹے اور ساتویں اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر محمد نے عمامہ کو غیر مسنون جان کر اسے سنت جانتا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہتان اور کذب گردانا ہے اور اپنے پیٹ سے شریعت گھڑنا سمجھا ہے اور اہلسنت کے خلاف گردانا ہے اور وہابیوں کی تقلید کرتے ہوئے کہا ہے کہ عمامہ باندھنا صرف اور صرف سنت عادی اور لباسی ہے سنت ہدیٰ اور لازم نہیں ہے پیر محمد کے نزدیک عمامہ کو سنت مسوکدہ اور لازمہ قرار دینا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اپنے ان دعوؤں کے حق میں پیر محمد نے کوئی شرعی دلیل پیش نہیں کی ہے۔

**الجواب:** واضح رہے کہ پیر محمد نے اپنے ان دعوؤں پر کوئی شرعی دلیل پیش نہیں کی ہے اور ماخذ استدلال صرف ”میرے نزدیک“ بتایا ہے یہی نہیں بلکہ اپنے دیگر تمام اعتراضات میں بھی پیر محمد چترالی کا یہی طرز عمل رہا ہے۔ یہ تو پیر محمد کی تحریری بات ہے اس سے پہلے ایک مرتبہ پیر محمد اس فقیر کی خانقاہ میں آیا تھا اور عمامہ کے متعلق جب گفتگو ہوئی تو پیر محمد نے شریعت میں عمامہ کے ہونے سے مطلقاً انکار کر دیا اور نماز میں عمامہ باندھنا برا سمجھا بلکہ خلاف قرآن گردانا اور اپنے کافرانہ زعم میں باطل استدلال کر کے اس آیت کریمہ کو پیش کیا ”خذوا زینتکم عند کل مسجد“ (الاعراف آیت ۳۱) اور کہا کہ امر زینت پر ہوا ہے اور عمامہ میں زینت نہیں اس لیے عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا شریعت اور قرآن کے خلاف ہے تو اس فقیر نے کہا کہ اس آیت کریمہ میں تم نے صریحاً تحریف کی ہے اور تمہارا یہ استدلال عقلاً، نقلاً اور عرفاً باطل بلکہ کفر ہے عجب بات تو یہی ہے کہ جس آیت میں عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی طرف اشارہ ہے اسی آیت سے تم نے نفی کا پہلو نکالا۔

## عمامہ کے متعلق بحث:

علامہ محمد انور شاہ کشمیری نے فیض الباری شرح صحیح البخاری صفحہ ۷-۸ جلد

روم میں اسی آیت سے عمامہ کے لیے استدلال کیا ہے کہ عمامہ میں زینت ہے۔  
حدیث پاک میں ہے کہ

العمائم تیجان العرب    عمامہ عرب کا تاج ہے پس جو کوئی عمامہ  
فاذ او صغوا العمائم    کو ترک کرے گا وہ اپنی عزت کھو بیٹھے  
وصغوا اعزھم۔    گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ۔

علیکم بالعمائم فانھا    تم پر عمامہ لازم ہے کیونکہ یہ فرشتوں  
سیما الملئکة    کی علامت ہے۔

پس جو چیز خیر الامم میں خیر الاقوام کا تاج ہو اور ملائکہ کی زینت اور علامت ہو  
اسے خلاف زینت قرار دینا افتح ترین جہل، حقیقت سے روگردانی اور خدا اور  
رسول ﷺ خدا پر بہتان ہے بلکہ تکذیب قرآن ہے۔

عمامہ سے پیر محمد کے انکار اور استخفاف سنت کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ مولوی  
محمد جبرائیل نے بتایا کہ ایک دن پیر محمد نے مجھے کہا کہ آپ نے تو بڑا عمامہ سر پر رکھا  
ہو اے کیا اس پر بھی ثواب مرتب ہے؟ تو میں نے کہا ہاں سنت نبوی ﷺ ہے  
ضرور ثواب مرتب ہے تو پیر محمد نے کہا کہ عمامہ پر ثواب مرتب ہونے کا قول شیطانی  
ہے اور اس بات کی تبلیغ کیا کرو۔ علاوہ ازیں پیر محمد نے جو خط ہمیں لکھا ہے اس میں  
بھی یہی لکھا ہے کہ عمامہ کو سنت لازمہ اور موکدہ قرار دینا شریعت پر بہتان ہے  
مردود ہے اور نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ اور اختراء باندھنا (العیاذ باللہ)۔ حالانکہ  
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اپنے فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ  
”عمامہ سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً حد ضروریات دین تک پہنچتا ہے عمامہ  
سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ (موکدہ) ہے۔۔۔۔۔ اور سنت کا استخفاف کفر ہے۔

عمامہ کی فضیلت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔

رق مابیننا و بین  
المشرکین    العمام

علی القلائس۔ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق

ٹوپی پر عمامہ باندھتا ہے۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں۔

فالمسلمون يلبسون

القلنسوة وفوقها

العمامة اما لبس

القلنسوة وحدها فزی

المشركين

-----والعمامة سنت

-----العمامة علی

القلنسوة فصل ما بیننا

وبین المشركين يعطی

بكل كورة يدورها علی

راسه نورا -----

اعتموا تزداد واحلما۔

لقرال امتی علی الفطرة

مالبسوا العمام علی

القلانس-----ان الله

امدنی يوم بدر وحنین

بملائكة يعتمون هذه

العمامة -----ان

العمامة حازرة بین

كفرو ایمان -----

فاعتموا فان العمامة

سیما الاسلام وہی حاجزۃ بین المشرکین والمسلمین ---- ان اللہ وملائکۃ یصلون علی اصحاب العمامہ یوم الجمعة ---- الصلوۃ فی العمامۃ تعدو بعشر الاف حسنة رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعات بلا عمامة -

پس مسلمان ٹوپی پہنتے ہیں اور اس کے اوپر عمامہ رکھتے ہیں اور صرف ٹوپی سر پر رکھنا اور عمامہ نہ رکھنا مشرکین کا شعار اور علامت ہے۔ اور عمامہ سنت ہے۔ ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہمارے اور مشرکین کے درمیان مابہ الامتیاز ہے۔ سر پر عمامہ کے ہر بند باندھنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ عمامہ باندھ لو اور حلم زیادہ کرو۔ میری امت ہمیشہ فطرت اسلامی پر رہے گی جب تک ٹوپی پر عمامہ باندھے گی۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے یوم بدر اور حنین میں ملائکہ کے ساتھ میری امداد فرمائی جنہوں نے عمامے باندھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔ تحقیق عمامہ کفر اور ایمان کے درمیان تفریق کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ عمامہ باندھ لو یقیناً عمامہ اسلام کی علامت اور شعار ہے اور یہ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان مابہ الامتیاز ہے۔۔۔۔۔۔۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر عمامہ کے ستر رکعات نماز سے

زیادہ بہتر ہے۔

”مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروادینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریات دین کے انکار اور سنت قطعیہ متواتر کے استخفاف کی حد تک پہنچ جائے۔ ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔“ (فتاویٰ رضویہ صفحہ ۷۶ تا ۸۰ ج-۳)

اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ امام احمد رضا خان بریلویؒ کے قول کے مطابق پیر محمد کافر ہے یا نہیں؟ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت لگانے والا کون ہے؟ نیز پیر محمد نے لکھا ہے کہ عمامہ کو سنت لازمہ اور مؤکدہ قرار دینا ہے مردود ہے اور نبی اکرم ﷺ پر بہتان ہے جو کہ کفر تابیدی ہے (العیاذ باللہ اور جیسا کہ واضح ہوا کہ خود اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلویؒ نے عمامہ کو سنت لازمہ (مؤکدہ) دائمہ (مستمرہ) اور متواترہ قرار دیا ہے تو اس طرح پیر محمد نے بالفاظ دیگر دوسرے علماء اسلام کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا خان بریلویؒ کی بھی تکفیر کی ہے۔ وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا ایک تعجب انگیز واقعہ۔ جس میں پیر محمد کا عمامہ اور دیگر فرائض سے انکار:

محترم مولوی محمد عارف صاحب بڑھیری والے نے یہ واقعہ بیان کیا۔ کہ ”ایک مرتبہ ہم پیر محمد کے ساتھ تنظیم پاسبان میں شریک تھے۔ یہ سالانہ اجلاس تھا اور اس میں بنوں کے علاقہ کے ایک معمر اور باوقار شخص جو کہ عالم دین اور پیر طریقت بھی تھے کھڑے ہو گئے اور ناصحانہ انداز میں فرمانے لگے کہ ہمیں چاہیے کہ ہم فرقہ واریت کے لحاظ سے تنگ نظری کا شکار نہ ہوں اور محض سیاسی تعصب اور عداوت کی وجہ سے کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ نہ لگائیں اور صرف دیوبندیت کی بنا پر ہر فرد کو کافر کہنا اسلام سے بعید ہے۔ البتہ ہم کسی شخص کے عقیدہ اور عمل کا صراط

مستقیم اور عقائد اہل سنت و جماعت کی مطابق جائز و مباح گئے پس جو پورا اترادہ مقبول ہو گا اور جو ناقص نکلا تو وہ اپنے اعمال کے مطابق مجرم سمجھا جائیگا دیوبندی حضرات میں بہت سارے علمائے کرام ایسے ہیں جو نہ وہابی ہیں اور نہ وہابیت کے موید ہیں بلکہ سچے حنفی ہیں تو ان کو محض دیوبند میں تحصیل علم کی وجہ سے وہابی یا کافر کہنا عقل و دانش اور شریعت غراسے بہت دور ہے۔ یہ بات سنتے ہی پیر محمد چترالی بھڑک اٹھا اور اس عالم اور معمر شخص کو بہت ڈانٹا اور ایسی گالیاں دیں کہ زبان پر نہیں آ سکتیں اور پھر ایسا شروع ہوا کہ ایک ایک دیوبندی کا نام لے لے کر اس کی تکفیر اور ذلت کی اور ایسی احمقانہ اور بد تہذیبانہ انداز میں بلا دلیل وہ زبان درازی کی کہ الامن الحفیظ۔ اس صورت حال کو دیکھ کر میں (مولوی محمد عارف) اٹھا اور پیر محمد کو بہت سمجھایا اور ساتھ ہی اس بھرے مجمع میں اس عالم و بزرگ کو بھی اطمینان دلایا میری گفتگو کے بعد جب پروگرام اختتام پذیر ہوا تو ظہر کی نماز باجماعت تیار تھی پیر محمد کے سر پر ادنیٰ نوپی تھی۔ عمامہ کا تو وہ ویسے ہی دشمن ہے آگے بڑھ کر جماعت کروادنی حالانکہ اس اجلاس میں بہت بڑے بڑے بزرگ علماء جو کہ سنن کے پابند تھے موجود تھے لیکن اس فاسق نے خود جرات کر کے نماز پڑھا دی۔ کھانے کے دوران پیر محمد نے مجھے کہا کہ مولانا تم نے مجھے لوگوں کے سامنے شرمندہ کر دیا تو میں نے کہا کہ تمہاری شوخی اور گستاخی علماء اور شعائر اللہ کی بے ادبی اور عبادات سب ایک جیسی ہیں تم نے ابھی بغیر عمامہ کے نماز پڑھی اور سنت کو چھوڑ کر بدعت اختیار کی نیز بہت سے دیگر باشرع علماء کرام کی موجودگی میں تم نے جماعت کرا کر ہم سب کی نماز مکروہ کر دی اور ہمیں ستر گنا ثواب سے محروم کر دیا۔ تو اس پر پیر محمد نے کہا کہ ہمارے منشور میں عمامہ نہیں ہے۔ میں نے پھر پوچھا کیا آپ کے منشور میں زنا کو حرام کہنا بھی نہیں ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں زنا کو حرام کہنا بھی نہیں ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ کیا قتل ناحق کو بھی آپ کے منشور میں حرام کہنا نہیں ہے؟ تو پیر محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں قتل ناحق کو حرام کہنا بھی نہیں ہے پھر میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے منشور میں نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو فرض کہنا بھی نہیں ہے تو پیر

محمد نے کہا کہ ہاں ہمارے منشور میں نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو فرض کہنا بھی نہیں ہے یہ سب باتیں سن کر میں (مولوی محمد عارف) نے کہا اچھا تو پھر تم سے بڑا کافر اور کوئی نہیں ہے اور پھر ہم دونوں جھگڑنے لگے۔ اس موقع پر پیر محمد انور شاہ، مولوی محب اللہ، صاحبزادہ عبدالولی، سید مستان شاہ، قاری گل حبیب، قاری شوکت علی، محمد بشیر خان، خلیفہ سید محمد مختار وغیرہ تقریباً دو سو سے زائد حضرات موجود تھے جن کے سامنے پیر محمد نے یہ ساری باتیں کیں اب کسی صورت بھی وہ انکار نہیں کر سکتا کیونکہ زانی اور چور اپنے زنا اور چوری کا اقرار کرے یا نہ کرے لیکن گواہوں کی موجودگی میں وہ انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔“

اب قارئین کرام خود انصاف سے غور و فکر کر لیں کہ پیر محمد کا مشن اور منشور اسلامی ہے یا کفرانہ عقائد پر مشتمل ہے؟ اور اس طرح کے بے باکانہ انداز سے شریعت محمدی ﷺ اور احکام شرعیہ کا مذاق اڑانا کفر ہے یا اسلام؟ دراصل پیر محمد اپنے سیاسی اغراض کے لیے عقیف مسلمانوں کو کافر ٹھہرا کر فاسد استفادہ کر رہا ہے۔ ایک طرف یہ کام اس کے لیے جائز ہے جبکہ دوسری جانب شریعت کی اہانت اور عمامہ جو کہ شعار اسلام میں سے ہے کا استخفاف کرنا بلکہ اس کی بھی تضحیک کرنا اس کی نظر میں کوئی جرم نہیں۔

اب ہم عمامہ شریف کے بارے میں پیر محمد کے کفرانہ عقیدہ کی وضاحت کے لیے مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے فتویٰ اور دیگر شریعت محمدی کی معتبر کتابوں اور فقہائے امت کے قواعد و اقوال کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ اس قسم کے شخص کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

(۱) من ترک السنة جس کسی نے سنت کو طنز و تنقید استخفافاً بہ اولقلۃ یا اندیشے کی کمی کے باعث ترک کیا تو مبالاة یکفر با لاجماع۔ وہ اجماعاً کافر ہو جاتا ہے۔  
(مرقات شرح مشکوٰۃ، خلاصۃ الفتاویٰ)

پس جب قلت مبالات یا استخفاف کی وجہ سے ترک سنت موجب کفر ہے تو



پھر صراحتہ اور عبارتہ سنت کی اہانت کرنے والے اور اسے شیطانی عمل قرار دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ صاف ظاہر ہے کہ شدید کافر ہوگا۔ (اللہم احفظنا بحرمة نبیک ﷺ)

(۲) وفی مجموع النوازل۔ رجل قال چه بکار آید سلت پست۔ یکفر لانه استخف بالسنۃ (خلاصۃ الفتاوی صفحہ ۳۸۶ ج-۴)

فتاویٰ مجموع النوازل میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مونچھیں کتروانے کی کیا ضرورت ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے استخفاف سنت کیا۔

(۳) لو قال لآخر اقليم الاظفار فانه سنتہ النبی ﷺ فقال الرجل لا افعل ذلک وان کان سنۃ یکفر۔ (ایضاً)

اگر کسی شخص سے کہا جائے کہ ناخن کاٹ دو کیونکہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ پس اگر وہ شخص کہے کہ میں ناخن نہیں کاٹتا خواہ سنت نبوی ﷺ ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے (بوجہ استخفاف سنت)

(۴) من قال لفقیہ اخذ شاربہ۔ ما اعجب قبحا او اشد قبحا قص الشارب ولف طرف العمامۃ تحت الذقن یکفر لانه استخفاف بالعلما یعنی مستلزم لاستخفاف الانبیاء علیہم السلام لان العلماء ورثۃ الانبیاء

عليهم السلام وقص  
الشارب من سنن  
الانبياء عليهم السلام  
فتقبيحه كفر بلا  
اختلاف بين العلماء  
(شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۱۷۳)

ایک شخص نے ایک قصہ صالح عالم سے  
کہا کہ جس نے اپنی مونچھیں کتروائی  
ہوں کہ مونچھیں کتروانا تعجب خیز فتیح یا  
زیادہ فتیح ہے اور عمامہ کے کونے کو  
ٹھوڑی کے نیچے کر دیا تو (ایسا کہنے والا)  
شخص کافر ہوتا ہے کیونکہ یہ علماء حق کا  
استخفاف ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام  
کے استخفاف کو مستلزم ہے علماء راغنین  
انبیاء کے وارث ہیں اور مونچھوں کو  
منڈوانا یا کتروانا انبیاء کی سنت ہے تو  
اس کی اہانت کرنا بلا اختلاف کفر ہے یعنی  
اجماعاً کفر ہے۔

و علی هذا القياس۔ اہل حق شکر اللہ سعیم کی کتب اس فتویٰ  
سے بھری پڑی ہیں کہ مطلق سنت کا استخفاف کرنے والا کفر صریح کی وجہ سے کافر  
ہے اور سنت کی اہانت کرنے والا اجماعاً کافر ہے۔ نیز ایسے شخص کی تکفیر میں علماء حق  
کے درمیان کوئی اختلاف نہیں بلکہ سب متفق ہیں۔ عمامہ مطلق سنت میں سے ایک  
فرد ہے کیونکہ سمع مخصوصہ علت مشترکہ نہیں ہے بلکہ علت مشترکہ سنت مطلقہ کی  
سمع ہے جس کے اطلاق میں عمامہ باندھنا، ناخن کاٹنا اور دیگر تمام سنن داخل ہیں۔  
ایک سنت یا تمام سنتوں کی توہین اجماعاً کفر ہے اور علمائے حق کے درمیان گستاخ  
سنت کی تکفیر میں کوئی اختلاف اور نزاع نہیں ہے۔

تو واضح ہوا کہ پیر محمد چشتی چترالی استخفاف سنت کی وجہ سے افظہ ترین کافر ہے  
کیونکہ ایک طرف تو وہ مدعی اسلام اور مدعی علم نظر آتا ہے اور دوسری طرف  
اسلامی عقائد کے خلاف عملی اور تحریری طور پر کاروائی کر رہا ہے اس طرح یقیناً وہ  
بدترین کفر میں مبتلا ہے۔ (خذلہ اللہ سبحانہ)

اب رہی اس مسئلہ کی وضاحت کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے میں ہمارا مسلک کیا ہے؟ اور شریعت میں اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟  
چند احادیث بابت عمامہ :

پہلے اب میں چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں بعد میں علماء امت کے اقوال اور فقہائے عظام کے قواعد و جزئیات بیان ہوں گے۔

(۱) عن عبادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ علیکم بالعمائم فانھا سیماء الملائکۃ وارخوها وراء ظهورکم۔ (رواہ الیسی) مشکوٰۃ کتاب اللباس)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر عمامہ لازم ہے کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور عمامہ کے عذہ (شملہ) کو پیچھے کی طرف ڈالو۔

(۲) رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعات بلا عمامہ (جامع صغیر صفحہ ۴۴۶۸ عن جابر رضی اللہ عنہ و شرح سفر سعادت صفحہ ۴۳ و کنز العمال صفحہ ۵۰۶ ج-۱۵ شمارہ نمبر ۳۱۱۳۸ و فیض القدر صفحہ ۷۷ ج-۴)

عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر عمامہ ستر رکعات سے بہتر ہے۔

(۳) عن رکانہ عن النبی ﷺ قال فرق ما بیننا وبين المشرکین العائم علی القلانس۔ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ)

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔

(۴) صلوة تطوع

اوفریضة بعمامة  
تعدل خمسا وعشرين  
درجة بلا عمامة  
وجمعة بعمامة تعدل  
سبعین جمعة بلا  
عمامة - (رواہ کنز العمال  
صفحہ ۳۰۶ جلد ۱۵ شمارہ ۱۳۱۳۹ و جامع  
مغیر شمارہ ۵۱۰۱ و مرقات صفحہ ۴۲۷ جلد  
۴ و مقاصد حسنہ صفحہ ۲۷۱)

حدیث نمبر ۱ اور نمبر ۳ کی عبارت سے واضح ہوا کہ عمامہ مبارک کے بارے  
میں امر نبوی ﷺ 'کافر اور مومن کے درمیان فرق اور ماہہ الایماز قرار دینا'  
عمامہ کے متمم بالشان ہونے کی صریح دلیل ہے۔  
اب ان احادیث مبارکہ کی شرح میں علماء امت نے جو کچھ فرمایا ہے اسے  
نقل کرتا ہوں۔

(۱) عمامہ سنت است و احادیث بسیار  
در فضل آن وارد شدہ و آمدہ است کہ  
دو رکعت عمامہ بہتر است از ہفتاد  
رکعت بے عمامہ --- اشعۃ الطلعات  
صفحہ ۵۸۳ جلد ۳ تاریخ ابن عساکر  
و سلمی، مرقات کتاب اللباس)

(۲) العمامة سنة  
لا سيما للصلوة وبقصد  
التجمل لاخبار كثيرة  
فيها وتحصل السنة

ایک فرضی یا نقلی نماز عمامہ کے ساتھ  
بغیر عمامہ کی نماز سے پچیس درجے زیادہ  
ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بغیر  
عمامہ ستر جمعہ سے بہتر ہے۔

عمامہ سنت نبوی ﷺ ہے اور اس کی  
فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی  
ہیں اور یہ کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعت  
نماز بغیر عمامہ ستر رکعت سے بہتر ہے۔

بكونها على الراس  
 او على القلنسوة ففى  
 الخبر فرق بينا وبين  
 المشركين العمام  
 على القلانس واما  
 لبس القلنسوة وحدها  
 فزى المشركين۔  
 (مواهب لدنيہ للشيخ ابراهيم البيجورى)

عام اوقات میں عمامہ سنت ہے اور  
 بالخصوص نماز کے لیے عمامہ سنت ہے  
 اور تجل یعنی وقار کی نیت سے عمامہ  
 سنت ہے کیونکہ عمامہ کے بارے میں  
 زیادہ احادیث وارد ہیں اور صرف سر یا  
 ٹوپی پر باندھنے سے سنت ادا ہوتی ہے  
 لیکن صرف سر پر عمامہ باندھنا اعتجار  
 ہے جو کہ مکروہ ہے اور صرف ٹوپی سر پر  
 رکھنا اور عمامہ نہ باندھنا مشرکین کا  
 شعار ہے۔

(۳) العمامة سنة  
 مؤكدة محفوظة لم  
 يتركها الصالحاء (شرح  
 الثمائل البيجورى)

عمامہ سنت مؤکدہ ہے اور محفوظ سنت  
 ہے جیسا کہ صالحین نے ترک نہیں کیا۔

(۴) العمامة سنة  
 المسلمين (ابن عربی)  
 العمامة سنة الاسلام  
 (ابن عربی)

عمامہ مسلمانوں کی سنت ہے۔  
 عمامہ اسلام کی سنت اور شعار ہے۔

(۵) قال المناوى "تفسير شرح جامع صغير  
 التيسير شرح جامع  
 الصغير اما لبس  
 القلنسوة بدون العمامة  
 فزى المشركين۔

امام مناوی "تفسیر شرح جامع صغیر میں  
 فرماتے ہیں کہ عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننا  
 مشرکین کی علامت ہے۔

(۶) بحوالہ فتاوی رضویہ: عمامہ سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ (مؤکدہ) اور متواترہ

(قلعیہ) ہے۔

(۷) السنة ان یلبس القلنسوة والعمامة سنت یہ ہے کہ عمامہ اور ٹوپی دونوں باندھے جائیں۔

(ابن الجریزی و شرح الثمائل للمناوی و مرقات و جامع الصغیر للسیوطی)

(۸) جاء رجل الى ابن عمر رضی اللہ عنہ فقال یا ابا عبد الرحمن العمامة سنة فقال نعم۔ (یعنی علی انہوں نے فرمایا کہ ہاں (سنت) ہے۔ البخاری کتاب اللباس)

(۹) علامہ بیسی نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ و بن حریث کی حدیث سے عمامہ کا سنت ہونا ثابت ہے (مظاہر حق صفحہ ۷۰ جلد ۱)

(۱۰) العمامة سنة عمامہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مستمرہ مستمرہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم (شرح (دائمی) ہے۔ الثمائل)

عمامہ کے بارے میں تین باتیں:

مذکورہ بالا دلائل سے قارئین کرام پر تین باتیں واضح ہوئی ہیں۔

۱۔ عمامہ کی فضیلت بہت سی احادیث سے ثابت ہے اگرچہ بعض احادیث ضعیف ہیں لیکن فضائل کے باب میں ضعیف احادیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے دوسرا یہ کہ عمامہ کے متعلق احادیث کثرت سے وارد ہیں تو ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے مل کر قوی بن جاتا ہے۔ عمامہ پر ثواب مرتب ہے اور عبادت کی نیت سے استعمال ہو چکا ہے تاکہ دو رکعت نماز کا ثواب عمامہ کی وجہ سے ستر رکعات نماز بلا عمامہ سے بہتر ہو جائے۔ اس سے عمامہ کا عبادت ہونا صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ عمامہ سنت مؤکدہ اور محفوظ ہے اور صالحین نے اسے ترک نہیں کیا۔ عمامہ

سنت دائرہ (مستمرہ) لازمہ اور متواترہ (قطعیہ) ہے جیسا کہ علامہ ابراہیم بنجوریؒ اور علامہ احمد رضا خان بریلویؒ کے اقوال سے ثابت ہوا اور بعض محدثین عظامؒ نے جو عمامہ کو سنت مطلقہ کہا ہے تو وہ بھی سنت مؤکدہ پر محمول ہے کیونکہ جب کسی چیز کا مطلقاً ذکر ہوتا ہے تو اس سے مراد فرد کامل (کار آمد چیز) ہوتا ہے اور سنت مطلقہ میں فرد کامل سنت مؤکدہ اور سنت حدی ہے اور دوسرا یہ کہ سنت مطلقہ کو سنت مؤکدہ پر محمول کرنے سے دوسرے محدثینؒ اور علامہ بنجوریؒ کے اقوال کے مابین آسانی سے مطابقت پیدا ہو جاتی ہے تیسرا یہ کہ فقہائے کرام کے بقول جس سنت پر عبادت کی نیت سے مواظبت کی جائے تو وہ سنت مؤکدہ ہوتی ہے اور اگر عبادت و ثواب کی بجائے عادت کے طور پر مواظبت کی جائے تو پھر یہ سنت عادی اور سنت زوائد میں داخل ہے اور سابقہ بیانات سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ عمامہ پر ثواب اور عبادت کی نیت سے مواظبت (دوام) کی گئی ہے اس لیے یہ سنت حدی اور سنت مؤکدہ میں سے ہے۔

۳۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد --- (آیت) اور علیکم بالعمائم --- (حدیث) سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ لازم اور واجب ہے کیونکہ خذوا امر ہے اور امر اطلاق کی صورت میں وجوب پر محمول ہوتا ہے۔ اس طرح اشارتہ عمامہ کے وجوب (لازمی) کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ علیکم میں علی لازمی کے لیے ہے اس سے بھی صراحت عمامہ کا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ تیسرا یہ کہ فرق بیننا و بین المشرکین العمام علی القلائس اما لبس القلائس و بدون العمامة فزی المشرکین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ کا استعمال شعار مومنین میں سے ہے جبکہ اس کا ترک کرنا شعار مشرکین ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر کوئی چیز صریحاً مباح یا مستحب ہو لیکن شعار مومنین بن جائے اور اس کی ضد شعار کافرین بن جائے



تو شعار کی حیثیت سے وجوب کا درجہ اختیار کر لیتی ہے اور اس چیز کی ضد شعار کافرین ہونے کی وجہ سے حرمت کا درجہ اختیار کر لیتی ہے اگرچہ مذکور حیثیت کے بغیر وہ چیز فعلاً اور ترکاً مباح ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن مذکور حیثیت کی موجودگی میں ”من تشبه بقوم فهو منهم“ کے مفہوم پر کفار کے شعار سے احتراز کرنا لازم ہوتا ہے اور اس شعار کفری کو اختیار کرنا حرام بلکہ کفار کی صف میں داخل ہونے کے مترادف ہوتا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف جلد دوم مکتوب نمبر ۱۵ میں ہندوستان کے ایک گاؤں کے علمبرداروں کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے گاؤں کی مسجد کے خطیب نے جمعہ کے خطبہ میں خلفاء راشدین کی مدح ترک کر دی ہے تو اگرچہ خلفاء راشدین کی مدح شرائط خطبہ میں سے نہیں ہے لیکن شعار اہلسنت ضرور ہے اور ترک مدح موصوف شعار شیعہ ہے تو یہ خطیب اگرچہ شیعہ نہ ہو تو پھر بھی ”من تشبه بقوم فهو منهم“ کے مصداق اس خطیب کے مرض قلبی پر دلالت ضرور ہے کچھ آگے فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بدترین بدعت عمد صحابہ سے آج تک شاید اس سے پہلے ہندوستان میں ظہور پذیر نہیں ہوئی ہوگی اس لیے یہ خبر بد سن کر میرا فاروقی خون کھول اٹھا ہے۔

معلوم ہوا کہ امام مجددؒ نے شعار مومنین کے ترک کو بدعت حرامہ قرار دیا ہے اور من تشبه بقوم فهو منهم کے مضمون میں داخل قرار دیا ہے تو علت مشترکہ کی بنا پر عمامہ کا مسئلہ بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے عمامہ باندھنا شعار مومنین کی حیثیت سے واجب اور لازم ہے اور صرف ٹوپی رکھنا یا ننگے سر پہرنا کافروں کا شعار ہے شعار مومنین کی حیثیت کے بغیر بھی عمامہ سنت مؤکدہ، متواترہ، دائمہ اور محفوظ ہے۔

عمامہ کے شعار اسلام میں ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کفار کو عمامہ باندھنے سے منع کیا جائیگا۔

(۱) ویمنع الذمی من لبس

العمامة ولو زرقا ذی کو عمامہ باندھنے سے منع کیا جائیگا  
 او صفراء علی خواہ زرد ہو یا چمکدار ہو۔ یہ قول صحیح  
 الصواب۔ (بحر الرائق۔ اشباہ) ہے۔  
 نظائر، در المختار

(۲) ويميز المسلمین اور ذمی کو مسلمانوں سے اس کی علامت  
 وجوبافی زیہ ای میں وجوباً ممتاز کر دیا جائیگا۔ یعنی عمامہ  
 العمامة وسائر اللباس اور سارے لباس میں۔  
 (مجمع الاہر)

(۳) قال النبی ﷺ العمام  
 المسلمین ای فارق بین المسلمین  
 والمشرکین (الکافرین) (کنوز الحقائق)  
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 عمامہ مسلمانوں کی نشانی ہے یعنی  
 مشرکین (کافرین) اور مسلمانوں کے  
 درمیان جب امتیاز ہے۔

نماز میں سنت موکدہ کا عہداً ترک مکروہ تحریمی ہے:

اب تک یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ عمامہ سنت موکدہ اور سنت حدی ہے یہ کفر اور ایمان کے درمیان مابہ الامتیاز ہے اور شعار اسلام میں سے ہے تمام اوقات میں عموماً اور نماز کے لیے بالخصوص عمامہ باندھنا سنت ہے۔ پس جو چیز نماز میں سنت موکدہ (مستمرہ) ہو تو اس کا عہداً ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے چند عبارات فقہائے کرام کی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) ترک واجب او سنة مؤکدة عمداً و هو مکروه تحریماً۔ (الفقه علی مذاہب الاربعہ صفحہ ۲۸۰ جلد ۱)

واجب اور سنت موکدہ کا عہداً ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) ولا یخفی ان الاثم منوط بترک الواجب۔ والسنة ما واطب النبی علیما مع احیانا واما بدون الترک فالمواطبة دلیل الوجوب۔ (بحر شامی و جمع کتب الفقہ)

اور یہ امر مخفی نہیں کہ گناہ کا تعلق ترک واجب سے ہے اور سنت موکدہ بھی واجب کی قوت میں ہے اور سنت موکدہ وہ ہے جس پر نبی اکرم ﷺ نے مواظبت (پیشگی) کی ہو اور چند دفعہ ترک کیا ہو اور اگر چند دفعہ ترک نہیں کیا تو مواظبت وجوب کی دلیل ہے۔

قارئین کرام سے بھی بات اب مخفی نہیں کہ عمامہ باندھنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت دائمہ (مستمرہ) متواترہ لازمہ ہے اور اسے مواظبت سے باندھا گیا ہے کبھی ترک نہیں ہوا تو مذکورہ قاعدہ کے مطابق یہ واجب ہی ہو گیا اور اس کا ترک "وجوب الشیء یقتضی حرمة ضده و کذا العکس" اور "من تشبه بقوم۔۔۔" کی بنیاد پر حرام میں داخل ہو گیا۔

(۳) یاثم بترک السنة سنت موکدہ کے ترک کرنے سے مکلف کا الواجب۔ (ردالمحتار صفحہ ۶۱۱ واجب کے ترک کرنے کی طرح گنہگار جلد اول) ہوتا ہے۔

(۴) کل صلوٰۃ ادیت مع ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی کے ارتکاب کراہۃ التحريم تجب کے ساتھ ادا ہو تو اس کا اعادہ کرنا اعدتها وان لم یکن واجب ہے اگر دوبارہ ادا نہ کی جائے تو یعدھا یکون فاسقا اثما نمازی فاسق اور گنہگار ہے۔ (ردالمحتار للشافی صفحہ ۳۳۷ جلد اول)

ان عبارات سے یہ واضح ہوا کہ نماز میں سنت موکدہ کا ترک مکروہ تحریمی ہے اور جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے تو اس کا اعادہ واجب ہے صغریٰ کو کبریٰ سے ملا کر حد اوسط ساقط کر کے نتیجہ یہ نکلا کہ جس نماز میں سنت موکدہ ترک ہو جائے تو اس کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ زیر بحث (یعنی یہ کہ عمامہ سنت موکدہ ہے اور شعار اسلام میں سے ہے اور بغیر عمامہ نماز مکروہ تحریمی ہے) کی مفصل تحقیق پر حضرت مولانا شائستہ گل صاحب مرحوم نے ایک مستقل رسالہ بنام ”الحجۃ التامہ لاثبات العمامہ“ لکھا ہے تفصیل کے لیے اس کا مطالعہ کیجئے۔

مؤلف موصوف پیر محمد کے رہنما مولوی فضل سبحان مردانی والد بزرگوار ہیں تو کیا وہ بھی پیر محمد کے فتویٰ کے مطابق رسول اکرم ﷺ اور شریعت اور اہلسنت پر بہتان اور اخترا باندھ رہے ہیں؟ اب ہم مولوی فضل سبحان سے پوچھتے ہیں کہ تیرا کیا فتویٰ ہے؟ تیرا والد جھوٹا ہے؟ اگر نہیں تو پیر محمد خود کو مرتد کر چکا ہے۔ اس کا فیصلہ اب مولوی فضل سبحان کے ہاتھ میں ہے۔

قاضی حبیب اللہ صاحب موضع پر مولیٰ ضلع صوابی نے ایک فتویٰ لکھا ہے اور اس میں یہ تحریر کیا ہے کہ نماز بلا عمامہ مکروہ ہے اور بلا عمامہ باجماعت پڑھنا اشد مکروہ ہے اور عمامہ سنت موکدہ ہے۔ اس فتویٰ پر صوبہ سرحد کے (۶۴) چونسٹھ

علماء کرام کے دستخط موجود ہیں۔ جس میں مولوی فضل سبحان مہتمم دارالعلوم قادریہ بغدادیہ، مردان کے دستخط بھی ہیں اور مولوی حمد اللہ ڈاگوی کے دستخط بھی ہیں۔ اب سوچئے کہ مولوی فضل سبحان صاحب اور مولوی حمد اللہ صاحب، شریعت اور شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ اور اختراپاندھنے والے ہیں یا پیر محمد نے مسلمانوں کی تکفیر کر کے خود کو کافر کیا ہے۔ فیصلہ خود کیجئے۔ فہو جوابہم فہو جوابنا۔

نوٹ:- قاضی حبیب اللہ صاحب کے فتویٰ کی نقل اور مولانا شائستہ گل صاحب کا تحریر کردہ رسالہ ہمارے پاس موجود ہے جو وقت ضرورت پیش کیا جاسکتا ہے۔

اگرچہ ہمارے پاس ایسے ٹھوس دلائل موجود ہیں جن کے باعث ہمیں اس زمانہ میں کسی عالم کے فتوے کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی ہم قارئین کرام پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ پیر محمد کی زبان جارح سے مولانا احمد رضا خان بریلویؒ، مولانا فضل سبحان صاحب اور مولوی حمد اللہ ڈاگوی صاحب سمیت چونسٹھ علماء سرحد مجروح ہوئے ہیں بلکہ اس بدترین آدمی کے برے عقائد اور تحریروں سے علامہ شیخ ابراہیم یجوریؒ اور دیگر فقہائے کرام سمیت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی مجروح ہوئی ہے کیونکہ عمامہ کو رسول اکرم ﷺ نے علیکم بالعمائم سے سنت لازمہ قرار دیا ہے اور عبادت کی نیت سے مواظبت کے سبب عمامہ کو سنت موکدہ بنایا ہے اور مابہ الامتياز بین الکفار والمؤمنین کی حیثیت سے اس کو وجوب کا درجہ دے دیا ہے مگر یہی سنت لازمہ، دائمہ اور متواترہ پیر محمد کی نظر میں حقیر معلوم ہوتی ہے بلکہ اس کو خلاف زینت اور شیطانی مسئلہ قرار دیتا ہے اور اسے سنت موکدہ قرار دینے والوں کو قرآن و سنت پر تہمت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگانے والے قرار دیتا ہے حالانکہ افترا علی اللہ اور افترا علی الرسول ﷺ کفر صریح ہے۔ یوں پیر محمد نے مولوی حمد اللہ صاحب، مولانا احمد رضا خان صاحب، مولوی فضل سبحان صاحب، مولوی شائستہ گل صاحب، علامہ شیخ ابراہیم یجوریؒ سمیت چونسٹھ علماء سرحد کی تکفیر کی ہے۔ مذکورہ علماء کرام کو

چاہئے کہ وہ پیر محمد کی قباحت اور متعدی کفر کو مسلمانوں کے سامنے ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کریں کیونکہ اس بدترین شخص کے نزدیک تکفیر مسلم، اہانت سنت اور توہین علماء انتہائی معمولی بات ہے۔ خذلہ اللہ سبحانہ و احفظنا من عقائدہ الباطلۃ امین بحرمت النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

آٹھویں اعتراض کا خلاصہ:

آٹھویں اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر محمد چترالی نے پیر کے حق سے انکار کر کے علم ظاہر کے استاد کا حق بڑا سمجھا ہے اور ہمارے فتویٰ کی تردید کی ہے اور پیر کے حقوق ثابت کرنے کے لیے فارق بین الاساتذہ والتلامذہ قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو مذہبی استاد اور شیخ کہہ کر مذہبی علوم کا معلم اور علم و عمل کے صراط مستقیم پر لوگوں کو لگانے والا بتایا ہے جبکہ دوسری جانب ہمیں موجودہ زمانے کا رسمی پیر ٹھہرایا ہے۔

الجواب: گذشتہ صفحات کی تحریروں سے یہ ثابت اور واضح ہو چکا ہے کہ پیر محمد کافرانہ عقائد کا حامل اور جہل مرکب ہے نیز جو شخص (یعنی پیر محمد) صراط مستقیم سے لوگوں کو بھٹکاتا ہے سنتوں کو بری نگاہ سے دیکھ کر دین اسلام کو مجروح کر رہا ہے اور جبریہ فرقہ اور گستاخان رسول ﷺ اور شیعوں کا مؤید اور وکیل صفائی ہے تو وہ حق کا معلم اور علم و عمل کے صراط مستقیم کا رہبر کس طرح ہو سکتا ہے؟ رہی بات ناقص اور رسمی پیروں کی تو اس کے توہم خود سخت مخالف ہیں بلکہ ہم ہمیشہ لوگوں کو یہی دعوت دیتے ہیں کہ ناقص پیروں کی صحبت سے گریز کریں۔

دست ناقص دست شیطان است و دیو      آن کہ او در دام تکلیف است و ریو  
اے بسا ابلیس آدم روئے ہست      پس بہر دستے نشاید داد دست

(مثنوی مولانا روم)

(ترجمہ: ناقص (پیر) کا ہاتھ شیطان اور دیو کا ہاتھ ہے کیونکہ وہ ہر لمحہ دھوکا و فریب کے جال بچھائے رہتا ہے۔ آدمی کے روپ میں بے شمار شیطان بھی ہوتے ہیں اس

لیے ہر کسی کے ہاتھ میں (بیعت کا) ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔

## ناقص پیروں کی علامات:

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے کہ بہتر (72) گمراہ فرقوں کا اختراع ناقص پیروں سے ہوگا۔ ناقص پیروہ ہوتے ہیں جنہوں نے سلوک شروع نہ کیا ہو، ولایت کے مقامات طے نہ کیے ہوں اور رسوخ کے مقام تک نہ پہنچے ہوں، سیرالی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء کو بطریق تمام طے نہ کیا ہو، فنا و بقا کی دولت سے مشرف نہ ہوئے ہوں، حیات لطائف، اطمینان نفس، اعتدال عناصر اور اخلاق محمودہ سے متصف نہ ہوئے ہوں تو یقیناً اس قسم کے پیر، ناقص پیر ہی ہیں اور شریعت کی رو سے ان کے لیے حقوق بھی ثابت نہیں ہیں بلکہ ان کی صحبت سے فرار واجب ہے۔ جس طرح پیر محمد چشتی جاہل اور رسمی پیرو کا مرید ہے اور برائے نام اپنے آپ کو ”چشتی“ سے مسمیٰ کرتا ہے اور تصوف کے کمالات سے محروم بلکہ ان کا منکر ہے تو اس جیسے قبیح ترین آدمی کا شریعت میں ہرگز کوئی حق نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے شخص سے گریز کرنا لازمی ہے۔

## تصوف کے حوالے سے پیر محمد سے چند سوالات:

پیر محمد سے چند سوالات پوچھے جاتے ہیں اگر وہ پیر کامل ہے تو لازماً جوابات دے گا مگر مجھے یقین ہے کہ وہ جوابات نہیں دے سکتا کیونکہ جاہل آدمی کا ایسی باتوں سے کیا واسطہ۔ (۱) ولایت ثلاثہ اور کمالات ثلاثہ کے درمیان فرق کیا ہے؟ (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبداء تعین عالم امر کے اعتبار سے کیا ہے؟ (۳) اور عالم خلق کے اعتبار سے کیا ہے؟ (۴) حقائق سبعہ کیا ہیں؟ (۵) تصفیہ لطائف کس مقام میں حاصل ہوتا ہے؟ (۶) اطمینان نفس کا تعلق کس مقام سے ہے؟ (۷) اعتدال عناصر کب حاصل ہوتا ہے؟ (۸) قابلیت اولیٰ کس چیز سے عبارت ہے اور تعین اول کس چیز سے نیز دونوں کے درمیان فرق کیا ہے؟ (۹) حقیقت محمدیؐ اور حقیقت احمدیؑ کس چیز سے عبارت ہے؟ (۱۰) سیر اربعہ کس طرح متحقق ہوتی ہے؟ (۱۱) جذبہ اور



سلوک کے درمیان تفصیلی فرق کیا ہے؟ اور (۱۲) مقامات عشرہ مع مقامات جذبہ کی تحقیق کیا ہے؟ وغیرہ۔

یقیناً خاموشی کے علاوہ اس بدترین اور جاہل ترین آدمی کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہو گا حالانکہ اپنے آپ کو مدعی تصوف ہونے کے ناطے ”پیر“ اور ”چشتی“ کے نام سے مسمی کرتا ہے۔ اس نے اس فقیر کے شیشہ ولایت میں اپنے آپ کو دیکھ کر ہم پر زبان درازی کی ہے اور ہمیں رسمی پیر ٹھہرایا ہے۔ عند البرہان تعرف السوابق کے مضمون کی بنا پر معلوم ہو سکتا ہے کہ ناقص پیر کون ہے؟ اور درجات سبعہ متابعت سے متصف اور مقامات مذکورہ فی المتن سے مشرف کون سا شخص ہے؟ ناقص پیروں کی صحبت سے تو پیر محمد جیسے ملحدین ہی تربیت پاتے ہیں جو کہ شریعت اور طریقت کا مذاق اڑاتے ہیں۔

### کامل مکمل پیر کی علامات:

ناقص پیر کی علامات امام مجددؒ کے قول سے واضح ہو گئیں لہذا ایسے پیروں کی صحبت سے فرار لازمی ہے اور جو کامل مکمل اولیاء ہیں ان کے حقوق عند الشرع کا ذکر آگے کیا جائیگا۔ اولاً ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ کامل و مکمل پیر کون ہے؟ کامل و مکمل پیروہ ہے جو کہ سیراربعہ، فنا و بقا، مقام رسوخ، اطمینان نفس، اخلاق محمودہ، اعتدال عناصر اور اسرار دقایق سے بہرہ ور ہو۔ شریعت محمدیؐ کا مکمل طور پر پابند ہو، عقائد اجماعیہ سنیہ کا متبع ہو اور مذاہب اربعہ میں سے معین مذہب کا مقلد ہو اور درجات سبعہ متابعت سے متصف ہو کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے سبب درجے ہیں اگر کوئی شخص ان تمام درجات متابعت سے متصف ہو تو وہ حقیقی وارث اور کامل تابع ہو گا اور اگر ان تمام درجات متابعت سے متصف نہ ہو بلکہ بعض سے متصف ہو تو تب تابع فی الجملہ ہو گا تابع کامل نہیں ہو گا اور اگر مسلوب الاتباع ہے تو گمراہ اور بے دین ہے اور اگر صرف درجہ اولی متابعت سے متصف ہو تو زاہد، عابد اور عالم ظاہری ہے اور اگر ساتوں درجات سے متصف ہو تو تابع کامل ہے۔

تابع کامل کے حقوق سے پہلے چند مسائل کا ذکر ضروری ہے تاکہ طالب حق کے لیے مشعل راہ بنیں۔

۱۔ اگر کوئی شخص ناقص پیر کا مرید ہو تو وہ فوراً کامل مکمل شیخ کی طرف رجوع کرے۔ اور اگر کسی شخص کا شیخ کامل مکمل بھی ہو لیکن وفات پا جائے تو اس کے دفن کرنے سے پہلے پہلے دوسرے شیخ کامل مکمل سے بیعت کرنا لازم ہے اگر وہ مرید درجہ کمال تک واصل نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص کسی شیخ کامل مکمل کا مرید ہے لیکن اس سے اس کو فیض نہیں ملتا اور آداب طریقت و اتباع شریعت پر کاربند ہے مگر پھر بھی اس کو شیخ کامل سے فیض نہیں پہنچتا تو اس صورت میں بھی دوسرے شیخ کامل مکمل کی طرف رجوع کرنا شرعاً واجب ہے مگر شیخ اول کی بے ادبی سے احتراز کرے گا اور اگر آداب ظاہری و باطنی بجالانے اور صداقت کامل کے ساتھ ساتھ کامل مکمل شیخ کا مرید ہے اور اس شیخ کا فیض اور نورانیت اس کو پہنچتی ہے اور اطمینان نفس، اعتدال عناصر اور حیات لطائف مع حرارت اس کو وقتاً فوقتاً علی حسب الاستعداد حاصل ہوتے ہیں تو پھر ایسے شیخ کی صحبت اور ملازمت ضروری ہے اور اس سے اعراض کرنا موجب ہلاکت ابدی ہے کما لا یكون للمراة زوجین ولا للعالم الہین ولا فی بطن واحد قلبین کذا لک لا یكون للمرید شیخین (شعرانی) (ترجمہ: جس طرح کسی عورت کے دو شوہر نہیں ہوتے ایک دنیا کے دو خدا نہیں ہوتے اور ایک سینے میں دو دل نہیں ہوتے اسی طرح ایک مرید کے دو پیر نہیں ہوتے) کا صحیح مصداق یہ آخری قسم ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات سب سے متابعت کی تفصیلی وضاحت بھی ضروری ہے تاکہ شیخ کامل و مکمل اور ناقص پیر کے درمیان واضح امتیاز کیا جاسکے اور وارث حقیقی اور عزماء جو کہ تابع فی الجملہ ہے کی وضاحت بھی ہو سکے۔

۳۔ تحدیث بانعمت کے طور پر اس بات کی مختصراً تحقیق بھی ضروری ہے کہ یہ فقیر شیخ کامل مکمل ہے یا ناقص پیر ہے۔

۴۔ شیخ کامل و مکمل جو عالم باطن کے لیے استاد ہوتا ہے اس کے حقوق علم ظاہر کے استاد کے حقوق سے شرعاً زیادہ ہیں۔ (فاقول وباللہ التوفیق)

### مسئلہ اولی کی تحقیق یعنی مسئلہ تعدد پیر:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف صفحہ ۸ جلد اول حصہ چہارم دفتر اول مکتوب نمبر ۲۲۱ میں فرماتے ہیں۔  
دریں طریق پیری و مریدی بتعلیم و تعلم طریقہ است نہ بکلاہ و شجرہ کہ در اکثر طرق مشائخ رسم شدہ است حتی کہ متاخرین ایشان پیری و مریدی را منحصر بکلاہ و شجرہ ساختہ اند۔ از ہنجا است کہ تعدد پیر ایشان تجویز نمی فرمایند و معلم طریقت را مرشدے نامند و پیر نمی دانند و رعایت آداب پیری را در حق او بجائی آرند این از کمال جہالت و نارسائی ایشان است نمی دانند کہ مشائخ ایشان پیر تعلیم و پیر صحبت را نیز پیر گفته اند و تعدد پیر تجویز فرمودہ اند بلکہ در حین حیات پیر اول اگر طالبے رشد خود را در جائے دیگر بیند بے انکار پیر اول جائز است کہ پیر ثانی اختیار کند۔  
حضرت خواجہ نقشبندی قدس سرہ

درباب تجویز این معنی از علماء بخارا فتویٰ درست فرمودہ بودند۔ آری اگر از پیرے خرقہ ارادت گرفتہ باشد از دیگرے خرقہ ارادت نگیرد و اگر گیرد خرقہ تبرک گیرد و از بخال لازم نمی آید کہ پیر دیگر اصلاً نگیرد بلکہ روا است کہ خرقہ ارادت از یکے گیرد و تعلیم طریقت از دیگرے و صحبت با ثالث دارد و اگر این ہر سہ دولت از یکے میسر گردد چہ نعمت است و جائز است کہ تعلیم و صحبت از مشائخ متعدّدہ استفادہ نماید و باید دانست کہ پیر آنست کہ مرید را بحق سبحانہ رہنمائی فرماید این معنی در تعلیم طریقت بیشتر ملحوظ است و واضح تر است پیر تعلیم ہم استاد شریعت است و ہم رہنمائے طریقت بخلاف پیر خرقہ پس رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر باید آورد۔

اس سلسلے میں پیری مریدی سیکھنے اور سکھانے کے انداز میں ہے نہ کہ ٹوپی اور شجرہ میں۔ جیسا کہ اکثر سلسلوں میں مشائخ نے رسم بنالی ہے حتیٰ کہ ان کے متاخرین نے پیری مریدی کا انحصار صرف ٹوپی اور شجرہ پر کیا ہوا ہے۔ اس مقام پر وہ زیادہ پیروں کو تجویز نہیں کرتے اور طریقت کے استاد کو مرشد کہتے ہیں پیر نہیں جانتے اور اس کے حق میں پیری کے آداب کی رعایت نہیں کرتے یہ ان کی کمال جہالت اور کمزوری کا ثبوت ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کے مشائخ نے پیر تعلیم اور پیر صحبت کو بھی پیر ہی کہا ہے اور زیادہ پیروں کی تجویز دی ہے اگر پہلے پیر کی عین زندگی میں مرید اپنی ہدایت کسی دوسری جگہ دیکھے تو پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرا پیر اختیار کرنا جائز ہے حضرت خواجہ نقشبندی قدس سرہ نے اس تجویز کے بارے میں بخارا کے علماء کے فتویٰ کو درست قرار دیا تھا۔ ہاں اگر ایک پیر سے خرقہ ارادت حاصل کیا ہے تو دوسرے پیر سے حاصل نہ کرے اور اگر لینا ہو تو خرقہ تبرک لے لے اور

یہاں یہ بات لازم نہیں ہے کہ دوسرا  
 پیر بالکل نہ پکڑے بلکہ زیادہ مناسب یہ  
 ہے کہ خرقہ ارادت ایک پیر سے لے  
 اور تعلیم طریقت دوسرے پیر سے اور  
 صحبت تیسرے پیر سے رکھے۔ اور اگر  
 یہ تینوں طرح کی دولت ایک جگہ سے  
 مل جائے تو بہت بڑی نعمت ہے اور اگر  
 تعلیم اور صحبت کئی مشائخ سے حاصل ہو  
 تو یہ بھی جائز ہے جاننا چاہیے کہ پیروہ  
 ہوتا ہے جو مرید کو حق سبحانہ کی طرف  
 رہنمائی کرتا ہے طریقت کی تعلیم کے  
 لیے اس مفہوم کو واضح طور پر ملحوظ رکھا  
 جاتا ہے پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے  
 اور طریقت کا رہنما بھی۔ بخلاف پیر  
 خرقہ کے۔ پیر تعلیم کے آداب کا بھی  
 خاص خیال رکھنا چاہیے۔

مندرجہ بالا عبارت سے جو مسائل ثابت ہوئے وہ یہ ہیں۔ تعدد پیر (پیروں کی  
 زیادہ تعداد) دوسرا پیر اختیار کرنا، پیر حقیقی کی تعریف اور پیروں کی اقسام (پیر تعلیم،  
 پیر طریقت اور پیر صحبت)۔

مذکورہ مسئلہ کے بارے میں امام مجدد "مکتوبات شریف" صفحہ ۶۳۰ جلد دوم دفتر  
 ثانی میں مزید فرماتے ہیں۔

مکتوبے کہ ارسال داشتہ بودند رسید۔  
 پر سیدہ بودند کہ باوجود حیات پیر اگر  
 طالبے پیش شیخ دیگر برود و طلب حق جل

وعلامہ مجوز است یا نہ بدانند کہ مقصود حق است سبحانہ و پیرو سیلہ است بجناب قدس حق تعالیٰ اگر طالبے رشد خود را پیش شیخ دیگر بسند و دل خود در صحبت او با حق سبحانہ جمع یا بد روا است کہ در حیات پیر بے اذن پیر طالب پیش آن شیخ برود و طلب رشد از او نماید اما باید کہ کہ از پیر اول انکار نہ کند و جز بہ نیکی یاد نہ نماید۔ علی الخصوص پیری و مریدی این وقت کہ بیش از رسم و عادت نہ ماندہ است۔ اکثر پیران این وقت از خود خبر ندارند و ایمان را از کفر جدا نمی توانند کرد۔ از خدا جل شانہ چہ خبر خواهند داشت و مرید را کدام راہ خواهند نمودے۔

جو خط بھیجا گیا تھا وہ مل گیا ہے اس میں پوچھا گیا تھا کہ اگر کوئی مرید پہلے پیر کی زندگی میں کسی دوسرے پیر کے پاس جائے اور اللہ جل جلالہ کی طلب کا اظہار کرے تو کیا یہ جائز ہے؟ جان لو کہ اصل مقصود خدا کی ذات ہے اس تک رسائی کے لیے پیر فقط وسیلہ ہوتا ہے اگر کوئی مرید اپنی ہدایت کسی دوسرے شیخ کے ہاں دیکھتا ہے اور اس کی صحبت میں اس کا دل حق تعالیٰ سے لگ جاتا ہے تو بات جائز ہے کہ پہلے پیر کی زندگی میں اس کی اجازت کے بغیر دوسرے پیر کے پاس چلا جائے اور اس سے رہنمائی طلب کرے مگر یہ لازمی ہے کہ پہلے پیر سے روگردانی نہ کرے اور ہمیشہ اچھے لفظوں سے یاد کرے۔ خصوصاً اس وقت کہ جب پیری مریدی ایک رسم و عادت نہ ہو۔ آجکل کے اکثر پیروں کو اپنی خبر نہیں ہوتی وہ ایمان اور کفر میں تفریق نہیں کر سکتے۔ ایسے پیروں کو خدا کے بارے میں کیا خبر ہوگی اور وہ مریدوں کی کس طرح رہنمائی کر سکتے ہیں۔

جو شخص اپنی ذات سے آگاہ نہیں وہ

آگاہ از خوشتن چوں نیست چنین

کے خبردار از چناں و چنیں  
 دوائے بر مریدے کہ بریں طور پیر اعتماد  
 کردہ ہشید و بہ دیگرے رجوع نہ کند  
 و راہ خدا جل شانہ معلوم نسا زد۔  
 خطرات شیطانی است کہ از راہ حیات  
 پیر ناقص آمدہ طالب را از حق سبحانہ  
 باز میدارد۔ ہر جارشد و جمیعت دل  
 یافتہ شود بے توقف رجوع باید کرد و از  
 وسواس شیطانی پناہ باید جست۔ فقط

ادھر ادھر کے حالات و واقعات کو کیسے  
 جان سکتا ہے۔ افسوس ایسے مرید پر کہ  
 جو ایسے (ناقص) پیر پر اعتماد کرتا ہے اور  
 کسی دوسرے پیر کی طرف رجوع نہ  
 کر کے خداوند تعالیٰ کی راہ سے بے خبر  
 رہتا ہے۔ ناقص پیر کے راستے پر چل  
 کر شیطانی خطرات میں گھر جاتا ہے اور  
 حق تعالیٰ کے راستے سے دور رہ جاتا ہے  
 جہاں بھی دل کو اطمینان اور ہدایت ملے  
 بلا توقف وہاں رجوع کر لینا چاہیے اور  
 شیطانی وسوسوں سے پناہ طلب کرنی  
 چاہیے۔ فقط

اگر پہلا شیخ مبتدع (بدعتی) نہیں تھا تو نیکی سے یاد کریں ورنہ مبتدع کو نیکی  
 سے یاد کرنے کی بجائے اس کی مذمت کرنا واجب ہے جیسا کہ مکاتیب غلام علی شاہ  
 صفحہ ۷۴ م-۸۵ پر مذکور ہے کہ:

بیان معائب اساتذہ کہ در وثوق انہما  
 قصور است و معائب مشائخ مبتدع لازم  
 است تا مسلمانان پرہیز نمایند۔  
 جن اساتذہ پر اعتماد ہو ان کی برائیاں  
 بیان کرنا غلط ہے لیکن مبتدع مشائخ کی  
 برائیاں بیان کرنا لازمی ہے تاکہ  
 دوسرے مسلمان پرہیز کریں۔

اس کے علاوہ امام ربانیؒ کا اپنا عمل بھی تعدد پیر کے جواز کی دلیل ہے کیونکہ  
 انہوں نے متعدد مشائخ سے کئی سلاسل سیکھ کر آخر میں نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت  
 خواجہ محمد باقیؒ سے بیعت کی اور علوم و معارف و کمالات اور حقائق میں رتبہ حاصل  
 کیا۔ ان کے متعلق حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ اپنے مکاتیب صفحہ ۷۸ م-۸۶ میں  
 تحریر فرماتے ہیں کہ:



حضرت مجددؒ بعد تلقین از کار چشتیہ و قادریہ و سروریہ از والد خود و از طریقہ کبرویہ از حضرت یعقوب صرّیؒ اور حضرت خواجہ محمد باقیؒ طریقہ نقشبندیہ گرفتہ ہمیں صحبت مبارک ایشان بکمالات و مقامات و حالات و جذبات و واردات و کیفیات و علوم معارف کثیرہ و اسرار و انوار بسیار رسیدند۔ باز برکت تربیت آن جناب بطریق جدیدہ از موبہت حق سبحانہ امتیاز یافتند و حضرت خواجہ اثبات آن فرودند۔ درین طریقہ جدیدہ حضرت مجدد اصطلاحات و مقامات بسیار اند و در ہر اصطلاح کیفیات و حالات علیحدہ و اسرار و انوار جدا است این طریقہ ایشان شہادت علماء و عقلاء قوتے یافت و عالمے باین طریقہ از واصلان حق سبحانہ شد۔ الخ

حضرت مجددؒ نے چشتیہ، قادریہ اور سروریہ کے ازکار اپنے والد سے سیکھنے کے بعد کبرویہ طریقہ حضرت یعقوب صرّیؒ سے اور نقشبندیہ کا طریقہ حضرت محمد باقیؒ سے حاصل کیا ان بزرگوں کی مبارک صحبت میں آپ نے کمالات و مقامات و حالات و جذبات و واردات و کیفیات اور کثیر علوم و معارف حاصل کیے اور بہت زیادہ اسرار و انوار کے درجے پر پہنچے۔ پھر آنجناب کی تربیت کی برکت سے جدید طریقہ میں حق سبحانہ کی بخشش سے امتیاز حاصل کیا اور حضرت خواجہؒ نے اس میں مزید اضافہ کیا۔ اس جدید طریقہ میں بہت زیادہ اصطلاحات اور مقامات ہیں اور ہر اصطلاح کی کیفیات و حالات علیحدہ ہیں اور اسرار و انوار جدا ہیں ان کے اس طریقہ کو علماء و عقلاء کی گواہی سے تقویت ملی اور ایک جہان اس طریقہ کی برکت سے حق سبحانہ کے واصلوں میں سے ہو گیا۔

اسی طرح غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بھی متعدد پیر تھے جیسا کہ نجات الانس صفحہ ۵۰۸-۵۰۹ پر مولانا عبدالرحمن جامیؒ رقمطراز ہیں۔

یکبار چہل روز بیچ چیز خوردم بعد از

چل روز یک شخص آمد و قدرے طعام  
 آورد و بنہار و برفت۔ نزدیک بود کہ  
 نفس من بر بالائی طعام از بس گرنگی آید  
 گفتم کہ واللہ کہ از عہدی کہ با خدا  
 تعالیٰ بستہ ام بر نگرم شنیدم کہ از باطن  
 من یک شخص فریادی کند باواز بلندی  
 گوید الجوع الجوع الجوع۔ ناگاہ شیخ ابو  
 سعید مخزومی "من گزشتہ وان آواز  
 شنید و گفتم عبد القادر این چیت؟  
 گفتم این قلق و اضطراب نفس است  
 و اما روح بر قرار خود است و در مشاہدہ  
 خداوند خود۔۔۔۔۔ الی ان  
 قال۔۔۔۔۔ و بعد ازاں مرا خرقہ  
 پوشانید و صحبت و یرا لازم  
 گرفتم۔۔۔۔۔ و قال بعد عذۃ  
 اسطر۔۔۔۔۔ شیخ حماد دباس "از جملہ  
 مشائخ شیخ محی الدین عبد القادر است۔  
 کان امیا و فتح علیہ  
 باب المعارف  
 والاسرار و صار قدوة  
 المشائخ الکبار۔

ایک دفعہ میں نے چالیس روز تک کچھ  
 نہ کھایا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص  
 آیا اور تھوڑا سا کھانا لایا۔ رکھا اور چلا  
 گیا۔ قریب تھا کہ میرا نفس سخت بھوک  
 کی وجہ سے کھانا کھانا شروع کرنا کہ میں  
 نے کہا اللہ کی قسم میں نے جو خدا سے  
 وعدہ کیا ہے اس پر قائم ہوں۔ میں نے  
 سنا کہ میرے اندر سے ایک شخص فریاد  
 کرتے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہا ہے  
 بھوک بھوک بھوک اچانک شیخ ابو سعید  
 مخزومی میرے پاس آئے۔ انہوں نے  
 بھی وہ آواز سنی اور پوچھا کہ  
 عبد القادر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ نفس  
 کی بے تابی اور اضطراب ہے لیکن  
 روح اپنے وعدہ پر قائم ہے اور اللہ  
 تعالیٰ کے مشاہدہ میں۔۔۔۔۔ الی ان  
 قال۔۔۔۔۔ اس کے بعد مجھے خرقہ  
 پہنایا اور اس کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا  
 ۔۔۔۔۔ اور چند سطریں پڑھنے کے بعد  
 کہا۔۔۔۔۔ شیخ حماد دباس "حضرت  
 محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی کے بیروڑوں میں  
 سے ہیں۔ وہ اگرچہ امی تھے لیکن علوم و اسرار  
 معارف کا دروازہ ان پر کھل چکا تھا۔ یوں  
 وہ مشائخ کبار کے رہنما قرار پائے۔

غوث الثقلینؒ کی عملی زندگی سے بھی ہمیں تعدد شیخ کے جواز کا ثبوت مل گیا ہے اور مولانا جامیؒ نے تعدد شیخ کا واقعہ نقل کر کے اپنی جانب سے کوئی تردید یا انکار نہیں کیا چونکہ ”کسی بیان کے بارے خاموشی اختیار کرنا بھی اس بیان کی دلیل ہوتا ہے“ اس طرح مولانا جامیؒ کے اس واقعہ کے نقل کرنے اور اس پر سکوت اختیار کرنے سے بھی ہمیں مذکورہ مسئلہ کی ایک اور دلیل مل گئی۔

اسی طرح تعدد شیخ کے جواز بلکہ بعض صورتوں میں وجوب کے متعلق حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنے رسالہ ”ارشاد الطالین“ صفحہ ۲۴-۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔

اگر شخصی بخدمت شیخ مدتے بحسن  
اعتقاد ماند و در صحبت او تاثیر نیافت۔  
واجب است بروے کہ ترک آن کند و  
تلاش شیخ دیگر نماید و گر نہ معبود  
و مقصودش شیخ باشد نہ خدا تعالیٰ و این  
شُرک است۔ حضرت خواجہ عزیزان  
علی رامیتنیؒ پیر طریقہ نقشبندی فرماید۔  
اگر کوئی شخص عرصہ تک کسی شیخ کا مرید  
رہے لیکن اس کی صحبت سے فیض  
یاب نہ ہو پائے تو لازم ہے کہ اس کو  
چھوڑ دے اور کسی دوسرے شیخ کی  
تلاش کرے۔ ورنہ اس کا مقصود اور  
معبود خدا تعالیٰ کے سوا صرف شیخ ہوگا  
اور یہ شرک ہے حضرت خواجہ عزیزان  
علی رامیتنیؒ جو نقشبندیہ سلسلہ کے پیر  
ہیں فرماتے ہیں۔

باہر کہ شستی و شد جمع دلت  
و ز تو نرمید صحبت آب و گلت  
ز نمار ز مجتہد گریزاں میباش  
ورنہ کمند روح عزیزان بملت  
اگر تو نے کسی ایسے (پیر) کے ساتھ  
اعتقاد رکھا کہ تیرے دل سے دنیا کی  
حرص و ہوا ختم نہ ہوئی تو اس سے اپنا  
تعلق فوراً ختم کر لے۔ ورنہ عزیزان کی  
روح تجھے کبھی معاف نہ کرے گی۔

لیکن ازان شیخ حسن ظن وارد چہ محتمل  
کہ آن شیخ کامل مکمل باشد و نزداو

نصیب آن کس نبود و همچنین اگر شیخ کامل و مکمل باشد و ازین جهان رحلت نمود و مرید بدرجہ کمال نہ رسید واجب است کہ آن مرید صحبت شیخ دیگر تلاش کند کہ مقصود خدا است۔ حضرت مجددؒ فرمودہ اند کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بعد از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیعت ابابکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ کردند۔ مقصود ازین بیعت فقط امور دنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی ہم بود۔ اگر کسی گوید کہ فیض اولیا بعد موت آنها انقدر نیست کہ ناقص را بدرجہ کمال رساند الا نادرا۔ اگر فیض بعد موت همان قسم باشد کہ در حیات باشد پس تمام اہل مدینہ از عصر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدا تا این وقت برابر اصحاب باشند و نیز ہر کس محتاج اولیا باشد چگونہ فیض مردہ مثل زندہ باشد کہ در مفیض و مستفیض مناسبت شروط است و آن بعد وفات مفقود۔ آری بعد فنا و بقا کہ مناسبت باطنی حاصل شود فیض از قبور تو اں برداشت لیکن نہ آن قدر کرد در حیات باشد۔ واللہ اعلم۔ (ارشاد الطالین صفحہ ۲۴-۲۵)

لیکن اس شیخ سے قابل برداشت نیک گمان رکھے کہ وہ شیخ کامل و مکمل تو ہے مگر اس سے تیرے نصیب میں کچھ نہ تھا۔ اسی طرح اگر شیخ کامل و مکمل ہو اور اس دنیا سے رحلت کر جائے اور اس کا مرید درجہ کمال تک نہ پہنچے تو لازم ہے کہ وہ مرید کسی دوسرے شیخ کا مرید ہو جائے کیونکہ مقصود خدا کی ذات ہے حضرت مجددؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد دنیاوی کاموں کے علاوہ باطنی کمالات کا حصول بھی تھا اگر کوئی کہتا ہے کہ اولیاء کا فیض ان کی وفات کے بعد اس قدر باقی نہیں رہتا کہ کسی ناقص کو درجہ کمال تک پہنچا دے مگر کبھی کبھار (تو یہ درست ہے) اگر موت کے بعد ویسا ہی فیض باقی رہے جیسا کہ زندگی میں تھا تو پھر تمام اہل مدینہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے زمانے سے لیکر اب تک برابر صحابہ ہیں اور کسی کو اولیاء کی ضرورت نہ رہے مردہ کا فیض زندہ کے فیض جیسا نہیں

ہو سکتا۔ کیونکہ مفیض اور مستفیض میں  
تعلق کی شرط ہے جو وفات کے بعد ختم  
ہو جاتا ہے ہاں مگر فنا و بقا کے بعد باطنی  
تعلق حاصل ہو جائے تو قبروں سے بھی  
فیض حاصل کیا جاسکتا ہے مگر اس قدر  
نہیں جتنا زندگی میں تھا۔ (اور اللہ بہتر  
جانتا ہے)

اس کے علاوہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتی  
رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح شریفہ میں اپنی کتاب دلیل العارفین صفحہ ۶۵-۶۶ پر تحریر  
فرماتے ہیں کہ آپ متعدد مشائخ سے فیض یاب ہیں عبارت یہ ہے۔

مطلب خدا مسافر گشت اول سمرقند  
رسید و آنجا محفظ قرآن و تعلیم علوم  
ظاہری پر دافت و بعد از تحصیل و حصول  
تفصیل علم عنان توجہ بسوی عراق  
منعطف گردانید و در قصبہ ہرون کہ در  
نواحی نیشاپور است رسید و بخدمت  
خواجہ عثمان ہارونیؒ کہ از کبار مشائخ  
وقت بود مرید شد و سال ہا سال بخدمت  
آنحضرت ماندہ خدمات شائستہ بجا  
آوردہ۔ کار باطن بتکمیل رسانید و خرقہ  
خلافت یافت بعد ازاں روانہ بغداد شد  
و در اثنائے راہ مقصبہ سبحان بخدمت  
خواجہ نجم الدین کبریؒ فائز شد و ازان  
جا پر کوہ جودی کہ بعد طوفان کشتی نوح

خدا کی طلب میں مسافر ہوئے پہلے  
سمرقند گئے اور وہاں حفظ قرآن اور  
علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کی۔ اس  
کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے  
عراق کی جانب رخ کیا اور نیشاپور کے  
نواحی قصبہ ہرون میں پہنچے وہاں خواجہ  
عثمان ہارونیؒ جو اپنے وقت کے کبار  
مشائخ میں سے تھے ان کے مرید ہوئے  
اور کئی سال تک ان کی خدمت میں  
مصروف رہے۔ باطنی علوم مکمل کرنے  
کے بعد وہاں سے خرقہ حاصل کیا پھر  
اس کے بعد بغداد روانہ ہوئے راستے  
میں سبحان نامی قصبہ میں پہنچے اور خواجہ  
نجم الدین کبریؒ کی خدمت میں حاضر

علیہ السلام بر آن کوہ قائم شدہ بود رفت  
 و در آنجا مشرف بشرف خدمت حضرت  
 غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی  
 "شد۔ وہم رکاب آن جناب بچیلان  
 و از جیلان بہ بغداد رسید چندے مستفیض  
 صحبت آنحضرت مستفیض ماند۔ و نیز در  
 بغداد بشرف صحبت شیخ ضیاء الدین پیر  
 روشن ضمیر شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین  
 سروردی مشرف گشت و فی بین خواجہ و  
 شیخ الشیوخ ہم محبت و روابط باوقوع آمد  
 من بعد بخد مت با عظمت محبوب سبحانی  
 خواجہ واحد الدین کرمانی "حاضر شد خرقہ  
 خلافت یافت۔ پس ان محمدان آمد و  
 استفادہ باطن از مقبول یزدانی خواجہ  
 یوسف ہمدانی "نمودہ از نیجا متوجہ تبریز  
 شد و مشرف بشرف زیارت حضرت ابو  
 سعید تبریزی "کہ پیر طریقت شیخ جلال  
 الدین تبریزی "بود شد و فائدہ محبتہائے  
 برداشت و از آنجا رونق افزائی اصفہان  
 شد چندے مستفیض صحبت محبوب  
 رحمانی شیخ محمود اصفہانی "کہ قطب وقت  
 بود ماند۔ من بعد بہ مہمند تشریف برد۔  
 و خواجہ ابو سعید مہندی "را دریافت  
 و نیز در استر آباد رسیدہ مشرف بشرف

ہوئے۔ وہاں سے کوہ جودی پر جہاں  
 طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام  
 کی کشتی ٹھہر گئی تھی گئے اور وہاں  
 حضرت غوث الاعظم محی الدین  
 عبدالقادر جیلانی "کی خدمت کرنے کا  
 شرف حاصل کیا۔ آپ سرکار کے  
 ساتھ جیلان سے ہو کر بغداد پہنچے۔ آپ  
 نے آنحضرت کی صحبت سے کچھ فیض  
 حاصل کیا اور بغداد میں شیخ ضیاء الدین پیر  
 روشن ضمیر شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین  
 سروردی "کی صحبت سے مشرف ہوئے  
 اس دوران خواجہ صاحب اور شیخ  
 الشیوخ سے صحبتیں اور کئی رابطے قائم  
 ہوئے۔ اس کے بعد محبوب سبحانی  
 خواجہ واحد الدین کرمانی "کی با عظمت  
 خدمت میں حاضر ہوئے اور خرقہ  
 خلافت پایا۔ اس کے بعد ہمدان میں  
 آگئے اور مقبول یزدانی خواجہ یوسف  
 ہمدانی "سے باطنی طور پر استفادہ کیا۔  
 یہاں سے تبریز کی جانب گئے اور وہاں  
 حضرت ابو سعید تبریزی "جو کہ شیخ جلال  
 الدین تبریزی "کے پیر طریقت تھے کی  
 زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کی  
 صحبت سے بہت فائدہ اٹھایا۔ وہاں سے



اصفہان میں رونق افروز ہوئے اور وہاں محبوب رحمانی شیخ محمود اصفہانیؒ جو کہ اپنے وقت کے قطب تھے کچھ فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد مہمند تشریف لے گئے اور خواجہ ابو سعید مہندیؒ کے پاس گئے۔ پھر اتر آباد میں پہنچ کر خواجہ ناصر الدین اتر آبادیؒ جو کہ عظیم القدر اور کامل الولایت شیخ تھے اور شیخ بایزید سہلایؒ کی اولاد میں سے تھے کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۲۷ سال تھی اور شیخ ابو الخیرؒ اور شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اس کے بعد غزنی میں آئے اور کچھ دن شمس العارفین شیخ عبدالواحد غزنویؒ جو کہ شیخ نظام الدین ابوالمویدؒ کے پیر تھے کی صحبت میں رہے۔ ان عالی مرتبت حضرات کے علاوہ دیگر سینکڑوں اولیاء اللہ اور مشائخ سے باطنی فیض حاصل کیا اور جناب ربانیؒ سے ہندوستان کی جانب روانہ ہوئے اور لاہور میں مخدوم سید علی ہجویریؒ لاہوری کے مزار پر انوار پر دو مہینے اعتکاف کیا اور دس محرم ۵۶۰ ہجری کو دارالخیراجمیر

خواجہ ناصر الدین اتر آبادیؒ کہ شیخ عظیم القدر و کامل الولایت از اولاد شیخ بایزید سہلایؒ بود گردید۔ و در آن وقت دی یک صد و بست و ہفت سال عمر داشت و فخر صحبت او شیخ ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانیؒ میگردند من بعد در غزنی آمد و چند ایام شمس العارفین شیخ عبدالواحد غزنویؒ کہ پیر شیخ نظام الدین ابوالمویدؒ بود صحبت ہا داشت و سوائے این حضرات عالی درجات از دیگر صد ہا اولیاء اللہ و مشائخ عالیجاہ فیض باطنی یافت و از جناب ربانیؒ ماہر سمیت ہندوستان روانہ گشت و در لاہور تا دو ماہ بر مزار پر انوار مخدوم سید علی ہجویریؒ لاہوریؒ معتکف ماندہ و بتاریخ دہم ماہ محرم سال پانصد و شصت بیک رونق افزائی دارالخیراجمیر گشت و در آنجا اول ٹھیکہ بشرف ارادت آنحضرت مشرف شد میر سید حسن خٹک سوار بود اول ازاں مذہب شیعہ داشت و بعد ازاں تائب شدہ مرید گشت و بہراتب اعلیٰ رسید۔۔۔۔۔ الخ (دلیل العارفین صفحہ ۶۵-۶۷) للشیخ قطب الدین بختیار کاکلی



شریف میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں پر جس شخص نے سب سے پہلے آپ کے حلقہ ارادت میں داخلہ لیا وہ پیر سید حسن خنگ سوار تھے۔ پہلے ان کا شیعہ مذہب تھا پھر توبہ کر کے مرید ہوئے اور اعلیٰ درجات تک پہنچے۔

اس کے علاوہ حضرت علامہ رؤف احمدؒ جو کہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے خلفاء کرام میں سے ایک ممتاز خلیفہ ہیں اپنی کتاب ”در المعارف“ جو کہ حضرت غلام علی شاہؒ کے ملفوظات پر مشتمل ہے میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت ایشان ارشاد فرمودند کہ طالب

رابعیت از شیوخ متعدد نمودن جائز است۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیعت نمودند بعد از وفات ایشان از عمر بن الخطاب مصافحہ بیعت کردند۔ و ظاہر است کہ بیعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم از خلفا راشدین برائے انتظام اخرویہ بودند نہ دنیویہ۔ پس از ہما معلوم شد کہ تکرار بیعت جائز است در طریقت۔ (در المعارف صفحہ ۱۱۱)

آپ نے ارشاد فرمایا کہ طالب حق کو کئی مشائخ سے بیعت کر لینا جائز ہے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ان کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خلفا راشدین سے یہ بیعت آخرت کے لحاظ سے تھی نہ کہ دنیاوی لحاظ سے پس اس طرح معلوم ہوا کہ بار بار بیعت کرنا طریقت میں جائز ہے۔

اسی طرح حضرت عمدۃ الاولیاء والعلماء وزبدۃ المشائخ صاحبزادہ علامہ غوث محمد جان صاحبؒ اپنی تصنیف ”حجتہ السالکین فی رد المنکرین“ کے صفحہ ۹۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

این بیان کہ در اینجا نمودیم کہ مرید را نیست کہ در نزد دیگر مشائخ رود و کسب طریقت نماید بشرط آنکہ شیخ او کامل و مکمل باشد ہر گاہ بہرہا شیخ ناقص و مقلد بیعت نمودہ باشد لازم است کہ خود را در نزد شیخ کامل و مکمل رساند در ہر ولایت کہ باشد و کسب طریقت را نزد آن بنماید تاکہ معرفت حق جل سلطانہ ویرا حاصل گردد و عمر خود را در نزد آن ناقص و مقلد ضائع نہ سازد و یا کسی کہ در طریقہ قادریہ و چشتیہ وغیرہا باشد اور لازم است کہ بلا توقف داخل طریقہ نقشبندیہ گردد و از شیخ اول کہ کامل باشد انکار بناید کرد۔ (حجتہ السالکین صفحہ ۹۵)

جو بات ابھی ہم نے بیان کی وہ یہ ہے کہ مرید کسی دوسرے شیخ کے پاس نہ جائے اور اس سے طریقت سیکھے بشرطیکہ اس کا شیخ کامل و مکمل ہو مگر جو شخص کسی ناقص پیر سے بیعت کرتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ کسی کامل و مکمل شیخ کے پاس جائے وہ جس بھی ولایت میں ہے اور اس سے طریقت سیکھے تاکہ اس کو اللہ جل سلطانہ کی معرفت حاصل ہو جائے اور اپنی عمر کو ناقص و مقلد پیر کے پاس ضائع نہ کرے اور اگر کوئی شخص قادریہ و چشتیہ وغیرہ سلسلے میں ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بلا توقف نقشبندیہ سلسلہ میں داخل ہو جائے اور اپنے پہلے شیخ سے اگر وہ کامل ہے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

یہ بات واضح ہے کہ سروردیہ شریفہ، قادریہ شریفہ اور چشتیہ شریفہ کی سات شرائط پر اس زمانہ میں عمل کرنا امکان عادی سے خارج ہے تو شرط موجود نہ ہونے کی صورت میں مشروط (جو کہ درجات ولایت اور معرفت حق ہیں) مفقود ہی رہے گا اس لیے نقشبندیہ کے مشائخ کبار کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تعدد شیخ کی تردید اس بات پر محمول ہے کہ مرید کا شیخ کامل اور مکمل ہو اور زندہ ہو اور عصر موجودہ کے لحاظ سے نقشبندی ہی ہو تو اس صورت میں دوسرے شیخ کی طرف رجوع کرنا متلاعب بالطریقت ہے اور اعراض شیخ ہے۔ اور تعدد شیخ کا اثبات اس صورت میں ہے جب مرید کا شیخ ناقص یا مقلد یعنی بے کمال سجادہ نشین ہو یا خلاف شریعت ہو یا کامل و مکمل ہو مگر مرید کے مکمل ہونے سے پہلے وفات پا جائے یا کامل مکمل قادری، چشتی، سروردی ہو (چونکہ ان سلاسل کے مشائخ کے مریدین کے لیے سات شرائط ہیں کہ ان کے بجالانے کے بغیر مرتبہ کمال تک نہیں پہنچا جاسکتا اور وہ شرائط اس پر فتن دور میں امکان عادی سے خارج ہیں) تو ان تمام صورتوں میں کامل مکمل مشائخ نقشبندیہ کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور ان مذکورہ صورتوں میں تعدد شیخ جائز بلکہ واجب شرعی ہے کیونکہ مقصود معرفت حق ہے اور پیر صرف وسیلہ الی المقصود ہے تو وسیلہ کی حیثیت کے بغیر پیر کی بیعت میں رہنا اور معرفت حق سے اپنے آپ کو محروم رکھنا پیر پرستی اور شرک میں داخل ہے۔

نجانا اللہ سبحانہ و تعالیٰ من هذه البلاء العظیم  
 آمین بحرمة سید الانبیاء والمرسلین۔

اس کے علاوہ حضرت علامہ بدر الدین سرہندیؒ اپنی کتاب ”حضرات القدس“ کے صفحہ نمبر ۲۸-۳۰ پر رقمطراز ہیں کہ امام ربانیؒ نے متعدد مشائخ سے متعدد سلاسل کا فیض حاصل کیا ہے۔ عبارت یہ ہے۔

وانساب آن در سلسلہ چشتیہ بوالد خود  
 شیخ عبد الاحد است و والد ایشان را  
 انساب بہ شیخ رکن الدین است۔۔۔۔

الخ۔۔۔۔۔ ونیز حضرت ایشان را انتساب در سلسلہ قادریہ بدین طریق است کہ آنحضرت را انتساب بوالد خود بود و وے را شیخ رکن الدین مذکور۔۔۔۔۔ ونیز حضرت ایشان را در سلسلہ قادریہ باوجود نظر قبولیت از حضرت شاہ کمال کیتھلی انتساب بشاہ سکندر نبیرہ شاہ مشار الیہ است کہ باوجود پسر خود شاہ عماد خلافت بہ نبیرہ مذکور عنایت فرمودہ۔۔۔۔۔ وانتساب آنحضرت قدس سرہ بسلسلہ عالیہ نقشبندیہ بتفصیل و تعدد طرق در صدر دفتر اول این کتاب ذکر یافتہ است۔

سلسلہ چشتیہ میں ان کی نسبت اپنے والد شیخ عبد الاحد سے ہے اور ان کے والد کی نسبت شیخ رکن الدین سے ہے۔۔۔۔۔ اور سلسلہ قادریہ میں ان کی نسبت بھی اسی طرح ان کے والد سے ہے اور ان کی نسبت مذکورہ شیخ رکن الدین سے تھی۔۔۔۔۔ نیز سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ کمال کیتھلی کی نظر قبولیت کے باوجود ان کی نسبت ان کے نواسے شاہ سکندر سے تھی حالانکہ انہوں نے خلافت اپنے بیٹے شاہ عماد کے باوجود اپنے نواسے مذکورہ کو عنایت کی تھی۔۔۔۔۔ اور آنحضرت قدس سرہ کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں نسبت کی تفصیل اور تعداد اس کتاب کے درمیان میں دفتر اول میں بیان کر دی گئی ہے۔

الغرض تعدد پیر ایک اجماعی اور متواتر امر ہے جو بعض صورتوں میں ناجائز ہے جبکہ مرید کا شیخ اکمل العصر ہو اور بعض صورتوں میں جائز ہے جب مرید کے شیخ کے علاوہ کوئی اور شیخ اکمل اور سلاسل متعددہ کا جامع مل جائے اور بعض صورتوں میں واجب ہے اور تعدد پر عمل نہ کرنا حرام بلکہ شرک اور پیر پرستی میں داخل ہوتا ہے۔ جبکہ مرید کا پیر مقلد یا ناقص ہو یا مرید کا شیخ کامل وفات پا جائے اور مرید مرتبہ کمال تک واصل نہ ہو۔

پس جن علماء کرام اور مشائخ عظام نے تعدد پیر کی تردید کی ہے ان کا تعلق قسم

اول سے ہے اور جن علماء مشائخ کرام نے تعدد شیخ ثابت کیا ہے ان کا تعلق موخر الذکر سے ہے گویا مطلقاً انکار یا مطلقاً اثبات جواز نہیں رکھتا بلکہ بعض صورتوں میں جائز بلکہ واجب ہے اور بعض صورتوں میں ناجائز اور تلاعب بالطریقت ہے۔

مسئلہ ثانیہ کی تحقیق یعنی متابعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات درجے:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۵۴ دفتر ثانی میں رقمطراز ہیں۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى  
عباده الذين اصطفى  
متابعت آن سرور ﷺ کہ سرمایہ  
سعادت دینیہ و دنیویہ است درجات و  
مراتب دارد۔  
الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى  
آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی اطاعت دینی اور دنیاوی زندگی کا  
سرمایہ ہے اس کے درجے اور مرتبے  
ہیں۔

درجہ اولی: مرعوم اہل اسلام راست  
از اتیان احکام شرعیہ و متابعت سنت  
نبیہ بعد از تصدیق قلب و پیش از امانان  
نفس کہ بدرجہ ولایت مربوط است و  
علماء ظواہر و عباد و زہاد کہ معاملہ شان  
باطمینان نفس پیوستہ است ہمہ دریں  
درجہ متابعت شریک اند و در حصول  
صورت اتباع برابر اند۔ و چون نفس  
دریں مقام از کفر و انکار خود نرستہ  
است لاجرم این درجہ مخصوص  
بصورت متابعت باشد این صورت

متابعت در رنگ حقیقت متابعت  
موجب فلاح و دستگیری آخرت است  
و منجی از عذاب نار است و مبشر بدخول  
جنت از کمال کرم انکار نفس را اعتبار  
ناموده بتصدیق قلب کفایت فرموده  
است و نجات را مربوط آن تصدیق  
ساخته

پہلا درجہ : یہ اہل اسلام کے عام  
لوگوں کے لیے ہے شریعت کے احکام  
اور سنت کی پیروی پر عمل کرنا ہے نفس  
کی تسلی سے پہلے اور قلب کی تصدیق  
کے بعد ولایت کے درجہ سے مربوط ہے  
اور وہ تمام علمائے ظاہر اور عابد و زاہد  
لوگ جن کا معاملہ اطمینان نفس سے ملا  
ہوا ہے اطاعت کے اس درجہ میں  
شامل ہیں اور اتباع کی صورت کے  
حصول میں برابر ہیں جب تک اس مقام  
پر نفس اپنے کفر و انکار سے چھٹکارا نہ  
پالے لازماً متابعت کی صورت کا یہ  
مخصوص درجہ ہوگا۔ متابعت کی یہ  
صورت حقیقت میں آخرت میں فلاح و  
نجات دلانے والی متابعت ہے اور جہنم  
کے عذاب سے چھٹکارا دلاتی ہے اور  
جنت میں داخلے کی بشارت ہے کمال  
مہربانی سے نفس کے انکار پر اعتماد نہ  
کر کے قلب کی تصدیق کو کافی جان لیتی  
ہے اور نجات کو تصدیق سے مربوط  
کر لیتی ہے۔

اے بارش کے قطرے کو موتی میں  
تبدیل کرنے والے تو چاہے تو میرے  
آنسو کو قبولت سے مشرف کر دے۔

میتوانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول  
اے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را

درجہ دوم: از متابعت متابعت اقوال و اعمال اوست کہ باطن تعلق دارد۔ از تہذیب اخلاق و دفع رذائل صفات و ازالہ امراض باطنیہ و علل معنویہ کہ بمقام طریقت متعلق اند این درجہ اتباع مخصوص بارباب سلوک است کہ طریقہ صوفیہ را از شیخ مقتدا اخذ نمودہ بوادی و مفاوز سیرالی اللہ را قطع می نماید۔

دوسرا درجہ: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور اعمال کی پیروی ہے اس کا تعلق باطن سے ہے۔ اس سے اخلاق کی تہذیب ہوتی ہے بری عادتیں دور ہو جاتی ہیں اور باطنی بیماریاں زائل ہو جاتی ہیں معنوی اسباب کا پتہ چلتا ہے کہ جن کا تعلق طریقت کے مقام سے ہے۔ اتباع کا یہ درجہ ارباب سلوک کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ صوفیاء کے اس راہ کو جو پیر رہنما کے ذریعہ حاصل کیا ہوتا ہے وہ سیرالی اللہ کی وادی اور نجات سے الگ کر دیتا ہے۔

درجہ سوم: از متابعت اتباع احوال و اذواق و مواجید آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم است کہ بمقام ولایت خاصہ تعلق دارند۔ این درجہ مخصوص بارباب ولایت است کہ مجذوب سالک باشند یا سالک مجذوب و چون مرتبہ ولایت بانجام رسید نفس مطمئنہ گشت و از طغیان و سرکشی باز ماند و از انکار باقرار و از کفر بہ اسلام آمد بعد ازین ہرچہ در متابعت کوشد حقیقت متابعت خواہد بود اگر نماز او مینماید حقیقت متابعت بجای



آرد و اگر صوم است همین حکم است  
و اگر زکوٰۃ است همین نمط است و علی  
هذا القیاس و اتیان جمیع احکام شرعیہ  
حقیقت اتباع کائن است۔

تیسرا درجہ : اس میں آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کے احوال و اذواق و  
مواجد کے اتباع کی پیروی ہے۔ جن کا  
تعلق ولایت خاصہ کے مقام سے ہے۔  
یہ درجہ ارباب ولایت سے مخصوص  
ہے جس میں مجذوب سالک ہوتے ہیں  
یا سالک مجذوب۔ اور جب ولایت کا  
مرتبہ پورا ہو جائے تو نفس مطمئن  
ہو جاتا ہے سرکشی سے رک جاتا ہے  
انکار سے اقرار میں اور کفر سے اسلام  
میں آ جاتا ہے۔ اس کے بعد اطاعت  
میں جو بھی کوشش کرتا ہے وہ حقیقی  
اطاعت ہوتی ہے اگر نماز پڑھے تو حقیقی  
اطاعت ہے اگر روزہ رکھے تو یہی بات  
ہے اور اگر زکوٰۃ دے تو بھی یہی طریقہ  
ہے و علی هذا القیاس اور تمام شرعی  
احکام پر عمل کامل اطاعت کی حقیقت  
ہے۔

سوال : حقیقت نماز و روزہ بچہ معنی  
است نماز و روزہ افعال مخصوصہ  
است۔ اگر آن افعال چنانچہ فرمودہ  
است ادا یا بد حقیقت ادا یافتہ باشد  
صورت چہ بود و حقیقت در آئے آن  
چہ باشد؟

سوال : نماز اور روزہ کی حقیقت کیا ہے  
کیا نماز اور روزہ مخصوص افعال ہیں؟  
اگر وہ افعال جیسا کہ فرمائے گئے ہیں ادا  
ہوں گے یا ادا یافتہ ہوں گے کیا صورت  
ہوگی اور اس کے پس پشت کیا حقیقت  
ہوگی؟

الجواب: مبتدی جو نفس امارہ دارد کہ بالذات منکر احکام سماویست ایتان احکام شرعیہ ازوے باعتبار صورتست۔ و منتہی را چون نفس مطمئنہ گشتہ و برضا و رغبت قبول احکام شرعیہ نموده ایتان احکام ازوے باعتبار حقیقت است مثلاً منافق و مسلم ہر دو نماز ادا می نمایند۔ منافق چون انکار باطن دارد صورت نماز بجای آرد۔ و مسلم بواسطہ انقیاد باطن بہ حقیقت نماز متجلی است۔ پس صورت و حقیقت باعتبار انکار و اقرار باطن است۔ این درجہ یعنی درجہ اطمینان نفس و ایتان حقیقت اعمال صالحہ کہ بعد از حصول کمالات ولایت خاصہ کہ بدرجہ سوم متعلق است حاصل بگردد۔

درجہ چہارم: از متابعت در درجہ اولی صورت این متابعت بودہ و اینجا حقیقت اتباع است این درجہ چہارم از اتباع مخصوص علماء راغنین است شکر اللہ تعالیٰ عنہم کہ بعد از اطمینان نفس بدولت حقیقت متابعت متحد اند اولیاء

جواب: مبتدی جو نفس امارہ رکھتا ہے بالذات آسمانی احکام کا منکر ہے احکام شرعیہ پر اس کا عمل باعتبار صورت ہوتا ہے اور منتہی جس کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے احکام شرعیہ کو برضا و رغبت قبول کرتا ہے لہذا اس کا احکام پر عمل باعتبار حقیقت ہوتا ہے مثلاً منافق اور مسلمان دونوں نماز ادا کرتے ہیں۔ منافق چونکہ باطن سے انکار کرتا ہے تو وہ نماز ظاہری صورت میں ادا کرتا ہے اور مسلمان باطنی قید کے واسطہ سے نماز کی حقیقت کے ساتھ تجلی یافتہ ہوتا ہے پس صورت اور حقیقت باطن کے انکار یا اقرار کے اعتبار سے ہے یہ درجہ یعنی نفس مطمئنہ کا درجہ اور اعمال صالحہ پر حقیقی عمل کا درجہ ولایت خاصہ کے کمالات کے حصول جن کا تعلق درجہ سوم سے ہے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

چوتھا درجہ: پہلے درجہ میں اطاعت سے اس درجہ میں اطاعت کی صورت بنتی ہے اور یہاں اتباع کی صداقت ہے یہ چوتھے درجہ کی اطاعت علمائے راغنین کے ساتھ مخصوص ہے۔ (شکر اللہ تعالیٰ عنہم) کہ نفس کے مطمئن ہو جانے کے

اللہ را ہر چند نحوے از اطمینان نفس بعد از تمکین قلب حاصل است اما کمال اطمینان مرفس را در تحصیل کمالات نبوت حاصل است کہ علماء راغبین را از ان کمالات بطریق وراثت نصیب است۔ پس علماء راغبین بواسطہ کمال اطمینان نفس بحقیقت شریعت متحقق باشند۔ و دیگران چون این کمال ندارند گاہے بصورت شریعت متلبس اند و گاہے بحقیقت شریعت متحقق علامتے از برائے علماء راغبین بیان می کنم تاہر ظاہر دانے دعوی سرورخ نماید و امارہ خود را مطمئن نہ انگارد۔ عالم راسخ کسے است کہ اورا از تاویل متشابہات کتاب و سنت نصیب است و از اسرار حروف مقطعات اوائل سور قرآنی بہرہ دار و تاویل متشابہات از جملہ اسرار غامضہ است۔ خیال نکنی کہ در رنگ تاویل یہ بقدرت است و تاویل وجہ بذات کہ آن ناشی از علم ظاہر است باسرار کار ندارد۔ اصحاب این اسرار پیغمبرانند۔ و این رموزات اشارات معاملات ایشان است۔ و بہ تبعیت و وراثت این بزرگواران ہر کراہین دولت عظمی مہند

بعد اطاعت کی حقیقت کی نعمت پر متحد ہیں۔ اولیاء اللہ کو اگرچہ اطمینان نفس کے ذریعے سے دل کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے لیکن نفس کے انتہائی اطمینان کے لیے نبوت کے کمالات کا حصول ضروری ہے کیونکہ علماء راغبین کو ان کمالات سے وراثت کے طور پر حصہ ملتا ہے پس علمائے راغبین اطمینان نفس کے کمال کے ذریعے سے شریعت کی حقیقت پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور چونکہ دوسروں کو یہ کمال حاصل نہیں ہوتا لہذا کبھی وہ شریعت کی صورت پر مشتبہ ہوتے ہیں اور کبھی شریعت کی حقیقت پر یقین رکھتے ہیں۔ علمائے راغبین کی علامت بیان کرتا ہوں تاکہ ہر ظاہر دار رسائی کا دعوی نہ کرے اور اپنے امارہ کو مطمئن نہ سمجھے عالم راسخ کون ہے؟ وہ ہے جو کتاب و سنت کے متشابہات کی تاویل کر سکتا ہے اور قرآنی سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات کے راز سے آگاہ ہے اور متشابہات کی تاویل تمام پیچیدہ رازوں میں سے ہے یہ خیال نہ کر کہ ہاتھ کی تاویل کا انداز قدرت سے ہے اور چہرہ کی تاویل ذات سے۔

سازند۔ حصول این درجہ متابعت کہ منوط باطمینان نفس است و وصول بحقیقت متابعت صاحب صلی اللہ علیہ وسلم شریعت است گاہ ہست کہ بے توسط فتا و بقا و بے توسل سلوک و جذبہ میسر گردد و تواند بود کہ از احوال و مواجید و از تجلیات و ظہورات ہیچ در میان نباشد و این دولت نقد وقت بود لیکن از راہ ولایت باین دولت رسیدن اقربست از آنکہ براہ دیگر برسد و آن راہ دیگر بزعم این فقیر التزام متابعت سنت سنہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیت۔ واجتناب از اسم و رسم بدعت تا از بدعت حسنہ در رنگ بدعت سنہ احترام نماید بوی ازین دولت بمشام جان او نرسد۔ و این معنی امروز متعسر است کہ عالم در دریائے بدعت غرق گشتہ است و منظلمات بدعت آرام گرفتہ کرا مجال است کہ دم از رفع بدعت زندہ و باحیائے سنت لب کشاید۔ اکثر علماء این وقت رواج دہندہائے بدعت اند و محو کنندہائے سنت۔ بدعتہائے پهن شدہ راتعال خلق دانستہ بجواز بلکہ استحسان آن فتویٰ

کہ اس کی بنیاد علم ظاہر سے ہے اور رازوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ان رازوں کے جاننے والے پیغمبر ہوتے ہیں اور ان رموز و اشارات کا تعلق ان کے معاملات سے ہے اور ان بزرگوں کی اطاعت اور وراثت سے ہر کسی کو اس عظیم دولت سے ہدایت ملتی ہے۔ اطاعت کا یہ درجہ کہ جس کا انحصار نفسی کے اطمینان پر ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی حقیقت کے ساتھ وصول پر ہے کبھی یہ ہو سکتا ہے کہ فتا و بقا کے واسطہ کے بغیر اور سلوک و جذبہ کے وسیلہ کے بغیر (یہ رتبہ) مل جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ احوال و مواجید اور تجلیات و ظہورات کے درمیان کچھ بھی نہ رہے اور یہ دولت وقت کا سرمایہ بن جائے لیکن ولایت کے راستے سے اس دولت (یا نعمت) تک پہنچنا قریب ہے بجائے اس کے کہ دوسرے راہ سے پہنچے۔ اور یہ دوسرے راستہ اس فقیر کے خیال میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو لازم کرنا ہے۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیت۔ اور جو بدعت کے نام

اور رسم سے اجتناب نہیں کرتا اور جو اچھی اور بری بدعت سے احتراز نہیں کرتا تو اس (نعت کی) خوشبو اس کے مشام جان تک نہیں پہنچتی اور آج یہ مطلب سمجھنا بڑا مشکل ہے کیونکہ ساری دنیا بدعت کے دریا میں غرق ہو چکی ہے اور بدعت کے اندھیرے میں آرام کر رہی ہے کس کی مجال ہے کہ بدعت کو چھوڑ کر سانس بھی لے اور سنت کے احیاء کے لیے بات کرے۔ آجکل کے اکثر علماء بدعت کو رواج دینے والے ہیں اور سنت کو مٹانے والے ہیں۔ اس پھیلی ہوئی بدعت پر مخلوق کے عمل کے جواز بلکہ خوبی پر فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کو بدعت کی دلیلیں دیتے ہیں آپ کیا کہیں گے؟ اگر گمراہی رواج پا جائے اور جھوٹ عام ہو جائے اور اس پر عمل کیا جائے؟ مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ عمل خوبی یا اچھائی کی دلیل نہیں ہے معتبر عمل وہ ہوتا ہے جو پہلے بزرگ (نبی) سے ملا ہو یا تمام لوگوں نے بالاجماع قرار دیا ہو۔ جیسا کہ فتاویٰ الغیاثیہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ امام شہید رحمۃ اللہ

می دہند و مردم را بدعت دالالت می نمایند۔ چہ می گویند اگر ضلالت شیوع پیدا کند و باطل متعارف شود و تعالٰیٰ گردد مگر نمی دانند کہ تعالٰیٰ دلیل استحسان نیست تعالٰیٰ کہ معتبر است ہمانست کہ از صدر اول آمدہ است یا باجماع جمیع مردم گشت۔ کما ذکر فی الفتاویٰ الغیاثیہ قال الشیخ الامام الشہید رحمہ اللہ سبحانہ

باستحسان مشائخ بلخ وانما ناخذ بقول اصحابنا المتقدمین رحمہم اللہ سبحانہ لان التعامل فی بلدۃ لا یدل علی الجواز وانما یدل علی الجواز مایکون علی الاستمرار من الصدر الاول لیکون ذلک دلیلاً علی تقریر النبی ﷺ ایاہم علی ذلک فیکون شرعاً عنہ واما اذا لم یکن کذلک

لا يكون فعلهم حجة الا  
اذا كان ذلك من  
الناس كافة في  
البلدان كلها ليكون  
اجماعا والاجماع  
حجة الا ترى انهم لو  
تعاملوا على بيع الخمر  
وعلى الربوا لا يفتى  
بالحل - وشك نيت كه علم تعامل  
كافة ائمة و عمل جمع بلدان از حیطه بشر  
خارج است باقی ماند تعامل صدر اول كه  
في الحقيقة تقرير است ازان سرور  
صلی اللہ علیہ وسلم و راجع است بسنت او بدعت  
كجا است و حسن بدعت كدام اصحاب  
كرام را در حصول جمع كمالات صحبت  
خير البشر صلی اللہ علیہ وسلم كافی بوده و از علماء سلف  
هر كه بدولت رسوخ مشرف گشته است  
بی آنكه اختيار طريق صوفيه نمايد و  
سلوك و جذبه قطع مسافت كند بواسطه  
التزام متابعت سنت نبيه است و اجتناب  
از بدعت نامرضيه - اللهم ثبتنا  
على متابعت السنة  
وجنبنا عن ارتكاب  
البدعة بحرمة

نے فرمایا کہ ہم بلخ کے مشائخ کی  
اچھائیوں (پسندیدہ عمل) کو اختیار نہیں  
کرتے اور بے شک ہم حقد میں  
اصحاب رحمتہ اللہ کے قول کو اختیار  
کرتے ہیں کیونکہ کسی شہر میں لوگوں کا  
کسی بات پر عمل پیرا ہونا اس کے جواز  
کی دلیل نہیں ہے بلکہ اس کے جواز کی  
دلیل یہ ہے کہ اس پر صدر اول سے  
پیچشگی کے ساتھ عمل رہا ہو۔ اس پر  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
طرف سے برقرار رکھنا دلیل ہوگی تو  
اس طرح یہ کام نبی علیہ السلام سے  
مشروع ہوگا اگر ایسی بات (طریقہ رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوگی تو ان کا عمل دلیل نہ  
ہوگا۔ سوائے اس بات کے کہ جب  
تمام لوگ تمام شہروں میں عمل کریں تو  
یہ اجماع (امت) ہوگا اور اجماع  
(امت) دلیل ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا اگر  
وہ شراب اور سود کے کاروبار پر  
عملدرآمد کریں تو (اس طرح) اس کے  
حلال ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا اور  
اس میں شک نہیں کہ تمام لوگوں کے  
عمل کا علم اور تمام شہروں کے لوگوں کا

صاحب السنة عليه  
واله الصلوة والسلام  
والتحية

عمل انسان کے احاطہ (شعور) سے باہر  
ہے باقی رہا صدر اول (نبی اکرم ﷺ)  
(کا عمل جو فی الحقیقت سرور عالم صلی  
اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور ان کی  
سنت سے متعلق ہے بدعت کہاں ہے  
اور احسن بدعت کونسی ہے؟ صحابہ  
کرامؓ کو تمام کمالات حاصل کرنے کے  
لیے خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت  
ہی کافی تھی اور اسلاف کے علماء میں ہر  
ایک رسوخ کی دولت سے مشرف ہو گیا  
تھا اس لیے کہ صوفیاء کا طریقہ اختیار کیا  
تھا اور سنت سنہ کی اتباع کو لازمی قرار  
دینے کے وسیلہ سے سلوک و جذبہ کی  
منزل طے کر لی تھی۔ اور ناپسندیدہ  
بدعت سے اجتناب کیا تھا۔ اے اللہ ہم  
کو سنت (رسول ﷺ) کی اتباع پر  
ثابت قدم رکھ اور بدعت کا مرتکب  
ہونے سے بچالے۔ صاحب سنت صلی  
اللہ علیہ وآلہ والصلوة والسلام والتحية



درجہ پنجم: از متابعت در اتباع کمالات آن سرور ﷺ است کہ علم و عمل را در حصول آن کمالات مدخل نیست بلکہ حصول آن با مربوط محض فضل و احسان خداوند است جل سلطانہ و این درجہ بس عالیست درجات سابق را بان ساسے نیست این کمالات بالا صالہ مخصوص با انبیاء علیہم السلام اولوالعزم است وہ تبعیت و وراثت تا کرا باین دولت مشرف سازند۔

پانچواں درجہ: یہ درجہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی اتباع میں ہے۔ اس درجہ کے حصول میں علم و عمل کا کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس کا حصول صرف اور صرف خداوند تعالیٰ کے فضل و احسان کا مرہون منت ہے یہ درجہ بہت بلند ہے اور پچھلے درجات اس کی بنیاد نہیں ہیں۔ یہ کمالات اصل میں بلند رتبہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہیں۔ متابعت اور وراثت سے کسی کو یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔

درجہ ششم: از متابعت اتباع آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم است در کمالاتیکہ مخصوص بمقام محبوبیت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ در درجہ پنجم افاضہ کمالات مجرد فضل و احسان بودہ درین درجہ ششم افاضہ کمالات آں مجرد محبت است کہ فوق تفضل و احسانست ازین درجہ متابعت نیز اقل قلیل را نصیب است۔ این پنج درجہ متابعت غیر از درجہ اولی ہمہ بمقامات عروج تعلق دارند و حصول انہا صعود مربوط است۔

چھٹا درجہ: یہ درجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوتا ہے کمالات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت سے مخصوص ہے چنانچہ پانچویں درجہ کے کمالات کا فیض تھا فضل و احسان سے ہوتا ہے جبکہ چھٹے درجہ کے کمالات کا فیض صرف محبت سے ہے جو کہ فضل و احسان سے بالا ہے۔ متابعت کا یہ درجہ چند ایک کو نصیب ہوتا ہے۔ پہلے درجہ کے علاوہ باقی پانچوں متابعت کے درجوں کا تعلق عروج کے مقامات سے ہے اور ان کا

حصول بلندی سے تعلق رکھتا ہے۔

ساتواں درجہ : یہ اطاعت کا وہ درجہ ہے کہ جس کا تعلق نزول و پستی سے ہے اور یہ ساتواں درجہ پچھلے تمام درجوں کا مجموعہ یا نچوڑ ہے کیونکہ اس مقام میں نزول بھی دل کی تصدیق اور عزت ہے اور نفس کا اطمینان ہے اور وجود کے اجزا سرکشی و طوفان سے ہٹ کر اعتدال پر آجاتے ہیں پچھلے درجات اس اطاعت کے گویا اجزا ہیں اور یہ درجہ پھول کی مانند ہے اس مقام میں اجزا کی تابع اور متبوع کے طریقے میں مشابہت پیدا ہو جاتی ہے گویا متابعت کا نام درمیان سے نکل جاتا ہے اور تابع اور متبوع کا فرق مٹ جاتا ہے چنانچہ یہ گمان ہوتا ہے کہ تابع، متبوع کے رنگ میں ڈھل جاتا ہے اور دونوں ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ہم آغوش ہو جاتے ہیں اور دونوں ایک بستر پر ہوتے ہیں اور دونوں باہم مل جاتے ہیں کونسا تابع کہاں کا متبوع اور کیسی متابعت! دونوں میں اس قدر ملاپ ہوتا ہے کہ غیریت کی ذرہ بھر گنجائش نہیں ہوتی عجیب معاملہ ہے کہ اس مقام پر ظاہر اچھ دکھائی دیتا ہے مگر

درجہ ہفتم : از متابعت آنست کہ تعلق بنزول و مہبوط دارند و این درجہ سابع از متابعت جامع جمیع درجات سابق است زیرا کہ درین موطن نزول ہم تصدیق قلب است و ہم تمکین قلب و ہم اطمینان نفس است۔ و ہم اعتدال اجزا قالب کہ از طغیان و سرکشی باز مانده اند درجات سابق گویا اجزاء این متابعت بودہ اند و این درجہ ہچون گل است مرآن اجزا را درین مقام تابع بہ متبوع بہ نئے شباهت پیدا می کند کہ گویا اسم تبعیت از میان میخورد و امتیاز تابع و متبوع زائل می گردد چنانچہ متوہم می شودہ تابع در رنگ متبوع ہرچہ میگردد از اصل میگرد گویا ہر دو از یک چشمہ آب میخورند و ہر دو آغوش یک کنار اند و ہر دو در یک بستر اند و ہر دو در رنگ شیر و شکر اند۔ تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کراہ۔ در اتحاد نسبت نسبت تغائر گنجائش ندارد۔ عجب معاملہ است درین مقام ہرچند بامعان نظر مطالعہ مینماید نسبت تبعیت بیچ ملحوظ و منظور نمی گردد و امتیاز تابعیت و متبوعیت اصلاً

اطاعت کا قطعاً نہ کوئی لحاظ رکھا جاتا ہے نہ منظور کیا جاتا ہے تابع اور متبوع کا امتیاز بالکل دکھائی نہیں دیتا۔ اس قدر ضرور ہے کہ خود کو طفیلی جانتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث پاتا ہے تابع الگ ہوتا ہے اور طفیلی اور وارث الگ ہوتا ہے اگرچہ تمام اطاعت کی قطار میں ہوتے ہیں ظاہری طور پر تابع کو متبوع کی حیلولت درکار ہے جبکہ طفیلی و وارث کو درکار نہیں تابع اس کا پہلا سورج ہے اور طفیلی اس کا ذیلی ساتھی بہر حال جو بھی دولت (نعمت) آئی ہے انبیاء کے لیے آئی ہے۔ ان کی امتوں کی یہ خوش نصیبی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے اس نعمت سے بہرہ یاب ہوئے ہیں اور اس کو جذب کر لیتے ہیں۔

وہ جس قافلے میں ہے میں جانتا ہوں مگر پہنچ نہیں سکتا صرف دور سے اس کی گھنٹی کی آوازیں آتی ہیں۔

مشہور نہی شود۔ این قدر ہست کہ خود را طفیلی می داند و وارث نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود می یابد مانا کہ تابع دیگر است و طفیلی و وارث دیگر ہر چند ہمہ در قطار تبعیت اند ظاہراً در تابع حیلولت متبوع درکار است و در طفیلی و وارث حیلولت درکار نیست۔ تابع اولش خوراست و طفیلی جلیس ضمنی۔ بالجملہ ہر دولت کہ آمدہ است از برائے انبیاء آمدہ است سعادت امتانست کہ طفیل انبیاء علیہم السلام ازان دولت بہرہ یا بند و اولش ایشان تناول نمایند۔

در قافلہ کہ اوست دائم نرم  
این بس کہ رسد ز دور بانگ جرم

تابع کامل کسے است کہ باین ہفت درجہ متابعت متخلی شود و آنکہ بعضے از درجات متابعت دارد و بعضے ندارد تابع فی الجملہ است علی تفاوت الدرجات

علماء ظواہر بدرجہ اولیٰ خوش اند۔ کاش  
 آن درجہ را ہم سرانجام بدہند متابعت  
 را مقصود بر صورت شریعت داشتہ اند۔  
 واورائے آن امرے دیگر نہ انگاشتہ  
 طریقہ صوفیہ را کہ وسیلہ حصول  
 درجات متابعت است بیکار تصور نمودہ  
 اند و اکثر شان پیرو مقتدائے خود را غیر از  
 ہدایہ و بزودی ندانستہ اند۔

کمل تابع کون ہوتا ہے؟ وہ ہوتا ہے جو  
 ان ساتوں اطاعت کے درجوں سے  
 سنور جاتا ہے اور وہ ان درجات میں  
 کچھ کی اتباع کرتا ہے اور کچھ کی نہیں تو  
 درجات کے فرق کے لحاظ سے وہ تھوڑا  
 تابع ہوتا ہے علماء ظواہر پہلے درجہ پر ہی  
 خوش رہتے ہیں کاش وہ باقی درجات  
 بھی حاصل کریں۔ انہوں نے متابعت  
 (اطاعت) کو شریعت تک محدود کر دیا  
 ہے اور اس کے علاوہ کوئی امر نہیں  
 جانتے۔ صوفیاء کے طریقہ جو متابعت کے  
 درجات کے حصول کا وسیلہ ہے کو بیکار  
 جانتے ہیں اور ان میں سے اکثر اپنے پیرو  
 اور پیشوا کو غیر ہدایت یافتہ اور نامقرب  
 سمجھتے ہیں۔

چون آن لرے کہ در شغلے نماں است  
 زمین و آسمان اوہماں است  
 وہ کیزا جو کسی پتھر کے اندر رہتا ہے تو  
 اس کی ساری کائنات اسی تک محدود  
 ہوتی ہے۔

مسئلہ ثانیہ کی تحقیق کہ یہ فقیر اپنے شیخ مبارک کی گواہی سے  
 کامل مکمل پیر ہے:

یہ تحدیث بالنعمت کا معاملہ ہے ورنہ اس فقیر کو ذوق کے لحاظ سے تمام دنیا میں  
 اپنے آپ سے زیادہ ذلیل کوئی اور شخص نظر نہیں آتا۔ عبدیت کے مقام سے  
 سرفراز اولیاء کرام کو ذوق کے لحاظ سے کافر فرنگ بھی اپنے آپ سے بہتہ نظر آتا

ہے یہ صرف علم ذوق کے لحاظ سے ہے عقیدہ کے لحاظ سے نہیں۔ انبیاء کرام اگر اپنی نبوت لوگوں پر نہ ظاہر کرتے تو وہ کس طرح مستفید ہوتے؟ اسی طرح اگر اولیاء کرام جو کہ وارثین نبوت ہیں اگر اپنی ولایت ظاہر نہ کریں تو مسترشدین (طاہرین) ان کے فیوض عالیہ سے محروم رہیں گے۔ واما بنعمتہ ربک فحدث (سورہ النبی آیت ۱۱) ”اور اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔“ کا حکم اس معاملہ پر گواہ ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اپنے رسالہ ”ارشاد الطالین“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

فصل - کاملان راہم طلب مزید لازم  
است قناعت در طلب قرب خدا تعالیٰ  
ہیچگاہ نشاید از جانب الہی سوال کند چنانچہ  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میگفت  
”رب زدنی علما“ یعنی اے  
پروردگار زیادہ کن مرا علم۔ و در مجاہدہ  
قصور و فتور نکلند کہ تاجان باقی است  
مجاہدہ باقی است حق تعالیٰ میفرماید۔

کاملوں کو مزید طلب کرتے رہنا  
چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کی طلب پر  
قناعت ہرگز نہ کریں بلکہ اس کے لیے  
خدا سے سوال کرتے رہنا چاہیے۔ یہی  
وجہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وسلم دعا کرتے تھے۔ ”رب زدنی  
علما“ یعنی اے میرے رب میرے  
علم میں اضافہ فرما۔ ریاضت میں کوئی  
کمی یا نقص نہیں آنا چاہیے کیونکہ جب  
تک جان باقی ہے ریاضت بھی جاری  
ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واعبد ربک حتیٰ  
یاتیک الیقین (سورہ الحج  
آیت ۹۹) یعنی عبادت کن (اے محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم) پروردگار خود را تا آید  
تراموت۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ

و سلم قیام یل می کرد تاکہ ہر دو پائے  
مبارک او ورم می کرد و مردم میگفتند  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد  
غفر اللہ لک ما تقدم من  
ذنوبک و ما تاخر یعنی بد رستیکہ  
بخشید ترا خدا گناہ ترا اولین و آخرین  
مراد از گناہ ترک اولی است۔ فرمود  
اولا اکون عبدا شکورا  
آیا نباشم من بندہ کمال شکر کنندہ۔

و اعبد ربک حتی  
یاتیک الیقین۔ ترجمہ  
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب  
کی عبادت کرتے رہیے یہاں تک کہ  
آپ ﷺ کو موت آجائے۔ رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات و اس قدر  
قیام کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں  
مبارک سوچ جاتے لوٹوں نے آپ  
سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم قد غفر اللہ لک  
ما تقدم من ذنوبک و ما  
تاخر ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے  
آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ بخش  
دیے ہیں پھر بھی آپ گناہوں سے اس  
قدر بچتے ہیں۔ (گناہ سے مراد ترک  
اولی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا۔ اولاً اکون عبدا  
شکورا (ترجمہ: یا میں خدا کا سب  
سے زیادہ شکر ادا کرنے والا بندہ نہ  
ہوں؟)

مسئلہ: کامل اگر کسی کامل تر از خود بیند  
باید کہ ازوے اخذ فیض کند بلکہ کمتر از  
خصوصیتی از فضیلتی بیند باید کہ آن ہم  
طلب کند۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام از

خضر علیہ السلام سوال کرو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم را درود آموخت  
اللهم صلی علی محمد  
وعلی آل محمد کما  
صلیت علی ابراہیم  
وعلی آل ابراہیم یعنی الہی  
رحمت بفرست بر محمد ﷺ و بر آل محمد  
ﷺ او چنانچہ رحمت فرستادے بر  
ابراہیم علیہ السلام و آل ابراہیم علیہ  
السلام۔

مسئلہ : کوئی کامل اگر اپنے سے زیادہ  
کامل کو دیکھے تو چاہیے کہ اس سے فیض  
حاصل کرے بلکہ اپنی خاص بات کو کتبہ  
جانے دوسرے میں فضیلت دیکھے تو اس  
کی بھی طلب کرے چنانچہ اسی طرح  
موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ  
السلام سے سوال کیا اور رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم پر درود سیکھا۔ اللهم  
صلی علی محمد و علی  
آل محمد کما صلیت  
علی ابراہیم و علی آل  
ابراہیم یعنی اے اللہ حضرت محمد  
ﷺ اور آپ ﷺ کی اولاد پر  
رحمت بھیج جس طرح کہ تو نے حضرت  
ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر  
رحمت بھیجی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ میفرماید کہ مبدا  
تعیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوبیت  
صرف امت و مبدا تعین ابراہیم خلعت کہ  
پایہ تعین محمد ﷺ یست صاحب  
الایت محمدی ﷺ را ولایت ابراہیمی  
ضرورت کہ زینہ پایہ دی مست لیکن  
چون محبوبیت صرفہ ی خواہد کہ محبوب  
بر زینہ پایہ توقف ننماید و در مقام خلعت



ہم فضلتے عظیم است۔ گو کہ زینہ پایہ از  
محبوبیت صرفہ است۔ رب العالمین  
خواست کہ تفصیل مقام خلت ہم بعضے  
پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اتباع  
او کنند۔ تا آن منصب عالی زیر نگین  
آن سرور محبوبان باشد۔ فان  
العبد و ما فی یدہ ملک  
لمولاه۔ یعنی غلام یا آنچہ در دست  
اوست ملک خداوند اوست حق تعالی  
بعد از ہزار سال این دعا مستجاب  
گرداورد حضرت مجدد را کہ یکے از  
اتباع آن سرورست بدولت متابعت  
آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام باین  
سرفراز کردہ نافہمان باین سخن آنحضرت  
اعتراض میکنند۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں کہ مبداء تعین حضرت محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نفع بخش محبوبیت  
ہے اور مبداء تعین حضرت ابراہیم علیہ  
السلام کی دوستی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم کی پایہ تعین ہے حضرت محمد صلی  
اللہ علیہ وسلم کی ولایت والے ابو  
ابراہیم علیہ السلام کی ولایت کی  
ضرورت ہے کہ اس کے قدم کا زینہ  
ہے لیکن نافع محبوبیت چاہتی ہے کہ  
محبوب زینہ پر قدم ٹھہرائے نہ رکھے  
اور دوستی کے مقام کی فضیلت بہت  
عظیم ہے حالانکہ قدم کا زینہ نافع  
محبوبیت کی وجہ سے ہے۔ رب العالمین  
نے چاہا کہ دوستی کے مقام کی کیفیت  
بعض پیروکاران محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
پر واضح ہو اور وہ اس کی اتباع کریں  
تاکہ یہ بلند رتبہ حضرت محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم کے پیاروں کے ماتحت  
ہو جائے۔ فان العبد و ما فی  
یدہ ملک لمولاه یعنی بندہ

اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ  
کی ملکیت ہے ایک ہزار سال کے بعد یہ  
دعا قبول ہوگی اور حضرت مجدد الف

ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو نبی پاک صلی علیہ وسلم کی اتباع اور اس متابعت کے طفیل اس رتبے پر سرفراز کر. یا گیا لیکن نا سمجھ لوگ آپ صلی علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہیں۔

دن کے وقت اگر الو کو دکھائی نہیں دیتا تو اس میں سورج کی روشنی کا کیا قصور ہے۔

ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
**كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَةٌ**  
**الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا**  
**فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا**۔ یعنی دانائی کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے اسے جہاں سے ملے اس کے حاصل کرنے کا وہ زیادہ حقدار ہے۔

گرنہ پسند بروز شہرہ چشم  
 چشمہ آفتاب را چہ گناہ

ترمذی و ابن ماجہ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 روایت می کند فرمود رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم **كَلِمَةُ**  
**الْحِكْمَةِ ضَالَةٌ**  
**الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا**  
**فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا** یعنی غن دین گم  
 کردہ مومن است ہر جا کہ یابد پس  
 دے لائق تر است بر فتن آن۔

مسئلہ: اولیائے کامل کہ قدرت ارشاد و  
 تکمیل داشتہ باشد انہا را باید کہ بامردم  
 فائدہ عرض کنند تا مردم از انہا طلب  
 فیض کنند و از طعن و انکار مردم پاک  
 ندارند۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرمود لا یزال فی امتی امة  
 قائمة بامر اللہ

لا یضرهم من خذلهم ولا  
من خالفهم یعنی ہمیشہ باشد از امت  
من جماعت استادہ بکار خدا یعنی برائے  
ہدایت خلق و ترویج دین و ضرر کمند  
اگر کسی مددگاری شان کمند یا مخالفت  
شان کند دعوت خلق سوئی حق سنت  
انبیاء ست و اولیاء بہ نیابت انبیاء این  
کاری کنند۔ این منصب عظمی را برائے  
انکار سفیان ترک نہ ہند۔ حق تعالیٰ  
میفرماید۔ فان کذبو ک فقد  
کذب رسل من قبلک  
جاء و ابالبینت والذبر  
والکتاب المنیر (سورہ آل  
عمران آیت ۱۸۴) یعنی اگر تکذیب کنند  
ترا مردم پس غم مخور بدرستیکہ تکذیب  
کردہ شدہ اند رسولان پیش از تو حالانکہ  
آوردہ بودند شواہد النبوت معجزات  
کتابہائے روشنی بخش۔

مسئلہ : وہ اولیائے کامل جو ارشاد اور  
تکمیل کی طاقت رکھتے ہیں انہیں چاہیے  
کہ وہ لوگوں سے فائدہ کی باتیں کریں  
تاکہ لوگ ان سے فیض طلب کریں اور  
وہ لوگوں کے طعنوں اور انکار سے نہ  
ڈریں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا لا یزال فی امتی  
ام قائم بامر اللہ  
لا یضرهم من خذلهم ولا  
من خالفهم یعنی میری امت میں  
سے ایک جماعت ہمیشہ خدا کے کام کے  
لیے تیار رہے گی جو لوگوں کو ہدایت اور  
دین کی ترویج کا کام کرتی رہے گی اگر  
کوئی ان کا ساتھ نہ دے یا ان کی  
مخالفت کرے تو وہ اس کو ضرر نہیں  
پہنچاتے لوگوں کو حق کی دعوت دینا  
انبیاء کی سنت ہے اور اولیاء انبیاء کے  
نائب بن کر یہ خدمت انجام دیتے ہیں  
وہ لوگ اس عظیم خدمت کو ناانوں  
کے انکار کی بنا پر چھوڑ نہیں دیتے۔ اللہ  
تعالیٰ فرماتا ہے فان کذبو ک  
فقد کذب رسل من  
قبلک جاء و ابالبینت  
والذبر والکتاب المنیر

یعنی اگر یہ لوگ آپ کا انکار کرتے ہیں  
تو غم نہ کیجئے کیونکہ ان لوگوں نے آپ  
سے پہلے آنے والے رسولوں کی بھی  
تکذیب کی تھی حالانکہ وہ نبوت کی  
دلیلیں معجزات اور ہدایت دینے والی  
کتابیں بھی لائے تھے۔

حدیث : فضل العالم علی  
العابد کفضلی علی  
ادناکم ان اللہ وملئکتہ  
واہل السموت  
والارض حتی النملۃ  
فی حجرہا وحتی  
البحوت فی الماء  
یصلون علی معلم الناس  
الخییر (رواہ ترمذی عن ابی امامہ  
الباہلی) یعنی عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل  
ہے جس طرح مجھے تمہارے چھوٹوں پر  
ہے۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور اہل  
آسمان و زمین حتیٰ کہ سوراخ میں چیونٹی اور  
پانی میں مچھلی بھی لوگوں کو بھلائی کی  
تعلیم دینے والے پروردگار بھیجتے ہیں۔

حدیث : فضل العالم علی  
العابد کفضلی علی  
ادناکم ان اللہ وملئکتہ  
واہل السموت  
والارض حتی النملۃ  
فی حجرہا وحتی  
البحوت فی الماء  
یصلون علی معلم الناس  
الخییر (رواہ ترمذی عن ابی امامہ  
الباہلی) یعنی فضیلتِ عالم بر عابد مثل  
فضیلت من است بر ادنائی شامخدا تعالیٰ  
وفرشتگان و اہل آسمان وزمین حتی کہ  
مورچہ ورجر و ماہی و در آب بر معلم  
مردمان بالخیر درودی فرستد۔

مسئلہ : ہر کہ دعوی ولایت وارشاد  
بدروغ کند برائے طلب جاہ وریاست  
ومال پس او خلیفہ شیطان است مثل

سید کذاب و من اظلم ممن  
افتری علی اللہ کذبا  
او قال اوحی الی ولم  
یوح الیہ ومن قال  
سأنزل مثل ما انزل اللہ

مسئلہ : اگر کوئی شخص ولایت و ہدایت ہ  
جھوٹا دعویٰ کرے اور دنیاوی مال و  
متاع اور شان کا طلبگار ہو تو سید  
کذاب کی طرح وہ شیطان کا خبیث  
ہے۔ ومن اظلم ممن  
افتری علی اللہ کذبا  
او قال اوحی الی ولم  
یوح الیہ ومن قال  
سأنزل مثل ما انزل اللہ

اس شخص سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو اللہ  
تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولے یا  
کے میری طرف وحی آتی ہے حالانکہ  
آتی نہیں یا کہ جس طرح خدا تعالیٰ  
وحی بھیجتا ہے میں بھی بھیجتا ہوں۔ ایسا  
شخص شیطان ہے جو راہ خدا تعالیٰ سے  
بھٹکتا ہے۔ (نعوذ باللہ منها)

مسئلہ : اولیاء کے لیے یہ مناسب ہے  
کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس انعام سے  
نوازا ہے اور اپنے فضل سے انہیں جو  
قرب عطا کیا ہے اس کا اظہار کریں  
اس کی تصدیق کے لیے (قصائد غوث  
الثقلین، مکاتیب مجدد الف ثانی اور  
شیخ اکبر کی تصانیف بھری ہیں) یہ کہ  
اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے واما

و نیست ظالم تر از کسیکہ برائے خدا  
تعالیٰ دروغ گوید یا گوید کہ وحی میشود  
سوئے من حالانکہ شدہ باشد یا گوید کہ  
نازل فواہم کرد مانند آنچه خدا تعالیٰ نازل  
ساختہ کہ او مثل شیطان از راہ خدا  
بازی دارد (نعوذ باللہ منها)۔

مسئلہ : اولیاء راجاز است کہ اظہار  
نمائند انعام حق تعالیٰ کہ در حق آنها شدہ  
و مرتبہ و درجہ قرب الہی کہ بفضل خود  
حق تعالیٰ بانہا عطا فرمودہ چنانچہ قصائد  
غوث الثقلین و مکاتیب حضرت مجدد  
الف ثانی و تصانیف شیخ اکبر ازان مملو  
است چرا کہ حق تعالیٰ میفرماید واما  
بنعمۃ ربک فحدث

(سورہ النعمی) یعنی نعمت پروردگار خود  
 خن بگو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرمودہ ان الحدیث  
 بالنعمة شکر یعنی خن گفتن  
 بہ نعمت شکر نعمت است۔ و بیہتی زیاد  
 کردہ و ترکہ کفر یعنی خن  
 گفتن از نعمت خدا شکرست و ترک  
 آن کفر آن نعمت است و ابن جریر در  
 تفسیر از ابی بسرہ غفاری روایت کرد کہ  
 مسلمانان یعنی صحابہ میدانستند کہ شکر  
 نعمت ان ست کہ ان را اظہار نماید۔  
 چرا کہ حق تعالیٰ فرماید لئن  
 شکرتم لازید نکم و لئن  
 کفرتم ان عذابى لشدید  
 (سورہ ابراہیم آیت ۷) یعنی اگر شکر  
 خواہید کرد نعمت زیادہ خواہیم کرد و اگر  
 کفران نعمت خواہید کرد ہر آئینہ عذاب  
 من شدید است۔ حق تعالیٰ بر کفران  
 نعمت عذاب شدید گفتہ و بلخی در  
 فردوس و ابو نعیم در حلیہ روایت کردہ  
 کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بر منبر بر آمد  
 و گفت الحمد لله الذى  
 صیرنى ليس فوقى  
 احد یعنی حمد خداى جل جلالہ است

بنعمۃ ربک فحدث یعنی  
 اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کرو۔ نبی  
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
 ان الحدیث بالنعمة  
 شکر یعنی نعمت کا ذکر کرنا اس نعمت کا  
 شکر ہے اور بیہتی نے اس میں اضافہ کیا  
 ہے و ترکہ کفر یعنی خداوند  
 تعالیٰ کی نعمت کا ذکر کرنا اس کا شکر ہے  
 اور نہ کرنا اس نعمت کا کفران ہے اور  
 ابن جریر نے تفسیر میں ابی بسرہ غفاری  
 سے روایت کی ہے کہ مسلمان یعنی  
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ نعمت  
 کا شکریہ ہے کہ اس کا اظہار کیا جائے  
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لئن  
 شکرتم لازید نکم و لئن  
 کفرتم ان عذابى لشدید  
 ۔ یعنی اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہماری  
 نعمتوں میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر تم  
 کفران نعمت کرو گے تو واضح طور پر میرا  
 عذاب شدید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے  
 کفران نعمت پر شدید عذاب کہا ہے اور  
 بلخی نے فردوس میں اور ابو نعیم نے  
 حلیہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ بن خطاب جب منبر پر چڑھے تو

کہ مرا چنان کرد کہ کسی بالاتر از من نیست و ستر از منبر فرد آمد مردم از وجہ این سخن گفتند گفت ہمگفتہ ام مگر برائے شکر نعمت۔ ابن ابی حاتم از مقیم روایت کرد کہ با حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ ملاقات کردم پس مصافحہ نمودم و از دو تفسیر امام نعمتہ فحادثہ پرسیدم فرمود کہ اگر مرد مسلمان عمل صالح کند خبر دہد ازان مردم خانہ خود را درین باب احادیث و اقوال صحابہ و سلف صالح بسیار است۔ اگر گفتہ شود کہ حق تعالی از تزکیہ نفس خود تقاضا منع فرمودہ و گفت فلا تزکوا انفسکم سورہ النجم آیت ۳۲ یعنی نفس خود را پیاکی یاد نکنید۔ جواب دادہ شود کہ تزکیہ نفس و اظهار نعمت در صورت باہم التباس دارند۔ لیکن در حقیقت مغایر اند اگر کمالات را بہ نفس خود نسبت کند و نسبت آن بخالق فراموش نماید آن تزکیہ نفس است و تکبرست مذموم و اگر آن را نسبت بہ خدا تعالی کند و خود را فی نفسہ منشاء شرداند و اتصاف خود بوجہ عاریت بحول و قوت الہی بان کمالات دانستہ شکر الہی

کما الحمد للہ الذی صیرنی لیس فوقی احد یعنی تعریف اس خداوند تعالی کی جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا اور کوئی مجھ سے بڑا نہیں ہے پھر منبر سے اتر آئے۔ لوگوں نے اس بات کی وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو صرف نعمت کا شکر ادا لیا ہے ابن ابی حاتم نے مقیم سے روایت کی کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی مصافحہ کیا اور امام نعمتہ فحادثہ پرسیدم فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان شخص نیک عمل کرے تو اپنے اہل خانہ کو بتائے۔ اس بارے میں احادیث اور صحابہ اور نیک بزرگوں کے اقوال بے شمار ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تزکیہ نفس پر فخر کرنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے لا تزکوا انفسکم یعنی اپنے نفس کی پاکی (صفائی) کا ذکر نہ کرو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تزکیہ نفس اور اظهار نعمت ظاہر آپس میں مشابہت رکھتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ نہ



بجا آورد۔ آن را اظہار نعمت گویند۔  
 این معنی ہر چند در نظر عوام القباس وارد  
 نیلن نزد خدا تعالی القباس ندارد  
 واللہ یعلم المفسد من  
 المصلح (سورہ البقرہ آیت ۲۲۰)  
 یعنی حق تعالی میدانند مفسد را جدا از  
 مصلح۔ از اولیائے اللہ کہ از رزائل  
 نفس پاک اند متصور نیست مگر اظہار  
 نعمت۔ پس این امر اگر از اتقیا منظور  
 آید اعتراض بردن شاید کہ حسن ظن  
 مامور بہ است لیکن مرید را باید کہ از مکر  
 نفس ایمن نباشد و کمالات خود را  
 در خیال ندارد و نفس خود را ہمیشہ متم  
 دارد۔ و چون بمرتبہ تکمیل رسید  
 و شہادت اکابر و انعامات متواتر ملہم شود  
 آن زمان اظہار کند تا مردم منزلت  
 او دریافتہ از استفادہ نمایند و مشتاق آن  
 کمالات شوند۔ (ارشاد الطاہرین صفحہ ۲۰  
 - ۲۳)

الگ ہیں اگر کمالات کو اپنی ذات سے  
 نسبت دے اور اس نسبت یا تعلق کو  
 خالق باری تعالیٰ کے ساتھ نہ ملائے تو یہ  
 تزکیہ نفس اور تکبر ہے اور بری بات  
 ہے لیکن اگر اس کی نسبت خدا تعالیٰ  
 سے رکھے اور اپنی ذات کو شر کا باعث  
 جانے اور اپنی صفائی و پاکی کو ان کمالات  
 کے لیے اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت کا  
 سبب جانتے ہوئے اس کا شکر ادا کرے  
 تو اس اظہار کو نعمت کہتے ہیں یہ مفہوم  
 اگر لوگوں کی نظر میں اشتباہ رکھتا ہے  
 لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشتباہ نہیں  
 ہے واللہ یعلم المفسد  
 من المصلح یعنی باری تعالیٰ مفسد  
 (فساد کرنے والا) اور مصلح (اصلاح  
 کرنے والا) کو الگ الگ جانتا ہے  
 اولیائے کرام خود کو اپنے نفس کی  
 برائیوں سے پاک خیال نہیں کرتے مگر  
 صرف نعمت کا اظہار کرتے ہیں پس اگر  
 یہ فعل تقویٰ کے سبب ظاہر ہو تو اس پر  
 اعتراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ حسن  
 ظن کی اجازت ہے لیکن مرید کو چاہیے  
 کہ وہ نفس کے دھوکہ سے بے خوف  
 نہ ہو جائے اور اپنے کمالات پر نہ

اترائے اور ہمیشہ اپنے نفس پر بہتان  
 لگاتا رہے اور جب تکمیل کے درجے پر  
 پہنچ جائے اور بزرگوں کی گواہی اور  
 لگاتار الہامات سے ملم ہو جائے تو اس  
 وقت اس کا اظہار کرے تاکہ لوگ اس  
 کے مرتبہ کو پالیں اس سے مستفید ہوں  
 اور اسکے کمالات کا اشتیاق رکھیں۔

تو معلوم ہوا کہ ارشاد و تکمیل سے مشرف اولیاء کرامؒ کا اظہار نعمت جائز بلکہ  
 ضروری ہے اگرچہ ذوق کے لحاظ سے خود کو منشاء شر اور فساد تصور کرتے ہیں۔ اس  
 سلسلے میں میں اپنے مرشد پاک جناب شیخ المشائخ قطب الارشاد قیوم زمان علامہ مولانا  
 محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات نقل کرتا ہوں تاکہ طالبان حق کے لیے  
 مشعل راہ بنے اور منکرین حق کے لیے حجت بن جائے۔

ارشادات مولانا محمد ہاشم سمنگانی قدس سرہ:

ایک دن مجھے حضرت شیخ سمنگانی قدس سرہ نے فرمایا کہ آخذ زادہ صاحب  
 آپ ارچی خراسان میں جا کر لوگوں کو ارشاد حق کریں اور طالبان حق کو نفع  
 پہنچائیں تو میں نے عرض کی کہ وہاں میرے بڑے بھائی ہیں جو آپ مبارک سر بھی ہیں  
 وہ مجھے ارشاد حق کے لیے موقع نہیں دینگے تو حضرتؒ نے میرے بڑے بھائی کو بلایا  
 اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ آخذ زادہ صاحب کون ہیں؟  
 انہوں نے کہا ہاں۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا آپ صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ  
 آخذ زادہ سیف الرحمن ہے! خبردار تم اسے میری آنکھوں اور نظر سے پہچانو۔ یہ  
 آخذ زادہ سیف الرحمن قیوم زمان ہیں اور اب دیکھ لو کہ میں اسے قیومت کی توجہ  
 کر رہا ہوں۔ یہ آخذ زادہ سیف الرحمن یوسفی الصفہ دلی ہے۔ جس طرح یوسف

ملیہ اسلام کے ساتھ ان کے بھائیوں نے حسد کیا اور انہیں کنعان کے کنوئیں میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت بھی عطا کی اور بادشاہت بھی اور پھر ان کے بھائی ان کے تابع ہو گئے۔ اسی طرح اخندزادہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے عظیم ولایت دی ہے یہ سلطنت باطنی سے سرفراز ہو گا۔ اور میرے زمانے کے بعد تمام اولیاء کرام کی قطب الارشاد ہستی بنے گا پھر فرمایا کہ اخندزادہ صاحب سورج ہے سورج کے سامنے تاریکیاں قیام نہیں کر سکتیں۔ یہ کفر و ظلمت کے تمام اندھیروں کو دنیا سے مٹا دے گا۔ ارشاد آخر۔ ایک اور موقع پر بہت سارے علماء کرام کے سامنے فرمایا کہ اخندزادہ صاحب اخص الخواص اولیاء کرام میں سے ہیں اور میں خواص اولیاء میں سے ہوں۔

نقل مکتوب شریف:

اپنے ایک مکتوب شریف میں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی اس فقیر کی طرف

لکھتے ہیں۔

تاریخ ۲۱ برج حمل ۱۳۹ھ

برادر عزیز میرے کمالات کے نقش ثانی

میرے شریک کار دوست آخندزادہ

صاحب اور میرے غمخوار اور عاشق

صادق پاچا لالا صاحب اور باقی تمام

دوستوں کو تحفہ سلام پہنچے۔ الحمد للہ کہ

خیریت سے ہوں۔ آخندزادہ کی جدائی

فقیر کے لیے بہت بھاری ہے میں نہیں

جانتا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ جب میرا

خط پڑھو تو گریہ زاری کرو کیونکہ خط

لکھتے وقت میں بھی بہت رویا ہوں۔

لوگو میرے دوست کو سلام پہنچاؤ میری

طرف سے تمہیں سینکڑوں سلام ہوں۔

اخوی عزیزم ردیف کمالات تم ہمار

وصد یتمم اخندزادہ صاحب وجناب

غمخوار وعاشقم پاچا لالا وباقی ہمہ دوستان

تحفہ سلام برسد۔ الحمد للہ لباس خیریت

در برداشت۔ فراق اخندزادہ بہ فقیر

بسیار دشوار است۔ نہ میدانم سبب

آن چیت۔ خطم چہ گوری در تجاڑہ

ماچہ لیکہ در تہ می ڈیر ژرید نہ خلق پہ

یارم سلام وائی ژماد سل زلہ پتا سو

سلامونہ وینہ۔ محمد ہاشم (دستخط)

سے خطم چہ گوری در تہ جاڑہ

اسی طرح میری سند خلافت میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔

نقل سند خلافت :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي نور قلوب العارفين بانوار التجليات والواردات  
وعطر مشام الشتاتين بنفحات الانس والمشاهدات والصلوة  
والسلام الزاكية النامية على اشرف الموجودات وعلى اله و  
اصحابه الذين استفادوا بعتهم اعلی المقامات والكرامات.

وبعد : فيقول الفقير الى الله العلي القدير  
محمد باشم بن محمد وزير (قدس الله سره) ان  
الاخ البار الصالح اخوندزاده سلف الرحمن  
بن قاري سرفراز لما اخذ عن الطريقة النفسانية  
واتم جميع اسباقها ووصل الى مرتبة الحضور  
والولاية ورأيت له اهلاً لإرشاد المشيئين ثم  
لما وجدت ان استعداد قوی لا يشاركه غيره  
بين الخلال فاجزته حينئذ بعد عدة سنوات  
اجازة مطلقة وهو الآن كالشمس في منتصف  
النهار ولا يخالفه من انظمس بميرته فقبوله  
مقبول ومردودة مردودي ، والله ولي  
التوفيق والساد ومنه الهداية والارشاد.  
٢٢ جوزا ١٣٢٢ هـ

فقیہ کنگران

محمد لعل  
اندر فريد قنوی

١٣١

مرزا محمد عزت  
فرمان محمد باشم  
سمنانی رحمة الله

١٣١

محمد باشم  
اخوندزاده پسر  
عزت مولانا شاه  
محول پسر اول عزت  
الکاشانی اخوندزاده  
سمنانی رحمة الله

١٣١  
الهاشمي مراد  
سلطان اخوندزاده  
و بيارك رحمة الله

١٣١  
مولانا محمد عزت  
رحمة الله

١٥٠  
علاء محمد صادق  
مراد عزت اخوندزاده  
محمد بيارك رحمة الله

١٣١  
مولوي سيد محمد كاما  
محمد عزت مولانا محمد

١٣١  
علاء بن محمد خان  
علاء بن محمد ازغمان

۷۶ اس کے علاوہ اور بھی زیادہ شواہد موجود ہیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے۔ چاروں سلاسل معروفہ میں اس فقیر کو خلافت مطلقہ سے سرفراز فرمایا ہے اور ان کے سینہ مقدسہ سے حاصل شدہ فیوضات ہیں جو کہ اس وقت پاکستان کے چاروں صوبوں اور افغانستان کے کونے کونے تک اس فقیر سے طالبان حق تک پہنچ رہے ہیں۔ دیگر اٹھارہ غیر ممالک سے بہت سارے کافر مسلمان ہو کر اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، طلبا کرام، مفتیان عظام، سادات کرام، قراء کرام اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں عام مسلمان اس فقیر کے ظاہری و باطنی علوم سے فیض یاب ہیں اور ہر ایک کو اس کی اپنی استعداد اور اخلاص باطنی کے موافق فیض پہنچا ہے۔ بداہت وجدانی کے طور پر انوار ایہ اس فقیر کے سینہ سے حاصل کر کے دوسروں کو بھی پہنچاتے ہیں اس فقیر کے واسطہ سے ہزاروں سالکین طریقت الہامات صحیحہ، کشوف حقہ اور علوم غریبہ کے مالک بن چکے ہیں۔

حضرت روحانی صاحب جو کہ میرے خلیفہ اعظم ہیں اور ردیف الکلمات بھی ہیں ایک سانس میں تمام رات ”نفی اثبات“ کر سکتے ہیں اور ایک سانس میں کلام اللہ ختم کرنے کے علاوہ دس ہزار سے زائد ”نفی اثبات“ کر چکے ہیں۔

عن المثر لا تسئل وابصر القرین بالمقارن القرین فان

(ترجمہ: کسی آدمی سے نہ پوچھ بلکہ اس کے ساتھی کو دیکھ بے شک دوست اپنے دوست کی پیروی کرتا ہے۔)

کے مفہوم کے مصداق اس فقیر کے مریدین اور خلفاء کرام ہی اس فقیر کے کمالات اور علوم کا واضح نمونہ ہیں تمام دنیا میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور سنت نبیہ کے التزام کے لیے اس فقیر کی خانقاہ سیفیہ کو بطور واحد مرکز یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس فقیر کے مریدین اور خلفاء کرام ظاہری اور باطنی شریعت کے التزام میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اور تقویٰ فی العقیدہ، فی العمل اور فی الاخلاق کا مظہر اس زمانہ میں بدیہی طور پر سالکین سیفیہ ہی نظر آتے ہیں۔ ان اولیاء المتقون (بے شک متقین ہی اس کے اولیاء ہیں) کا صحیح مصداق اس زمانہ میں اس

فقیر کے ہاں مل سکتا ہے اور درجاتِ سبعہ متابعت کے روشن دلائل اس فقیر خانہ میں نظر آسکتے ہیں۔

(ترجمہ: ہمارا مقصد فقط نصیحت کرنا تھا سو کر دی اب تمہیں خدا کے سپرد کر کے جا رہا ہوں۔)

مشائخ نقشبندیہؒ کے کمالات زبان پر نہیں آسکتے اور نہ کوئی ان اکابرؒ کے کمالات اور حقیقی مقام سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ الا من اشرف بمقامہم او کان اعلیٰ مقاماً منہم۔

(ترجمہ: مگر جو ان کے مقام سے اشرف ہو یا مقام کے لحاظ سے ان سے اعلیٰ ہو۔) ع تو نقش نقشبندان را چہ دانی (تو نقشبندیوں کی تاثیر سے واقف نہیں ہے) ہر کسی از ظن خود شد یار من از درون من محبت اسرار من (ترجمہ: ہر کوئی اپنے خیال کے مطابق میرا دوست بنا لیکن میرے اندرونی رازوں سے آگاہ ہونے کی کوشش نہیں کی)

نقشبندیہ عجب قافلہ سالاران اند کہ برند از راہ پنہاں بہ حرم قافلہ را (ترجمہ: نقشبندیہ سلسلہ کے لوگ عجیب طرح کے رہنما ہیں کہ (مریدوں کے قافلے کو خفیہ راستے سے حرم تک پہنچا دیتے ہیں)

ہمہ شیران جہان ستنہ این سلسلہ اند رو بہ از حیلہ چساں بکشا این سلسلہ را طاعنے گر کند این طائفہ را طعن قصور حاشا للہ کہ بر آرم بزبان این گلہ را (ترجمہ: اس جہان کے تمام شیر (بڑے لوگ) اس سلسلہ سے وابستہ ہیں جبکہ لومڑی جیسے (بزدل) لوگ حیلے بہانے اس سے دور رہتے ہیں اگر کوئی طعنہ دینے والا اس گروہ کو طعنہ دیتا ہے تو اس گلہ و طعنہ کو میں ہرگز زبان پر نہیں لاتا۔)

ایک ہی توجہ سے مردہ دل کو ذکر خداوندی سے زندہ کرنا ان بزرگان نقشبندیہ کا خاصہ ہے جس میں استدراج کے ساتھ صوری مشابہت بھی نہیں بلکہ اولیاء کاملین اور محبوبان خدا کا خاصہ ہے جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ "مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۲ میں تحریر کرتے ہیں۔

پیرے باید کہ بدولت جذبہ و سلوک

مشرف شدہ باشد و سعادت فنا و بقا



مستعد گشت۔ و سیر الی اللہ و سیر فی اللہ پیر الیہ ہونا چاہیے کہ وہ خود جذبہ و سلوک کی  
 و سیر عن اللہ باللہ و سیر فی الاشیاء باللہ دولت سے مشرف ہو اور فنا و بقا کی  
 را بانصرام رسانیدہ و اگر جذبہ او سعادت سے مستعد ہو اور سیر الی اللہ  
 برسلوک او مقدم است و تربیت و سیر فی اللہ و سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی  
 مراد ان مربی شدہ کبریت احمر (گوگرد سرخ کنایہ از اکیر) است کلام او  
 دواست و نظر او شفا احيائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است و تازگی  
 جانہائے نسرہ بالتفات لطیف او مربوط۔ (مکتوبات قدسی آیات)

اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہو اور پیروں کی تربیت سے مربی بن گیا ہو تو وہ سرخ گندھک (اکیر) ہے پھر اس کا کلام دوا ہوتا ہے نظر شفا ہوتی ہے مردہ دلوں میں زندگی کا دار و مدار اس کی توجہ پر ہوتا ہے اور پڑ مردہ جانوں میں تازگی اس کی لطیف توجہ سے مربوط ہوتی ہے۔

لیکن یہ بات بھی ہے کہ بزرگان دین منکرین کی نظروں میں برے لگتے ہیں جبکہ طالبان حق کی نظروں میں آب شیرین اور اکیر اعظم ہیں۔

باراں کہ در لطافت لمبش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شور بوم و خس (ترجمہ: بارش کی فطرت میں نرمی و تازگی کے سوا کچھ نہیں ہوتا پھر بھی اسی بارش کے پانی سے باغ میں تو پھول اگتے ہیں جبکہ بنجر زمین میں گھاس پھونس اگتی ہے)۔  
 الغرض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس فقیر کو ایسے مشائخ عظام کی صحبت نصیب ہوئی جو کہ اکیر اعظم اور کبریت احمر ہونے کے ساتھ عنقاء قاف کی مانند تھے۔ سرزمین افغانستان کے علماء ربانی اور مشائخ وقت ان کے کمالات علمی و عملی کے معترف تھے اور ان کے دلدادہ اور مستفیدین میں سے تھے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابوں میں مشائخ حقہ کی جو شرائط اور علامات مذکور ہیں وہ سب کی سب الحمد للہ ہمارے شیخ محترم میں موجود تھیں۔ اسی طرح مشائخ عظام کی یہی شرائط الحمد للہ اس فقیر کے اندر بھی منصف اشخاص مشاہدہ کر سکتے ہیں اور اس



فقیر کے خلفاء کرام کے اندر بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں ان شرائط میں صحت عقیدہ و عمل کے ساتھ ساتھ بڑی شرط یہ ہے کہ اگر کوئی وجدان صحیح کا مالک، اعتقاد صحیح، انقیاد اور خلوص نیت کے ساتھ اس فقیر کی صحبت میں بیٹھ جائے تو الحمد للہ وہ جمعیت قلبی، حیات قلبی، عشق خداوندی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اتباع سنت، اجتناب بدعت اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہو جاتا ہے۔ علی حسب اختلاف والاستعدادات۔ امانت بدعات اور احیائے سنن کا یعنی اور عملی نمونہ اور مشاہدہ اس فقیر کے آٹھ ہزار خلفائے کرام ہیں براہین و شواہد کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آفتاب آمد دلیل آفتاب (ظاہریات کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے سورج اپنا ثبوت خود آپ ہے)۔ ہم بدیہی امر کو نظری نہیں بنا سکتے جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے اس کا پتہ تو اخیر میں چلے گا۔

فسوف تری اذا انكشف الغبار افرس تحت رجليك ام حمار  
(ترجمہ: پس تو عنقریب دیکھے گا جب غبار چھٹ جائیگا کہ تیرے پیروں کے نیچے گھوڑا ہے یا گدھا ہے؟)  
مسئلہ رابعہ کی تحقیق:

رہ گئی یہ بات کہ استاد علم ظاہر کا حق زیادہ ہے یا استاد علم باطن کا؟ تو اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ہم حضرت مجدد الف ثانیؒ کی عبارات نقل کرتے ہیں کیونکہ وہ علوم شرعیہ ظاہر اور باطنیہ کے معلم اعظم ہیں اور صلہ بین البحرین ہیں کسی تعریف و تعارف کے محتاج نہیں اور ان کی مجددیت، علمیت اور ثقاہت الف ثانی کے علماء اور اولیاء کا اتفاق ہے فکفی بہ حجتہ یہی مبارک ہستی اپنے رسالہ ”مبدأ معاد“ صفحہ ۵۸-۶۰ منہا صفحہ ۳۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔

شرافت علم باندازہ شرف و رتبہ معلوم  
است معلوم ہر چند شریف تر علم آن  
عالی تر۔ پس علم باطن کہ صوفیہ بان  
ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ

نصیب علما ظواہر است بر قیاس شرافت  
 علم ظاہر بر علم حجامت و حیاکت پس  
 رعایت آداب پیر کہ علم باطن را ازو  
 اخذ کنند باضعاف زیادہ باشد از رعایت  
 آداب استاد کہ علم ظاہر ازو استفادہ  
 نمایند --- باید دانست کہ حقوق پیر فوق  
 حقوق سائر ارباب حقوق است بلکہ  
 نسبت ندارد حقوق پیر حقوق دیگران بعد  
 از انعامات حضرت سبحانہ و احسانات  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم او  
 ---- نجاسات معنویہ مرید را پیر  
 است کہ قلب و روح خود کناسی می  
 نماید و تطہیر انگنبہ اوی  
 فرماید ----- پیر است کہ  
 بتوسل او بخدای رسد عزوجل کہ فوق  
 جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ است  
 پیر است کہ بوسیلہ او نفس امارہ کہ  
 بالذات خبیث است مزکی و مطہری  
 گردد از امارگی باطمینان می رسد و از کفر  
 جبلی باسلام حقیقی می آید۔

علم کی برتری اسکے رتبہ اور فوقیت سے  
 معلوم ہوتی ہے جتنا علم زیادہ رتبے والا  
 ہوگا اتنا زیادہ عالی ہوگا پس علم باطن  
 جس سے صوفیا کرام کی عزت ہے علم  
 ظاہر سے جو کہ ظاہری علماء کے پاس ہے  
 زیادہ مرتبے والا ہے علم ظاہر کے رتبے  
 کو علم حجامت (بال کاٹنا) اور علم حیاکت  
 (کپڑا بننا) پر قیاس کرو۔ پس اس پیر کے  
 آداب کا لحاظ جس سے علم باطن سیکھا  
 ہے اس استاد کے آداب سے جس سے  
 علم ظاہر حاصل کیا ہے کئی گنا زیادہ ہوتا  
 ہے --- جاننا چاہئے کہ پیر کے حقوق  
 دوسرے تمام لوگوں کے حقوق پر فوقیت  
 رکھتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات  
 اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 احسانات کے سبب پیر کے حقوق کا  
 دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت  
 نہیں ہے۔ ---- مرید کی باطنی  
 آلائشوں کو پیر اپنے قلب و روح سے  
 صاف کرتا ہے اور اس کو گناہوں سے  
 پاک کرتا ہے۔ ---- یہ پیر ہی  
 ہے کہ اس کے ذریعے سے خدائے  
 عزوجل جو کہ تمام دنیوی اور اخروی  
 نیکیوں سے بالا ہے پہنچتے ہیں یہ پیر ہی

ہے کہ اس کے وسیلہ سے انسان نفس  
 امارہ جو کہ سراپا خباثت ہے سے پاک  
 و صاف ہو جاتا ہے انسان امارگی سے  
 اطمینان حاصل کرتا ہے اور فطری کفر  
 سے حقیقی اسلام میں آ جاتا ہے۔

ع۔ اگر اس کی تفصیل بیان کروں تو  
بہت طویل ہوگی

پیر کی خوشی میں اپنی نیکی سمجھنی چاہئے اور اس کی ناراضی میں بد بختی۔ اللہ پاک اس سے پناہ دے اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیر کی رضا کے پس پردہ رکھا گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ پیر کی مرضی میں گم ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا سے دور رہ جائے پیر کی تکلیف میں مرید کے لیے مصیبت ہے۔۔۔۔۔ پیر کی تکلیف مرید کے لیے بد بختی کی بنیاد ہے۔۔۔۔۔ اگر اسلامی اعتقادات میں خلل آجائے اور شرعی احکام پر عمل کرنے میں خرابی ہو تو اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے احوال اور مواجید کہ جن کا تعلق باطن سے ہے آپ کہتے ہیں (یعنی پہلے طریقہ سے درمیان سے ختم ہو جاتا ہے) اور اگر احوال کے اثرات پیر کی تکلیف کے باوجود باقی رہیں تو انہیں استدراج سمجھا

ع۔ گرگویم شرح این بے حد شود

پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست و شقاوت خود را در رد او۔ نعوذ باللہ سبحانہ من ذالک رضائے حق سبحانہ در پس پرده رضائے پیر نہادہ اند تا مرید در مراضی پیر گم نسازد بمرضات حق سبحانہ نرسد۔ آفت مرید در آزار پیر است۔۔۔۔۔ آزار پیر بیخ شقاوت است مرمید را۔۔۔۔۔ خللے کہ در معتقدات اسلامیہ و خور درایتان احکام شرعیہ از نتائج و ثمرات آنست۔ از احوال و مواجید کہ باباطن تعلق دارد خود چه گوید (یعنی بطریق اولیٰ از در میان ختم میشود) و اثرے از احوال اگر باوجود آزار پیر باقی ماند از استدراج باید شمرد کہ آخر بخرابی خواهد کشید و از غیر ضرر نتیجہ نخواهد داد۔

جائے۔ کیونکہ جب تک خرابی نہیں نکلے گی بے ضرر نتیجہ بھی نہیں ملے گا۔

ہم نے ظاہری اور باطنی کمالات کے جامع امام الفہم اور مجدد اعظمؑ کی تحقیق قارئین کے سامنے پیش کر دی ہے اور یہ مسئلہ ایک ایسا امر ہے جس میں کسی با علم اور باشعور مسلمان کا کوئی اختلاف اور تردد ہے ہی نہیں۔

ہم نے اب تک اپنے جوابات کے ثبوت میں بے شمار آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے اقوال پیش کیے ہیں۔ پس پیر محمد چشتی چترالی بھی کسی من تعبد بہ فی الشریعۃ عالم کا کوئی قول پیش کرے تاکہ ہم بھی دیکھ لیں کہ اس کے دعوے کس حد تک صحیح ہیں مگر ہمیں معلوم ہے کہ وہ ہرگز کوئی قول (معتبر) پیش نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا ماخذ استدلال تو صرف ”میرے نزدیک“ کے الفاظ ہیں اور ایسے معاملے ”میرے نزدیک“ یا ”تیرے نزدیک“ سے حل نہیں ہوتے۔ علاوہ ازیں پیر محمد یہ تو بتائے کہ وہ ہے کیا؟ نہ وہ عالم ہے نہ پیر ہے نہ ولی ہے نہ محدث ہے نہ مفسر ہے نہ قیہ ہے نہ مجدد ہے وغیرہ تو پھر ”میرے نزدیک“ کا دعویٰ وہ کس بنیاد پر کرتا ہے؟ پیر محمد نے اس مسئلہ میں بالفاظ دیگر امام ربانیؑ سے انکار کیا ہے جبکہ مشائخ عظامؒ اور علماء محققین نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ امام ربانیؑ مجدد الف ثانیؒ سے صرف اور صرف زندیق آدمی ہی انکار اور اختلاف کریگا۔ چونکہ امام ربانیؑ کی علیت، مجددیت، نقاہت اور امامت پر الف ثانی کے اولیاء اور علماء محققین کا اتفاق اور اجماع ہے لہذا پیر کے حقوق (جن کی فوقیت بقول امام ربانیؑ واضح ہو چکی) سے انکار کرنے کی وجہ سے پیر محمد چشتی چترالی یقینی طور پر زندیق بن چکا ہے کیونکہ محبوبان خدا کا منکر کافر ہے۔

نویں اعتراض کا خلاصہ :

اس اعتراض میں پیر محمد نے ہماری بابت لکھا ہے کہ آپ سینہ کے غدود کو ہلاتے ہیں اور اس کو کلمہ طیبہ سے جریان قلب یا اجرائے قلب (یعنی حیات قلبی) کا نام دیتے ہیں اور اس عمل کو اپنی کرامت سمجھتے ہیں اور لوگوں کو اس عمل سے

دھوکہ دیتے ہیں اور یہ عمل میرے نزدیک محض دھوکہ اور مشق ہے روحانیت اور تصوف کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ عمل ناجائز اور گناہ ہے۔

**الجواب:** پیر محمد چترالی کے اس اعتراض سے تین باتیں نکلتی ہیں۔

۱۔ پیر محمد لطائف سے انکار کرتا ہے اور لطائف کے اسماء اور کمالات سے بھی انکار کرتا ہے بلکہ استہزاء لطائف کو غدود کی حرکت سے مسمیٰ کرتا ہے۔

۲۔ پیر محمد لطائف کی حیات، اجراء اور حرکت پر استہزاء کرتا ہے۔

۳۔ حرکت لطائف کو دھوکہ بازی اور مشق سمجھ کر گناہ اور حرام قرار دیتا ہے۔

اب ہم اولاً یہ واضح کرتے ہیں کہ لطائف کے اسماء اور ان کے کمالات نصوص قطعیہ اور احادیث صریحہ اور آئمہ و بزرگان دین کے اقوال اور احوال سے ثابت ہیں جن کا پیر محمد نے انکار کیا ہے لطائف کے اسماء کے بارے میں ارشادات خداوندی اور احادیث نبویہ نقل کیے جاتے ہیں جن سے مفسرین کرامؒ اور محدثین عظامؒ نے لطائف کے اسماء ثابت کیے ہیں۔

**ارشادات قرآنیہ و نبویہ در بارہ اسماء لطائف:**

(۱) ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیت من العلم الا قليلاً (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

اور یہ لوگ آپ ﷺ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ ﷺ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کا امر ہے (یعنی عالم امر کا دوسرا طبقہ ہے) اور آپ ﷺ کو اس کے بارے میں بہت کم علم دیا جاتا ہے۔

اس آیت میں لطیفہ روح کا ثبوت اور اسم مقدسہ واضح ہے۔

(۲) لمن کان له قلب او القی السمع وهو شہید۔ (سورۃ آیت ۳۷)

یہ اس آدمی کے لیے نصیحت ہے جس کے لیے (لطیفہ) قلب ہو (ورنہ) نفس قلب جو لو تھڑا ہے تمام انسانوں میں موجود ہے) جو کہ حقیقت جامعہ ہے۔

(۳) فویل للقاسیۃ  
قلوبہم من ذکر اللہ (سورہ  
الزمر آیت ۲۲)  
پس ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن  
کے قلوب ذکر خداوندی سے سخت ہیں  
(یعنی ذکر خداوندی سے جاری نہیں  
ہوتے)

(۴) ولا تطع من اغفلنا  
قلبه عن ذکرنا واتبع  
هواه وکان امره فرطا  
(سورہ الکہف آیت ۲۸)  
اور اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کا  
دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا۔  
وہ اپنی خواہش نفسانی کا تابع ہے اس کا  
کام زیادتی کرنا اور حد سے تجاوز کرنا  
ہے۔

ان تینوں آیات میں لطیفہ قلب جو کہ حقیقت جامعہ ہے اور تجلی صفات فعلیہ  
کے درود کا محل مراد ہے اور ظاہری گوشت کا لو تھڑا یعنی مغفہ مراد نہیں ہے۔

(۵) فانه يعلم السر  
واخفی (سورہ طہ آیت ۷)  
پس اللہ تعالیٰ سر (جو کہ عالم امر کا تیسرا  
طبقہ ہے) اور اخفی (جو کہ عالم امر کا  
پانچواں طبقہ ہے) کا علم رکھتا ہے (تو اخفی  
جو کہ اخفی کے مقام سے نیچے ہے کا علم  
بطریق اولیٰ رکھتا ہے)۔

اس آیت سے سر اور اخفی ثابت ہیں۔

(۶) الا انبثکم بخیر  
اعمالکم وازکھا عند  
ملیککم وارفعھا فی  
درجاتکم وخیر لکم من  
انفاق الذهب والورق  
وخیر لکم من ان  
تلقوا عدوکم فتضربوا

اعناقہم ویضربوا  
اعناقکم قالوا بلی قال  
ذکر اللہ قال ابن  
الملک المراد منه  
الذکر القلبی۔ (رواہ مشکوٰۃ)

کیا میں آپ کو آپ کے تمام اعمال میں  
بہترین عمل نہ بتاؤں جو آپ کے  
پروردگار کے نزدیک پاک عمل ہو اور  
آپ کے درجات کو بلند کرنے والا ہو  
اور تمہارے لیے چاندی اور سونے کے  
ڈھیر سے بھی بہتر ہو اور غازی ہونے یا  
شہید ہونے سے بھی بہتر ہو تو صحابہ کرام  
رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ضرور یہ عمل  
بتائیے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ یہ ذکر قلبی ہے جیسا کہ ابن  
الملک نے بھی اس سے ذکر قلبی مراد  
لیا ہے۔

(۷) عن عائشة قالت  
افضل الذکر الخفی  
الذی لا یسمعہ الحفظۃ  
سبعون ضعفًا (الحديث - کذا فی  
الحادی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے  
روایت ہے کہ بہتر ذکر خفی کا ہے۔  
(یعنی حفظہ فرشتوں سے بھی پوشیدہ ہے)  
اور حفظہ فرشتے بھی اسے نہیں سن سکتے  
یہ ذکر ماتحت کی نسبت ستر گنا زیادہ  
ثواب رکھتا ہے۔

پس اس حدیث سے لطیفہ خفی کا اسم اور ذکر ثابت ہے۔

قلب، روح، سر، خفی اور اخفی جو کہ فوق العرش عالم امر کے طبقات ہیں اور  
ان پانچوں طبقات کی جزئیات اور باریک لطائف صدر انسانی میں موجود ہیں جیسا کہ  
آگے رسالہ ”مبدأ معاد“ کی عبارت سے عالم صغیر اور عالم کبیر کی تحقیق میں واضح  
ہو جائیگا۔

(۸) ان النفس لامارۃ



بالسوء الا ما رحم ربي  
(سورہ یوسف آیت ۵۳)

تحقیق نفس بہت زیادہ برائیوں پر آمیز  
کرنے والا ہے مگر وہ نفس جس  
میرے پروردگار نے رحم فرمایا ہو۔  
(وہ مطمئنہ نفس ہے)۔

(۹) يايثها النفس  
المطمئنة ۝ ارجعي  
الي ربك راضية  
مرضية ۝ (سورہ الفجر آیت  
۲۷-۲۸)

اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار  
جانب رجوع کرو اس حالت میں کہ  
اپنے رب سے راضی اور تمنا  
پروردگار تم سے راضی ہو۔

اور اپنے (لطیفہ) نفس میں اپنے پروردگار  
کا ذکر کرو۔

(۱۰) واذا ذكر ربك في  
نفسك (سورہ الاعراف آیت  
۲۰۵)

اے نفس سے عداوت کرو جو آپ کے  
دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے (بلکہ  
تمام بدن میں ساری ہے اور اس کا مرکز  
منبت شعر ہے)

(۱۱) عاد نفسك التي بين  
جنبيك (الحديث)

اپنے نفس کے ساتھ عداوت کرو کیونکہ  
میری عداوت پر مقرر ہے جو کہ کفر  
ہے۔

(۱۲) عاد نفسك فانه  
انتصب بمعاداتي-  
(الحديث)

جس نے مجھے لطیفہ نفس میں یاد کیا  
اے نفس بلا کیف میں یاد کرتا ہوں۔

(۱۳) من ذكرني في نفسي  
ذكرته في نفسي-  
(الحديث)

تو مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے لطیفہ نفس اور اس کے ساتھ  
جہاد کرنا ثابت ہے اور ان سے لطیفہ نفس میں ذکر کرنا بھی ثابت ہے اور نفس ایک

جسم لطیف ہے جو کہ جسم کثیف میں ساری ہے مگر اس کا مرکز نسبت شعر ہے اور نفس سات قسم کا ہوتا ہے (۱) نفس امارہ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس ملہمہ (۴) نفس مطمئنہ (۵) نفس راضیہ (۶) نفس مرضیہ اور (۷) نفس کاملہ۔ تو جہاد اکبر نفس امارہ کے ساتھ جاری رہتا ہے حتیٰ کہ مطمئنہ ہو جائے۔ پس اطمینان نفس کے بعد یہی جہاد اکبر پھر عناصر اربعہ کے ساتھ جاری رہتا ہے جسے لطیفہ قالب سے تعبیر کیا جاتا ہے (کما حقہ المجدد رحمۃ اللہ فی المبدأ والمعاد و مکتوبات القدسیہ)۔ اور ان عناصر اربعہ (لطیفہ قالب) کا ثبوت حدیث ترمذی سے ہوتا ہے جس کا صدقات کے باب میں ذکر ہے۔ پس قارئین کرام پر واضح ہو گیا کہ مندرجہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے لطائف خمسہ عالم امر (قلب، روح، سر، خفی اور اخفی) اور لطائف خمسہ عالم خلق (نفس اور عناصر اربعہ) صریحی طور پر ثابت ہیں۔ علمائے امت نے ان آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ سے مذکورہ لطائف اخذ کیے ہیں تو اب اس بات سے استہزا کرنا بالفاظ دیگر ان احادیث مبارکہ اور قرآنی آیات سے استہزا کرنا ہے اور لطائف کے اسماء اور ثبوت سے انکار کرنا مندرجہ بالا نصوص سے انکار کرنا ہے جو کہ صریحی کفر ہے۔

لطائف کے ثبوت میں اولیاء امت اور علماء راہنہین کے اقوال

(۱) مولانا جلال الدین رومیؒ اپنی مثنوی شریف میں لطائف خمسہ عالم امر کے ثبوت اور کمالات کے بارے میں رقمطراز ہیں:

پنج حسی است جز این پنج حس      ان پانچ حسوں کے علاوہ اور بھی پانچ  
حسیں ہیں

آن چوز سرخ و اں صہا چو مس      وہ سونے کی مانند ہیں جبکہ یہ تانبے کی  
طرح

اندر اں بازار کاہل محشر اند      اس بازار میں اہل محشر کا میلہ لگا ہے

سونے

سونے جیسی عمدہ چیز کو چھوڑ کر تانبے  
جیسی نکمی چیز کون خریدتا ہے۔

اہل اعتزال اس حس کی بیگار میں ہیں  
اور

گمراہی کے سبب خود کو سنی ظاہر کرتے  
ہیں

جو کوئی حس کا قیدی ہو گیا وہ معتزل ہے  
اگر وہ خود کو سنی کہتا ہے تو یہ اس کی

جہالت ہے

مولانا رومؒ نے لطائف ہنگامہ عالم امر سے ناواقف اور محروم مدعی سنیت کو معتزلہ  
سے تشبیہ دی ہے کیونکہ دونوں کے باطن علل معنویہ سے ملوث اور مکدر ہیں اور پیر  
محمد چشتی چترالی لطائف سے باخبر اولیاء کرام کے ساتھ استہزاء کرتا ہے۔ عجب معاملہ  
ہے۔ ع الہی ہی چال چلتے ہیں آزادگان کفر

(۲) علامہ علاؤ الدین عطارؒ لطیفہ سر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ہر کہ ذکر نیست او خاص بود

ذکر خاص الخاص ذکر سر بود

(ترجمہ: خاص الخاص لوگوں کا ذکر سر کا ذکر ہوتا ہے جو آدمی ذکر نہیں کرتا وہ  
خسارے میں رہتا ہے)

علامہ موصوفؒ لطائف میں لطیفہ سر کے ذکر کو خاص الخاص اولیاء کا حصہ قرار دیتے  
ہیں جبکہ پیر محمد چترالی اس کو غدود کی حرکت سے تعبیر کر کے استہزاء کرتا ہے۔

(۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ لطائف خمسہ عالم امر کے بارے میں مکتوبات  
شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

بیان جواہر خمسہ عالم امر بطریق سطر و

تفصیل مہما امکن نقد سعادت دارین

وابستہ باتباع سید کونین علیہ وعلیٰ آلہ

الصلوة اتها و عن التحیات اکملہ۔ فلسفی  
 کہ دیدہ بصیرت او بکمل متابعت  
 صاحب شریعت علیہ السلام مکمل شدہ  
 است از حقیقت عالم امر نابینا است  
 فضلا عن ان یکون له  
 شعور عن مرتبة  
 الوجوب تعالیٰ  
 و تقدس۔ نظر کوتاہ او مقصور  
 بر عالم خلق است و در آنجا نیز ناتمام  
 است جواہر خمس (یعنی حال ۱/ محل ۲/  
 صورت جسمیہ یا نوعیہ و ہیولی)  
 صورت ۳/ نفس ۴/ و عقل ۵/ کہ  
 اثبات نموده اند ہمہ در عالم خلق اند۔  
 نفس ناطقہ خود ہمیں نفس امارہ است کہ  
 بترکیہ محتاج است۔

دونوں جہانوں کی نیکی سید کو نین نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے  
 وابستہ ہے۔ وہ فلسفی جو اپنی بصیرت کی  
 آنکھ میں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی متابعت کا سرمہ نہیں ڈالتا وہ  
 عالم امر کی حقیقت کو دیکھنے سے قاصر  
 ہے (یعنی اندھا ہے) اس کی تنگ نظر  
 عالم خلق کو دیکھنے کے قابل نہیں ہے  
 اور وہاں دیکھنے کی صلاحیت بھی نہیں  
 رکھتی۔ پانچوں جواہر یعنی حال، محل،  
 صورت، نفس اور عقل کہ جن کی  
 تصدیق ہو چکی ہے۔ سب عالم خلق کے  
 اندر ہیں۔ نفس ناطقہ خود نفس امارہ بھی  
 ہے جو پاکی و صفائی کی محتاج ہے۔

اور اپنی ذات میں کمینہ اور ذلیل ہے۔  
 اس کو عالم امر سے کیا نسبت ہو سکتی ہے  
 اور اکیلے کا اس سے کیا تعلق؟ اور عقل  
 بھی معقولات کا ادراک نہیں کر سکتی  
 سوائے ان کاموں کے جن کا احساس  
 سے تعلق ہے بلکہ حکم محسوسات پیدا  
 کیے جاتے ہیں لیکن وہ امر جس کا  
 احساس سے تعلق نہیں اور مشاہدات  
 میں ان کی کوئی مثال نہیں وہ بھی عقل

وبالذات ہمت ابدنات و پستی است۔  
 بعالم امر اور اچھ نسبت و تجرد رابا وچھ  
 مناسبت و عقل خود ادراک نمی کند از  
 معقولات مگر امورے را کہ محسوسات  
 مناسبت دارند بلکہ حکم محسوسات پیدا  
 کردہ اند اما امریکہ محسوسات مناسبت  
 ندارد و شبہ و مثال اور در مشاہدات  
 پیدا نیست در عقل نمی آید و بند او بکلید  
 عقل نمی کشاید لهذا نظر او از احکام بے

چونی کوتاہ است و در غیب محض گمراہ  
 و این علامتہ عالم خلق است۔ عالم امر را  
 رو بہ پیچونی است و توجہ بہ پیچونگی ابتدا  
 عالم امر از مرتبہ قلب است و فوق  
 قلب روح است و فوق روح سراسر است  
 و فوق سر خفی است و فوق خفی اخفی  
 است۔ ہنگامہ عالم امر را اگر جواہر خمسہ  
 گویند گنجائش دارد۔ و فلسفی از کوتاہ  
 نظری حذف ریزہ چند را فراہم آوردہ  
 جواہر انگاشتہ است۔ اوراک این جواہر  
 خمسہ عالم امر و اطلاع بر حقائق اینہا  
 نصیب کمل تابعان محمد صلی اللہ وسلم  
 امت و چون در عالم صغیر کہ انسان  
 است نمونہ است از آنچہ در عالم کبیر  
 است در عالم کبیر نیز اصول این جواہر  
 خمسہ ثابت باشند عرش مجید مبدا این  
 جواہر عالم کبیر است در رنگ قلب  
 انسان و باین مناسبت قلب را نیز عرش  
 اللہ تعالیٰ گویند و باقی مراتب جواہر  
 ہنگامہ فوق العرش اند۔ عرش برزخ  
 است در میان عالم خلق و عالم امر در  
 عالم کبیر در رنگ انسان کہ برزخ است  
 در میان عالم خلق و عالم امر در عالم  
 صغیر۔ قلب و عرش اگرچہ در عالم خلق

میں نہیں آسکتا اور ان تالوں کو عقل کی  
 چابی نہیں کھول سکتی لہذا اس کی نظر بے  
 مثال احکام سے قاصر ہے اور پوشیدہ  
 امور سے ناواقف اور یہی عالم خلق کی  
 نشانی ہے عالم امر کا رخ بے چونی کی  
 طرف ہے اور بے چونگی کی طرف توجہ  
 سے عالم امر کی ابتدا ہوتی ہے اور پہلا  
 مرتبہ قلب ہے قلب سے بلند روح ہے  
 اور روح سے بلند سر ہے اور سر سے  
 بلند خفی ہے اور خفی سے بلند اخفی ہے۔  
 عالم امر کے انہی پانچوں مراتب کو اگر  
 جواہر خمسہ کہا جائے تو مناسب ہے اور  
 فلسفی نے اپنی کوتاہ نظری کے سبب چند  
 گرے ہوئے ٹکڑوں کو ہی جواہر سمجھ  
 لیا ہے عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا  
 اوراک اور ان کے حقائق کا علم نبی  
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کمل اتباع  
 کرنے والوں کے نصیب میں ہے عالم  
 کبیر میں جو کچھ ہے عالم صغیر میں انسان  
 اس کا صرف نمونہ ہے عالم کبیر میں بھی  
 ان جواہر خمسہ کا اصول ثابت ہے عرش  
 مجید عالم کبیر کے ان جواہر کا مبدا ہے  
 اور انسان کے قلب کے رنگ میں ہے  
 اسی مناسبت سے قلب انسان کو اللہ

ظاہر اند اما از عالم امر اند۔ نصیبے از بے چونی و بے چوگی دارند اطلاع بر حقیقت انجواہر خمسہ کمل افراد اولیاء اللہ را مسلم است کہ مراتب سلوک را بہ تفصیل گز رانیدہ بہ نہایت النہایت رسیدہ اند۔

تعالیٰ کا عرش کما جاتا ہے اور باقی جواہر ہنگامہ کے مراتب عرش سے اوپر ہیں۔ عرش عالم خلق اور عالم امر کے درمیان برزخ ہے عالم کبیر میں اور عالم خلق اور عالم امر کے درمیان انسان کے برنگ برزخ ہے عالم صغیر میں قلب اور عرش اگرچہ عالم خلق میں ظاہر ہیں لیکن اصل میں ان کا تعلق عالم امر سے ہے۔ وہ بے چونی اور بچوگی کا حصہ رکھتے ہیں ان جواہر خمسہ کی حقیقت کا علم کمل افراد یعنی اولیاء اللہ کے لیے تسلیم شدہ ہے کہ انہوں نے سلوک کے مراتب تفصیلاً طے کیے ہیں اور انتہائی آخر تک پہنچے ہوئے ہیں۔

ہر بھکاری بہادر اور دلیر نہیں ہو سکتا

اور کوئی چمچر حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقابلہ پہ نہیں آ سکتا۔

ہر گدائے مرد میدان کے شود

پیشہ آخر سلیمان کے شود

اور اگر فقط اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صاحب نعمت کی بصیرت کو اس کے حسب الامکان مرتبہ و جوب کو تفصیلاً کھول دیا جائے تو اس مقام کے جواہر داروں کے اصول کا مطالعہ بھی ظاہر ہو گا اور ان صغیرہ و کبیرہ جواہر کا علم ان جواہر حقیقیہ کے قلال کے رنگ میں دیا جائیگا۔

ع۔ یہ نعمت کا معاملہ ہے جو ہر کسی کو میسر نہیں  
یہ اللہ پاک کا فضل ہے جسے چاہتا ہے  
عنایت کرتا ہے اور اللہ پاک بڑے  
فضل والا ہے۔

جاننا چاہئے کہ ان جواہر کی ابتدا صفات اضافیہ سے ہوتی ہے جو بین الوجوب اور امکان کے درمیان برزخ ہے اور ان سے اوپر صفات حقیقیہ ہیں لہٰذا جن کی تجلیات روح کو نصیب ہوتی ہیں اور قلب کا تعلق صفات اضافیہ سے ہے اور ان کی تجلیات سے مشرف ہوتا ہے اور باقی اعلیٰ جواہر یعنی سر، خفی اور اخفی جو

و اگر بہ محض فضل ایزدی تعالیٰ شانہ بصیرت صاحب دولتی را بہ تفصیل مرتبہ و جوب علی حسب الامکان و اکشایند مطالعہ اصول یان جواہر اداران موطن نیز نماید و این جواہر صغیرہ و کبیرہ وادر رنگ قلال آنجواہر حقیقیہ معلوم فرماید۔

ع۔ این کار دوست کنون تا کرار رسد  
ذلک فضل اللہ یؤتیہ  
من یشاء واللہ  
ذوالفضل العظیم (سورہ  
الحدید آیت ۲۱)

باید دانست کہ ابتدا آنجواہر از صفات اضافیہ است کہ کالبرزخ اند بین الوجوب والامکان۔ و فوق ا صفات حقیقیہ کہ روح را از تجلیات اینہا نصیب است و قلب را، صفات اضافیہ تعلق است۔ و تجلیات اینہا مشرف است و یقینہ این جواہر علیا (سر، خفی۔ اخفی) کہ فوق صفات حقیقیہ اند داخل



دارہ حضرت ذات اقدس اند لہذا تجلیات این مراتب سگانہ را تجلیات ذاتیہ می گویند۔ سخن از انجا را ندن مصلحت نیست۔

صفات حقیقیہ سے بلند ہیں خداوند قدوس کی ذات کے دارہ میں داخل ہیں۔ اس لیے ان تینوں مراتب کی تجلیات کو ذاتی تجلیات کہتے ہیں۔ اس سے آگے خاموش رہنے میں ہی مصلحت ہے۔ ع

ع - قلم - بنجار سید و سر بکست

ع - قلم اس جگہ پر پہنچا تھا کہ اس کا سرا نوٹ کیا۔ یعنی کچھ لکھنے کے قابل ہی نہ رہا۔

(مکتوبات شریف دفتر اول جلد اول)

صفحہ ۹۶ تا ۹۸

لطائف کے بارے میں ایک علمی تحقیق:

(۴) اس کے علاوہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری صفحہ ۵۰ پر لطائف عشرہ انسانی (قلب، روح، سر، خفی، اخفی، نفسی، قابلی یعنی عناصر اربعہ جو کہ پانی، ہوا، آگ اور مٹی کے جواہر ہیں کے ثبوت اور کمالات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

واعلم انہ قد تقرر عند الاکابر من الصوفیۃ ان ضوء الشمس کما یتحملها الارض لکشافها دون غیرها من اور جان لو کہ اکابر صوفیا کرام کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی صرف زمین ہی اپنی کثافت کی وجہ سے حمل کرتی ہے اور دوسرے عناصر خلق اس روشنی کو حمل

عناصر الخلق كذلك  
التجلی الذاتی  
لا يتحملها الا عنصر  
التراب واما غيرها من  
العناصر فلنوع من  
الكثافة التي فيها  
يتحملها التجليات  
الصفاتیة دون  
الذاتیة واما لطائف  
عالم الامر فلا نصيب لها  
الا من تجليات الظلیة -  
والانسان لما كان  
مرکبا من اللطائف  
العشرة التي هي اجزا  
العالم الكبير ولم  
يجتمع بشيء من  
افرادها الا بعضها كان  
هو اهلا للخلافة  
وحاملا للامانة التي  
عرضها الله تعالى على  
السموت والارض  
والجبال فابین ان  
يحملنها واشفق منها

نہیں کر سکتے اسی طرح تجلی الذاتی کو  
صرف عنصر خاک ہی حمل کرتا ہے اور  
عنصر خاک کے علاوہ دوسرے عناصر میں  
چونکہ کچھ کثافت موجود ہوتی ہے اس  
لیے صفات کی تجلیات کو حمل کرتے ہیں  
لیکن تجلیات ذاتیہ کو حمل نہیں کر سکتے  
اور عالم امر کے لطائف خمسہ کے لیے  
تجلیات ظلیہ کے علاوہ دیگر تجلیات  
فوقانیہ سے حصہ نہیں ہے اور انسان  
چونکہ لطائف عشرہ کا مرکب ہے وہ  
لطائف جو کہ عالم کبیر کے اجزا ہیں اور  
دیگر اشیاء میں ان لطائف سے صرف  
بعض ہی موجود ہیں چونکہ صرف انسان  
میں لطائف عشرہ موجود ہیں اس بنا پر  
انسان ہی خلافت کا اہل ہے اور اس  
امانت کا بوجھ اٹھانے والا ہے جس کو  
اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور  
پہاڑوں پر پیش کیا تھا لیکن انہوں نے  
انکار کر دیا تھا اور اس سے ڈرنے لگے  
تھے اور صرف انسان ہی نے یہ بوجھ  
اٹھایا۔ پس انسان نے اپنے نفس پر بہت  
ظلم کیا (کیونکہ وہ بوجھ اٹھایا جس کا  
دوسروں نے انکار کیا) اور یہ انسان

بہت جاہل ہے (یعنی محمول کی عظمت سے جاہل ہے) یہ انسان صورت عالم صغیر سے مسمیٰ ہے اور معنای عالم کبیر سے بھی بڑا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے زمین اور آسمان حمل نہیں کر سکتے لیکن میرے بندے مومن کا دل مجھے حمل کر سکتا ہے۔

وحملها الانسان انه  
كان ظلوما (على نفسه  
بتحمل ما لم يتحمله  
غيره) جهولا (لعظمة  
المحمول) ومسمى  
بعالم الصغير صورة  
واكبر من الكبير معني  
حيث قال الله تعالى  
لا يسعني ارضي ولا  
سمائي ولكن يسعني  
قلب عبدی المؤمن۔  
(الحدیث قدسی) "تفسیر مظہری صفحہ ۵۰  
جلد اول آیہ ۳۱"

اس حدیث میں اس امانت مذکورہ فی ال آیہ کی طرف اشارہ ہے امام مجددؒ نے فرمایا ہے کہ یہ امانت مقام قیومیت ہے۔

(۵) اسی طرح امام علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی دوسری کتاب ارشاد اطاہین میں اطائف کے کمالات اور فرضیت تصوف کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

صوفیان گفتہ اند کہ راہی کہ مابہ صدور  
آئیم ہمگی ہفت گام است یعنی فنائے  
اطائف خمسہ عالم امر قلب / اور روح / ۲  
و سر / ۳ و خفی / ۴ و اخفی / ۵ و فنا۔ ۶  
نفس / ۶ و تصفیہ لطیفہ قالیہ / ۷ کہ  
عبارت از صلاح جسد است تقوی  
بکثرت نوافل تعلق ندارد و تقوی  
عبارت است از اتیان واجبات و پرہیز  
کردن از منہیات آدائے فرائض  
و واجبات بدون اخلاص بیچ اعتبار  
ندارد۔ (قال اللہ تعالیٰ  
فاعبد اللہ مخلصا لہ  
الدین) سورہ الزمر آیت ۱۲ و پرہیز  
از منہیات بدون فنائے نفس صورت  
نہی بندہ۔ پس بتصیل کمالات و الایت از  
فرائض آمدہ۔ ”ارشاد اطاہین“  
صفحہ ۱۴

صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ ہم راہی  
ہمارے نزدیک آنا چاہتا ہے صرف  
سات قدم کا فاصلہ ہے یعنی عالم امر کے  
پانچ اطائف قلب، روح، یہ، خفی،  
اخفی اور نفس کا فنا کرنا اور لطیفہ قالیہ کی  
صفائی اور یہ کہ جسم کی بھلائی جسی اسی  
سے عبارت ہے۔ تقوی کا کثرت  
نوافل ادا کرنے سے تعلق نہیں ہے  
بلکہ تقوی کا مطلب یہ ہے واجبات کا  
ادا کرنا اور نوافل سے بچ رہنا فرائض  
اور واجبات اگر خلوص سے ادا کیے  
جائیں تو بیکار ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
پس آپ خالص اعتقاد کر کے اپنے رب  
کی عبادت کرتے رہیے اور فنائے  
نفس کے بغیر نوافل سے پرہیز مملن  
نہیں۔ پس ولایت کے کمالات کا حصول  
فرائض کی ادائیگی سے ہے۔

(۶) امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے رسالہ ”مبدأ المعاد“ صفحہ ۲۰ جلد ۱۲ طالعہ  
خمسہ عالم امر کے اسماء ثبوت کمالات اور ظہور کے بارے میں فرماتے ہیں۔

و مما ینبغی ان یعلم ہہنا  
من بعض المعارف  
العالیہ لیتوسل بہ الی

نہایتہ النہایتہ و غایۃ  
الغایتہ فاقول بتوفیق  
اللہ سبحانہ ان  
ما ظہر فی العالم الکبیر  
تفصیلاً فہو ظاہر فی  
العالم الصغیر اجمالاً  
و معنی بالعالم الصغیر  
الانسان فاذا اصقل  
العالم الصغیر و نور  
ظہر فیہ بطریق  
المراتیۃ جمیع ما فی  
العالم الکبیر تفصیلاً  
لانہ بالصقالۃ

والتنویر قد اتسع  
وعائہ فزال حکم  
صغیرہ۔ و کذا الحال فی  
القلب الذی نسبتہ مع  
العالم الصغیر کنسۃ  
العالم الصغیر مع عالم  
الکبیر من الاجمال  
والتفصیل فاذا صقل  
عالم الاصغر الذی ہو  
عالم القلب و دست  
الظلمۃ الطاریۃ علیہ

اس موقع پر بعض معارف العالیہ کا  
معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے  
ذریعے نہایت النہایت اور غایت  
الغایت کا مفہوم واضح ہو جائے پس میں  
ان معارف کو بتوفیق الہی بیان کرتا ہوں  
وہ یہ کہ جو کچھ عالم کبیر میں مفصلاً ظاہر  
کیا گیا ہے وہ عالم صغیر میں اجمالاً ظاہر  
ہوتا ہے عالم صغیر سے مراد انسان ہے  
پس عالم صغیر کو صیقل رکے منور کیا جاتا  
ہے تو اس میں آئینے کی طرح عالم کبیر کی  
تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں  
یونکہ صیقل اور منور کرنے سے اس کا  
احاطہ وسیع ہو جاتا ہے اس وقت صغیر کا  
لفظ اس پر عائد نہیں ہوتا اور یہی حالت  
اس میں ملتی ہے جس کو عالم صغیر سے  
منی نسبت ہے۔ وہ عالم صغیر کو عالم کبیر  
سے بہ نسبت اس کو صیقل دینا ہے  
اور اس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے تو  
اس میں آئینے کی طرح عالم کبیر کی تمام  
اشیاء مفصل طور پر دکھائی دینے لگتی  
ہیں۔ اور یہی نسبت قلب القلب اور  
قلب میں ہوتی ہے کہ قلب اور عالم  
صغیر میں ہوتی ہے بہ نسبت قلب القلب کا  
تصنیع کر دیا جاتا ہے تو اس میں تمام

ظهر فيه بطريق  
 المراتبة ايضا مافى  
 العالم الصغير تفصيلا  
 وهكذا الحال فى قلب  
 القلب بالنسبة الى  
 القلب من الاجمال  
 والتفصيل وظهور  
 التفصيل فيه بعد ان  
 كان مجملا بسبب  
 التصفية والنورانية  
 وعلى هذا القياس  
 القلب الذى فى  
 المرتبة الثالثة  
 والقلب الذى فى  
 المرتبة الرابعة فى  
 الاجمال والتفصيل  
 وظهور - التفصيل الذى  
 فى المراتب السابقة  
 فيهما بسبب الصقالة  
 والنورانية وكذا  
 القلب الذى فى  
 المرتبة الخامسة  
 فانه مع بساطته وعدم  
 اعتبار شىء فيه يظهر

چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں علی  
 هذا القياس - دل تیسرے اور چوتھے  
 مرتبے میں بہ سبب عقالت و نورانیت  
 سابقہ مراتب کی تمام چیزیں تفصیل سے  
 دکھانے لگتا ہے اسی طرح جو دل پانچویں  
 مرتبے میں بسیط محض اور ناقابل اعتبار  
 ہوتا ہے جب اسے پورے طور پر صقل  
 کیا جاتا ہے تو اس میں عالم کبیر 'صغیر'  
 اصغر اور بعد کے تمام عوالم کی چیزیں  
 تفصیلا دکھائی دینے لگتی ہیں۔

فيه بعد التصفية  
الكاملة مظهر في  
جميع العوالم من العالم  
الكبير والصغير  
والاصغر وما بعدها من  
العوالم كما مر-

فهو الضيق      الاوسع  
والبسيط      الابطسط  
والاقل الاكثر - وما  
خلق شئ من الاشياء  
بهذه الصفة - وما وجد  
احد بشئ مناسبة  
بصانعه تعالى وتقديس  
من هذه الطيفة  
البدیعة فلا جرم يظهر  
فيه من عجائبات ايات  
صانعه سبحانه ما لا يظهر  
في احد من خلقه وكذا  
قال في الحديث  
لا يسعني ارضي

پس وہ تنگ اور سب سے وسیع اور  
بسیط کے ساتھ اوسط نہایت چھوٹا لیکن  
سب سے بڑا۔ اس وصف کی کوئی اور  
شے اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کی۔ اس  
لطیفہ بدیعه سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ  
سے مناسبت نہیں رکھتی۔ بے شک  
اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کارگیری  
کے نشانیوں کے عجائبات کا اظہار ہوتا  
ہے جو کہ اس کی تخلیق کے علاوہ کسی  
میں ظاہر نہیں ہوتیں۔ اسی لیے اللہ  
تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے  
میرے آسمانوں اور میری زمین میں



و لا سمائی ولكن یسعی  
 قلب عبدی المؤمن  
 والعالم الکبیر وان  
 کان اوسع المرایا  
 للظهور الا انه لکثرته  
 وتفصیله لا مناسبه له  
 مع من له کثرة فیه اصلا  
 وتفصیل فیه راسا  
 والحرى للمناسبه  
 هو الضیق الا وسع  
 والبسیط الابسط  
 والاقل الا کثر کما  
 لا یخفی فاذا بلغ  
 العارف الاتم معرفه  
 والا کمل شهودا هذا  
 المقام عزیز وجوده  
 والشریف رتبه یصیر  
 ذالک العارف قلبا  
 العوالم کلها  
 والظهورات جمیعها  
 والمحقق بالولایة  
 المحمدیة والمشراف  
 بالدعوات  
 المصطفویة

میرے سامنے کی گنجائش نہیں لیکن میں  
 اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا  
 ہوں۔ عالم کبیر اگرچہ بلحاظ ظہور نہایت  
 وسیع ہے اور اس کی کثرت اور تفصیل  
 کی وجہ سے اسے اس چیز کے ساتھ جس  
 میں کثرت و تفصیل بالکل نہ ہو کوئی  
 مناسبت نہیں۔ وہ تنگ لیکن بہت وسیع  
 ہے اور بسیط الا۔ بسط ہے بہت ہی تھوڑا  
 ہے لیکن ساتھ ہی بہت کثیر بھی ہے  
 جب وہ عارف جو بلحاظ معرفت مکمل  
 اور از روئے شہود اکمل ہو اس مقام پر  
 پہنچتا ہے جو عزیز الوجود اور شریف رتبہ  
 ہے تو وہ عارف تمام جہانوں اور ان کے  
 ظہورات کے لیے بمنہ نہ دل ہو جاتا ہے  
 تب اسے ولایت محمدی (صلی اللہ علیہ  
 وسلم) حاصل ہوتی ہے اور دعوت  
 مصطفویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مشرف ہوتا ہے

ف لا قطاب والاوتاد  
 دلابداں داخلون تحت  
 دائرة ولايته والافراد  
 والاحاد وسائر فرق  
 الاولياء مندرجون  
 تحت انوار هدايته لما  
 هو نائب مناب رسول  
 الله صلى الله عليه  
 وسلم والمهدي يهدي  
 حبيب الله وهذه  
 النسبة الشريفة  
 العزيز وجودها  
 مخصوصة باحد المرا  
 دين وليس للمريدین  
 من هذا الكمال نصيب  
 هذا هو النهاية  
 العظمى والغاية  
 القصوى۔ ليس فوقه  
 کمال والاكرام منه  
 نوال۔ لو وجد بعد  
 الوف سنة مثل هذا  
 العارف لا غنم  
 وليسری برکتہ الی مدد  
 مدیدة واجال متباعدة

پھر تمام قطب اوتاد اور ابدال اس کی  
 ولایت کے دائرہ میں داخل ہو جاتے  
 ہیں اور ہر قسم کے اولیاء اللہ مثلاً افراد  
 اور احاد سبھی اس کے انوار ہدایت کے  
 تحت مندرجہ ہیں کیونکہ وہ رسول  
 مقبول ﷺ کا نائب مناب ہے اور  
 حبیب خدا ﷺ کی ہدایت سے  
 ہدایت یافتہ ہوتا ہے یہ عزیز الوجود اور  
 شریف نسبت مرادین میں سے کسی  
 ایک سے مخصوص ہوتا ہے مریدین کو یہ  
 کمال نصیب نہیں ہوتا یہ عظیم نہایت  
 اور سب سے بڑی غایت کا رتبہ ہے  
 اس سے اوپر کوئی کمال نہیں اور اس  
 سے عمدہ کوئی بخشش نہیں اگر اس قسم کا  
 عارف ہزار سال بعد بھی پایا جائے تو بھی  
 قیمت ہے اور اس کی برکت مدت مدید  
 اور عرصہ بعید تک جاری رہتی ہے ایک

وہو الذی کلامہ دواء  
ونظرہ شفاء وحضرة  
المہدی سیوجد علی  
ہذہ النسبة الشریفة  
من ہذہ الامة الخیرة  
ذلک فضل اللہ یؤتیہ  
من یشاء واللہ  
ذوالفضل العظیم۔  
وحصول ہذہ الدولة  
القصوی منوط باتمام  
طریقہ السلوک  
والجذبہ تفصیلاً  
مرتبة بعد مرتبة  
واکمال مقام الفناء  
الاتم البقاء الاکمل  
درجة بعد درجة  
وهذا لا یتیسر الا  
بکمال متابعة سید  
المرسلین صلی اللہ  
علیہ وسلم (و کمال  
متابعة النبی ہی  
الدرجات السبعة  
کما مر تفصیلاً)۔

عارف کا کلام بنزلہ دوا اور اس کی نظر  
بنزلہ شفا ہوتی ہے حضرت امام مہدی  
موعود علیہ السلام (انشاء اللہ) اس  
نسبت شریفہ پر اس آخری امت میں  
سے پائے جائیں گے۔ (امام مہدی علیہ  
السلام سے قبل نہ تخصیص ہے اور نہ  
اتفاق کیونکہ تخصیص باشی ماعدہ کی نفی کے  
لیے مستلزم نہیں)۔ یہ اللہ کا فضل ہے  
جسے چاہے عطا کرے اور اللہ صاحب  
فضل عظیم ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کا  
دارودار سلوک اور جذبہ کے  
بالترتیب اور بالتفصیل طے کرنے پر  
ہے نیز فقا اتم اور بقا اکمل کو درجہ بعد  
درجہ حاصل کرنے پر ہے اور یہ باتیں  
رسول اکرم ﷺ کی کمال متابعت  
کے بغیر ممکن نہیں (اور کمال متابعت  
کے سات درجے ہیں جن کا گذشتہ  
صفحات پر ذکر کیا جا چکا ہے)۔

اب قارئین کرام امام ربانیؒ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے اقوال اور عبارات کا مطالعہ کریں اور خود انصاف کریں کہ جس چیز کو یہی بزرگان دین ثابت کر کے اس کے کمالات اور معارف دقیقہ بیان کرتے ہیں اسی چیز کو پیر محمد چترالیؒ غدد سے تعبیر کر کے استہزا کرتا ہے۔ خذلہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ دیگر ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ لطائف کی حرکت بلکہ تمام بدن اور چمڑے کی حرکت اجراۃ اور اضطراب بھی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور علماء محققین اور اولیائے رانجین کے اقوال سے بھی ثابت ہے۔

ثابت وجد من القرآن واقوال منفسین :

اللہ نزل احسن اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا  
الحديث کتباً متشابها ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی  
مثنائی تقشعر منه جلود ہے بار بار دہرائی گئی ہے اس سے ان  
الذین یخشون ربهم (سورہ الزمر آیت ۲۳)  
لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے  
رب سے ڈرتے ہیں۔

تو اس آیت کریمہ قطعہ سے بدن کی حرکت خواہ تمام بدن کی ہو یا خاص بدن  
کی یا بعض بدن ہو تمام چمڑا ہوا یا بعض چمڑے کی حرکت ہو اس کی حرکت اجراء اور  
اضطراب ثابت ہے۔

ثم تلین جلودہم پھر ان کے بدن اور دل نرم اور  
وقلوبہم الی ذکر اللہ فرمانبردار ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی  
(سورہ الزمر آیت ۲۳)  
طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اس آیت سے جلد یعنی بدن چمڑے اور قلوب یعنی اطائف کا نرم ہونا اور  
حرکت کرنا ثابت ہے جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف دفتر اول  
مکتوب ۲۹۰ جلد اول میں تحریر کرتے ہیں۔

لانت اجسادہم فصارت اولیاء کرام کے اجساد نرم ہو چکے ہیں  
ظواہرہم بواطنہم ان کا ظاہر باطن اور باطن ظاہر بن چکا  
وبواطنہم ظواہرہم ہے یعنی جس طرح باطن اللہ کے ذکر  
سے متحرک اور نرم ہے اسی طرح ظاہر  
بھی بذکر اللہ متحرک اور نرم ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جس طرح اولیاء کرام کے باطن اور اطائف اللہ تعالیٰ کے  
ذکر سے ہماری اور حرکت کرنے والے ہیں اسی طرح ان کا ظاہری بدن بعض ہوا  
ہل (اللہ خداوندی میں مشغول اور متحرک ہے حضرت مجدد دوسری جگہ فرماتے  
ہیں کہ اولیاء کرام کے بدن کا ہر ذرہ اور بال ذکر خداوندی میں مصروف رہتا ہے  
اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے متحرک رہتا ہے نیز اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ

بدن کا کانپنا اور متحرک رہنا خاشعین اور اولیاء کرام کی صفت ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے لوگ علماء رانجین ہی ہیں جو کہ علم احکام اور اسرار کے جامع ہوتے ہیں پس یہی حضرات خاشعین علماء ہیں ارشاد ربانی ہے۔

انما یخشى اللہ من اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے عبادہ العلمئو (سورہ فاطر ڈرنے والے لوگ علماء ہی ہیں۔ آیت ۲۸)

اور جس عالم میں خشیت نہیں وہ حقیقی عالم نہیں ہے علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔

من لم یخش اللہ فلیس بعالم احد یقتہ الندیہ۔ حقیقی نہیں ہے (الرحمۃ علیہ) (جلد اول) (فاظ و عبارات یاد ہوں)

اور خاشع کی صفت یہ ہے کہ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم (سورہ الزمر آیت ۲۳) ان کے بدن پر حرکات اور اضطرابات آتے ہیں یعنی تحرک، تھڑب و ترتعد (جیسا کہ مدارک اور علامین نے تحقیق کی ہے)۔

پس معلوم ہوا کہ بدن کی حرکت کلا یا عضالی حسب الاختلاف واستعدادات اولیاء کرام کی صفت مادہ ہے اور پیر محمد بدترین کافر اس حالت محمودہ و مرتبہ، ہوا کہ بازی اور مشق سے تعبیر کرتا ہے اور اسے حرام اور ناجائز قرار دیتا ہے قرآن کریم تو اس حالت کو خاشعین کی صفت قرار دیتا ہے اور پیر محمد اس حالت کو، ہوا کہ بازیوں کی حالت قرار دیتا ہے اور حرام و ناجائز کہتا ہے چونکہ اس نے تین فقرے اعتقادات حمل کیے ہیں پس تین دفعہ کافر ہو گیا۔

(۱) قرآن کریم کا مقابلہ کرنا اور قرآن سے انکار کرنا۔

(۲) اپنے آپ کو شارع بنانا اور حلال احکام بنانا، جیسا کہ بلا لیل شری حرام قرار دینا۔

(۳) اولیاء کرام کو دھوکہ باز، حرام کام طلب، فاسق قرار دینا اور ان کی ولایت سے انکار کرنا پس یقیناً پیر محمد چشتی چہ الیٰی کفر مع و کفر بعدہ کفر میں مبتلا ہے۔  
(فالظلم ما اتری؟)

آپ خود بھی غور کریں اور فیصلہ کریں کہ یہ کفر بواح ہے یا نہیں؟ یہ قاعدہ شرعیہ اصولیہ ہے کہ اشیاء میں اصل ابادت ہے حرمت عارض کی وجہ سے ہے پس کسی چیز کی حرمت ثابت، دلیل قطعی یعنی کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ہو سکتا ہے اور یہ بات بھی مخفی نہیں کہ اطائف کی حرکات اور اجراء جو کہ نصوص سے ثابت ہے اور امر جائز مستحسن ہے اور اولیاء کرام کی حالت ہے تو اس امر جائز پر حرمت اور گناہ کا اطلاق بڑی جرات ہے اور امر حلال کو حرام ٹھہرانا ہے جو کہ جمہور علماء کے نزدیک کفر صریح ہے۔  
دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۲) واختار موسیٰ قومہ  
سبعین رجلا لمیقاتنا  
فلما اخذتهم الرجفة  
(سورہ الاعراف آیت ۱۵۵)

امامہ محمود آلوسی البغدادی نے اس آیت کی تفسیر میں روح المعانی جلد سوم میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ایسے آدمی منتخب کیے جو کہ شریف، بزرگ، باستعداد مریدین حق، اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے۔ ”پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا۔“ یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فنا کی معقہ (بے



فلما اخذتهم الرجفة  
ای رجفة البدن التي  
هي مبادی صعقة  
الفناء عند طريان  
بوارق الانوار وطوالع  
تجليات الصفات من  
اقشعرار الجسد  
وارتعاذه وكثيرا  
ما تعرض هذه  
الحركة للسالكين  
عند الذكر او سماع  
القران او مائتاء ثرون  
به حتى تكاد تتفرق  
اعضاءهم وقد شاهدنا  
ذلك في الخالدين من  
اهل الطريقة  
النقشبندية وربما  
يعتريهم في صلاتهم  
صياح معد فمنهم من  
يستأنف صلواته لذلالت  
ومنهم من لا يستأنف وقد  
كثرا الانكار عليهم  
وسمعت المنكرين  
يقولون

ہوشی کی ابتدا میں پیش آتی ہے انوار  
رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات  
کے ورود کے وقت یہ حالت پیش آتی  
ہے کہ جس کے اثر سے بدن میں لرزہ  
حرکت اور اضطراب آتا ہے اور اکثر  
اوقات یہ حالت سا لکین طریقت کو ذکر  
اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی  
ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں  
(یعنی توجہ، نعت خوانی) یہاں تک کہ  
اعضا بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ  
حالت حضرت مولانا خالد قدس سرہ کے  
مریدین میں مشاہدہ کی ہیں کہ بعض  
اوقات ان کی نماز میں حرکات کے ساتھ  
چپخیں بھی نکل جاتی ہیں پس بعض نماز کا  
اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں  
کرتے اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے  
اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے کہ  
وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل و شعور  
کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز  
کو قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور  
اگر عقل و شعور زائل ہونے کی وجہ  
سے ہے تو پھر سر کی وجہ سے وضو ٹوٹ  
جاتا ہے اور یہ سا لکین وضو کا اعادہ بھی  
نہیں کرتے لیکن میں اس کے جواب

انکانت هذه الحالة مع وجود - والعقل والشعور فہی سوء ادب ومبطلۃ الصلوۃ قطعاً وانکانت مع عدم شعور وزوال عقل فہی ناقضۃ للوضو ونراہم لا یتوضون اجیب بانہا غیر اختیاریۃ مع وجود العقل والشعور وہی کا لعطاس والسعال ومن ہنالاً ینتقض الوضو بل ولا تبطل الصلوۃ - ونص بعض الشافعیۃ ان المصلی لو غلبہ الضحک فی الصلوۃ لا تبطل صلوۃ ویعذر بذلك فلا یبعد ان یلحق ما یحصل من اثار التجلیات الغير الاختیاریۃ بما ذکر (للعلة المشتركة بینہما) ولا یلزم من شعور فان حرکۃ

میں کہتا ہوں کہ نماز میں یہ حالت مذکور غیر اختیاری ہے اور عقل و شعور کے باوجود پیش آتی ہے اور اس کی مثال کھانسی اور چھینک کی طرح ہے اس لیے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز باطل ہوتی ہے اور شوافع نے کہا ہے اگر نمازی پر ہنسنا غالب آجائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جائیگا پس بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کے غیر اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ شعور اور عقل موجود ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر باہر معاملہ ہے پس اس سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

— : —

کونہ غیر اختیاریۃ کونہ صادرا من غیر شعور فان حرکۃ

المرتعش غیر  
اختیاریتہ مع الشعور  
بہا و هو ظاہر فلا معنی  
للانکار انہی (تفسیر روح المعانی  
آیت ۱۵۵ جلد سوئم الاعراف)۔

اس طرح علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ نے بدن کی حرکت اور لرزے کو خداوند قدوس کے انوارات کا اثر قرار دیا نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ حالت سبب لکین اور مریدین خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کے بزرگان کو حالت ذکر اور تلاوت کلام اللہ کے وقت یا توجہ مرشد کامل کے وقت یا خشیہ خداوندی کے غلبہ کے وقت پیش آتی ہے کبھی یہ حالت اقشعرار (لرزہ) کم ہوتی ہے اور کبھی سارے بدن پر ہوتی ہے جیسا کہ لطائف کی حرکت بعض اوقات غلبہ پاتی ہے تو سارا بدن حرکت کرنے لگ جاتا ہے اور اعضاء کے نوٹ جانے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے نیز کبھی نماز کے اندر بھی اقشعرار جسد اور صیاح طاری ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ”روح المعانی“ کی عبارت سے واضح ہوا لیکن عقل و شعور کے موجود ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔ صرف اختیار سلب ہوتا ہے تفسیر روح المعانی کے علاوہ آئندہ صفحات میں بھی ہم چند فقہائے احناف کی عبارات نقل کریں گے تاکہ ان کے اقوال سے بھی مسئلہ مذکورہ کی وضاحت ہو جائے لیکن پہلے چند احادیث مبارکہ متعلق اقشعرار الجسد نقل کرنا ضروری ہے تاکہ قارئین کرام احادیث سے بھی آگاہ ہو جائیں۔

احادیث مبارکہ در بارہ اقشعرار الجسد و حرکت اللطائف :

(۱) من اقشعر جلدہ من  
خشية اللہ تحاتت  
عند الذنوب کما  
تحاتت ورقة الشجرة  
اليابستہ۔  
جو بدن اللہ تعالیٰ کی خشیہ اور خوف کی  
وجہ سے حرکت کرنے لگا تو اس سے اس  
طرح گناہ زائل ہو جاتے ہیں جس طرح  
شجر سے خشک پتے نیچے گر جاتے ہیں۔

فکر کا مقام ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لطائف کی حرکت (جو بعض بدن کی حرکت ہے) یا کل بدن کی حرکت (جو کہ وجد اور جذب ہے) کو گناہوں کے زائل ہونے کا سبب بتاتے ہیں جبکہ پیر محمد چشتی اسے فعل حرام قرار دیتا ہے جو فی نفسہ گناہ ہے تو دوسرے گناہوں کے ازالہ کا سبب کس طرح ہو سکتا ہے۔

غ۔ سین تفاوت راہ از کجا است تاجہ کجا  
یہ تو صریحی طور پر رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتا ہے (العیاذ باللہ) جو  
کہ کفر تابیدی ہے اگر کوئی کہے کہ ان روایات میں جسد کا لفظ آیا ہے قلب یا  
دوسرے لطائف کا نام نہیں تو جواباً عرض ہے کہ جسد عام ہے کل جسد ہو یا بعض اور  
بعض مطلق میں لطائف کی حرکت داخل ہے دوسرا یہ کہ صراحۃً بھی قلب کا  
اقتضار اور حرکت ایک دوسری حدیث سے ثابت ہے جس کا مضمون یہ ہے۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور تین دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اقراء تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ما انا بقاری اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قال فاخذني فغطني  
الثالثة ثم ارسلني فقال  
اقراء باسم ربك الذي  
خلق ۝ خلق الانسان من  
علق ۝ اقرء وربك  
الاکرم ۝ فرجع  
بها رسول الله صلى الله  
عليه وسلم يرجف  
فؤاده فدخل على  
خديجة بنت خويلد  
فقال زملوني  
-----الحج (صحیح بخاری)

لے گئے اور فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو

-----

شارحین بخاری نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔

یرجف فوادہ ای  
یضطرب ویخفق  
ویرعد ویتحرک  
فوادہ والفواد مرادف  
القلب وقیل عین القلب  
وقیل باطن القلب ای  
الحقیقة الجامعة  
الحاملة للانوار  
الہیة وتجلیات  
الصفات الفعلیة وهذا  
هو الاصح کما حققه  
المجدد لالہ انانی رحمہ  
اللہ تعالیٰ۔

اس حدیث میں صرف قلب کا ذکر ہے لیکن چونکہ روح، سر، خفی اور اخفی بھی قلب کے بعد متولد ہوتے ہیں یعنی اس کے تولد کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں لہذا صرف قلب کے لفظ کا ذکر فرمایا قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ وما انزل علی الملکین میں ملکین سے اشارۃ اور رمزا قلب اور روح مراد ہیں اور دوسرے لطائف یعنی سر، خفی اور اخفی بھی ساتھ ہی ساتھ مراد ہیں چونکہ دوسرے لطائف ان دو لطائف کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں اس لیے صرف انہی دونوں لطائف کا ذکر ہوا۔

مندرجہ بالا روایات سے بھی ظہور لطائف، حرکت لطائف اور اظہار ہند

ابن کا لرزنا) اور وجد و جذب صریحی طور پر ثابت ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطائف مقدسہ بھی ذکر خداوندی سے جاری اور حرکت کرنے والے تھے اب اگر پیر محمد چترالی استہزا باللطائف کرتا ہے تو درحقیقت نبی رمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزا کرتا ہے جو کہ کفر تابیدی ہے ورنہ حدیث مذکور کے معنی تو شارحین نے اسی طرح بیان فرمائے ہیں جیسا کہ مذکور ہوئے۔

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی "مکتوبات شریف جلد اول و فتراویں مکتوب نمبر ۲۹۲ میں فرماتے ہیں "احیائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است۔" یعنی کامل و مکمل اولیاء کرام کی توجہ شریف سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور حرکت کرنے لگتے ہیں جبکہ پیر محمد چشتی توجہ شیخ اور احیائے لطائف کو ایک خاص عمل کا کرشمہ 'دھوکہ بازی اور مشق سے تعبیر کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

مکتوبات شریف مجددیہ میں متعدد مکاتیب لطائف کے جریان 'حرکات' اضطرابات' کمالات اور مقامات لطائف کے بیان میں صادر ہو چکے ہیں جن کا نقل کرنا موجب مال اور تطویل ہے مکتوب نمبر ۲۶۰ لطائف عشرہ' ولایات ثلاثہ اور کمالات مع الحقائق کے بیان میں صادر ہوا ہے اس کا مطالعہ کیجئے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ پیر محمد چترالی 'شیخ کی توجہ کو کرب اور خاص عمل کا کرشمہ قرار دیتا ہے اور حرکت لطائف کو مشق اور دھوکہ بازی قرار دیتا ہے تو اس طرح پیر محمد حرکت لطائف کو فی الحقیقت امام مجدد کی دھوکہ بازی اور مشق سے منسوب کرتا ہے (العیاذ باللہ) اور امام ربانی کا مقابلہ کرتا ہے تو لا یخالفہ الا الزندیق کے مصداق بدترین کافر پیر محمد زندیق ہی ہے۔ خذ لہ اللہ سبحانہ

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "اپنی کتاب "قول الجمل فی شفاء العلیل" میں سلسلہ مجددیہ کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ عالیہ میں متعدد لطائف ہیں جو اسم ذات کے ذکر سے متحرک ہوتے ہیں کچھ آگے فرماتے ہیں۔ "ولکل من هذه الاعضاء (اللطائف) حركة نبضیة" (یعنی

سلسلہ مجددیہ میں تمام لطائف نبض کی طرح حرکت کرنے لگتے ہیں۔ المختصر یہ کہ لطائف عشرہ انسانی (جن میں پانچ عالم امر کے ہیں اور پانچ عالم خلق کے) امت مسلمہ کے اولیائے کرام اور علمائے راغبین مفسرین کرام اور محدثین کے نزدیک قطعی الثبوت اور متواتر امر ہے اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں اور ان لطائف کی حرکت اور جریان بذکر اللہ بھی قطعیہ الثبوت ہے اور اولیائے کرام کے اخص الخواص طبقہ کا حال ہے خصوصاً مشائخ نقشبندیہ مجددیہ قدس اسرارہم کی عظیم کرامت اور قوت ہے کہ اس طرح خرق العادۃ میں استدراج کا شائبہ تک نہیں کیونکہ امام ربانیؒ فرماتے ہیں کہ کامل مکمل مشائخ کبار کا خاصہ یہ ہے کہ مردہ دن ان کی توجہ شریف سے زندہ ہو جاتے ہیں ”ملکوبات جلد اول مکتوب ۲۹۲“۔

حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں۔

ہرگز نگیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق  
ثبت است بر جریدہ عالم دوام  
(وہ شخص کبھی فنا نہیں ہوتا جس کے دل کو عشق کے سبب زندگی مل جائے)  
(چونکہ ہمارا دل بھی عشق سے لبریز ہے اس لیے دنیا کے اخبار پر ہمارا نام ہمیشہ کے لیے تحریر کر دیا گیا ہے۔)

مردہ دل کو زندہ کرنا نفلی عبادت سے بہتر ہے :

اگر کوئی مردے کو زندہ کر دے تو یہ اتنی بڑی کرامت اور خرق العادات بات نہیں جتنی بڑی یہ بات ہے کہ کوئی شخص مردہ دل اور لطائف کو اللہ کے امر سے زندہ کر کے لدورات معنویہ سے صاف کرے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔  
”تصفیۃ قلب المؤمن خیر من عبادۃ الثقلین“  
مرقات شرح مشکوٰۃ (یعنی مومن کے دل کا صاف کرنا جن وانس کی عبادات نافلہ سے بہتر ہے)۔

کوئی مستدرج آدمی کسی کو حیات قلبی نہیں دے سکتا کیونکہ حیات قلبی اور لطائف کی حرکات اور اضطرابات صفات فعلیہ خداوندی صفات ذاتیہ حقیقیہ



شیونات ذاتیہ، صفات سلیہ اور شان جامع کی تجلیات کے درود کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جس کے حاملین کمل اولیائے امت ہوتے ہیں۔ فاسق، فاجر اور کافر لوگوں کے لیے اس میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا اور اگر ان تجلیات کا ایک ذرہ بھی کافر کو پہنچ جائے تو وہ کافر نہیں رہے گا بلکہ اسلام حقیقی سے مشرف ہو جائیگا جیسا کہ امام مجددؒ نے واضح کیا ہے تو ایسی عظیم المرتبت چیز کے ساتھ استہزا کرنا اور اس کو حرام اور ناجائز قرار دینا اور کرب سے تعبیر کرنا بالفاظ دیگر عظیم المرتبت اولیاء کرام کی ولایت سے انکار کرنا ہے اور نصوص قطعیہ کے ساتھ استہزا کرنا ہے جو کہ اجماعی طور پر کفر بواح ہے قارئین پر پہلے بھی واضح ہو چکا ہے کہ امور شرعیہ قطعیہ کے ساتھ استہزا کرنا پیر محمد چشتی چترالی کا شیوہ ہے اس سلسلے میں ایک واقعہ جملہ معترضہ کے طور پر درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ قارئین کرام پر پیر محمد چشتی کی زندگی حقیقت اور بھی واضح ہو جائے۔

### ایک واقعہ :

پیر محمد چشتی نے بہت سے شاگردوں کے سامنے مولوی نظام الدین سے کہا کہ پیر سیف الرحمن صاحب کہتے ہیں کہ مجھ سے حیض خلیفہ امان گل کو پہنچ گیا ہے اور خلیفہ امان گل سے مولوی نظام الدین کو پہنچا ہے (العیاذ باللہ) پیر محمد کی گندی ذہنیت کا ماتم نہ کیا جائے تو کیا کیا جائے کہ وہ فیض خداوندی کو استہزا عن حیض سے مسمی کرتا ہے حالانکہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ نقشبندیہ کے چھتیس مراقبات ہیں ان سب میں فیض اللہ تعالیٰ سے طلب کیا جاتا ہے ان سب مراقبات کی نیت اس طرح کی جاتی ہے۔

### نیت ہائے مراقبات طریقہ نقشبندیہ مجددیہ

#### ۱۔ نیت مراقبہ وقوف قلب

فیضی آید از ذات بیچون بلطفہ قلبی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

## ۲۔ نیت مراقبہ و قوف روح

فیض می آید از ذات بیچون بلیغہ روحی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۳۔ نیت مراقبہ و قوف سر

فیض می آید از ذات بیچون بلیغہ سری من بواسطہ پیران کبار۔

## ۴۔ نیت مراقبہ و قوف خفی

فیض می آید از ذات بیچون بلیغہ خفی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۵۔ نیت مراقبہ و قوف اخفی

فیض می آید از ذات بیچون بلیغہ اخفی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۶۔ نیت مراقبہ و قوف نفسی

فیض می آید از ذات بیچون بلیغہ نفسی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۷۔ نیت مراقبہ و قوف قلبی

فیض می آید از ذات بیچون بلیغہ قلبی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۸۔ نیت مراقبہ و قوف خمسہ عالم امر

فیض می آید از ذات بیچون بطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار۔

## ۹۔ نیت مراقبہ و قوف خمسہ عالم خلق

فیض می آید از ذات بیچون بطائف خمسہ عالم خلق من بواسطہ پیران کبار۔

## ۱۰۔ نیت مراقبہ و قوف مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق

فیض می آید از ذات بیچون مجموعہ لطائف عالم امر و عالم خلق من بواسطہ پیران کبار۔

## ۱۱۔ نیت مراقبہ احدیت

فیض نبی آید از ذات بیچون کہ جامع جمیع صفات و کمالات است و منزہ از جمیع  
عیوب و نقصانات است و بے مثل است خاص بللیفہ قلبی من بواسطہ پیران کبار

## ۱۲۔ نیت مراقبہ اصل قلب

الہی قلب من بمقابل قلب نبی علیہ السلام۔ آن فیض تجلای صفات فعلیہ خود  
کہ از قلب نبی علیہ السلام۔ قلب آدم علیہ السلام رسانیدہ بمقلب من نیز برسانی  
بواسطہ پیران کبار۔

## ۱۳۔ نیت مراقبہ اصل روح

الہی روح من بمقابل روح نبی علیہ السلام آن فیض تجلای صفات ثانیہ  
ثبوتیہ ذاتیہ حقیقیہ خود کہ از روح نبی علیہ السلام بروح ابراہیم و نوح علیہما السلام  
رسانیدہ بروح من نیز برسان بواسطہ پیران کبار۔

## ۱۴۔ نیت مراقبہ اصل سیر

الہی سر من بمقابل سر نبی علیہ السلام آن فیض تجلای شیونات ذاتیہ خود کہ  
از سر نبی علیہ السلام بسرموی علیہ السلام رسانیدہ بہ سر من نیز برسان بواسطہ پیران  
کبار۔

## ۱۵۔ نیت مراقبہ اصل خفی

الہی خفی من بمقابل خفی نبی علیہ السلام آن فیض تجلای صفات سببیہ خود کہ  
از خفی نبی علیہ السلام بہ خفی علیہ السلام رسانیدہ بہ خفی من نیز برسان بواسطہ  
پیران کبار۔

## ۱۶۔ نیت مراقبہ اصل اخفی

الہی اخفی من بمقابل اخفی نبی علیہ السلام آن فیض تجائے شان جامع خود کہ  
بہ اخفی نبی علیہ السلام رسانیدہ بہ اخفی من نیز برسان بواسطہ پیران کبار۔

### ۱۷۔ نیت مراقبہ معیت

فیض می آید از ذات بچون کہ ہمراہ است ہمراہ من و ہمراہ جمع ممکنات بلکہ  
ہمراہ ہر ذرہ از ذرات ممکنات ہمراہی بچون مضموم این آیت کریمہ و ہو  
معکم اینما کنتم بطائف خمسہ عالم امر من بواسطہ پیران کبار۔

### ۱۸۔ نیت مراقبہ اقربیت

فیض می آید از ذات بچون کہ اصل اسماء و صفات است کہ نزدیک تر است از  
من عن و از رگ گردن من عن بہ نزدیکی بلا کیف مضموم این آیت کریمہ و نحن  
اقرب الیہ من حبل الورد بلیفہ نفسی من با شرکت لطائف خمسہ  
عالم امر من بواسطہ پیران کبار۔

### ۱۹۔ نیت مراقبہ محبت اول

فیض می آید از ذات بچون کہ اصل اسماء و صفات است کہ دوست می  
دارد مرا و من دوست می دارم اورا مضموم این آیت کریمہ یحبہم  
و یحبون نہ خاص بلیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار۔

### ۲۰۔ نیت مراقبہ محبت دوم

فیض می آید از ذات بچون کہ اصل اسماء و صفات است کہ دوست  
می دارد مرا و من دوست می دارم اورا مضموم این آیت کریمہ یحبہم  
و یحبون نہ خاص بلیفہ نفسی من بواسطہ پیران کبار۔

### ۲۱۔ نیت مراقبہ دائرہ قدسی

فیض می آید از ذات بچون کہ اصل اسماء و صفات است  
و دائرہ قوسیت کہ دوست می دارد مرا و من دوست می دارم اورا مضموم این آیت

کریمہ یحبہم و یحبو نہ خاص بلطفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

## ۲۲۔ نیت مراقبہ اسم ظاہر

فیض می آید از ذات بچون کہ مسمی باسم ظاہر است مفہوم این آیت کریمہ  
ہو الاول والاخر والظاهر والباطن و هو بکل شیء  
علیم خاص بلطفہ نفسی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

## ۲۳۔ نیت مراقبہ اسم باطن

فیض می آید از ذات بچون کہ مسمی باسم باطن است کہ فشاء ولایت علیا است  
کہ ولایت ملا الاعلیٰ است مفہوم این آیت کریمہ ہو الاول والاخر  
والظاهر والباطن و هو بکل شیء علیم جناسر ثلاثہ من کہ  
آب بادناہ است بواسطہ پیران کبارؒ۔

## ۲۴۔ نیت مراقبہ کمالات نبوت

فیض می آید از ذات بچون کہ فشاء کمالات نبوت است بہ عنصر خاک من  
بواسطہ پیران کبارؒ۔

## ۲۵۔ نیت مراقبہ کمالات رسالت

فیض می آید از ذات بچون کہ فشاء کمالات رسالت است بہ بیت وحدانی من  
بواسطہ پیران کبارؒ۔

## ۲۶۔ نیت مراقبہ کمالات انبیاء اولوالعزم

فیض می آید از ذات بچون کہ فشاء کمالات انبیاء اولوالعزم است بہ بیت  
وحدانی من بواسطہ پیران کبارؒ۔

## ۲۷۔ نیت مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی

فیض می آید از ذات بچون کہ مسجود جمیع ممکنات است و فشاء حقیقت کعبہ

ربانی است بہ بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۲۸۔ نیت مراقبہ حقیقت قرآن

فیض می آید از وسعت بچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت قرآن مجید است بہ  
بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۲۹۔ نیت مراقبہ حقیقت صلوٰۃ

فیض می آید از کمال وسعت بچون حضرت ذات کہ منشاء حقیقت صلوٰۃ است  
بہ بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۳۰۔ نیت مراقبہ معبودیت صرفہ

فیض می آید از حضرت ذات بچون کہ منشاء معبودیت صرفہ است بہ بیت  
وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۳۱۔ نیت مراقبہ حقیقت ابراہیمی علیہ السلام

فیض می آید از حضرت ذات بچون کہ محب صفات خود است و منشاء حقیقت  
ابراہیمی است بہ بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۳۲۔ نیت مراقبہ حقیقت موسوی علیہ السلام

فیض می آید از حضرت ذات بچون کہ محب ذات خود است و منشاء حقیقت  
موسویست بہ بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۳۳۔ نیت مراقبہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

فیض می آید از حضرت ذات بچون کہ محب ذات خود است و محبوب ذات خود  
است و منشاء حقیقت محمدیست بہ بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

## ۳۴۔ نیت مراقبہ حقیقت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

فیض می آید از ذات بچون کہ محبوب ذات خود است و منشاء حقیقت احمدیست

بہ بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

### ۳۵۔ نیت مراقبہ حب صرفہ

فیض می آید از ذات بیچون کہ منشاء حب صرفہ است بہ بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

### ۳۶۔ نیت مراقبہ لاتعین

فیض می آید از ذات مطلق بیچون کہ موجود است بوجود خارجی و منزہ است از جمیع تعینات بہ بیت وحدانی من بواسطہ پیران کبار۔

تو اب غور کیجئے کہ حیض (جو کہ صفت حادثہ اور نجس چیز ہے) کو اللہ تعالیٰ کی صفت قرار دینا کتنا قبیح ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فیوضات حب سا لکین کو پہنچتے ہیں تو یہی فیوضات پھر دوسرے لوگوں کو بذریعہ صحبت اور توجہ منعکس ہوتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

انما انا قاسم واللہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا  
يعطی۔ (بخاری شریف) اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک اور جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

ما صب اللہ شیا فی اللہ تعالیٰ نے جو فیوضات میرے سینے  
صدری الا صببتہ فی میں القاء فرمائے ہیں وہ میں نے ابو بکر  
صدر ابی بکر رضی اللہ عنہ صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ میں (توجہ  
سے) ڈال دیے ہیں۔ (الحادی للفتاویٰ)

ان روایات میں ظاہری اور باطنی علوم، انوار الہیہ اور فیوضات رضانہ کی تقسیم مراد ہے جس کے لیے اصوات اور اولاد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور پیر محمد زندیق اس کو حیض سے تعبیر کر کے استہزا کر رہا ہے  
(العیاذ باللہ) فاعتبروا یا ولی الابصار

آدم بر سر مطلب کہ لطائف کی حرکت اور جریان جو کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے فی الحقیقت وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے یہاں یہ وجد کے منکے ہ



ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ وجد (خواہ حرکات غیر اختیاریہ کی شکل میں ہو خواہ آہ اوہ اور اف کے انداز میں ہو خواہ نماز کے اندر ہو یا خارج نماز ہو خواہ بعض بدن اور لطائف کی حرکت کی صورت میں ہو یا کل بدن کے اضطرابات اور کپڑے پھاڑنے کی صورت میں ہو) نصوص قطعیہ کے ساتھ ساتھ فقہائے کرام اور علماء راہنہ کی عبارات سے ثابت ہے اور منکرین وجد فی الحقیقت ملحدین کی صف میں داخل ہیں۔

## دلائل وجد فی الصلوۃ

بعض اوقات خاشعین اور بزرگ لوگوں پر نماز کے اندر خشیت خداوندی کی وجہ سے اتھرار جلد (بدن کا لرزہ) اور صیاح (چیخ) طاری ہو جاتے ہیں جس طرح ”روح المعانی“ کی عبارت سے ثابت ہوا اور فقہائے کرام نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ یہ حالت جائز اور محمود ہے ہم یہاں فقہائے کرام کی عبارات نقل کرتے ہیں تاکہ مسئلہ کی پوری طرح وضاحت ہو جائے۔

(۱) فان ان فیہا او تاوہ  
اوبکی فارتفع بکائہ  
ای حصل منہ  
الحروف) فان کان ای  
کل ذلک) من ذکر  
الجنة او النار لم  
يقطعها لانه يدل علی  
زیادة الخشوع وان کان  
من وجع او مصیبة  
قطعها لان فیہا اظہار  
الجزع والتاسف فکان  
من کلام الناس (ہدایہ - جلد  
اول - صفحہ ۱۲۰)

اگر نمازی نے نماز میں آہ کی یا اوہ لیا  
اور اتار دیا کہ اس کا رونا حروف پر  
مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت ہمت یا  
دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہوئی تو  
نماز فاسد نہیں کرتے کیونکہ یہ زیادہ  
خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر  
دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ  
حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے  
کیونکہ اس میں بے چینی اور افسوس کا  
اظہار ہے (اسے لوگوں کی عام باتوں  
میں شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد  
ہو جاتی ہے)۔

(۲) بحر العلامة واقف مذاہب اربعہ حضرت عبدالرحمن جزیریؒ اپنی کتاب ”فقہ علی مذاہب اربعہ“ جلد اول صفحہ ۳۰۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الانین والتأوه  
والتأفیف والبكاء اذا  
اشملت علی حروف  
مسموعة فانها تبطل  
الصلوة الا اذا كانت  
ناشئة من خشية الله  
او من مرض بحيث لا  
يستطيع منعها وهذا  
الحكم متفق عليه بين  
الحنفية والحنابلة  
وبين المالكية في  
مسئلة الخشية -

نماز میں آہ، اوہ، اف کرنا اور اس طرح  
رونا کہ حروف مسموعہ پر مشتمل ہو تو یہ  
چیزیں نماز فاسد کرتی ہیں مگر جب یہ  
حالات اللہ کے خوف کی وجہ سے صادر  
ہو یا ایسی مرض کی وجہ سے ہو جس میں  
حالات مذکورہ کے منع کرنے کی طاقت  
نہ ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ  
حکم مذکورہ بابت خشیت خفیہ، حنبلیہ اور  
مالکیہ کے مابین متفقہ ہے (کہ نماز فاسد  
نہیں ہوتی)۔

(۳) شیخ العلامة زین الدین ابن نجیم قدس سرہ ”بحر الرائق“ جلد دوم صفحہ ۳-۴ پر رقمطراز ہیں۔

والانین والتأوه  
وارتفاع بكائه من  
وجع او مصيبة لا من  
ذكر جنة او نار ای  
يفسدها اما الانین فهو  
ان يقول آه كما فی  
الكافی والتأوه هو ان  
يقول اوہ ---- واما

ارتفاع البكاء فهو ان يحصل به حروف وقوله لا من ذكر الجنة او نار عائد الى الكل فالاحاصل انها ان كانت من ذكر الجنة او النار فهو دال على زيادة الخشوع ولو صرح بهما فقال اللهم اني اسئلك الجنة واعوذ بك من النار لم تفسد صلواته وان كان من وجع او مصيبة فهو دال على اظهار هما فكانه قال اني مصاب (فتفسد صلواته)

نماز میں آہ، اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کرتا ہے۔ جب دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے صادر ہو اور اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالات پیش آئیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی آئین یہ ہے کہ آہ کریں اور تاوہ کا مطلب ہے اوہ کریں۔۔۔۔۔ اور بکاء مرتفع یہ ہے کہ اس کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں اور لا من ذکر جنتہ او نار کا قول آہ، اوہ اور بکاء مرتفع تینوں کی طرف راجع ہے پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو جائے تو زیادت خشوع کی دلیل ہے (اور نماز فاسد نہیں ہوتی) اور اگر جنت دوزخ پر تصریح کی پس اس طرح کہا کہ ”اے اللہ میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔“ تو تب بھی زیادت خشوع کی دلیل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر یہ اس درد اور مصیبت کی دلیل ہے۔ پس گویا اس نے کہا کہ میں مصیبت زدہ ہوں (تو اس صورت میں نماز فاسد ہے)۔

(۴) فتاویٰ تاتارخانیہ جلد اول صفحہ ۵۷۹ پر علامہ علاء الانصاری فرماتے ہیں۔

ولو ان فی صلوتہ  
او تاوہ اوبکی فارتفع  
بکائہ وفی الخانیہ  
فحصل لہ حروف  
فانکان من ذکر الجنة  
او النار فصلا تہ تامہ  
وانکان من وجع او  
مصیبة فسدت صلوتہ  
عند ابی حنیفہ  
ومحمد

اگر کسی نے نماز میں آہ، اوہ کی یا رویا  
لیکن اس کا رونا مرتفع ہو گیا۔ فتاویٰ  
خانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ  
اس کی وجہ سے حروف حاصل  
ہو جائیں پس اگر یہ حالت جنت اور  
دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے  
تو نماز تام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی  
درد اور مصیبت کی وجہ سے طاری ہو تو  
اس کی نماز فاسد ہے یہ امام ابو حنیفہ  
اور امام محمد دونوں کا قول ہے۔

(۵) علامہ شیخ احمد مطاویٰ حاشیہ الطحاوی علی مراۃ الفلاح صفحہ ۷۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الوجد مراتب وبعضہ  
یسلب الاختیار  
فلا وجه لمطلق الانکار  
وفی التتارخانیہ  
ما یدل علی جوازہ  
للمغلوب الذی  
حرکاتہ کحرکات  
المرتعش ۵۔

وجد کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وجد ایسا  
ہوتا ہے جو اختیار کو سلب کر لیتا ہے پس  
مطلقاً انکار کے لیے کوئی گنجائش نہیں  
فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ مغلوب  
الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی  
حرکات کی طرح غیر اختیاری ہوتی ہیں  
(اس کے لیے نماز کے اندر بھی یہ  
حالت جائز ہے)۔

(۶) حضرت علامہ علی بن حسین الواعظ الکاشفی اپنی کتاب شحات صفحہ ۷۱ ارشاد نمبر ۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

وہم وی میگفت کہ یکی از علماء رسوم نزد

شیخ ما آمدہ بود میگفت حال اہل رقص و سماع از دو حال بیرون نیست یاد ران وقت شعور دارند یا ندارند۔ اگر شعور دارند باوجود شعور حرکت و رقص و اظہار بے خودی بغایت قبیح است و اگر شعور ندارند بعد از شعور طہارت نکرده نمازی گزارند قبیح تر است۔ شیخ در جواب آن دانشمند گفتند کہ اسباب نقض یکے آن است کہ عقل مسلوب می شود۔ چنانچہ مجاہدین را واقع است و دیگرے آنکہ عقل مستور میگردد چنانچہ در حال اغما می باشد۔ اما بے شعوری این طائفہ در حال رقص و سماع نہ مسلوب شدن عقل است و نہ مستور شدن عقل است بلکہ این بے شعوری راجحت آنست کہ در آن محل عقل کلی از عالم الہی برین عقل جزوی قابض گردد۔ و در مملکت وجود سالک حاکم و غالب میشود۔ و این عقل کلی را قوت و قدرت آن ہست کہ تدبیر و ضبط عالمی کند چہ جائے تدبیر و ضبط بدن در آن حال در ظل حمایت و تدبیر اوست و آن عقل کلی مدبر در مقام حفظ و نگہداشت او بلکہ نواقض وضو در آن

اور اس نے کہا کہ ظاہری علماء میں سے ایک عالم ہمارے شیخ کے پاس آیا تھا اس نے کہا کہ رقص و سماع کرنے والوں کا حال دو حالتوں میں ہوتا ہے یا تو وہ شعور رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے اگر وہ شعور رکھتے ہیں تو باوجود شعور کے حرکت و رقص کرنا اور بنخودئی کا اظہار کرنا نہایت برا عمل ہے اور اگر وہ شعور نہیں رکھتے تو شعور میں آنے کے بعد بغیر طہارت (وضو وغیرہ) نماز پڑھتے ہیں تو یہ بہت ہی برا عمل ہے اس دانا شخص کے جواب میں ہمارے شیخ نے فرمایا کہ اس کی خرابی کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ عقل مسلوب ہو جاتی ہے پاگلوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے دوسرا یہ کہ عقل مستور ہو جاتی ہے ایسا بے ہوش لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اس گروہ کی رقص و سماع کے وقت بے شعوری سے عقل نہ مسلوب ہوتی ہے اور نہ مستور ہوتی ہے بلکہ اس بے شعوری کا سبب یہ ہے کہ اس موقع پر عقل کلی عالم الہی سے اس عقل پر جزوی طور پر قابض ہو جاتی ہے اور سالک کے وجود کی مملکت پر قابض

کر کے حاکم ہو جاتی ہے۔ اس عقل کلی کی طاقت و قدرت یہ ہے کہ وہ بدن کی تدبیر و ضبط کی بجائے عالمی کی تدبیر و ضبط کرتی ہے اس حالت میں ظل میں اس کی حمایت اور تدبیر ہوتی ہے اور وہ عقل کلی تدبیر کر کے اس مقام پر حفاظت و نگرانی کرتی ہے اس موقع پر وضو میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ اس مقام پر مرید صادق اس کی طبیعت اور احکام سے مکمل باہر آ جاتا ہے اور وہ بشری ضرورتوں سے آزاد ہو جاتا ہے پس اس وقت نیا وضو کرنے کی قطعی طور پر ضرورت نہیں ہوتی۔

محل نمی ماند۔ چه طالب صادق در آن محل از طبیعت و احکام او تمام بیرون می آید و از لوازم بشریت خلاص میشود پس در آن وقت بتجدید وضو اصلاً احتیاج نیفتد۔

(۷) فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۰ پر مرقوم ہے کہ

ولو ان فی صلوتہ  
او تأوہ اوبکی فارتفع  
بکائہ فحصل له  
حروف فان کان من  
ذکر الجنة او النار  
فصلوتہ تامۃ وان کان  
من وجع او مصیبة  
فسدت صلوتہ ولو  
تأوہ لکثرة ذنوب  
لا یقطع الصلوة

----وتفسير الانين  
ان يقول اه اه وتفسير  
التاوه ان يقول اوه كذا  
في التاتارخانيه

اگر کسی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کہایا  
بکاء مرتفع سے رویا جس کی وجہ سے  
حروف حاصل ہوں پس اگر یہ حالت  
جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو تو  
نماز صحیح اور کامل ہے اور اگر یہ حالت  
دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہے تو  
پھر نماز فاسد ہے اگر گناہوں کی کثرت  
کی وجہ سے اوہ کیا تو بھی نماز فاسد نہیں  
ہے۔۔۔۔۔ انین کی تفسیر یہ ہے کہ آہ  
آہ کریں اور تاوہ کی تفسیر یہ ہے کہ اوہ  
کریں فتاوی تاتارخانیہ میں بھی اسی  
طرح مذکور ہے۔

(۸) فتاویٰ بنازیہ علیٰ ہامش عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۳۶ پر عبارت اس طرح  
ہے۔

وان ارتفع صوتہ  
فحصل بہ حروف  
انکان من ذکر الجنة  
او النار لم تفسد صلوٰتہ  
وانکان من جمع  
او مصیبة تفسد  
صلوٰتہ۔

اگر نماز میں آواز مرتفع ہو گئی اور اس  
سے حروف حاصل ہوں تو اگر جنت یا  
دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہے تو نماز فاسد  
نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی درد و مصیبت  
کی وجہ سے روئے تو پھر نماز فاسد  
ہو جائیگی۔

مذکورہ بالا تمام عبارات پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وجہ جو کہ انوار ایہ  
کے غلبہ کی وجہ سے سا لکین اور خاشعین پر طاری ہوتا ہے خواہ بعض بدن پر طاری  
ہو یا تمام بدن پر خواہ بے اختیار آوازیں اور اور صیاح مع احروف نکل آئیں یا بکاء



مرتفع کی وجہ سے حروف ظاہر ہو جائیں خواہ آہ آہ یا اف نکل جائے خواہ نماز کے اندر یہ مذکورہ حالات پیش آجائیں یا نماز سے باہر پیش آئیں تو تمام صورتوں میں یہ حالت محمودہ اور مسحونہ ہے اور ثابت بالکتاب والفقہاءت ہے نہ اس سے نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے بلکہ اولیائے کرام کی صفت ہے پس اس جائز اور محمود حالت کو حرام اور دھوکہ بازی قرار دینا کتنا قبیح اور کفر بواح ہے۔

یہ شرعی مسئلہ ہے کہ نماز میں عمل کثیر بلا اصلاح مفسد صلوٰۃ ہے لیکن واردات غیر اختیار یہ کی وجہ سے سالک معذور بن جاتا ہے جس طرح اخراج ریح، پیٹ کے چلنے اور دعاف دائم کی وجہ سے انسان معذور بن جاتا ہے اور جس طرح مرتعش اپنی حرکات غیر اختیار یہ میں شرعاً معذور ہوتا ہے اسی طرح انوار ایہ کے ورود کی وجہ سے حرکات وصیاح میں سالک بطریق اولیٰ معذور ہے اور اس کی نماز فاسد نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ اگر سالک مغلوب الحال سے نماز میں حرکات اور اضطرابات کثیرہ صادر ہو جائیں اور عمل کثیر غیر اختیاری کے ساتھ نماز ادا کرے اور پھر یہ حالت ختم ہو جائے اور نماز کا وقت بھی باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرنا چاہیے کیونکہ عذر ختم ہو گیا لیکن اگر نماز میں مشغول ہوتے ہی یہ حال پیش آجاتی ہے تو پھر عذر کے باقی رہنے کی وجہ سے اعادہ لازم نہیں۔ کذا حققہ المفسرون والفقہاء رحمہم اللہ اجمعین۔

عام افادہ کے لیے دو اہم مسائل کی وضاحت :

پہلا مسئلہ اکثر لوگ شلوار کو ٹخنوں سے نیچے کر کے نماز پڑھتے ہیں تو شرعی مسئلہ یہ ہے کہ تکبر اور سجاوٹ کی وجہ سے شلوار کا ٹخنوں سے نیچے کرنا نماز کے اندر اور باہر دونوں حالت میں حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ جس گناہ میں وعید کا ذکر ہو چکا ہو وہ گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے نیز ایسے گناہ پر استبرار کرنا کفر تک پہنچا دیتا ہے اس زمانہ میں اکثر علماء بھی اس گناہ میں مبتلا ہیں اور عوام نے تو اس کو شیوہ بنالیا ہے تو خبردار رہنا چاہیے کہ نماز کے باہر بھی یہ عمل حرام ہے چہ جائیکہ نماز کے اندر ہو بلکہ نماز کے اندر اس عمل کے ارتکاب سے نماز قبول نہیں

ہوتی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں تو ہم بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں لہذا اس عمل کے ارتکاب میں ہمارے لیے کچھ گناہ نہیں۔“ حالانکہ وہ دوسرا آدمی جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ نماز اور وضو دونوں کا اعادہ کرو تو وہ بھی تو صحابی تھا عجب معاملہ ہے کہ وہ صحابی تو اس حکم سے مستثنیٰ نہ ہوا اور آج کے دور کے لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہو گئے حالانکہ اس زمانے میں بناؤ سنگھار کی خاطر اس عمل کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو خود کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح تصور کرنا کتنی بڑی جرات ہے۔

۱۔ جس طرح پیر محمد نے ایک دفعہ مجلس دستار بندی کے موقع پر آٹھ دفعہ ایک نماز میں بلا عذر اعادہ عمل کثیر کیا۔

اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ہم چند احادیث نقل کریں گے تاکہ لوگ اس بلا عظیم سے بچ جائیں۔

## اسبال فی الازار کی اقسام:

یہ عمل (جس کا اوپر ذکر ہوا) اسبال فی الازار (کپڑوں کا لٹکانا) ہے۔ اسبال فی العمامہ یہ ہے کہ اس کا شملہ ناف کی حد سے زیادہ لمبا کیا جائے۔ چادر میں اسبال یہ ہے کہ چادر کا کونہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ اسبال فی القمیص یہ ہے کہ قمیض کا دامن ٹخنوں سے نیچے ہو جائے۔ شلوار اور ازار میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے کیا جائے۔ یہ اسبال کی اقسام ہیں جو کہ نماز کے اندر اور باہر حرام ہیں خصوصاً اس کے ساتھ نماز قبول نہیں ہوتی۔

احادیث مبارکہ فی تردید اسبال الازار والسر اویل فی الصلوۃ  
و خارج الصلوۃ:

(۱) عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ  
قال بینما رجل یصلی

مسبلا ازاره فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذهب فتوضا فذهب فتوضا ثم جاء فقال اذهب فتوضا فقال له رجل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم مالک امرته ان يتوضا ثم سكت عنه قال انه كان يصلي وهو مبسل ازاره وان الله لا يقبل صلوٰة رجل مبسل - (ابوداؤد صفحہ ۲۱۰ جلد دوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا پھر وضو کر تو وہ شخص گیا اس نے دوبارہ وضو کیا پھر واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا پھر وضو کر۔ تو اس شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے؟ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو وضو کا ارشاد فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ یہ شخص ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ازار نیچے لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا۔

(۲) دہلی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے۔

علامة المنافق تطويل سراويله فمن طول سراويله حتى يدخل تحت قدميه فقد عصي الله ورسوله ومن عصي الله ورسوله ففي النار - (کنز العمال صفحہ ۳۱۷ جلد ۱۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی نشانی شلوار کو لمبا کرنا ہے جس نے شلوار کو لمبا کیا حتیٰ کہ قدموں کے نیچے ہو جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وہ اللہ کی لعنت میں ہے۔

و سلم کی نافرمانی کی تو اس کے لیے  
دوزخ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی  
اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں  
کہ آپ نے فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے  
جس کی شلوار ہوگی وہ شخص دوزخ میں  
جائیگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ازار کو  
ٹخنوں سے نیچے کرنے والے کو نظر  
رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف  
نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جس نے  
غرور تکبر سے اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے  
رکھا۔

(۳) عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ  
عن النبی ما اسفل من  
الکعبین من الازار ففی  
النار۔ (بخاری صفحہ ۸۶۱ جلد دوم)

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ  
ان اللہ لا ینظر الی  
مسبل ازار۔ (کنز العمال  
صفحہ ۳۱۵)

(۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان  
رسول اللہ قال لا ینظر  
اللہ الی من جر ثوبہ  
خیلاء۔ (مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد دوم)

دوسرا مسئلہ پنجاب کے اکثر لوگ اس غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ نماز میں بلا عذر  
تخنہ کھکھارنا کرتے ہیں حالانکہ اسی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس میں رعایت یہ  
ہے کہ اگر گلا اتنا بند ہو جائے کہ قرات کے وقت حروف اپنے مخرج سے ادا نہ  
ہو سکیں تو پھر تخنہ جائز ہے ورنہ مفید صلوٰۃ ہے۔

آیات قرآنیہ فی ثبوت مطلق الوجہ :

نماز کے اندر اور باہر دونوں حالات میں وجہ اور اعتسار جسد ثابت ہے بلکہ  
محبوبان خدا کے صفت ہے۔

(۱) اللہ نزل احسن  
الحديث كتابا متشابها  
هثانی تقشعر منه جلود  
الذین یخشون ربهم ثم  
تلین جلودهم وقلوبهم  
الی ذکر اللہ۔ (الزمر آیت  
۱۲۳)

اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا  
ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی  
ہے بار بار دھرائی گئی ہے جس سے ان  
لوگوں کے جو کہ اپنے رب سے ڈرتے  
ہیں بدن حرکت میں آنے لگتے ہیں پھر  
ان کے بدن اور دل نرم اور منقاد ہو کر  
اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں  
(یعنی بدن کی حرکات اور اضطرابات کے  
بعد بدن اور دل ذکر خداوندی میں نرم  
ہو کر ذاکر بن جاتے ہیں)۔

(۲) فلما تجلی ربہ للجبل  
جعلہ دکا وخر موسیٰ  
صعقا۔ (سورہ الاعراف آیت  
۱۲۳)

جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی  
(جو کہ صفات کی تجلی تھی) تو اس تجلی نے  
پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ  
السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(کما استدل بہ  
المظہری وجمع من  
المفسرین  
رحمہم اللہ)

اور موسیٰ علیہ السلام نے ستر آدمی اپنی  
قوم میں سے ہمارے وقت معین پر  
لانے کے لیے منتخب کیے پس ان کے  
بدن پر حرکت طاری ہو گئی۔

(۳) واختار موسیٰ قومہ  
سبعین رجلا لمیقاتنا  
فلما اخذتهم الرجفة  
(سورہ الاعراف آیت ۱۵۵) کما استدل  
بہ روح المعانی۔

(۴) فلما راینبہ اکبر نہ

و قطعن ایدیہن (سورہ یوسف آیت ۳۱) کما استدلال بہ روح البیان۔

پس عورتوں نے جب یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس کے جمال سے حیران رہ گئیں (اور وجد و حیرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔ (تو جمال خداوندی سے یہ حال ہونا بطریق اولیٰ ثابت ہو گیا)

(۵) لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرأیة خاشعا متصدعا من خشية الله (سورہ المحشر آیت ۲۱) کما استدلال بہ جمع من المفسرین۔

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے محبوب) تو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ (جیسا پہاڑ کا حال ہوتا ویسا ہی خاشع انسان کا ہوتا۔ علی حسب اختلاف الاستعدادات)

اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔

اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔

(۶) یا ایہا المزمحل

(۷) یا ایہا المدثر

(کما هو ظاہر من شان نزول عند بدأ

لوحی)

(۸) انما المؤمنون الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبہم (سورہ انفال آیت ۲) (کما هو ظاہر من العبارات وغیرہ ذالک من ال آیات القرآنیہ)

ایمان والوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ (قلوب کی خشیت کے ساتھ قلوب کی حرکت ملائم اور مناسب ہے جیسا کہ یرجف فوادہ سے واضح ہے)

نماز سے خارج اوقات میں سا لکین پر وجد طاری ہوتا ہے چونکہ مقلد کے لیے ماخذ استدلال اپنے مذہب کے فقہائے نرا م کے اقوال ہیں لہذا ان کی کتابوں سے

چند عبارات نقل کی جاتی ہیں تاکہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے نیز طالب حق کے لیے مشعل راہ بنے اور منکرین حق کے لیے محبت بن جائے۔

(۱) مفسر جلیل اور فقیہ سبیل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”حاوی الفتاویٰ“ جلد دوم صفحہ ۲۲۴ میں فرماتے ہیں۔

مسئلہ : فی جماعة صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جماعت جب ذکر کے لیے جمع ہو چکی ہو پھر ایک شخص مجلس سے ذکر کرتے ہوئے اٹھ جائے اور انوار الہیہ کے ورود کی وجہ سے یہ حالت اس سالک پر مداومت سے طاری ہو جائے۔ پس کیا یہ کام اس سالک کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ خواہ اختیار سے اٹھتا ہے خواہ بے اختیار ہو کر۔ نیز کیا اس سالک کو اس حال سے منع کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور کیا اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب : لا انکار علیہ فی ذلک وقد سئل عن هذا السئوال بعینہ شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی فاجاب بانہ لا انکار علیہ فی ذلک ولیس لمانع التعدی بمنعہ ویلزم المتعدی



جواب : اس سالک پر اس حال میں کوئی اعتراض اور انکار نہیں۔ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ سالک پر کوئی انکار نہیں اور کسی کو جائز نہیں کہ اس سالک کو اس حال سے منع کرے بلکہ اس حال سے منع کرنے والے کو سرزنش کرنا لازم ہے علامہ برہان الدین انبای رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ سوال پوچھا گیا تھا۔ تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور فرمایا کہ یہ سالک صاحب الحال مغلوب ہے اور اس سے انکار کرنے والا محروم ہے۔ منکر نے تاجہ کی لذت حاصل نہیں کی اور عشق حقیقی کا مشروب منکر کو نصیب نہیں۔ حتیٰ کہ علامہ موصوف نے اپنے جواب کے آخر میں فرمایا ہے خلاصہ یہ ہے کہ صوفیا کرام کے حال تسلیم کرنے میں سلامتی ہے۔ اسی طرح بعض آئمہ احناف اور مالکیہ نے بھی یہ جواب دیا ہے سب نے اس سوال کے جواب پر اتفاق کیا ہے جس میں کسی مخالفت کی گنجائش نہیں۔

بذلك التعذیر وسئل  
عنه العلامة برهان  
الدین الانبای فاجاب  
بمثل ذلك وزاد ان  
صاحب الحال مغلوب  
والمنکر محروم ما ذاق  
لذة التواجد ولا صفاله  
المشروب الى ان قال  
فی اخر جوابه  
وبالجملة فالسلامة  
فی تسلیم حال القوم  
واجاب ایضا بمثل  
ذلك بعض ائمة  
الحنفية والمالكية  
كلهم كتبوا علی هذا  
السوال بالموافقة من  
غير مخالفة۔

(اقول) وکیف ینکر

الذکر قائما والقیام  
ذاکرا وقد قال اللہ  
تعالیٰ "الذین یدکرون  
اللہ قیاما وقعودا وعلی  
جنوبہم" و "قالت  
عائشة رضی اللہ عنہا  
کان النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم یدکر اللہ  
علی کل احیاءہ" وان  
انضم الی هذا القیام  
رقصا ونحوہ فلا انکار  
علیہم لان ذلک من لذة  
الشہود او المواجید  
وقد ورد فی الحدیث  
رقص جعفر بن ابی  
طالب بین یدی النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم لما  
قال لہ "اشبہت خلقی  
وخلقی" وذلک من لذة  
هذه الخطاب ولم ینکر  
ذلک علیہ النبی صلی  
اللہ علیہ وسلم فکان  
هذا اصلا فی رقص  
الصوفیة

(میں کہتا ہوں) کہ کیونکر کھڑے ہو کر  
ذکر کرنے سے یا ذکر کرتے ہوئے  
کھڑے ہونے سے منع کیا جائیگا؟ جب  
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "عائشہ  
لوگ وہ ہیں جو کھڑے ہو کر اور بیٹھے  
ہوئے اور لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر  
کرتے ہیں۔" اسی طرح حضرت عائشہ  
صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ  
"نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمام  
اوقات میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔"  
اسی طرح اگر سالک نے قیام کے ساتھ  
رقص کیا یا چیخ و پکار کی تب بھی کوئی  
انکار یا اعتراض اس پر نہیں ہوگا کیونکہ  
یہ حالت شہود اور مواجید کی لذت کی بنا  
پر طاری ہوتی ہے اور حدیث شریف  
میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا رقص  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے  
ثابت ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان  
سے فرمایا "کہ آپ کے اخلاق اور شکل  
مجھ سے مشابہ ہیں۔" پس ان پر اس  
خطاب کی لذت کی وجہ سے رقص  
طاری ہو گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ان پر کوئی انکار ظاہر نہیں کیا  
پس یہ حدیث تقریری صوفیا کرام کے

یدر کونہ من لذاة  
المواجد وقد صح  
القیام والرقص فی  
مجالس الذکر  
والسمع عن جماعة  
من کبار الائمة منهم  
شیخ الاسلام عزالدين  
بن عبدالسلام۔

رقص اور وجد پر دلیل ہے کیونکہ حقیقی  
صوفیاء کرام پر یہ حالت مواجید کی لذت  
سے طاری ہوتی ہے اسی طرح مجالس  
ذکر اور محافل سماع میں قیام اور رقص  
بھی جائز ہے اور آئمہ کبار سے ثابت  
ہے جن میں شیخ الاسلام عزالدین بن  
عبدالسلام کا نام مبارک سرفہرست  
ہے۔

(۲) علامہ محقق اور مدقق سید محمد آمین افندی شہیر بن عابدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی  
تصنیف ”مجموعۃ الرسائل لابن عابدین“ میں فرماتے ہیں۔

ولا کلام لنا مع الصدق  
من ساداتنا الصوفیة  
المبرئین عن کل  
خصلۃ ردیۃ فقد سئل  
امام الطائفتین سیدنا  
الجنید رحمۃ اللہ  
علیہ ان قوما  
یتواجدون ویتمایلون۔  
فقال دعوہم مع اللہ  
تعالی یفرحون فانہم  
قوم قطعۃ الطریق  
اکبادہم ومزق النصب  
فؤادہم وضاقوا ذرعاً  
فلا حرج علیہم۔ اذا

تنفسو مداواة لحالهم  
ولو ذقت مزاقهم  
عذرتهم في صياحهم  
وشق ثيابهم- وبمثل  
ما ذكره الامام الجنيد  
اجاب العلامة النحرير  
ابن كمال باشا لما  
استفتى عن ذلك حيث  
قال- شعر

اور ہم صادقین سادات صوفیاء کرام  
کے متعلق کوئی بات نہیں کر سکتے جو کہ  
تمام اخلاف رذیلہ سے مبرا ہیں حضرت  
امام الطائفتین سیدنا جنید بغدادی رحمۃ  
اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بعض  
صوفیاء کرام ایسے ہیں کہ تواجد کرتے  
ہیں اور دائیں بائیں حرکات کرتے ہیں  
یہ کس طرح ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ  
ان کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں چھوڑ دو  
تاکہ خوش ہو جائیں کیونکہ یہ ایک ایسی  
قوم ہے کہ طریقت نے ان کے دل پھاڑ  
دیئے ہیں اور مصائب برداشت کرنے  
سے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا  
ہے۔ ان کا حوصلہ کم ہو گیا ہے وہ تیز  
سانس لیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ  
اس حال کی مداومت کے لیے وہ سانس  
لیتے ہیں اور اگر ان کے حاصل شدہ  
انوار کا ذائقہ تجھے معلوم ہوتا تو ان کو  
چیخ و پکار اور کپڑے پھاڑنے میں معذور  
سمجھتا۔ اسی طرح جب علامہ ابن کمال  
پاشا رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلہ کے  
بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بھی  
جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح  
جواز کا فتویٰ دیا۔ انہوں نے اپنے شعر

میں فرمایا ہے کہ (شعر)

مافی التواجدان      تو اجد اور وجد کرنے میں کوئی حرج نہیں  
حققت من حرج

ولا التماثل ان اخلصت      اور نہ دائیں بائیں طرف حرکت  
من باس      کرنے میں کوئی حرج ہے۔

فقتت تسعى على رجل      جب یہ حالت علل باطنی سے پاک  
و حق لمن      لوگوں پر طاری

دعاه مولاه ان يسعى      ہو جائے پس وجد کی وجہ سے کھڑے  
على الراس      ہو کر دوڑنا جائز ہے بلکہ جس کو اس کا

مولا بلائے تو اس کو سر کے بل دوڑ کر  
جانا چاہیے۔

الرخصته فيما ذكر من  
الاولضاع عند الذكر  
والسماع للعارفين  
الصارفين اوقاتهم الى  
احسن الاعمال  
السالكين والمالكين  
لضبط انفسهم عن قبائح  
الاحوال فهم لا  
يستمعون الا من الا له  
ولا يشاقون الا له ان  
ذكروه ناحوا وان  
شكروه باحوا وان  
وجدوه صاحوا وان

شهدوه استراحوا وان  
 سرحوا في حضرات  
 قربه ساحوا اذا غلب  
 عليهم الوجد بغلباته  
 وشربوا من موارد  
 ارادته فمنهم من طرقته  
 طوارق الهيبة فخر  
 وذاب ومنهم من برقت  
 له بوارق اللطف  
 فتحرك وطاب ومنهم  
 من طلع عليهم الحب من  
 مطلع القرب  
 فسكرو غاب هذا ماعن  
 لي في الجواب الله  
 اعلم بالثواب - شعر -

مذکورہ مواضع پر محافل ذکر اور مجالس  
 سماع میں کامل عارفین کے لیے وجد و  
 رقص کی اجازت ہے وہ عارفین اپنے  
 اوقات کو بہترین اعمال میں گزارتے  
 ہیں وہ طریقت کے ایسے سالکین ہیں جو  
 اپنے نفوس کو برے احوال سے روکنے  
 پر مختار ہوتے ہیں پس ان صفات پر  
 متصف صوفیا اپنے پروردگار ہی سے  
 سنتے ہیں اور صرف اللہ کی جانب ان کا  
 شوق ہوتا ہے جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں  
 تو روتے ہیں جب اس کا شکر کرتے ہیں  
 تو خوش ہوتے ہیں جب ان کو وجد ہوتا  
 ہے تو چیختے ہیں اور جب محبوب حقیقی کا  
 مشاہدہ کرتے ہیں تو آرام پاتے ہیں اور  
 اگر اللہ کے قرب کے مراتب میں ان کو  
 حصہ نصیب ہوتا ہے تو اس میں سیر  
 کرتے ہیں (اور مقامات عالیہ طے  
 کرتے ہیں) جب ان پر وجد غلبہ کرتا  
 ہے اور اللہ تعالیٰ کی ارادت کے موارد  
 سے پیتے ہیں بعض سالکین پر ہیبت کی  
 امواج وارد ہوتی ہیں پس وہ گر پڑتے  
 ہیں اور ان کے بدن لاغر ہوتے ہیں اور  
 بعض سالکین پر لطف خداوندی کے  
 انوار نازل ہوتے ہیں پس وہ حرکات

کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور بعض پر قرب خداوندی کے مطلع سے حسب نمودار ہوتی ہے پس سکر میں آجاتے ہیں اور اپنے آپ سے غائب ہو جاتے ہیں (جسے مقام سکر اور مقام غیبت کہا جاتا ہے) پس مذکورہ حالات جائز ہیں مجھے یہی جواب کا اظہار ہوا۔ اللہ تعالیٰ حق بات کو خوب جانتا ہے۔  
شعر۔۔۔

و من یک وجدہ وجدا صحیحاً  
جس کسی کو صحیح وجد نصیب ہوا ہو

فلم یحتج الی قول المغنی  
تو اس کو مغنی کے نغمہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

لہ من ذاتہ طوب قدیم  
کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے

وسکر دائم من غیر دن  
ازلی مستی نصیب ہوتی ہے اور شراب کے برتن کے بغیر اسے حقیقی شراب محبت کا دائمی سکر نصیب ہو جاتا ہے۔

(مجموعۃ الرسائل صفحہ ۱۷۳ جلد اول  
فتاویٰ ردالمختار صفحہ ۳۰۷ جلد سوئم)

(۳) علامہ سید احمد لطاویؒ اپنی کتاب ”حاشیۃ الطحاوی علی ردالمختار“  
صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ جلد چہارم میں رقمطراز ہیں۔

و من الفقهاء من لم یمنع  
الرقص حیث وحد لذۃ



الشهود فقلب عليه  
الوجد واستدلوا بما  
وقع الجعفر ذي  
الجناحين لما قال له  
صلى الله عليه وسلم  
اشبهت خلقى وخلقى  
فجعل اى مسى على  
رجل واحد ة وفى  
رواية "رقص من لذة  
هذا الخطاب ولم ينكر  
عليه النبى صلى الله  
عليه وسلم وجعل ذلك  
اصلا لجواز رقص  
الصوفية عند  
ما يجدونه من لذة  
الوجد فى مجلس  
الذكر والسماع وفى  
التاتار خانیه ما يدل  
على جوازه للمغلوب  
الذى حر كاته  
كحر كات المرتعش  
وبهذا افتى البلقينى  
رحمة الله عليه  
وبرهان الدين الانباسى

فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہ میں سے  
بعض فقہاء کرام رقص کو منع نہیں کرتے  
کیونکہ انہوں نے خود شہود کی لذت کو  
پالیا ہے جس وقت سالک پر وجد غلبہ پاتا  
ہے تو یہ فقہائے کرام اس حدیث  
تقریری سے استدلال کرتے ہیں کہ  
جب جعفر ذی الجناحین رضی اللہ عنہ کو  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ آپ کے اخلاق اور شکل مجھ  
سے مشابہت رکھتے ہیں تو اس خطاب  
کے سننے سے جعفر رضی اللہ عنہ ایک پاؤں پر  
چلنے لگے اور دوسری روایت میں ہے  
کہ اس خطاب کی لذت سے رقص  
کرنے لگے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ان کے اس رقص پر انکار  
نہیں کیا پس ان فقہائے کرام رحمۃ اللہ  
علیہ نے اس حدیث کو صوفیہ کرام کے  
رقص و دوران کے اثبات کے لیے ماخذ  
استدلال بنایا ہے کیونکہ صوفیہ کرام بھی  
محافل ذکر اور مجالس سماع میں وجد کی  
لذت کی وجہ سے ایسا ہی کرتے ہیں  
فتاوی تاتار خانیه میں ہے کہ مغلوب  
الحال سالک کے لیے (نماز کے اندر اور  
باہر) حرکت کرنا اور چیخنا جائز ہے جبکہ

اس کی حرکات مرتعش کی طرح غیر  
 اختیاری ہوں۔ (لیکن اگر اختیاری  
 حرکات ہوں تو جائز نہیں) اسی طرح کا  
 فتویٰ علامہ بلیغی رحمۃ اللہ علیہ اور  
 برہان الدین انبای رحمۃ اللہ علیہ نے  
 بھی دیا ہے۔

(۴) علامہ مفتی فقیہ فہم اور صوفی اعظم علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب ”حدیثۃ النبیہ شرح طریقۃ محمدیہ“ صفحہ ۵۲۳ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں۔

واعلم ان هذا الذي سبق ذكره في المتن عن عبارة الفقهاء جميع في ترديد الوجد في حق من ذكرناهم من طائفة المتصوفة - الله تعالى اعلم بايمانهم فلا تنزلهم انت في حق كل من وجدتهم على شبه منهم وقياس منك لهم عليهم فان الشيطان للانسان عدو مبين والا فان طريق والتواجد الذي تعلم الفقراء الصادقون في هذا الزمان وبعده كما كانوا يعلمونه من قبل في الزمان الماضي نور وهداية واثرا لتوفيق من الله تعالى وعنايته وقال المناوي في

اور جان لیجئے کہ متن حدیقہ میں فقہاء اور علماء کرام کی جو عبارات تردید وجد کے بارے میں مذکور ہوئیں تمام کے تمام طائفہ متصوفہ (خلاف شریعت ناقص پیروں) کے حق میں ہیں اور انہی پر محمول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو جانتا ہے۔ پس تم ہر شخص پر ایسی تنقید نہ کرو کہ متصوفہ کے ساتھ مشابہت صوری کی وجہ سے کامل مکمل اشخاص کو بھی انہی پر قیاس کیا جائے۔ کیونکہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے (پس مذکورہ قیاس مع الفارق شیطان کی مداخلت کا سبب ہے) ورنہ فقر اصادیقین کا وجد اور تواجد اس زمانہ میں اور آئندہ زمانہ میں بھی گذشتہ زمانے کے موافق نور اور ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اثر ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی اور عنایت ہے۔ امام مناوی ”طبقات الاولیاء میں شیخ ابراہیم رسونی کی سیرت کی بحث میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی

طبقات الاولیاء فی  
ترجمة الشيخ  
ابراهيم الدسوتی انه  
قيل لجنيد ان قوما  
يتواجدون ويتمایلون  
فقال دعوهم مع الله  
تعالی یفرحون فانهم  
قوم قطعت الطريق  
اکبادهم ومزق النصب  
فوادهم وضاقوا ذرعا  
فلا حرج علیهم اذا  
تنفسوا مداواة لحالهم  
ولو ذقت مذاقهم  
عذرتهم فی صياحهم  
وشق ثيابهم --- الی ان  
قال --- وربما غلب  
الولہ علی اهل الله  
تعالی والوجد حتی  
یغیبوا عن وجودهم  
فتبدوا منهم احوال  
وافعال لو صدرت من  
احد وهو مشاهد الفعل  
والاحساس بین یدیهم  
لحكموا علیہ انه خرج

سے پوچھا گیا کہ بعض صوفیہ کرام تواجد  
کرتے ہیں دائیں بائیں حرکات کرتے  
ہیں یہ کس طرح ہے انہوں نے فرمایا کہ  
ان حضرات کو رہنے دو کہ اللہ تعالیٰ کے  
ساتھ خوشی کریں کیونکہ یہ ایسی قوم ہے  
کہ طریقت نے ان کے دل چیر دیے  
ہیں اور مصائب برداشت کرنے سے  
جگر پارہ پارہ ہو گئے ہیں حتیٰ کہ ان کا  
حوصلہ تنگ ہو گیا ہے پس ان پر کوئی  
خرج نہیں جبکہ وہ شدید سانس لیں تاکہ  
ان کا حال دائمی رہ جائے اور اگر تم ان  
کے حال کو محسوس کرتے تو ان کو اپنے  
چیننے میں معذور سمجھتے اور ان کو اپنے  
کپڑے پھاڑنے میں بھی معذور  
سمجھتے۔۔۔۔۔ کچھ آگے فرماتے ہیں  
۔۔۔۔۔ کہ اکثر اوقات اولیاء کرام پر  
دیوانگی اور وجد کی کیفیت غالب ہوتی  
ہے حتیٰ کہ وہ اپنے وجود سے غائب  
ہو جاتے ہیں پس ان سے ایسے احوال  
اور افعال صادر ہوتے ہیں کہ اگر  
باہوش آدمی سے یہی احوال و افعال  
صادر ہوں تو لوگ ان پر حکم کریں گے  
کہ یہ آدمی عقل و دانش کے دائرہ سے  
خارج ہے اور ان کے افعال کو دیوانوں

عن حد العقل والحقوا  
 تلك الافعال باحوال  
 المجانين كالرقص  
 والدوران وتخریق  
 الثياب و هی حالة  
 شریفة علامة صحتها  
 ان تحفظ علی صاحبها  
 اوقات الصلوة وسائر  
 الفرائض فیرد فیها  
 علیهم عقولهم وهذا  
 حالة جماعة من  
 اولیاء اللہ تعالیٰ منهم  
 ابوبکر الشبلی  
 وابوالحسن الثوری  
 وسمنون المحب  
 وسعدون المجنون  
 وامثالهم ذکر الیافعی  
 عن بعضهم قال رأیت  
 الشبلی قائم یتواجد  
 وخرق ثوبه وهو یقول  
 کے افعال کے مطابق قرار دیں مثلاً  
 رقص کرتے رہیں گے اور اپنے کپڑے  
 پھاڑتے رہیں گے۔ یہ نیک اور شریف  
 حالت ہے۔ ان کی صحت کی علامت یہ  
 ہے کہ ایسے صاحب حال نماز کی پابندی  
 کرتے رہیں گے اور تمام فرائض ادا  
 کریں گے اور نماز میں ان کی عقلیں  
 موجود ہوں گی (اگرچہ مسلوب الاختیار  
 ہو) یہ حال بڑے اولیاء کرام پر بھی  
 طاری ہوا ہے جیسا کہ ابوبکر شبلی  
 ابوالحسن ثوری "سمنون المحب" اور  
 سعدون المجنون وغیرہم۔ علامہ یافعی  
 فرماتے ہیں کہ میں شیخ شبلی کو دیکھا  
 کہ کھڑے ہو کر تواجد کرتے رہے اور  
 اپنے کپڑوں کو پھاڑ دیا اور یہ شعر پڑھتے  
 رہے۔

شققت ثوبی علیک  
 حقا  
 و مالثوبی اردت خرقا  
 اردت قلبی فصادفتہ  
 یدای بالحبیب اذبرقا  
 لو کان قلبی مکان حبیبی  
 لکان للشق مستحقا  
 میں نے اپنے کپڑوں کو آپ کے عشق  
 میں چیر پھاڑ  
 دیا حالانکہ میرا پیرے پھاڑنے کا ارادہ  
 نہ تھا میرا  
 تو دل کو چیرنے کا ارادہ تھا مگر میرا ہاتھ  
 میرے  
 کپڑوں اور گریبان سے جا ملرایا۔ اگر  
 میرے گریبان  
 کی جگہ میرا دل ہوتا تو یقیناً چیرے جانے  
 کا  
 مستحق دل ہی تھا۔

(حدیقتہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ

۵۲۳ جلد ۲)

(۵) علامہ امام عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ”انوار قدسیہ“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقال سیدی یوسف العجمی ”وما ذکر وہ من اداب الذکر محله فی الذاکر المختار اما مسلوب الاختیار فهو مع ما یرد علیہ من الاسرار فقد یجری علی لسانہ اللہ اللہ اللہ اللہ او ہو ہو ہو ہو کبھی لا لا کبھی آہ آہ کبھی عا عا کبھی آ آ اور کبھی ہا ہا ہا ہا با اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں اور کبھی اس کی زبان پر بغیر حروف کے آوازیں جاری ہوتی ہیں اور کبھی بعض کو بعض سے خلط ملط کر کے چیتا ہے اور اس کے لیے ادب یہ ہے کہ وارد کو تسلیم کرے پس جب وارد ختم ہو جائے تو اس کے لیے بھی ادب یہ ہے کہ سکون و وقار سے بیٹھ جائے اور کچھ نہ کہے۔

اور ”انوار قدسیہ“ کی جلد دوم کے صفحہ ۳۹ سے لے کر ۵۰ تک بھی حضرت



امام شعرانیؒ صاحب نے وجد کے ثبوت میں دلائل پیش کیے ہیں۔

(۶) اس کے علاوہ علامہ شاہ غلام علی دہلویؒ مکاتیب شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدینؒ شاہ نقشبند کی توجہات عالیہ سے مریدین میں عجیب و غریب حالات رونما ہوتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

اصحاب حضرت خواجہؒ در چند روز از غلبہ حالات فرق در نمکین و شیرین نمی کردند یک بار بر کنیزے توجه نمودند سرشار و بنخود گردید بخانہ رفت۔ مالک اش بدیدن او بے ہوش افتاد۔ زن ہمسایہ آمد بدیدن مالک اش مغلوب غلبات و بنخودی و سکر گردید۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے ساتھیوں پر چند دنوں میں ہی حالات کا اتنا غلبہ ہو جاتا تھا کہ کڑوے میٹھے کی تمیز نہیں کر سکتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے ایک کنیز پر توجہ فرمائی تو وہ مست و بے خود ہو کر گھر گئی۔ اس کا مالک اسے دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ ہمسائے کی عورت نے جب اس کے مالک کو دیکھا تو وہ بھی اس کی حالت کو دیکھ کر مغلوب ہو کر بنخودی اور سکر کے دریا میں ڈوب گئی۔

(رشد و ہدایت کا) جو سکہ یثرب و بطحا سے چالو کیا گیا تو آخر کار وہ بخارا تک پہنچا اور اس سکے کی لکیروں سے کوئی شخص اس وقت تک بامراد نہیں ہوا جب تک اس نے اپنے دل میں شاہ نقشبندؒ کا نقش نہ بٹھالیا اس طرح کے (ہدایت کے) پاک موتی ہر جگہ نہیں ملتے ان موتیوں کی کان بخارا کی سرزمین میں تھی۔

سکہ کہ بر یثرب و بطحا زدند  
نوبت آخر بہ بخارا زدند  
از خط آن سکہ نشد بہرہ مند  
جز دل بے نقش مشہ نقشبند  
این گوہر پاک نہ ہر جا بود  
معدن او خاک بخارا بود

کچھ آگے مکتوب نمبر ۱۰۰ صفحہ ۱۳۹/۱۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں۔

این مراقبہ در ولایت صغریٰ می کنند کہ  
 دائرہ ثانی است و استنجا سیر تجلیات افعال  
 ایہ وظلال اسماء و صفات است۔  
 در استنجا توحید و جودی و ذوق و شوق و آہ  
 و نالہ و استغراق و بے خودی و دوام  
 حضور و توجہ و غیرہ حاصل می شود  
 یہ مراقبہ ولایت صغریٰ میں کرتے ہیں جو  
 کہ دائرہ ثانی ہے۔ یہاں پر افعال ایہ  
 کی تجلیات کی سیر اور اسماء و صفات کا  
 ظلال ہے اس مقام پر توحید و جودی اور  
 ذوق و شوق اور آہ و نالہ اور استغراق  
 اور بے خودی اور دائمی حضوری اور  
 توجہ حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح مکتوب نمبر ۱۰۲ میں رقمطراز ہیں۔ "الحمد للہ سعی نماید کہ  
 جمیعت و توجہ و حضور و جذبات و واردات در دہما پیدا آید۔" (ترجمہ: الحمد للہ یہاں  
 کہ شش کی جائے تو دلوں میں اطمینان، توجہ، حضوری، جذبات اور واردات پیدا  
 ہو جاتے ہیں)۔

کچھ آگے مکتوب نمبر ۱۰۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "در ترقی طالبان سعی نماید ہر  
 گاہ حضور و جمیعت و توجہ و جذبات و واردات لطائف عالم امر را دریابد۔ توجہ  
 بر لطیفہ نفس نماید پس بہ لطائف عالم خلق۔" (ترجمہ: جب کبھی لطائف عالم امر میں  
 حضوری، اطمینان، توجہ، جذبات اور واردات میسر ہوں تو طالبان کی ترقی کی کوشش  
 کرے۔۔۔ طیفہ نفس پر توجہ کرے پھر لطائف عالم خلق پر توجہ کرے)۔

اسی طرح مکتوب نمبر ۱۰۶ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اجازت نامہ طریقہ نقشبندیہ (یعنی سند طریقہ نقشبندیہ کا اجازت نامہ یہی ہے خلافت) بغیر سند طریقہ این بزرگان کہ ان بزرگوں کے طریقہ پر عمل پیرا جمیعت و حضور و جذبات و واردات ہو کر اگر بغیر سند بھی اطمینان و حضوری است و انوار نسبت تمام بدن را احاطہ و جذبات و واردات حاصل ہوں اور کند اگر این امور حاصل است و انوار ایہ سارے بدن کو گھیر لیں اور بدگران میرسد اجازت است۔ دوسروں تک بھی پہنچیں تو اجازت ہے۔ (پس جو تمہیں عطا ہو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے)

مولانا خالد نقشبندیؒ کے مریدین پر بہت جذبات وارد ہوتے تھے۔ حاسدین اور منکرین اس مبارک ہستی کا انکار کرتے تھے تو شاہ غلام علی دہلویؒ ان کی شان میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

مجمع فضائل ظاہر و باطن مولانا خالدؒ حضرت مولانا خالد نقشبندیؒ کے بے شمار ظاہری و باطنی فضائل ہندوستان میں شاہجہان آباد میں غیبی اشاروں سے اس احقر ناچیز تک پہنچے۔ انہوں نے نقشبندیہ مجددیہ سلسلے میں بیعت کی اور تنہائی میں اذکار، اشغال اور مراقبات میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مشائخ کرام کے وسیلہ سے انہیں حضوری، اطمینان، بے خودی، جذبات، واردات، کیفیات، حالات اور انوار حاصل ہوئے اور دلی طور پر نقشبندیہ سے مناسبت اختیار کی۔ پھر ان کے لطائف امر اور لطائف خلق پر توجہ کی

باجہت غیبی در بند در شاہجہان آباد۔ نزو احقر لاشی رسیدہ در طریقہ نقشبندیہ مجددیہ مصافحہ بیعت نمودہ باز کار و اشغال و مراقبات در خلوتے پر داخشد۔ عنایت الہی بواسطہ مشائخ کرام ایشان را حضور و جمیعت و بیخودی و جذبات و واردات و کیفیات و حالات و انوار حاصل شد و مناسبت بہ نسبت قلبی نقشبندیہ داد۔ باز توجہات بر لطائف عالم امر و لطائف عالم خلق ایشان کردہ شد۔ و باین توجہات نمی از دریا بابائے نسبتہائے حضرت مجدد بہرہ یافت و باین حالات

و مقامات اجازت و خلافت در تلقین و ارشاد طالبان ایشان را داده شد۔۔۔۔ الخ۔۔۔۔۔ فالحمد للہ دست ایشان دست من و دیدن ایشان دیدن من و دوستی ایشان دوستی من و انکار و عداوت ایشان من میرسد و مقبول ایشان مقبول پیران کبار من۔ الخ۔۔ و فیض اذان حضرت بردہائے اولیاء وارد شد بے تابی ہوا اضطراب و ولولہ و نعرہ را باعث گشت نعرہ ہائے حضرت شبلی از عجائب احوال صوفیہ گفتہ اند۔ در صحبت حضرت خواجہ باقی باللہ "میر محمد نعمان" و مرزا مراد بیگ "و رحم اشرف" (این ہردو ازین فقیر استفادہ داشت) نعرہ و آہ و بے تابی ہا بسیار حاصل می شد۔ در خاندان حضرت میر ابو علی النقشبندی "آہ و نالہ بسیار است۔ اگر در اصحاب شیخ خالد" این امور ظاہر شد ہنر و خوبی مولانا است نہ جائے طعن ناواقفان۔۔۔۔۔ الخ۔۔۔ حضرت مجدد "طریقہ چشتیہ و قادریہ" و سروردیہ از والد خود و کبرویہ از مولانا یعقوب صرنی "گرفتہ استفادہ نقشبندیہ از حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد باقی" نمودہ و در اندک زمانہ با سرار و

گئی اور انہی توجہات سے حضرت مجدد کے ساتھ نسبتوں کے دریاؤں سے نمی کا استفادہ کیا اور ان حالات و مقامات کے حصول کے باعث طالبان کو تلقین و ارشاد کرنے کی انہیں اجازت اور خلافت دی گئی۔ الخ۔۔۔۔۔ پس الحمد للہ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ "ان کی آنکھ میری آنکھ اور ان کی دوستی میری دوستی اور ان سے عداوت رکھنے والا میرا دشمن اور ان کا محبوب میرے پیران کبار" کا محبوب ہے۔۔۔۔ الخ۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض جب اولیاء کرام کے دلوں پر وارد ہوا تو وہ بیتابی، اضطراب، جوش اور نعرے کا سبب بن گیا۔ حضرت شبلی کے نعروں کو صوفیہ کے عجائب احوال میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت سے میر محمد نعمان "مرزا مراد بیگ" اور رحم اشرف "ان دونوں نے اس فقیر سے بھی استفادہ کیا) کو نعرہ، آہ اور بہت زیادہ بے تابی کی دوست حاصل ہوئی۔ حضرت میر ابو علی النقشبندی کے خاندان میں آہ نالہ کی بہتات ہے اور اگر یہی امور شیخ خالد

انوار و حالات و کیفیات و جذبات  
 و واردات کثیرہ رسیدہ اند۔۔۔۔۔ ملا  
 عبد الحکیم سیالکوٹی گفتہ کہ ایشان مجدد  
 این الف اند و شاہ ولی اللہ در مکہ  
 شریف رسالہ کہ در رد و انقض حضرت  
 مجدد نوشتہ اند آنرا بلفظ عربی از فارسی  
 ترجمہ کردہ اند۔ در آنجا نوشتہ اند کہ  
 بلغ امرہ الی ان لا یحبہ  
 الا مومن تقی ولا  
 یبغضہ الا منافق شقی  
 (مکاتیب شریف صفحہ ۱۵۳-۱۵۴)

کے ساتھیوں میں ظاہر ہوتے ہیں تو یہ  
 مولانا صاحب کی خوبی اور ہنر ہے نہ کہ  
 جاہلوں کے طعنہ کا سبب۔۔۔۔۔ الخ۔۔۔ حضرت مجددؒ نے چشتیہ  
 قادریہ اور سروردیہ کا فیض اپنے والد  
 گرامی سے حاصل کیا اور کبرویہ کا  
 حضرت مولانا یعقوب حنفیؒ سے حاصل  
 کیا۔ جبکہ نقشبندیہ کا استفادہ حضرت شیخ  
 المشائخ خواجہ محمد باقیؒ سے کیا اور  
 تھورے ہی عرصہ میں اسرار، انوار،  
 حالات، کیفیات، جذبات اور واردات  
 کی بے شمار دولت حاصل  
 کر لی۔۔۔۔۔ حضرت ملا عبد الحکیم  
 سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ آپ اس ہزار سال  
 کے مجدد ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ  
 نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "رد  
 و انقض" کا عربی ترجمہ مکہ معظمہ میں کرتے  
 ہوئے اس میں لکھا ہے کہ حضرت مجدد کا مقام  
 یہ ہے کہ ان سے صرف پرہیزگار مومن  
 محبت کرتا ہے اور بد بخت منافق بغض  
 رکھتا ہے۔

اسی طرح مکتوب نمبر ۵۸ صفحہ ۷۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

اگر چشتی است از صحبت و ذوق و شوق و گرمی و بے تابی دل و ترک و تجرید حاصل لگرو و اگر قادری است صفائی قلب و مناسبت بعالم ارواح و ملائک و از گذشتہ و آئندہ علمے نقد او شود بطریق الالہام و الاعطا و الکشف، و اگر نقشبندی است حضور و جمیعت و نسبت یادداشت و ینمودی و جذبات و واردات دست دہد و اگر مجددی است آنچہ در لطائف فوقانیہ (یعنی خمسہ عالم امر و خمسہ عالم خلق) کیفیات و صفات و لطائف نسبت باطن و انوار و اسرار کہ در طریقہ مجددیہ مقرر است پیدا شود و اگر در صحبت او این احوال ظہور نکند تو ان گفت

اگر (مرشد) چشتی ہے تو اس کی صحبت سے ذوق و شوق اور گرمی دل کی بے چینی تک (دنیا) اور تنہائی حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ قادری ہے تو صفائی قلب اور عالم ارواح اور فرشتوں سے نسبت پیدا ہوتی ہے اور الہام عطا اور کشف کے ذریعے اسے ماضی اور مستقبل کا حال فوراً معلوم ہو جاتا ہے اور اگر وہ نقشبندی ہے تو حضوری اطمینان کے ساتھ ینمودی جذبات اور واردات کی نسبت عطا کرتا ہے اور اگر وہ مجددی ہے تو (مرید میں) لطائف فوقانیہ (یعنی پانچ عالم امر کے اور پانچ عالم خلق کے) کی کیفیات و صفائی اور باطنی نسبت کے لطائف اور انوار و اسرار جو کہ طریقہ مجددیہ میں مقرر ہیں پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر اس کی صحبت میں رہتے ہوئے یہ احوال ظاہر نہ ہوں تو کہا جاسکتا ہے

صحبت نیکان ز جہان دور شد

خانہ غسل خانہ ز نور شد.

نیکوں کی محافل دنیا سے ختم ہو گئیں۔

شہد کا مقام مکھیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے

**مخادع ذہین** اس زمانے میں بعض مولوی مسی اور مشائخ وقت ایسے ہیں جو کہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی دعوت دیتے ہیں حالانکہ وہ لطائف عشرہ کی حیات، حرارت کیفیات اور واردات سے ناواقف ہیں۔ علوم، معارف، اسرار اور جذبات سے محروم ہیں۔ ولایت ثلاثہ، کمالات ثلاثہ، سیراربعہ، حقائق سبعہ اور فنا و بقا کے مراتب سے بالکل ناواقف ہیں۔ توجہ اور انعکاس کہ جس پر طریقہ نقشبندیہ کا دار و مدار ہے سے محروم ہیں بلکہ اس کے منکر ہیں۔

امام ربانیؒ فرماتے ہیں۔

طریقہ ما انعکاسی است و نسبت ما حی ہمارا طریقہ انعکاسی ہے اور ہماری است درین راہ تسلیک سالک مربوط نسبت محبت کی ہے۔ اس راستے میں بتوجہ و تصرف شیخ مقتدا است۔ احیائے سالک کا سلوک مرشد و رہنما کی توجہ دلہائے مردہ بتوجہ شریف پیر منوط اور تصرف سے مربوط ہے۔ مردہ دلوں کی زندگی کا دار و مدار پیر کی توجہ شریف پر ہے۔

(توجہ کی اثبات کے بارے میں تفصیل کے لیے ہمارے تحقیقی مقالہ دافع التفوہ فی اثبات التصرف والتوجہ کا مطالعہ کیجئے۔)

تو معلوم ہوا کہ اس طرح کے بزرگان دین نقشبندی نہیں ہیں اور نہ مجددی ہیں بلکہ یہ نام استعمال کر کے لوگوں کو حقیقی فقراء (نقشبندی و مجددی) سے دور لے جاتے ہیں اور طالبین حق کو گمراہ کرنے کے لیے محض اس نعمت عظمیٰ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ حقیقی مشائخ نقشبندیہ کی صحبت سے محروم ہو جائیں یہ لوگ فقط اپنی دکان چلانے کے لیے کہتے ہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا تصور کرو اور سو مرتبہ درود شریف سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ تہجد پڑھا کرو یہی طریقہ نقشبندیہ ہے۔

حاشا و کلاثم حاشا و کلا (اللہ کی پناہ)

طریقہ نقشبندیہ کے اسباق میں ذکر لسانی داخل کرنا عظیم بدعت ہے (کما حقہ)



المجدد فی المکتوبات)۔ نیز دل میں اللہ کا تصور کرنا نقشبندیہ میں نہیں ہے بلکہ دل میں اسم ذات کا ذکر کرنا اور دل کو ذکر خداوندی سے زندہ کرنا ہے جو کہ اندراج النہایہ فی البدایہ سے مسی ہے اور لطائف عشرہ میں توجہ کے ذریعہ سے انوار، اسرار، علوم، کمالات، جذبات، کیفیات اور حالات القا کرنا ہے۔ نیز توجہ کے ذریعہ سالک کو تمام مراتب ولایت اور مراتب کمالات پر سرفراز کرنا اور ساتھ ہی ساتھ امراض باطنیہ کا قلع قمع کرنا اور صفات حمیدہ کا پیدا کرنا اور اطمینان نفس بلکہ اعتدال عناصر سے توجہ کے ذریعہ مشرف کرنا مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کا خاصہ ہے۔ (کما بینہ المجدد تفصیلاً و کما هو ظاہر من عبارات المکاتیب) تو معلوم ہوا کہ ایسے لوگ کاذبین اور جھگڑالو ہیں نجانا اللہ من صحبتہم و شرورہم آمین (اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی صحبت اور شر سے محفوظ رکھے) نیز قادری اور چشتی طریقہ کے مشائخ کے لیے جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ بھی اتباع شریعت سے متلبس اس فقیر خانہ سیفیہ کے علاوہ نظر آنا خرط القتاد ہے۔ اسی سے پیر محمد کے دعویٰ باطلہ کا جھوٹ بھی ظاہر ہو گیا جو کہ خود کو مخدعہ (دھوکہ بازی سے) چشتی کے لفظ سے مسی کرتا ہے۔ خذ لہ اللہ تعالیٰ فی الدارین

مشائخ نقشبندیہ کے کمالات ہر کس و ناکس کو معلوم نہیں ہو سکتے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار مند کہ برند از رہ پناہاں مجرم قافلہ را  
ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ ماند رو بہ از حیلہ چساں بکسید این سلسلہ را!  
طاغی گر کند این طائفہ را طعن قصور حاشا اللہ کہ بر آرم بزبان این گلہ را  
بقیہ مسئلہ وجد مولانا خالد نقشبندیؒ کے جذبات کا ثبوت تفسیر ”روح المعانی“ کی عمارت سے بھی واضح ہو چکا ہے و قد شاہدنا ذلک فی  
الخالدین من اہل الطریقۃ النقشبندیۃ  
علامہ ابن عابدین شامیؒ نے بھی رسا کل ابن عابدین میں ایک مستقل رسالہ  
مولانا خالدؒ کی برات میں اور کمالات عالیہ کے ثبوت میں لکھا ہے۔ جو کہ سل  
الاحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد النقشبندیؒ کے

نام سے موسوم ہے۔ اس رسالہ میں صفحہ ۲۲۷ جلد دوم میں فرماتے ہیں۔

فعلما ان ما ذکر کذب  
و افتراء بلا بین ولا  
مراد کیف یتصور ممن  
هو من اعظم العلماء  
ورئیس المحققین  
والمدققین۔ وقد بذل  
جهدہ فی نشر رایات  
الشریعة وتشیید  
منازلها الرفیعة  
وارشاد السالکین الی  
طریق المقربین ان  
یدعی لنفسه مالا  
یتصور من اجہل  
الجاہلین وطغاة  
المتردین الذین  
خلعوا من اعناقهم  
ربقة الدین۔ الخ۔۔۔

پس ہمیں معلوم ہو گیا کہ بیشک جو کچھ  
ذکر کیا گیا ہے وہ ایسا جھوٹ اور بہتان  
ہے جس کی کوئی دلیل یا ثبوت نہیں ہے  
اور اس شخص کے بارے میں یہ کیسے  
تصور کیا جاسکتا ہے جو عظیم علماء میں سے  
ہے اور محققین اور مدققین کا سردار ہے  
اور جس نے شریعت کے جھنڈوں کو  
پھیلانے، اس کی منزلوں کو بلندی تک  
مضبوط کرنے اور سالکوں کی مقربین کے  
راستے تک رہنمائی کرنے میں انتہائی  
سخت محنت کی ہے (اس طرح) یہ کیسے  
ممکن ہے کہ وہ بذات خود ایسی چیز کا  
دعویدار بن جائے جس کا تصور جاہلوں  
کے جاہل سے بھی ممکن نہ ہو اور ان  
لوگوں سے بھی ممکن نہ ہو ایسے نافرمان  
ہیں کہ انہوں نے دین کی رسی کو اپنی  
گردن سے اتار پھینکا ہے۔

یہ عبارت اس زمانہ میں اس فقیر کے متعلق صادق ہے کہ ہم بھی شریعت  
مطہرہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلیات اور جزیات کے ظاہر اور باطن تابع ہیں  
اور منکرین حسد کی وجہ سے ہم پر اخترا کرتے ہیں لیکن یہ اخترا مشائخ کبار کے  
درجات کو اور بھی بلند کرتا ہے۔ یریدون ان یطفوا نور اللہ  
بافواہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ  
الکفرون (سورہ توبہ آیت ۳۲) ترجمہ: وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے

نور (دین اسلام) کو اپنے منہ سے بجا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانیں گے نہیں گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔

(شعر) **یتضاء لون عند الانام حقاۃ**  
**ویزداد شمسہم اضاۃ وانارۃ**

(ترجمہ: لوگ (ذاتی) حقارت کی وجہ سے انہیں گمراہ قرار دیتے ہیں جبکہ ان کی بزرگی) کے سورج میں چمک اور روشنی کا اضافہ ہوتا ہے۔)

(شعر) **حسد والفتی اذالم**  
**ینالوا سعید فالکل**  
**اعداء له وخصوم**  
**کضرائر الحسناء قلن**  
**لوجہا حسدا وبغضا**  
**اندلیمیم**

جب لوگ اس کی عظمت (کے درجے) تک نہیں پہنچ سکے اسی لیے اس سے حسد کرتے ہیں اس لیے اس کے دشمن اور جھگڑا کرنے والے ہیں جس طرح خوبصورت عورت کے چہرے کو دیکھ کر سوکنیں حسد اور بغض کی وجہ سے یہ کہتی ہیں کہ یہ کتنی بد صورت ہے۔

وما اجدرہ ان ینشد  
بلسان قالہ

مخبرا عن حقیقۃ  
حالہ

(شعر) **سبقت العالمین الی**  
**المعالی**

یصابد فکرۃ  
وعلوہمۃ

ولاح  
نور الہدی فی

لیالی بالضالۃ  
مدلہمہ

اور ہدایت کا نور حکمت و دانائی کے ساتھ گمراہی کی تاریک راتوں میں چمک اٹھا۔

یرید الجاہلون جاہل چاہتے ہیں کہ وہ اس کے نور کو  
لیطفثوہ بجھادیں اور

ویابی اللہ الا ان اللہ اس بات سے انکار کرتا ہے مگر یہ کہ  
یتمتہ وہ اس کو پورا کرتا ہے۔

اور اس میں شک نہیں ہے کہ منکرین اہل فضائل کے ساتھ حسد کرتے ہیں  
اور اہل رذائل کو پسند کرتے ہیں اسی لیے شاعر فرماتے ہیں۔

لامات حصارک بل تیرا رتبہ اور اقبال ہمیشہ بلند رہے  
خلدوا حالانکہ انہوں

حتی یروا منک الذی یکمد  
تکلیف نے (تیرا رتبہ) دیکھ کر اپنی آنکھوں میں

ولا خلاک الدہر من حاسد  
ہی دیکھی ہے۔ زمانہ تجھے حاسدوں سے  
جدانہ کرے

فان خیر الناس من تحسد  
بے شک جس کے ساتھ حسد کیا جائے  
وہ لوگوں میں بہترین ہوتا ہے۔

واذا اتک مذمتی من ناقص  
جب کسی کینے شخص کی طرف سے تجھے  
میری مذمت

فہی شہادۃ لی بانی کامل  
پہنچے پس وہ میرے لیے اس بات کی  
شہادت ہے کہ میں کامل ہوں۔

فالعجب کہ منکرین حالت شریفہ کو قبیح ٹھہراتے ہیں اور کاملین  
کو طعن و تشنیع کرتے ہیں حالانکہ امام ربانی مکتوبات صفحہ ۱۷ جلد اول مکتوب ۲۶  
میں تحریر فرماتے ہیں۔

والعروج الی حضرۃ  
الذات لایتصور  
بالسیر الاجمالی فی

الصفات والاعتبارات  
ومن وقع سيرة في  
الاسماء بالتفصيل  
حبس في الصفات  
والاعتبارات ولم يزل  
منه الشوق ولطلب ولم  
يفارق عنه الوجد  
والتواجد- فاصحاب  
الشوق والتواجد  
ليسوا الا اصحاب  
التجليات الصفاتية  
(اي اصحاب الولایات  
الثلاثة) وليس من  
التجليات الذاتية  
(المتعلقة بالكمالات)  
لهم نصيب ماداموا في  
الشوق والوجد-

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اصلین اور تجلیات ذاتیہ کے حاملین کو بالکل وجد نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اصل ہیں اور ان پر وجد طاری ہوا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر تین دفعہ غشی طاری ہو چکی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سارے اصلین پر وجد طاری ہو چکا ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ وجد و تواجد تجلیات صفاتیہ کا اثر ہے۔ تجلیات ذاتیہ کا اثر اسرار، دقائق اور کمالات کا ورود ہے۔ لیکن اشعار جسد (بدن کا لرزہ) اور جریان دموع (آنسو بہنا) مبتدی، متوسط اور منتہی تمام سا لکین کے لیے ہو سکتا ہے جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی

نے تفسیر مظہری میں سورہ الزمر میں صراحت کی ہے کہ حضرت مجدد نے کہا ہے کہ ”ازلوق و دق چارہ نیست“ (دل کو) صاف کیے بغیر چارہ نہیں۔ ولو کان واصلا

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی ”مکتوبات شریف“ صفحہ ۱۴۴ جلد اول مکتوب نمبر ۳۰۲ حصہ پنجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اے فرزند! دلور عشق و لطفہ محبت و اے بیٹے! عشق کا جوش، محبت کے نعرہ ہائے شوق انگیز و صبحائے درد آمیز ہنگامے، شوق بڑھانے والے نعرے، پر درد و توجہ رقص و رقصی ہمہ در درد شور، وجد و توجہ کا رقص اور مقامات ظلال است و درادان رقصی سب کے سب ظلال کے ظہورات و تجلیات فلیہ۔ (ای تجلیات ظلال اسماء و صفات خداوندی)۔

تجلیات فلیہ کے اوقات میں ہیں۔ (یعنی اسماء و صفات خداوندی کی تجلیات ظلال)

## وجد کی دس اقسام:

درج بالا عبارات کے مطالعہ سے قارئین کرام سے یہ بات مخفی نہیں رہی کہ وجد کی کئی اقسام ہیں۔

- ۱۔ سارے بدن کی حرکت اور اضطراب۔
- ۲۔ بعض بدن کی حرکت مثلاً لطائف کی حرکت اور اشتعار کیونکہ مطلق کی ہر فرہ پر اتیان در حقیقت مامور بہ محمود مطلق پر اتیان ہے۔
- ۳۔ توجہ کی لذت اور وارد کے اثر سے رقص و گردش۔
- ۴۔ منہ سے مختلف الفاظ کا نکلنا مثلاً آہ، اوہ، اف، تف، ہا، ہا، عا، عا، لا، لا، اللہ، اللہ اور ہو، ہو وغیرہ کہ بعض الفاظ موضوعی اور بعض مہمل ظاہر ہوتے ہیں۔
- ۵۔ بکاء کرنا اور رونا کہ بعض اوقات آواز اور حروف پر مشتمل ہوتے ہیں جسے

بکاء مرتفع کہتے ہیں اور بعض اوقات بغیر آواز آنسو بہنے لگتے ہیں۔

۶۔ کپڑے پھاڑنا اور ”قمت تسعی“ کے مضمون پر انوار کے غلبہ کی وجہ سے دوڑنا اور چیخنا۔

۷۔ اعضاء کا ٹوٹ جانا اور بعض اوقات موت کا خطرہ بلکہ موت واقع ہو جانا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے سبکدوشوں کی تعداد میں لوگ وجد کی وجہ سے مر جاتے تھے۔

۸۔ بعض اوقات بلا اختیار ہنسنے کی کیفیت طاری ہونا جیسا کہ ”تجلیات مالکی“ میں مولانا عبد المالكؒ نے وجد کی اقسام میں بیان کیا ہے۔  
(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال مبارک یہی تھا۔)

۹۔ بعض اوقات انہی حرکات غیر اختیاریہ اور کیفیات مختلفہ کا نماز میں طاری ہونا اور بعض اوقات خارج از نماز طاری ہونا جیسا کہ روح المعانی کی عبارت سے واضح ہوا۔

۱۰۔ بعض اوقات مغلوب الحال ہو کر بے ہوش ہو جانا۔ وغیرہ۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ان تمام اقسام وجد کا سبب غلبہ انوار خداوندی اور غلبہ خشیت خداوندی ہے۔ اس سے بعض متعصین اور جملا کا یہ شبہ بھی رفع ہو گیا جس کو وہ کہتے ہیں کہ حرکات مجزوبین ایک شیطانی اثر ہے۔ (حاشا و کلا سبحانک هذا بہتان عظیم) نیز ابن عمرؓ اور ابن سیرینؒ وغیرہ کے اقوال کے لحاظ سے تفصیلی جوابات اور محمل محجمہ پر حمل کی وجوہات تفسیر مظہری میں آیت مبارک تقشعر منه جلود الذین یخشون ربہم (الزمر آیت ۲۳) کی تفسیر میں مدلل طور پر مذکور ہیں۔

وجد اور غشی میں فرق :

وجد اور غشی میں واضح فرق موجود ہے۔ غشی میں عقل اور ہوش مسلوب ہو جاتے ہیں جبکہ وجد میں عقل اور شعور موجود ہوتے ہیں صرف اختیار مسلوب ہوتا ہے جیسا کہ روح المعانی کی عبارت سے واضح ہوا۔ اس طرح وجد مفسد للصلوۃ



نہیں ہے لیکن غشی مفسد للصلوة ہے لیکن دونوں کا سا لکین پر طاری ہونا ثابت ہے۔  
 دوسری بات یہ ہے کہ وجد کا ثبوت امت مسلمہ کے نزدیک اجماعی بلکہ قطعی  
 ہے اور بعض علماء نے جو وجد کی تردید کی ہے جیسا کہ ”حدیقتہ النذیہ“ کی عبارت  
 سے واضح ہوا تو وہ تردید صرف متصوفہ ناقص اور خلاف شرع پیروں پر صادق آتی  
 ہے یا پھر ریاکاری تو اجد پر محمول ہے ورنہ وجد سے انکار بالفاظ دیگر قرآن و حدیث  
 سے انکار ہے اور وجد جو کہ حالت محمودہ اور جائز ہے کو حرام اور گناہ قرار دینا کفر  
 بواح ہے۔ نیز اپنے آپ کو شارع بنانا اپنے پیٹ سے مسائل گھڑنا اور الوہیت کا  
 دعویٰ کرنا ہے اور آیت مبارکہ افرئیت من اتخذ الہد ہواہ  
 واضلہ اللہ علی علم و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل  
 علی بصرہ غشوة فمن یہدیہ من بعد اللہ افلا  
 تذکرون (سورہ جاثیہ آیت ۲۳)۔ ترجمہ: ”سو کیا آپ نے اس شخص کی  
 حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے  
 اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے کانوں اور  
 دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ سو ایسے شخص کو بعد  
 خدا کے (گمراہ کردینے کے) کون ہدایت کرے۔ کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے۔“ کا صحیح  
 مصداق بنتا ہے۔ اسی طرح حرکت لطائف اور اتعرار جسد من خشیتہ  
 اللہ کلایا بعضا سے انکار کرنا اور اسے حرام ٹھہرانا بھی دعویٰ الوہیت ہے  
 اور آیت مذکورہ کا صحیح مصداق بنتا ہے۔

علاوہ ازیں قاری اظہر محمود اظہری خطیب مسجد انوار حبیب ضلع اٹک نے پیر  
 محمد زندیق کو خط لکھا ہے جس میں اس نے پیر محمد زندیق کے کافرانہ اعتراضات کو  
 قابل ستائش کام قرار دیا ہے اور سا لکین سیفیہ کے وجد و حالات پر تشنیع کی ہے اور  
 ناقابل بیان کلمات کفریہ سے مجذوبین کے ساتھ استہزا کیا ہے اور اس فقیر پر بھی  
 ناشائستہ افترا پردازی کی ہے۔ اس طرح قاری اظہر محمود بھی پیر محمد کی طرح اشد کافر  
 اور دشمن حق ہے اور آیت مذکورہ کا مصداق صحیح ہے اور پیر محمد زندیق نے قاری

موصوف کے خط پر اپنی رضا ظاہر کر کے ہمیں ارسال کیا ہے تو چونکہ رضا با کفر بھی کفر ہے اس لحاظ سے پیر محمد بھی منکر وجد اور کافر مطلق ہے نیز چونکہ پیر محمد نے حرکت لطائف اور اشعرار بدن کو حرام اور گناہ قرار دیا ہے اور لطائف کی حرکت (جو کہ وجد کی ایک قسم ہے اور کرامت الاولیاء ہے) سے انکار کیا ہے بلکہ اسے کرتب اور دھوکہ بازی ٹھہرا کر گناہ کا کام گردانا ہے اور توجہ مشائخ نقشبندیہ کو بھی مشق اور کرتب ٹھہرا کر حرام قرار دیا ہے تو قارئین سے مخفی نہیں کہ حرمت ثابت کرنے کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہے (جو کہ پیر محمد نے پیش نہیں کی) حالانکہ قرآن و حدیث میں اور اس کے علاوہ بھی کوئی دلیل قطعی ایسی نہیں ہے جو کہ حرکت لطائف کو حرام ٹھہرائے۔ تو بلا دلیل شرعی حلال چیز کو حرام قرار دینے سے پیر محمد چترالی کا دعویٰ الوہیت بھی ظاہر ہو گیا اس طرح بدترین کافر پیر محمد چشتی چترالی بھی آیت مذکورہ کا صحیح مصداق ہے۔ (خذله الله تعالى في الدارين)

ایک جوہر: مذکورہ بالا دلائل سے حرکت لطائف کا مسئلہ واضح ہو چکا کہ یہ ایک خرق العادت امر ہے اور قاعدہ خوارق کے تحت یہ بات ہے کہ اگر کسی قبیح شریعت شخص سے خارق صادر ہو جائے تو کرامت ہے اور اگر کسی مخالف شرع اور بے ادب شخص سے صادر ہو جائے تو استدراج ہے۔

حدیث (یرجف فثوا ۵۱) اور آیت کریمہ (تقشعر منه جلود الذین یخشون ربہم) یعنی ترتعد و تتحرک و تضرع منہ جلود الذین وغیرہ دلائل مذکورہ سے صراحت ثابت ہوا کہ یہ حالت اولیاء کرام حالت مادہ ہے اور عجیب خارقہ ہے مشائخ نقشبندیہ کے مختلف ادوار میں بعض اخص الخواص مشائخ میں یہ امر ظاہر ہوتا تھا۔ اس فقیر کے مریدین میں یہ خارقہ عام ہو چکا ہے۔ ہاں ایک بات یہ ہے کہ کرامت شرط ولایت نہیں۔ اس لیے حیات قلبی اس چیز پر موقوف نہیں۔ لیکن حیات قلبی کے بعد عموماً ضرور ظہور پذیر ہوتی ہے البتہ اتباع شریعت اور آداب طریقت کے باوجود اس حالت کا ظہور اخص الخواص اولیاء کا خارقہ ہے۔

لطائف کی حرکت کے متعلق مکاتیب رشیدیہ میں لکھا ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے کسی مرید کو صاحب مکتوب لکھ رہے ہیں کہ ”لطائف کو حرکت دیا کرو۔“ اسی طرح ایک دوسرے مکتوب میں ایک مرید کا حال بیان کر رہا ہے کہ فلاں کے لطائف پھر کی طرح چل رہے تھے۔ اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ ولکل من هذه اللطائف حركة النبضية (القول الجمیل) مختلف ادوار میں مختلف مشائخ کرام کے احوال طلب کرنے سے ہزاروں کی تعداد میں شواہد مل سکتے ہیں۔

حرکت لطائف کے متعلق تین تعجب انگیز واقعات: لطائف کی حرکت کے متعلق اس فقیر کے تین تعجب انگیز واقعات ہیں۔ جن کو بیان کرنا میں مناسب سمجھتا ہوں۔

پہلا واقعہ : ایک دفعہ حضرت قیوم الزمان شیخنا الامجد مولانا محمد ہاشم سنگانیؒ طالقان میں جلوہ افروز تھے اور یہ فقیر اس وقت ارچی میں تھا کہ اچانک میرے لطیفہ سرنے بے اختیار حرکت شروع کردی اور یہ حرکت واضح طور پر نظر آنے لگی۔ اس وقت سابقہ سالکین میں سے خلیفہ اعظم روحانی صاحب کے والد بزرگوار تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ میں کہا کہ میں بھی حیران ہوں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ چند دن بعد جب حضرت مولانا محمد ہاشمؒ صاحب ارچی میں تشریف لائے اور میرے لطیفہ سر کا حال دیکھا تو فرمایا کہ یہ حالت کب سے ظہور پذیر ہوئی تو میں نے وہ مقررہ دن اور وقت بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ عین اسی دن اور اسی وقت میں مسجد میں تلاوت کر رہا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ صرف اور صرف آپ کی محبت دل میں تھی کہ اچانک میرا لطیفہ سر بھی نکل آیا۔ میں نے اس حالت کو ختم کرنے کی بے حد کوشش کی مگر یہ ختم نہ ہو سکی۔ پھر میں نے بار بار مختلف اوقات میں خصوصی دعائیں مانگیں کہ اے اللہ تعالیٰ نقشبندیہ مبارکہ کا کمال مخفی ہے ایسے حال کے ظہور کو میں پسند نہیں کرتا کیونکہ میں استدراج سے بہت ڈرتا ہوں۔ اے اللہ! اس حال کو چھپا دے اور ختم کر دے لیکن میں نے جتنی بھی دعائیں مانگیں اس حالت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے جس طرح اس حالت کے ختم کرنے کے لیے دعائیں مانگیں اسی طرح تم بھی دعا مانگو تاکہ تم سے ذمہ داری ختم ہو جائے تو تعمیل حکم کے لیے جب اس فقیر نے اس حالت کو چھپانے اور اس حال کے ختم ہونے کے لیے دعائیں مانگیں تو لطیفہ مخفی بھی ظہور پذیر ہو گیا۔

نصیحت : ہمارے سالکین کے لیے اس واقعہ میں ایک عجیب نصیحت موجود ہے کہ کسی حال کو چھپانے کی کوشش کے باوجود بھی اگر غیر اختیاری طور پر حال ظاہر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ورنہ اپنے اختیار سے (مشائخ عظام کی تعلیمات

کے مطابق) خوارق کا چھپانا لازم ہے مگر جب حکمت اور حال خوارق کے ظہور کے مقتضی ہوں تو پھر ظاہر کرنا محمود ہے۔ (کما صرح بہ الفحول من الاولیاء الراسخین) جب یہ حالت مذکورہ حرارت باطن اور ماسویٰ کے قلع قمع کے لیے مد ہو تو پھر اپنے اختیار سے لطائف کو حرکت دینا بھی اچھا ہے کیونکہ محمود چیز کا مرتب علیہ بھی محمود ہوتا ہے (ولکل امریٰ مانوی) اور اگر ریاکاری کے لیے خوارق ظاہر کرنے ہوں تو پھر بالکل جائز نہیں کیونکہ ریاکاری حرام ہے اور اس راہ میں اصل چیز ظاہر اور باطنا شریعت روشن پر چلنا ہے۔ پس اگر احوال اور مواجید اتباع شریعت کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں تو فہما اور نعمت ہے لیکن اگر ذرہ برابر بھی ظاہر آیا باطنا شریعت کے خلاف ہو تو پھر یہی حال اور وجد استدراج، خرابی اور بربادی ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی "مکتوبات شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

اے فرزند آنچہ فردا بکار خواہد آمد اے بیٹے کل کو (طریقت کے لحاظ سے) متابعت صاحب شریعت است (علیہ الصلوٰۃ السلام) احوال و مواجید و علوم و معارف و اشارات و رموز اگر بان متابعت جمع شوند فہما و نعمت والا جز خرابی و استدراج ہیچ نیست۔ (دفتر اول حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۸۴ صفحہ نمبر ۷۰۔)

اے فرزند آنچہ فردا بکار خواہد آمد اے بیٹے کل کو (طریقت کے لحاظ سے) متابعت صاحب شریعت است (علیہ الصلوٰۃ السلام) احوال و مواجید و علوم و معارف و اشارات و رموز اگر بان متابعت جمع شوند فہما و نعمت والا جز خرابی و استدراج ہیچ نیست۔ (دفتر اول حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۸۴ صفحہ نمبر ۷۰۔)

اے فرزند آنچہ فردا بکار خواہد آمد اے بیٹے کل کو (طریقت کے لحاظ سے) متابعت صاحب شریعت است (علیہ الصلوٰۃ السلام) احوال و مواجید و علوم و معارف و اشارات و رموز اگر بان متابعت جمع شوند فہما و نعمت والا جز خرابی و استدراج ہیچ نیست۔ (دفتر اول حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۸۴ صفحہ نمبر ۷۰۔)

ہوگا۔

اور اگر کوئی ساکین کے ساتھ استہزا کرنے کی خاطر لطائف کو اختیاری حرکت قرار دیتا ہے تو یہ کفر بواح ہے کیونکہ استہزا بالعلماء والاولیاء اجماعاً کفر ہے نیز مطلقاً وجد اور حالات یا حرکات لطائف یا اقشعرار بدن اور خوارق سے انکار کرنا

بھی کفر صریح ہے۔ (جیسا کہ گذشتہ صفحات پر تفصیلاً بیان ہو چکا ہے)

دوسرا واقعہ : ایک مرتبہ زر خرید (ایک مقام ہے) میں حضرت سیدنا مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ کے ساتھ یہ فقیر بھی موجود تھا اور سید حسن جان آغا صاحب بھی بطور مہمان تشریف فرما تھے۔ میں نے ایک بڑا بالا پوش (کوٹ) پہن رکھا تھا اندر سے میرے لطائف تو حرکت کر رہے تھے لیکن بالا پوش پہنے ہوئے ہونے کی وجہ سے لطائف کی حرکت باہر سے معلوم نہیں ہوتی تھی۔ حضرت مولانا صاحبؒ نے کئی مرتبہ میری طرف دیکھا لیکن میں نہ سمجھ سکا کہ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔ آخر کار صریح الفاظ میں انہوں نے فرمایا کہ پھینکو اس ”چرم خرس“ (ریچھ کا چمڑا مراد کوٹ) کو۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہتا ہے ہم کیونکر پھپھائیں چنانچہ میں نے وہ بالا پوش اتار کر پھینک دیا۔

ایک نکتہ : اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مقتضی حکمت پر اظہار خوارق بھی ضروری ہے اور مقتضی الحال کا سمجھنا بھی لازمی بات ہے۔

تیسرا واقعہ : ایک مرتبہ زر خرید میں ”پروان غور“ سے ایک مولوی وہاں کے پیروں کے گھر سے بطور جاسوس اور معترض آیا تھا تو ایک ہفتہ گزرنے کے بعد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ صاحب نے اس منکر اور معترض مولوی کو سمجھانے کے لیے فرمایا کہ مجھے ایک شیشہ چاہیے جب ہم نے شیشہ حاضر کر دیا تو شیشے کو اپنے کندھوں مبارک اور دیوار کے درمیان رکھ کر فرمایا کہ شیشے کو دیوار کے ساتھ میں نے اپنے کندھوں کے ذریعے قابو کر لیا ہے۔ اب اگر تکلفا نہیں اور غیر اختیاری ہے تو شیشہ اپنی جگہ قائم رہے گا چنانچہ ان کے لطیفہ کی حرکت شروع ہو گئی اور شیشہ نہیں گرا پھر آپ نے اس مولوی سے فرمایا کہ اے منکر! مرے لطیفہ سر کی غیر اختیاری حرکت دیکھ لو اور آؤ میرے اس لطیفہ پر ہاتھ رکھ کر جتنا زور تم میں موجود ہے صرف کر کے اس لطیفہ کو بند کرو اس مولوی نے ہاتھ رکھ کر خوب زور لگا کر اس لطیفہ کو دبایا مگر لطیفہ سراسی طرح



چلتا رہا حتیٰ کہ وہ مولوی خود ہی شرمندہ اور لاجواب ہو گیا۔

**نصیحت :** اس واقعہ سے ہمارے سائلین کو سبق سیکھنا چاہیے کہ تکلفا کندھوں کو ہلانا اور تکلفا یا ریاکاری سے لطائف کو حرکت دینا ہمارے شاخِ عظام کے طریقے کے خلاف ہے لیکن اگر ماسویٰ کے خاتمہ اور حرارت باطن کی نیت سے ہو تو پھر یہ محمود ہے۔

ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اجراء قلب اور کلمہ طیبہ حرکت لطائف کا نام ہے یہ تو پیر محمد کذاب کا ہم پر محض اختراء ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور اگر کسی عام نا سمجھ سائل سے سنا ہو تو عوام دائرہ اعتبار سے خارج ہیں۔

**حیات لطائف ایک باطنی امر ہے :** لطائف انسانی کی حیات ایک باطنی اور معنوی امر ہے اس فن کے اہل اور حاملین اسے نور فراست اور نظر معرفت سے پہچانتے ہیں اور اس امر کی پوری تفصیل اس فن کے علماء کے ساتھ وابستہ ہے لیکن یہ ظاہری حرکات اس اندرونی معاملہ سے خبر دینے والے خوارق ہیں۔ سیدنا امام ربانیؒ نے فرمایا ہے۔ لانت اجساد ہم کما لانت ارواح ہم حتی صار تظواہر ہم بواطنہم وبواطنہم ظواہر ہم (مکتوبات قدسی آیات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۹۰) ”ترجمہ : ان کے جسم نرم ہو گئے جس طرح ان کی رو حیں نرم ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ان کے ظاہر ان کے باطن بن گئے اور ان کے باطن ان کے ظاہر بن گئے۔“ تو ظاہری لانت (نرمی) اور حرکت لطائف فی الحقیقت باطنی لانت اور حیات لطائف کا اثر اور خارق ہے یہ تو سلوک کا اندرونی مسئلہ ہے۔ مشائخ نقشبندیہ کا نقش ہر کس و ناکس نہیں پہچان سکتا۔

۔ تو نقش نقشبندان را چہ دانی

۔ تو نقشبندیہ (مشائخ) کے نقش کو کیا

جانے

اس لیے کہ توجان کے پیکر کی شکل کو

تو شکل پیکر جان را چہ دانی



نہیں جانتا۔

درخت سبز داند قدر باران  
بارش کی قدر و قیمت صرف سرسبز  
درخت ہی جانتے

چوب خشک قدر باران را چہ دانی  
ہیں خشک لکڑی کو بارش کی قدر کیا  
معلوم؟

ہر دور میں اس عالی نسبت بزرگوں کے دشمنوں اور جاہلوں نے مخالفت  
میں اپنا پورا زور لگایا ہے۔ مگر یہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے۔ کیونکہ

ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند      رو بہ از حیلہ چساں بکسلید این سلسلہ را  
طاغی گر کند این طائفہ را طعن قصور      حاشا للہ کہ بر آرم بزبان این لگہ را  
(نوٹ: ان اشعار کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)

پیر محمد اصل تصوف اور تمام صوفیہ کا منکر ہے: پیر محمد اصل  
تصوف کا منکر ہے اور اس عقیدہ میں قطعی طور پر وہابی ہے بلکہ وہابیوں سے بھی  
بدرجہ مبد تر ہے کیونکہ وہابی بعض صوفیہ کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ پیر محمد  
بالکل نہیں مانتا۔ اس نے ایک دفعہ اس فقیر سے گفتگو کے دوران جم غفیر کے  
سامنے کہا کہ موجودہ زمانہ میں اولیاء کرام نہیں ہیں تمام کے تمام رکمی پیر ہیں۔  
اس بات کی اس نے اپنے خط میں بھی تصریح کی ہے بلکہ ایک دفعہ پیر محمد نے مجھ  
سے یہ بھی کہا کہ اولیاء کرام علماء ظاہر ہی کے اندر ہیں۔ صوفیہ کے اندر اولیاء  
کرام نہیں ہیں۔

مسئلہ وجود اولیاء فی کل زمان: پیر محمد چترالی کے عقیدہ کے برعکس  
نصوص صریحہ سے وجود اولیاء فی کل زمان ثابت ہے یعنی ہر زمانے میں اولیاء  
کرام موجود ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام آخر زمان بھی سلسلہ  
مجددیہ نقشبندیہ میں ظہور کریں گے جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے  
مکتوبات شریف میں فرمایا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام میرے خلفاء میں سے

ہوں گے اور قیامت کے دن تک وجود اولیاء منصوصی ہے اور عادت باری تعالیٰ کے موافق اولیاء کرام سلاسل اربعہ تصوف کے اندر ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ (کما شہد بہ التواتر الاشاذا و نادرا) جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، شیخ شہاب الدین سروردیؒ اور شیخ بہاؤ الدین نقشبندیؒ وغیرہ ہم جیسے لاکھوں کی تعداد میں اولیائے کرام اہل تصوف ہی میں سے ہیں۔

اولیاء کرام کے ہر زمانے میں موجود ہونے کے متعلق ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں تاکہ مسئلہ کی وضاحت ہو جائے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ "حاوی للفتاویٰ" صفحہ نمبر ۲۵ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) اخرج ابن عسا کر عن قتادہ رضی اللہ عنہ لن تخلوا الارض من اربعین بہم یغاث الناس وبہم ینصرون وبہم یرزقون کلما مات منہم واحد ابدل اللہ مکانہ رجلا قال قتادہ واللہ انی ارجوا ان الحسن رضی اللہ عنہ منہم (حاوی للفتاویٰ صفحہ ۲۵ جلد اول)

ابن عسا کر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کی ہے کہ یہ زمین کبھی بھی چالیس اولیاء سے خالی نہ ہوگی ان ہی کے وسیلہ سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے اور ان کے ذریعے لوگوں کی فریاد رسی اور نصرت کی جاتی ہے ان کے طفیل لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے جب ان میں سے کوئی ایک انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو قائم مقام بنا دیتا ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک ہیں۔

اسی طرح مذکورہ کتاب صفحہ ۲۱۲ جلد دوم پر تحریر ہے۔

(۲) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال

النبي صلى الله عليه  
وسلم لم يزل على وجه  
الدهر سبعة مسلمون  
فصا عدا فلولاً ذلك  
هلكت الارض ومن  
عليها

(۳) اخرج ابن المنذر  
في تفسيره عن قتاده  
رضي الله عنه قال ما ال الله في  
الارض اولياء منذهب  
ادم عليه السلام ما  
اخلى الله الارض  
لابليس الا وفيها  
اولياء له يعملون لله  
بطاعته

(۴) عن ابن عباس رضي الله عنه  
لا يزال لله في الارض  
ولي مادام فيها  
للشيطان ولي-

(۵) عن ابن عباس رضي الله عنه  
ما خلت الارض من بعد  
نوح من سبعة يدفع  
الله بهم عن اهل  
الارض-

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
ہمیشہ کے لیے ہر زمانہ میں سات (کامل)  
مسلمان یا اس سے زیادہ موجود ہوں  
گے اگر یہ کامل اشخاص نہ ہوتے تو زمین  
سمیت تمام چیزیں ہلاک ہو جاتیں۔

ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت  
قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے فرمایا ہے  
کہ زمین پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء  
کرام موجود ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے  
زمین کو ابلیس کے لیے خالی نہیں چھوڑ  
دیا ہے بلکہ لازماً زمین پر اولیاء اللہ  
ہوتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی  
اطاعت کے لیے عمل پیرا ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ ہمیشہ زمین پر اولیاء اللہ  
موجود ہوں گے جب تک کہ شیطان  
کے ساتھی موجود ہوں گے۔

ابن حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت  
ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ  
سے لے کر کم از کم سات اولیاء سے  
زمین خالی نہیں ہوتی جن کے طفیل اللہ  
تعالیٰ اہل زمین سے مصائب دور کرتا

ہے۔

زہیر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روئے زمین پر ہمیشہ کے لیے سات (کال) مسلمان یا اس سے زیادہ ہوں گے اگر یہ اشخاص نہ ہوتے تو زمین سمیت اس کی ہر چیز ہلاک ہو جاتی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بعد سے زمین پر ہمیشہ چودہ اولیاء کرام موجود ہوں گے جن کے طفیل اہل زمین پر سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔

حضرت فزازان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین بارہ اولیاء کرام یا اس سے زیادہ سے خالی نہیں ہوتی جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں سے عذاب دفع کرتا ہے۔

اسی طرح صفحہ ۲۴۶ تا صفحہ ۲۵۱ پر مصنف مذکور کتاب مذکورہ پر رقمطراز ہیں۔

(۶) عن زہیر بن محمد  
قال لم یزل علی وجہ  
الارض سبعة مسلمون  
فصاعدا لولا ذلک  
لاہلکت الارض ومن  
علیہا

(۷) عن کعب  
رضی اللہ عنہ قال لم یزل بعد نوح  
فی الارض اربعة عشر  
یدفع بہم العذاب۔

(۸) عن فزازان رضی اللہ عنہ قال  
ماخلت الارض من بعد  
نوح من اثنی عشر  
فصاعدا یدفع اللہ بہم  
عن اهل الارض۔

(۹) عن عبادۃ بن الصامت  
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم  
لا یزال الابدال فی امتی  
ثلاثون بہم تقوم

الارض وبهم تمطرون  
وبهم تنصرون

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ہمیشہ کے لیے تمیں ابدال موجود ہوں گے۔ ان کے وسیلہ سے زمین قائم رہے گی ان کی برکت سے تم پر بارش نازل ہوگی اور ان کے طفیل تمہاری امداد کی جائے گی۔

(۱۰) عن ابن عمر

رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم  
خيار امتي في كل قرن  
خمسمائة والابدال  
اربعون  
الخمسمائة ينقصون  
ولا الاربعون كلمامات  
رجل ابدل الله من  
الخمسمائة مكانه  
وادخل من الاربعين  
مكانه.... الخ...

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت میں بہتر لوگ ہر زمانہ میں پانچ سو ہوں گے اور ابدال چالیس ہوں گے پس نہ پانچ سو سے کم ہوتے ہیں نہ چالیس سے جب کبھی ان میں سے ایک وفات پاتا ہے تو پانچ سو میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر منتقل کر دیتا ہے اور چالیس میں اس کی جگہ پر داخل کر دیتا ہے۔

(۱۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال  
قال رسول الله صلى  
الله عليه وسلم لا يزال  
اربعون رجلا يحفظ

ابن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ کے لیے چالیس اولیاء موجود ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ کے لیے چالیس اولیاء موجود ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے طفیل زمین کی حفاظت کرتا ہے جب ان میں سے کوئی انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو قائم کرتا ہے اور یہی اولیاء تمام زمین پر موجود رہیں گے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح تمہیں اولیاء کرام سے زمین خالی نہیں ہوتی ان کے ذریعے تمہاری داد رسی ہوتی ہے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کے طفیل تم پر بارش نازل ہوتی ہے۔

اللہ بہم الارض  
کلما مات رجل ابدل  
اللہ مکانہ اخر وہم فی  
الارض کلہا۔

(۱۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ  
قال لن تخلوا الارض  
من ثلاثین وبہم ترزقون  
وبہم تمطرون۔

(۱۳) عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ  
قال ان الانبیاء  
کانوا اوتاد الارض  
فلما انقطعت النبوة ابدل  
اللہ مکانہم قوما من

امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقال لہم الابدال لم یفضلوا الناس بکثرة صوم ولا صلوۃ ولا تسبیح ولكن بحسن الخلق وبصدق الورد وحسن النیۃ وسلامۃ قلوبہم لجميع المسلمین والنصیحة للہ۔ "حاوی للفتاویٰ صفحہ ۲۴۶۔

"۲۵۱"

حضرت ابی دردا (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انبیاء علیہم السلام زمین کے اوتار تھے پس جب نبوت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک قوم جانشین بنائی جن کو ابدال کہا جاتا ہے ان کی فضیلت دوسرے لوگوں پر نماز، روزہ اور تسبیحات کی کثرت کی وجہ سے ہوگی بلکہ نیک اخلاق، سچی پرہیزگاری، نیک نیتی، تمام مسلمانوں کے ساتھ دل کی سلامتی کی روش اور خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے جو بات کا اظہار اور نصیحت کی وجہ سے دوسرے لوگوں پر ان کی بہتری ہوگی۔

مذکورہ بالا روایات کو غور سے پڑھنے کے بعد جو باتیں سامنے آئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ اولیائے کرام ہر زمانے میں موجود ہوتے ہیں۔
- ۲۔ اولیائے کرام کی تعداد مخصوص نہیں ہے سات ہوں، بارہ ہوں، چودہ ہوں، تیس ہوں یا چالیس ہوں یا اس سے بھی زیادہ (ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد ہو سکتے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سب کے سب اولیاء کرام تھے اور لاکھوں کی تعداد میں تھے اسی طرح تابعین تبع تابعین، مریدین شاگرد، نقشبند، مریدین شیخ عبدالقادر جیلانی، مریدین حضرت مجدد الف ثانی، مریدین شیخ شہاب الدین سہروردی، مریدین خواجہ معین الدین چشتی اور دیگر مشائخ عظام کے خلفاء اور مریدین لاکھوں کی تعداد میں تھے اور سب کے



سب اولیاء کرام تھے اور اس زمانہ میں اس فقیر سیف الرحمن پیرارچی خراسانی کے مریدین اور خلفاء کرام جو کہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ولایت سے مشرف ہیں غرض اولیاء کی تعداد کی حد مقرر نہیں ہے۔

۳۔ اولیاء کرام کی صفات وہی ہوں گی جو حدیث نمبر ۱۳ میں مذکور ہوئیں اور ان صفات کے لوازم اور علامات بھی ان مبارک ہستیوں میں موجود ہوں گے۔

۴۔ اولیاء کرام اس زمین پر مختلف مقامات پر موجود ہوں گے کسی خاص جگہ کی تخصیص لازم نہیں ہے۔

اسی طرح وجود اولیاء فی کل زمان کے متعلق حضرت شیخ عبدالغنی نابلسیؒ ”حدیقتہ الندیہ“ صفحہ ۳۱۸ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

والصوفیتہ من حیث صوفیہ کرام اللہ تعالیٰ کے علم کے ہم موجودون فیما موافق قیامت کے دن تک موجود رہیں

یعلمہم اللہ الی یوم القیامت

نیز مولانا جلال الدین رومیؒ ”لب لباب“ مثنوی شریف صفحہ ۱۳۱ میں فرماتے

ہیں۔

چون بہر دورے ولی قائم است تا قیامت آزمائش دائم است  
(ترجمہ: جب تک ہر زمانے میں ایک ولی موجود رہے گا اس وقت تک (دشمنوں اور مخالفوں سے) جھگڑا ہوتا رہے گا۔)

پس پیر محمد چترالی اس طرح متواتر قطعیہ الثبوت اور منصوصی مسئلہ شریعہ سے منکر ہے۔

تمام اولیاء کو ماننا اور ایک ولی سے انکار کرنا کفر ہے : ایک دفعہ پیر محمد چترالی نے مجھے یہ بھی کہا کہ میں صرف آپ کو مانتا ہوں اور وہ بھی اس لیے کہ آپ وہابیوں کے خلاف ہیں اور ان پر شدت کرنے والے ہیں اور آپ کے سوا کسی اور کو (پیر طریقت) نہیں مانتا تو میں نے کہا کہ میرے تو تقریباً آٹھ ہزار خلفائے کرام ہیں اور سب کے سب فتاء قلبی اور نفسی سے مشرف ہیں اور کامل و مکمل اولیاء ہیں تو اگر تم صرف مجھے مانتے ہو اور میرے خلفا کی ولایت سے منکر ہو تو یہ بھی کفر ہو گا کیونکہ تمام اولیاء کو ماننا لیکن صرف ایک ولی سے انکار کرنا کفر ہے جس طرح تمام انبیاء پر ایمان لانا اور صرف ایک نبی سے انکار کرنا کفر ہے تو پیر محمد چشتی چترالی اس مسئلے کو بھی ماننے سے انکار کرنے لگ گیا۔ میں نے کتاب ”حدیقتہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ“ کی مندرجہ ذیل عبارت سنائی تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ایک ولی اللہ سے انکار کرنا بھی جمہور کے نزدیک کفر بواح ہے۔ عبارت ملاحظہ کیجئے۔

وقال سیدی افضل الدین ”لو ان انسانا احسن الظن بجميع اولیاء اللہ الا واحدا منهم بغیر عذر مقبول فی الشرع لم ینفعه حسن الظن عند اللہ ولذلک لا تجد ولیا حق له قدم الولاية الا وهو مصدق بجميع اقرا نہ من الاولیاء لم یختلف

حضرت سید افضل الدین نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی انسان تمام اولیاء پر نیک گمان کرتا ہے لیکن صرف ایک ولی اللہ پر کسی واضح شرعی عذر کے بغیر بدگمانی کرتا ہے تو اس کی دوسرے اولیاء کرام کے ساتھ نیک گمانی اللہ کے نزدیک اس شخص کے لیے مفید نہیں۔ اس لیے کہ ہر برحق ولی اللہ دوسرے تمام اولیاء کرام کی ولایت کی تصدیق کرتا ہے اس امر میں کوئی سے دو اولیاء کرام کے درمیان اختلاف نہیں ہے۔ جس

فی ذلک اثنان کما انہ  
 لم یختلف فی اللہ نبیان  
 فمن اذی الاولیاء بسوء  
 ظنه فقد خرج من دائرة  
 الشریعة ومن کلام  
 الشیخ ابی المواہب  
 شاذلی "من حرم احترام  
 اصحاب الوقت فقد  
 استوجب الطرد  
 والمقت و ذکر الشیخ  
 الاکبر محی الدین بن  
 العربی "عند ان معاداة  
 الاولیاء والعلماء  
 العاملين کفر عند  
 الجمهور وقال من عادی  
 احدا من الاولیاء  
 والعلماء العاملين  
 او الشرفاء فقد عادی  
 ایمانہ وقال سیدی علی  
 الخواص "من عادی  
 احدا من الاولیاء  
 والعلماء خالف ضرورة  
 وفی مخالفة الولی  
 والعالم الضلال

طرح اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی سے  
 دو انبیاء کے درمیان بھی اختلاف نہیں  
 ہے پس جب کسی نے اولیاء کرام کو اپنی  
 بدگمانی سے ضرر پہنچایا تو وہ دائرہ شریعت  
 سے خارج ہو گیا۔ شیخ ابی المواہب  
 الشاذلی فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے عصر  
 کے اولیاء کے اکرام سے محروم ہو تو وہ  
 غضب خداوندی کا مستحق ہو گیا۔ شیخ  
 اکبر محی الدین ابن عربی نے فرمایا ہے کہ  
 اولیاء کرام اور علماء صالحین کے ساتھ  
 عداوت رکھنا جمہور کے نزدیک کفر ہے  
 اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کسی نے  
 کسی ایک ولی اللہ 'عالم باعمل اور  
 شریف مسلمان کے ساتھ عداوت رکھی  
 تو اس نے اپنے ایمان سے عداوت  
 رکھی سیدی علی خواص "فرماتے ہیں  
 جس کسی نے ایک ولی اللہ یا عالم باعمل  
 کے ساتھ عداوت رکھی تو اس نے  
 ضروریات دین سے انکار کیا اور ولی اللہ  
 یا عالم باعمل کی مخالفت کرنا گمراہی اور  
 ہلاکت ہے..... اور حاصل کلام یہ ہے  
 کہ کسی ایک ولی اللہ سے دل یا زبان  
 سے انکار کرنا خواہ وفات پا چکے ہوں یا  
 زندہ ہوں اور تمام اولیاء 'خداوند

والهلاک .... والحاصل  
ان الانکار بالقلب او  
باللسان علی احد من  
الاولیاء اللہ الذین ہم  
العلما العاملون وسواء  
کانوا احياء او کانوا  
موتی و کلہم احياء عند  
اللہ تعالیٰ من یعرفہم بحیاء  
لابانفسہم سواء عرفہم من  
ینکر علیہم اولم یعرفہم  
وانکر مالہم یعرف من  
احوالہم الصحیحۃ  
وافعالہم المستقیمۃ  
عند اللہ تعالیٰ فہو کفر  
صریح والمنکر کافر  
باجماع المسلمین علی  
مقتضیٰ جمیع مذاہب  
اہل الاسلام لانہ انکر  
دین  
والشریعۃ محمدیۃ  
وہو لا یعرف انہ انکر  
ذلک لجهلہ و غباوتہ  
بل یظن انہ انما انکر  
امرا باطلا وفعلا قبیحا

قدوس کی حیات سے زندہ ہیں جو کوئی  
ان کی پہچان کر سکے اور نفس کے لحاظ  
سے نہیں کیونکہ حیات نفس کے لحاظ  
سے تمام اولیاء کرام مردہ ہیں خواہ منکر  
پہچان لیا ہو یا نہ پہچانا ہو اور انکار کرنے  
لگا خواہ وہ منکر اولیاء کرام کے احوال  
مجیدہ اور افعال مستقیمہ عند اللہ تعالیٰ  
سے ناواقف ہو تب بھی یہ انکار کفر  
صریح ہے اور منکر اجماع مسلمین اور  
جمیع مذاہب اسلام کے نزدیک کافر ہے  
کیونکہ یہ منکر دین اسلام اور شریعت  
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار  
کرنے لگا اور منکر نہیں سمجھتا کہ وہ  
اسلام سے منکر ہے اس لیے کہ منکر  
جاہل اور غبی ہے (اگرچہ مدعی علم ہو)  
بلکہ گمان کرتا ہے کہ میں امر باطل اور  
نفل قبیح کا منکر ہوں اور اپنے نفس میں  
یہ تصور کرتا ہے کہ یہ امر باطل ولی کا  
نفل یا قول ہے پس اس وجہ سے ولی  
اللہ پر فتویٰ لگایا کہ یہ ولی اللہ نہیں بلکہ  
فاسق یا کافر یا ملحد یا زندیق ہے (جس  
طرح اس زمانہ میں پیر محمد نے یہ باتیں  
اس فقیر مسلم کی طرف منسوب کی ہیں)  
حالانکہ ولی اللہ نفس الامر میں اللہ تعالیٰ

تصورہ فی نفسہ و حکم  
 بانه فعل ذلک الولی او  
 قوله فحکم بسببہ علی  
 ذلک الولی بانه لیس  
 بولی وانه فاسق او کافر  
 او ملحد اور زندقہ  
 والولی فی حقیقۃ  
 امرہ من حیث ما یعلمہ  
 اللہ تعالیٰ منہ بری من  
 جمیع ما اعتقدہ فیہ  
 ذلک المنکر و عملہ  
 ذلک الذی انکر علیہ  
 وقوله ذلک الذی  
 انکرہ علیہ لیس شیئی  
 منہما باطلا فی  
 الشریعۃ ولا کفرا ولا  
 الحادا ولا زندقۃ بل  
 ذلک الفعل طاعة  
 وقربۃ الی اللہ وذلک  
 القول قول حق  
 و صواب و هو محض  
 ایمان و حقیقہ معرفۃ  
 وایقان۔ ولکن سماہ  
 ذلک المنکر کفر

کے علم کے موافق منکر کی منسوب کردہ  
 قباحتوں سے بری الذمہ ہے اور قبیح  
 اعمال و عقائد سے مجتنب ہے اور ولی  
 اللہ کے افعال میں سے اور اس کے  
 اقوال میں سے جس کا منکر انکار کرتا ہے  
 کوئی بھی فعل یا قول باطل فی الشریعہ  
 کفر، الحاد اور زندقہ نہیں ہے بلکہ یہی  
 افعال طاعت اور قرب خداوندی کا  
 ذریعہ ہیں اور ولی اللہ کا قول حق  
 صواب (نیکی)، ایمان محض حقیقی  
 معرفت اور حقیقی یقین ہے لیکن اس  
 منکر شخص نے اس قول حسن کو کفر، الحاد  
 اور زندقہ تصور کیا کیونکہ منکر جاہل  
 محض اور معاند محض ہے اور اولیاء  
 کرام کے علوم عالیہ سے قاصر ہونے کی  
 بنا پر اعتراف نہیں کرتا اور صدیقین  
 کے معارف سے اپنی غلطی کو تسلیم نہیں  
 کرتا اور اپنی بصیرت کی بربادی کو  
 محسوس نہیں کرتا اور اپنے دل کے عدم  
 ادراک کے سبب اولیاء کے علم سے  
 آگاہ نہیں اور ان کے اسرار کے حقائق  
 اور انوار کے لمحات سے بھی واقف  
 نہیں پس منکر اولیاء کفر، گمراہی، الحاد  
 اور زندقہ حقیقت کے بیابانوں میں گھومتا

رہتا ہے اور منکر کا گمان ہے کہ میں  
 بالایمان اور مطیع لوگوں کو خطا اور گمراہی  
 سے بچانے کے لیے نصیحت اور ہدایت  
 کے بیابانوں میں چکر لگاتا ہوں اور  
 منکرین حقیقت حال کا شعور نہیں رکھتے  
 ..... اور منکرین جہل سے معذور نہیں  
 ہیں کیونکہ ان کے پاس انکار سے بچنے  
 کے لیے راہ موجود ہے اور وہ یہ اس  
 امر کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں اور جن  
 چیزوں سے واقف نہیں ان امور میں  
 تسلیم کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ امور  
 جانتا ہے جو منکرین نہیں جانتے اور  
 جہل اس طرح کے امور میں منکرین کا  
 عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جہل یہود  
 نصاریٰ مجوسیوں اور بت پرستوں کے  
 جہل کی طرح ہے کہ وہ نبی اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے حق حقیق اور دین  
 صحیح سے جاہل تھے پس یہ اہل تصدیق  
 کے نزدیک عذر ہرگز ہرگز نہیں ہے  
 جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی عذر  
 نہیں۔

او الحاد اوزندقة  
 لمحض جہلہ وعنادہ  
 وعدم اعترافہ  
 بالقصور عن علوم  
 الاولیاء ومعارف  
 الصدیقین وعدم  
 احساسہ بطمس  
 بصیرتہ وعمی قلبہ عن  
 ادراک مدار کھم  
 والكشف عن حقائق  
 اسرارہم ولمحات  
 انوارہم فالمنکر  
 یتقلب فی اودیة  
 الکفر والضلال  
 والالحاد والزندقة  
 وهو معتقد انه یتقلب  
 فی اودیة الايمان  
 والطاعة وارشاد  
 الناس الی الاحترار  
 عن الخطا والضلال  
 والنصيحة والهدی  
 ولا يشعر..... ولا یعذرون  
 المنکرین بالجهل لان  
 لهم مندوحة عن

والنصارى والمجوس  
وعباد الاصنام بما جاء  
به محمد صلى الله عليه  
وسلم من الحق والدين  
الصحيح فانه ليس  
بعذر عند اهل التمديق  
بذلك كما انه ليس  
بعذر عند الله تعالى ....  
(صدیقتہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ  
۲۴۱-۲۴۲ جلد اول)

الانكار بايكال الامر  
الى الله تعالى  
والتسليم فيما لا يعرفه  
والاعتراف بان الله  
تعالى يعلم من احوال  
الناس مالا يعلم هو  
والجهل اى الشريعة  
ليس بعذر فى مثل هذا  
اذ هو مثل جهل اليهود

پیر محمد متقدمین اور متاخرین تمام اولیاء کرام کا منکر ہے :  
صدیقتہ الندیہ کی درج بالا عبارت کے بیان کرنے کے وقت جب علامہ افضل  
الدین "کانام آیا تو پیر محمد نے کہا کہ میں افضل الدین کو نہیں مانتا۔ جب شیخ اکبر"  
کانام آیا تو وہ کہنے لگا وہ غلط آدمی ہے۔ جب شاذلی "کانام آیا تو کہنے لگا میں اس  
کو بھی نہیں مانتا۔ جب علی خواص "کانام آیا تو اس سے بھی انکار کیا اور شیخ  
عبد الغنی نابلسی "سے بھی انکار کر دیا پھر جب اجماع المسلمین اور جمیع مذاہب  
اہل اسلام کے الفاظ آئے تو پھر بھی بغیر کسی دلیل کے انکار کر دیا۔ اب قارئین  
خود انصاف کریں پیر محمد نہ صرف اس فقیر سے انکار کرتا ہے بلکہ تمام اولیاء  
متقدمین اور متاخرین کا منکر ہے اس سے ثابت ہوا کہ پیر محمد کفر میں اشد ترین  
کافر اور زندیق ہے۔

پیر محمد چترالی زندیق علم باطن اور علم تصوف کا منکر ہے :  
علم تصوف نصوص قطعیہ سے ثابت ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے :

(۱) ویعلمهم الكتاب (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام  
والحکمتہ ویزکیهم ﷺ) کو کتاب و سنت اور حکمت کی



تعلیم دیتے ہیں اور ان کے باطن کا تزکیہ فرماتے ہیں۔

اور ہم نے (خضر علیہ السلام کو) اپنی جانب سے (ایک خاص طور کا) علم عطا کیا تھا۔

(سورہ البقرہ آیت ۱۲۹)

(۲) و علمنہ من لدنا علما  
(سورہ الکاف آیت ۶۵)

یہی علم عمد صحابہ رضی اللہ عنہم میں احسان سے موسوم تھا جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ہمارے سامنے تیز سفید کپڑوں اور تیز سیاہ بالوں والا ایک آدمی نمودار ہوا اس پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے اور ہم میں سے کوئی اس کو نہیں پہچانتا تھا اس نے اپنے زانوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوؤں مبارک کے ساتھ رکھا اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے زانوں پر رکھ کر کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیے اسلام کیا ہے؟ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ کہ تو نماز پڑھا کرے اور زکوٰۃ دیا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر

عن عمر رضی اللہ عنہ قال بینما نحن جلوس عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثر السفر ولا یرف منا احد حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتيہ ووضع کفیه علی فخذیه وقال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی علی الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاسلام ان تشهد لا الہ

الا الله وان محمد استطاعت هو تو خدا کے گھر کا حج کرے تو  
 رسول الله وتقیم اس نے کہا آپ ﷺ نے حج کہا ہم  
 الصلوة وتؤتی الزکوة بڑے حیران ہوئے کہ خود ہی سوال کرتا  
 وتصوم رمضان وتحج ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے اس نے  
 البيت ان استطعت اليه کہا مجھے بتائیے ایمان کیا ہے؟ حضور  
 سببلا قال صدقت فعجبنا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ  
 له يساله ويصدقہ قال ہے کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر،  
 اخبرني عن الايمان قال اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر،  
 ان تؤمن بالله یوم آخرت پر اور اور اچھی اور بری  
 وملائكته تقدیر پر یقین رکھے۔ اس نے کہا آپ  
 ورسله والیوم الآخر ﷺ نے حج کہا۔ اس نے کہا مجھے  
 وتؤمن بالقدر خیرہ بتائیے احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے  
 وشره قال صدقت قال فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح  
 فاخبرني عن الاحسان عبادت کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے  
 قال ان تعبد الله كأنك اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ  
 تراه فان لم تکن تراه رہا ہے ..... (امام نوویؒ سے اربعین  
 فانه يراک ذکر میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے)۔  
 النووی فی الاربعین)۔

شرح اربعین میں علامہ بلخیؒ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر کیا ہے۔  
 الاحسان راجع الی  
 اتقان العبادات ومراعاة

حقوق اللہ و مراقبتہ  
 واستحضار عظمتہ  
 وجلالہ حال العبادات  
 وهذا حال اولیاء اللہ  
 العارفين الصارفين  
 اوقاتہم لافضل الاعمال  
 واحسن الاحوال من  
 محاسبة النفس ودوام  
 ذکر اللہ و تصفیة  
 القلب و مراقبة  
 الاعمال و مکاشفة  
 الحضور والاحوال.....

احسان کا مفہوم ہے عبادات کو بڑی  
 عمدگی کے ساتھ ادا کرنا، اللہ تعالیٰ کے  
 حقوق کا لحاظ کرنا، اس کے مراقبات اور  
 اس کی عظمت کا استحضار کرنا اور  
 عبادات کے وقت اس کی جلالت کا  
 استحضار کرنا۔ یہ (مرتبہ احسان) اولیاء  
 اللہ کا حال ہے جو عارفین ہیں اور اپنے  
 اوقات کو بہترین اعمال اور احوال میں  
 بسر کرتے ہیں۔ نفس کا محاسبہ کرتے ہیں  
 ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں دل کو  
 (امراض باطن سے) صاف کرتے ہیں  
 اپنے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں۔  
 اپنے وجود اور احوال کو ظاہر کرتے ہیں

علم لدنی کی تحصیل فرض عین ہے : علامہ بلخیؒ اسی کتاب کے صفحہ  
 ۱۱ پر رقمطراز ہیں۔

واما العلم اللدنی الذی  
 یسمون اہلہا  
 بالصوفیة الکرام فهو  
 فرض عین لان ثمراتها  
 تصفیة القلب عن  
 اشتغال بغير اللہ تعالیٰ  
 واتصافہ بدوام  
 الحضور و تزکیة

علم لدنی، جس کے اہل صوفیہ کرام کے  
 نام سے موسوم ہوتے ہیں کا حصول ہر  
 مسلمان پر فرض عین ہے کیونکہ اس  
 کے نتیجہ میں دل ماسوا اللہ سے صاف ہو  
 کر دوام حضور سے متصف ہو جاتا ہے  
 اور نفس برے اخلاق سے پاک ہو جاتا  
 ہے مثلاً خود پسندی، تکبر، حسد، دنیا کی  
 محبت اور اطاعت میں سستی وغیرہ۔

النفس عن رذائل  
 الاخلاق من العجب  
 والكبر والحسد وحب  
 الدنيا والكسل في  
 الطاعات وغيرها۔ قال  
 به القاضی ثنا اللہ پانی  
 پتی فی المظہری  
 وارشاد الطالبین  
 وتصانیفہ الآخر قال به  
 الغزالی قال به المجدد  
 والشیخ عبدالحق.....

تصوف کی فرضیت پر قاضی ثناء اللہ پانی  
 پتی نے تفسیر مظہری اور ارشاد الطالبین  
 وغیرہ کتابوں میں تصریح فرمائی ہے اس  
 بات کی امام غزالی، امام مجدد اور شیخ  
 عبدالحق محدث دہلوی نے بھی تصدیق  
 کی ہے.....

عارف کی ایک رکعت غیر عارف کی ہزار رکعت سے بہتر  
 ہے : کفایت الاتقیاء صفحہ ۲۲۱ پر مذکور ہے۔

ورکعة من عارف  
 افضل من الف رکعة  
 من عالم غیر عارف ولا  
 عبرة لانکار بعض  
 المبتدعة لانہم  
 شاہدوا فی انفسہم لم  
 یجدوا احدا متصفا  
 بالکرامۃ والخوارق

عارف کی ایک رکعت نماز غیر عارف  
 عالم ظاہر کی ایک ہزار رکعات سے بہتر  
 ہے اور (تصوف کے بعض) مبتدعین  
 کے انکار کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ  
 دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی  
 کرامت، خوارق، مواجید اور احوال  
 متصف نہیں ہے چونکہ وہ (مبتدعین)  
 کجروی اور گمراہی میں واقع ہوئے

والمواجيد والاحوال  
لوقوعهم في الزيف  
والضلال فوقعوا في  
انكار التصوف واهله  
ويحسبون انهم على  
هدي من ربهم كما هو  
دأب جميع فرق  
الضالة ....

ہیں۔ اس لیے تصوف اور اہل تصوف  
سے انکار کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ  
ہم اللہ کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔  
جس طرح تمام گمراہ شدہ فرقوں کی پختہ  
عادت ہے۔

تمام بڑے آئمہ کرام نے علم تصوف حاصل کیا:  
واخذ التصوف كثير من  
الثقات كابى حنيفة  
من جعفر صادق  
وفضيل بن عياض  
وتصوف الشافعى من  
هيرة البصرى والامام  
احمد بن حنبل من بشر  
الحافى والامام محمد بن  
الحسن الشيبانى من  
داود الطائى والامام

علم تصوف بہت سے بزرگان دین نے حاصل کیا ہے جیسے امام ابو حنیفہؒ نے جعفر صادقؒ اور فضیل بن عیاضؒ سے اور امام شافعیؒ نے ہیرہ بصریؒ سے اور امام احمد بن حنبلؒ نے بشر حافیؒ سے اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ نے داؤد طائیؒ سے اور امام ابو یوسفؒ نے حاتم اصمؒ سے علم تصوف حاصل کیا جیسے ”جواہر غیبی“ کے صفحہ ۲۳۲ پر مذکور ہے اور امام غزالیؒ، مولانا عبدالرحمن جامیؒ، علامہ شیخ عبدالغنی نابلیسیؒ، امام شعرانیؒ، امام رافعیؒ، ”سید سند جرجانیؒ“ شیخ عبدالحق دہلویؒ، علامہ ملا علی القاریؒ مکیؒ اور دیگر عالی مرتبت لوگوں نے علم تصوف حاصل کیا یہ معاملہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدسہ سے لے کر آج تک مسلسل اور بغیر ا ع جاری ہے۔

اور یہی علم باطن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مقدسہ سے صحابہ کرام میں استعدادات کے موافق سرایت کرتا رہا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے ما صب اللہ شیثا فی صدری الا صببتہ فی صدر ابی بکر ”الحاوی“ (اس حدیث کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے) تو اس حدیث سے تصرف باطنی، توجہ، سرایت فیض اور علوم باطنی کی تدریس ثابت ہے اس کے علاوہ درج ذیل حدیث سے بھی علم باطن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں ثابت ہوتا ہے

ابو یوسفؒ ”من حاتم الاصمؒ کذا فی جواہر الغیبی۔ صفحہ ۲۳۲ واخذ التصوف الامام الغزالیؒ والجامیؒ والنابلیسیؒ والشعرانیؒ والرافعیؒ والدمیاطیؒ وسید سند الجرجانیؒ والشیخ عبدالحق الدہلویؒ والعلامہ علی القاریؒ المکیؒ وخلائق اعلام لا یحصون من زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الان بالتواتر الغیر المنقطع۔“ شرح اربعین للبلخی صفحہ ۱۰ تا ۱۲

ارشاد ہے۔

عن ابی ہریرۃ حفظت  
من رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم وعائین (من  
العلم) فاما احدهما  
فبثثته فیکم واما  
الآخر فلو بثثته قطع  
هذا البلعون (الحلقوم)  
(بخاری)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے دو اقسام کے علوم سیکھے ایک  
کو میں نے تم پر ظاہر کر دیا ہے اور  
دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ  
دیا جائے گا۔

اس حدیث شریف میں بھی علم کی اقسام سے مراد علم باطن اور علم اسرار ہے  
جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حدیث مذکور کی شرح میں ”اشعة اللمعات“ صفحہ  
۷۷۷ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں۔

وگفتہ اند کہ مراد بہ اول علم احکام  
واخلاق است کہ مشترک است میان  
خواص و عوام و ثانی علم اسرار کہ محفوظ  
و مصون است از اغیار از جہت تاریکی  
و پوشیدگی آن و عدم وصول فہم ایشان  
بدان و مخصوص است بہ خواص از علماء  
بالہ از اہل عرفان۔

اور کہتے ہیں کہ پہلی قسم سے مراد احکام  
اور اخلاق کا علم ہے جو عام و خاص سب  
کے لیے مشترک ہے اور دوسری قسم علم  
اسرار ہے جو غیروں کی (جہالت کی)  
تاریکی سے محفوظ کیا گیا ہے اور ان کی  
عقل و سمجھ میں نہیں آسکتا اور وہ خاص  
علما کرام اور اہل عرفان کے لیے ہے۔

بعض شارحین نے قسم ثانی سے مراد اخبار فتن اور فساد دین مراد لیا ہے لیکن  
محدث موصوفؒ ان کے بارے میں صفحہ ۷۷۷ پر مزید آگے فرماتے ہیں۔

پوشیدہ نمائد کہ اگر مراد این قائل نفی  
علم باطن و وجود حقائق و اسرار است کہ  
فہم عوام بدان نرسد۔ و افشائے آن



مصلحت وقت بنائے و صلاح روزگار بعض مخاطبان در آن نبود۔ بے شک در دائرہ علم این چنین علمهاست پس مکابره است..... و اگر گوید علم حقائق و اسرار ثابت است واقعہ است لیکن در حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اشارہ پھرنے دیگر است کہ گفتہ شدہ بان علم بوجود قرائن کہ مذکور شد و نیز تخصیص ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بدان باوجود دیگران از عظمائے صحابہ رضی اللہ عنہ و عدم فہم ایشان آزار و حکم کردن بقتل او از بعدے نیست۔ این سخن دیگر است۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ ۷۷ جلد اول)

یہ بات واضح ہے کہ اگر اس قائل کی مراد علم باطن اور حقائق و اسرار کے وجود کی نفی ہے جو عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتی اور ان کا اظہار وقت کی مصلحت نہیں ہوتی اور زمانے کے بعض لوگوں کی اس میں بھلائی نہیں ہوتی بے شک علم کے دائرہ میں اس قسم کے علوم بھی ہیں۔ مگر یہ فقط بحث و جھگڑا ہے..... اور اگر وہ کہتا ہے کہ حقائق و اسرار کا علم ثابت ہے تو یہ ٹھیک ہے لیکن حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کسی دوسری چیز کی طرف ہے کہ اس کو علم نہیں کہا گیا۔ مذکورہ قرائن کے باوجود اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس پر تخصیص دیگر عظیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے باوجود اور ان کی نا سمجھی اور اس کے قتل کرنے کا حکم اس میں فرق نہیں ہے یہ ایک الگ بات ہے۔

تو معلوم ہوا کہ علم باطن احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود تھا اس کے علاوہ ملا علی قاریؒ بھی حدیث مذکور کی شرح میں ”مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۳ جلد اول“ میں رقمطراز ہیں۔

فاما احدهما وهو علم الظاهر من الاحکام

والاخلاق فبثته ای  
اظهرته بالنقل فيكم  
واما الاخر وهو علم  
الباطن فلو بثته ای  
نشرته وذكرته لكم  
بالتفصيل قطع هذا  
البلعوم بضم الباء ای  
الحلقوم لان اسرار  
حقيقة التوحيد مما  
يعسر التعبير عنه علی  
وجه المراد ولذا كل  
من نطق به وقع فی توهم  
الحلول والاحاد اذ فهم  
العوام قاصر عن  
ادراك المرام ومن  
كلام الصوفية صدور  
الاحرار قبور الاسرار  
(مرقات صفحہ ۳۱۳ جلد اول)

(یعنی وہ اسرار کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ اسماء صفات کے متعلق علوم و معارف بیان کرتے ہیں اور اسرار کے بیان میں اجمال اور رمز و اشارہ سے کام لیتے ہیں۔)  
ایک اور حدیث شریف سے علامہ عبدالوہاب شعرانی "علم باطن کے ثبوت اور تجلیات ربانیہ کے درود پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال  
 جاء الناس الى النبي  
 صلى الله عليه وسلم  
 فقالوا يا رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم انا  
 نجد في نفوسنا  
 ما يتعاضم احدا ان  
 يتكلم به فقال او قد  
 وجدتموه؟ قالوا نعم  
 قال فذلك من صريح  
 الايمان انتهي وان  
 سوالهم انما كان في  
 المعارف الالهية  
 والتجليات الربانية  
 التي يخاف من النطق  
 بها الوقوع في الكفر  
 كما اشار اليه رسول  
 الله صلى الله عليه  
 وسلم بقوله لهم (ذلك  
 من صريح الايمان) وان  
 سوالهم لم يكن في شيء  
 من مبادئ السلوك  
 كاصلاح فرائضهم  
 وسننهم لان ذلك  
 لا يتعاضم في نفس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پاس لوگ آئے اور کہنے لگے کہ  
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے  
 اندر ایسی چیزیں (ابرار) پاتے ہیں کہ  
 ہم میں سے کسی ایک کو بھی اس پر تکلم  
 کرنا مشکل ہوتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے پوچھا کیا آپ نے یہ  
 چیزیں پالیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے  
 اور ان کا سوال معارف الہیہ کے متعلق  
 تھا اور ان تجلیات ربانیہ کے متعلق تھا  
 کہ ان کے بارے میں بات کرنے سے  
 کفر میں واقع ہونے کا خوف ہوتا ہے  
 جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنے قول سے ان کو اشارہ فرمایا  
 (کہ یہی چیز صراحۃ ایمان ہے) اور ان کا  
 سوال مبادی سلوک کے متعلق نہیں تھا  
 جیسا کہ اپنے فرائض اور سنن کی  
 اصلاح کرنا وغیرہ۔ کیونکہ ان کے متعلق  
 سوال کرنا مومن کے نفس کے لیے  
 مشکل نہیں ہوتا۔ (بعض شارحین نے  
 اس سے مراد وسوسہ لیا ہے لیکن یہ  
 بات نہایت ضعیف ہے کیونکہ وسوسہ

المؤمن السؤال عنه۔ نفس ایمان نہیں ہوتا تو صریح ایمان  
 ”انوار قدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیہ“ کیسے ہو سکتا ہے جو کہ کامل اور صحیح  
 صفحہ ۴۱۔“ ایمان ہے۔

اس کے علاوہ علم باطن کے ثبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ”اشعۃ  
 اللمعات“ صفحہ ۱۵۱ جلد اول کتاب العلم کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں۔  
 مراد علم دین است کہ متعلق است (اس سے) مراد دین کا علم ہے جو کتاب  
 بکتاب و سنت و آن دو قسم است مبادی و سنت کے متعلق ہے اور اس کی دو  
 و مقاصد مبادی علوم کہ موقوف است قسمیں ہیں ایک مبادی اور دوسرا  
 معرفت کتاب و سنت بر آن مثل لغت مقاصد۔ مبادی علم وہ ہے کہ جس کا  
 و نحو و صرف و جز آن از علوم عربیت انحصار کتاب و سنت کی پہچان پر ہے۔  
 و مقاصد آن چہ متعلق است باعمال مثلاً عربی علوم کی لغت نحو صرف اور  
 و اخلاق و عقائد و این ہمہ علم معاملہ اس سے متعلقہ دیگر اور مقاصد کا علم وہ  
 است۔ و علم مکاشفہ نوریت کہ بعد از علم ہی جو اعمال اخلاق اور عقائد کے  
 سلوک طریقہ حق و صدق معاملات در متعلق ہے اور یہ تمام علم معاملہ ہیں اور  
 دل افتد کہ بدان معرفت حقائق اشیاء علم مکاشفہ ایک نور ہے جو طریق حق اور  
 چنانچہ ہست منکشف گردد۔ و معرفت معاملات کے صدق کی منازل طے  
 ذات و صفات و افعال حق سبحانہ و تعالیٰ کرنے کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور  
 رونمایہ و این را علم حقیقت و علم اس کے ذریعے اشیاء کی حقیقت جیسی  
 وراثت خوانند بحکم حدیث من کہ وہ ہیں منکشف ہو جاتی ہے۔ اور  
 عمل بما علم و رثہ اللہ اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات صفات اور  
 علم ما لم یعلم یعنی ہر کہ ممکنہ افعال کی معرفت حاصل ہوتی ہے اس  
 بانیچہ دانستہ و خواندہ است از علم ظاہر کو علم حقیقت اور علم وراثت کہتے ہیں  
 روزی گردانند و بخشد اور اخدا تعالیٰ اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
 علم آنچه ندانستہ و نہ خواندہ است کے حکم کے مطابق (تفسیر)۔ وہ اس پر عمل  
 کرتا ہے جو علم ظاہر سے اس نے حاصل

آیۃ کریمۃ واتقوا اللہ وعلّمکم اللہ (سورہ البقرہ آیت ۲۸۲) نیز اشارت باین معنی است و علم ظاہر و باطن کہ گویند این معنی وارد و نسبت ہر دو بیکدیگر نسبت تن و جان و پوست و مغز است و احادیث و آیات کہ در شان علم و فضیلت آن واقع شدہ شامل ہمہ این اقسام (مذکورہ) است۔ بر تفاوت و درجات آن (کہ مراتب و شرافت اصناف علوم مختلف است)

کیا ہے اس کو نعمت سمجھے کیونکہ جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا اس کا علم اسے خداوند تعالیٰ نے بخشا ہے اور سورہ بقرہ کی آیت واتقوا اللہ وعلّمکم اللہ (اور اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں علم سکھاتا ہے) میں بھی اسی مفہوم کی طرف اشارہ ہے۔ اور جس کو علم ظاہر و باطن کہتے ہیں اس کا بھی یہی مطلب ہے اور دونوں (علوم یعنی ظاہر و باطن) کا آپس اتنا گہرا تعلق ہے جیسے جسم اور روح یا چھلکا اور مغز اور ان علوم کی شان اور فضیلت کے بارے میں جو احادیث اور آیات ہیں وہ ان تمام مذکورہ اقسام کے فرق اور درجات پر شامل ہیں (کیونکہ علم کی مختلف اقسام کے مراتب اور درجات مختلف ہوتے ہیں۔

علوم کی اقسام کے درمیان تفاوت و درجات کو امام ربانیؒ نے رسالہ ”مبداء و معاد“ صفحہ ۵۸ میں بیان فرمایا ہے۔

شرف علم باندازہ شرف و رتبہ معلوم است معلوم ہر چند شریف تر آن عالی تر پس علم باطن کہ صوفیہ بان ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ نصیب علما خواہر است بر قیاس شرافت علم ظاہر بہ علم حیاکت و حجامت۔

علم کی فوقیت اس کے شرف اور رتبہ سے معلوم ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہے کہ جس قدر فوق ہوگا بڑے رتبے کا ہوگا پس صوفیہ اس لیے اشرف ہیں کہ علم باطن سے ممتاز ہیں علم ظاہر کی نسبت جو ظاہری علماء کے حصے میں ہوتا ہے تو اس سے کپڑے بننے اور بال

کاٹنے کے علم پر علم ظاہر کی برتری کا خیال کرنا چاہیے۔

(نوٹ: رسالہ ”مبداء معاد“ کی پوری عبارت گذشتہ صفحات پر پیش کی جا چکی ہے) پس یہی علم باطن ہے کہ جس کو علم تصوف، طریقت، سلوک، تزکیہ و تصفیہ، احسان اور علم لدنی وغیرہ مختلف ناموں سے مختلف زمانوں میں موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے ”ملا بد منہ“ میں کتاب الاحسان کے نام سے ایک مستقل باب شامل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

این ہمہ کہ گفتہ شد (یعنی اقسام عبادات) صورت اسلام و ایمان و شریعت است و مغز و حقیقت او در خدمت درویشان باید جست و خیال نکرد کہ حقیقت خلاف شریعت است کہ این سخن جہل و کفر است بلکہ ہمیں شریعت است کہ در خدمت درویشان چون قلب از تعلق علمی و جہی کہ بما سوی اللہ داشت پاک شود و رذائل نفس بر طرف گشتہ نفس مطمئن شود و اخلاص بہم رساند۔ شریعت در حق او باز مغز شد و نماز از عند اللہ تعلق دیگر بہم رساند دو رکعت او بہتر از لک رکعت دیگران باشد و ہجنین صوم و صدقہ او (و دیگر عبادات) (ملا بد منہ صفحہ ۱۳۶ کتاب الاحسان)

عبادات کی مختلف اقسام کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب اسلام، ایمان اور شریعت کی مختلف صورتیں ہیں اور اس (عبادت) کی حقیقت اور روح کو درویشوں کی خدمت میں تلاش کرنا چاہیے اور یہ خیال نہ کرو کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے بلکہ ایسا کہنا جہالت اور کفر ہے اور یہی شریعت ہے کہ درویشوں کی صحبت میں رہ کر دل علمی و جہی کے تعلق سے ماسوا اللہ سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کی خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور خلوص پیدا ہو جاتا ہے پھر شریعت اس کے حق میں روح (مغز) بن جاتی ہے اس کی نماز خدا کے نزدیک ایک دوسرا تعلق پیدا کرتی ہے اس کی دو رکعت نماز اوروں کی لاکھ رکعت

سے بہتر ہوتی ہے اسی طرح اس کا روزہ  
اور صدقہ ہے (اور دوسری عبادات  
ہیں جو اوروں سے بہتر ہوتی ہیں)

پس معلوم ہوا کہ علم باطن اشرف العلوم اور افضل العلوم ہے جیسا کہ  
”مبداء و معاد“ کی عبارت سے بھی واضح ہو چکا۔ علم باطن احادیث مبارکہ اور  
آیات قرآنیہ سے ثابت ہے اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ  
رضوان اللہ علیہم سے لے کر آج تک متواتر چلا آرہا ہے اور علماء کرام نے تصریح  
فرمائی ہے کہ علم باطن اور کمالات ولایت کی طلب فرض عین ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ”تفسیر مظہری صفحہ ۴۴۳ جلد اول میں فرماتے

ہیں۔

و من ہنا یظہر فرضیۃ  
اخذ الطریقۃ  
الصوفیۃ والتشبیث  
بازیال الفقراء  
کفرضیۃ قراۃ کتاب  
اللہ وتعلم احکامہ

اسی طرح مذکورہ مصنف نے اپنی تفسیر مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کے اس قول  
”فلولا نفر من کل فرقتہ منهم طائفۃ لیتفقہو فی  
الدین“ (سورہ التوبہ آیت ۱۲۲) ترجمہ: ”سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر  
بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت (جہاد کے لیے) جایا کرے اور باقی ماندہ  
لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ علم تصوف  
فرض علوم میں سے ہے عبارت ملاحظہ کیجئے۔

واما العلم الدنی الذی  
یسمون اہلہا



بالصوفية الكرام فهو  
 فرض عين لان ثمراتها  
 تصفية القلب عن  
 اشتغال بغير الله تعالى  
 واتصافه بدوام  
 الحضور وتركية  
 النفس عن رذائل  
 الاخلاق من العجب  
 والكبر والحسد  
 وحب الدنيا والكسل  
 في الطاعات وايشار  
 الشهوات والرياء  
 والسمعة وغير ذلك  
 وتجليتها بكرام  
 الاخلاق من التوبة  
 والرضاء بالقضاء  
 والشكر على النعماء  
 والصبر على البلاء  
 وغير ذلك ولا شك ان  
 هذه الامور محرمات  
 وفرائض على كل بشر  
 اشد تحريما من معاصي  
 الجوارح واهم  
 افتراضا من فرائضها

اور علم لدنی کہ جس کے حاملین کو صوفیہ  
 کرام کہا جاتا ہے کا حصول فرض عین  
 ہے کیونکہ اس علم کا ثمرہ یہ ہے کہ دل  
 ماسوا اللہ تعالیٰ کے اشتغال سے صاف  
 ہو جائے اور دوام حضور سے متصف  
 ہو جائے اور نفس بھی رذیلہ باتوں سے  
 پاک ہو جائے مثلاً خود پسندی، تکبر،  
 حسد، محبت دنیا، طاعات میں سستی کرنا،  
 شہوات نفسانی کو پسند کرنا، ریاکاری اور  
 سمعہ وغیرہ نیز اخلاق حمیدہ سے متصف  
 ہو جائے مثلاً توبہ کرنا، تقدیر پر راضی  
 ہونا، نعمتوں پر شکر کرنا اور مصیبتوں پر  
 صبر کرنا وغیرہ اور اس میں کوئی شک  
 نہیں کہ مذکورہ (اخلاق رذیلہ) ہر بشر  
 مکلف پر جسمانی اعضاء کے محرمات سے  
 زیادہ محرمات ہیں اور مذکورہ (اخلاق  
 حمیدہ) ہر بشر مکلف کے اعضا کے فرائض  
 سے زیادہ اشد فرائض ہیں کیونکہ نماز،  
 روزہ اور دوسری عبادات اس وقت  
 تک مقبول نہیں ہیں جب تک اخلاص  
 دل اور مصدق نیت نہ ہو رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ  
 تعالیٰ صرف وہ عمل قبول فرماتا ہے جو  
 خالص اس کی رضا کے حصول کے لیے

ہو اور اس عمل کا مقصود رضائے الہی کی طلب ہو۔ (رواہ النسائی) اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے (رواہ مسلم) اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جس چیز پر فرض عین مرتب ہوتا ہے تو یہی مرتب علیہ بھی فرض عین ہے۔ (اور اللہ بہتر جانتا ہے)۔

فبالصلوة والصوم وشيئ  
من العبادات لا يعبا  
بشيئ منها ما لم تقترن  
بالاخلاص والنية قال  
قال رسول الله صلى  
الله عليه وسلم ان الله  
لا يقبل من العمل الا  
ما كان له خالصا  
وابتغى به وجهه (رواه  
النسائي عن ابي امامه)  
وقال عليه السلام ان  
الله لا ينظر الى  
صوركم واماوكم  
ولكن ينظر الى قلوبكم  
(رواه مسلم عن ابي  
هريره رضي الله عنه) وكل  
ما يترب عليه من  
الفروض الاعيان فهو  
فرض عين۔ واللہ اعلم

اسی طرح تحصیل کمالات باطنیہ کی فرضیت اور وجوب کے بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اپنی کتاب ”ارشاد الطالین“ صفحہ ۱۳-۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

طلب طریقت و سعی کردن برائے  
تحصیل کمالات باطنی واجب است  
چرا کہ حق تعالیٰ فرماید یا ایہا  
الذین امنوا اتقوا اللہ  
حق تقیتم (سورہ آل عمران آیت  
۱۰۲) یعنی اے مسلمانو! پرہیز کنید از  
نامرضیات خدا کمال پرہیز گاری یعنی در  
ظاہر و باطن چیزے خلاف مرضی خدا  
تعالیٰ نباشد از عقائد و اخلاق بکمال  
تقویٰ و امر برائے وجوب میباشد۔  
و کمال تقویٰ بدون ولایت صورت نہ  
بندو۔ چنانچہ ذکر کردہ شد رذائل نفس  
از حسد و حقد و کبر و ریاء و سمع و عجب  
و منت و غیرہ آن کہ حرمت آن از  
کتاب و سنت و اجماع ثابت است تاکہ  
زائل نشود کمال تقویٰ چگونہ صورت  
بندد راین متعلق است بہ فنا نفس  
و ترک معاصی کہ تقویٰ عبارت از اں  
ست و معبر است بصلاح جسد کہ ثمرہ  
صلاح قلب است چنانچہ در حدیث  
مذکور شدہ اند و آنرا صوفیہ فتائے قلب  
طریقت کی طلب کرنا اور باطنی کمالات  
کے حصول کے لیے کوشش کرنا واجب  
ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
”اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو  
(جیسا) ڈرنے کا حق ہے۔“ (سورہ آل  
عمران آیت ۱۰۲) یعنی اے مسلمانو! خدا  
کی ناپسندیدہ باتوں سے پرہیز کرو۔ کمال  
پرہیز گاری یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں  
کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے  
خلاف نہ ہو۔ تقویٰ کے کمال کے لیے  
بہترین عقائد اور اخلاق ضروری ہیں۔  
ولایت کے بغیر کمال تقویٰ کی کوئی  
صورت نہیں بنتی چنانچہ کہا گیا ہے کہ  
نفس کی خرابیوں مثلاً حسد، کینہ، تکبر،  
ریاکاری، سمع، خود پسندی اور خوشامد  
وغیرہ سے بچا جائے کیونکہ کتاب و سنت  
اور اجماع سے ان کی حرمت ثابت ہے  
اور یہ اس لیے ہے کہ تقویٰ کا کمال  
زائل نہ ہو جائے اس کی صورت ایسے  
بنتی ہے کہ یہ فنا نفس اور گناہوں کے  
ترک کرنے سے متعلق ہے اور تقویٰ

گویند۔ ولایت عبارت از فنائے نفس است۔ صوفیان گفتہ اند کہ راہی کہ مادر صدو آنیم ہمگی ہفت گام است۔ یعنی فنائے لطائف خمسہ عالم امر قلب، روح، سر، خفی، اخفی، فنائے نفس و تصفیہ لطیفہ قالیہ کہ عبارت از صلاح جسد است و تقویٰ بکثرت نوافل تعلق ندارد۔ و تقویٰ عبارت است از اتیان واجبات و پرہیز کردن از منہیات ادائے فرائض و واجبات بدون اخلاص ہیچ اعتبار ندارد قال اللہ تعالیٰ فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (سورہ الزمر آیت ۲) و پرہیز از منہیات بدون فنائے نفس صورت نمی بندد۔ پس تحصیل کمالات ولایت از فرائض آمدہ ..... پس سعی در ترقی مقامات قرب و تحصیل تقویٰ دائما واجب گشتہ و طلب زیادۃ علم باطن از فرائض آمدہ قال اللہ تعالیٰ رب زدنی علما (سورہ طہ آیت ۱۱۴) یعنی بگو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ الہی علم من زیادہ کن و قناعت از مراتب قرب حرام است بر کامل چنانچہ حرام است بر ناقص۔۔۔۔۔ اخفی

اسی سے عبارت ہے اور جسم کی بھلائی کا ذریعہ ہے کہ بھلائی کا ثمرہ قلب ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ میں اسی کا ذکر کیا گیا ہے اور صوفیہ کرام اس کو فنائے قلب کہتے ہیں۔ ولایت فنائے سر، سے عبارت ہے صوفیا کرام کہتے ہیں کہ وہ راستہ جس کے ہم قریب ہیں کل سات قدم کے فاصلے پر ہے۔ یعنی عالم امر کے پانچ لطائف کا فنا قلب، روح، سر، خفی، اخفی، فنائے نفس اور لطیفہ قالیہ کی صفائی کہ ان سے جسم کی بھلائی عبارت ہے اور تقویٰ کا تعلق نوافل کی کثرت سے ادائیگی سے نہیں ہے بلکہ تقویٰ واجبات پر عمل کرنے اور نواہی سے پرہیز کرنے سے عبارت ہے۔ فرائض اور واجبات کی ادائیگی اخلاص کے بغیر قابل اعتبار نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”پس آپ خالص اعتقاد کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیے“ اور نواہی سے پرہیز فنائے نفس کے بغیر ناممکن ہے۔ پس ولایت کے کمالات کا حصول فرائض کی ادائیگی سے ممکن ہے ..... پس قرب کے مقامات میں ترقی کی کوشش کرنا اور تقویٰ کے حصول کی کوشش کرنا ہمیشہ

کے لیے واجب ہے اور علم باطن میں صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیسے کہ اے زیادتی کی طلب کرنا بھی فرائض میں اللہ میرے علم میں اضافہ فرما اور قرب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقل کے مراتب پر قناعت کر لینا کامل پر بھی رب زدنی علما یعنی اے محمد اتنا حرام ہے جتنا کہ ناقص پر۔

پس حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی عبارات عمدہ سے واضح ہوا کہ علم باطن فرض عین ہے اور اس کی طلب بھی ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس کی عدم طلب حرام اور موجب فسق ہے اور اس کا انکار کفر بواح ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ولایت لطائف سبعہ کی فتا پر موقوف ہے اور لطائف کے اسماء بھی ثابت ہو گئے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جب فتائے قلب اور فتائے نفس حاصل ہو جائے تو ولایت یقینی ہو جاتی ہے اور فنا اشغال ماسوا اللہ کی نجات سے عبارت ہے اور ماسوی اللہ کی نجات سے قلب کا تصفیہ ہوتا ہے اور اخلاص قلبی ذکر اللہ پر موقوف ہے اور نفس کا ماسوی اللہ سے تصفیہ حیات نفس و ذکر اللہ پر موقوف ہے توقف لولا۔ لا امتنع کے ساتھ پس جب سالک کا قلب اور دیگر لطائف مذکورہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زندہ ہو کر فتانی اللہ ہو جائیں تو سالک ولی اللہ بن جاتا ہے اور لطائف سبعہ کی فتا کے بعد تلقین نفی اثبات کی جاتی ہے اور فیض کے متعدی ہونے کی وجہ سے خلافت سے سرفراز کیا جاتا ہے جیسا کہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مشائخ کبارؒ کا یہی طریقہ ہے اور ہمارے طریقہ مجددیہ سیفیہ میں بھی یہی چیز بدیہ الوجود ہے اور پیر محمد چشتی علم باطن سے بھی منکر ہے اور لطائف کے اسماء کمالات اور حرکات و حیات پر بھی استہزا کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ معاند و منکر اولیاء اور فروض اعیان کا منکر کافر ہے اس کے علاوہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی تصانیف میں جگہ جگہ اس بات کی تصریح کی ہے کہ علم باطن فرض علوم میں داخل ہے۔

اسی طرح قدوة المحققین حضرت امام ربانیؒ مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۲۱۹ صفحہ

۱۲۷، ۱۲۸ جلد اول میں رقمطراز ہیں کہ علم باطن کے حکما حاذق (یعنی کامل و مکمل مشائخ) کی صحبت میں برائے کسب کمالات باطنیہ حاضر ہونا فرض عین ہے۔  
امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

من تفقہ ولم يتصوف  
فقد تفسق (مرقات شرح مشکوٰۃ  
صفحہ ۳۱۳ جلد اول)  
جس کسی نے علم ظاہری تو حاصل کیا اور  
علم تصوف حاصل نہ کیا تو یقیناً فاسق  
ہو گیا (کیونکہ فرض عین کا عہد ا بلا عذر  
ترک کرنا فسق ہے)

اسی طرح امام الائمہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔  
لولا السنتان لهلك  
النعمان (نقلہ الحاوی والحدیقہ ورد  
المختار صفحہ ۴۵ جلد اول)  
اگر میرے دو سال تحصیل کمالات باطنیہ  
میں صرف نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت  
ہلاک ہو جاتا۔

ان دو سالوں سے مراد وہ دو سال ہیں جن میں امام اعظمؒ نے امام جعفر صادقؒ  
کے پاس طریقہ صدیقیہ الطریقۃ الصدیقیہ نقشبندیہ میں کمالات باطنیہ حاصل کیے اور طریقہ  
قادریہ علویہ میں علوم باطنی حضرت فضیل بن عیاضؒ سے حاصل کیے بعض لوگوں نے  
ان دو سالوں سے مراد عمر مبارک کے آخری دو سال لیے ہیں لیکن یہ غلط محض ہے  
کیونکہ اس بنا پر مسائل اجتہادیہ غیر معتمد رہ جاتے ہیں (العیاذ باللہ) بلکہ محققین  
نے فرمایا ہے کہ ان دو سالوں سے مراد قبل الاجتہاد نوجوانی کے دو سال ہیں کہ نور  
فراست اور کمالات باطنیہ اور علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد اور مرتبہ اجتہاد مطلق  
پر فائز ہونے کے بعد امام اعظمؒ نے مسائل اجتہادیہ میں استنباط شروع فرما کر ساری  
امت مسلمہ کے لیے چراغ روشن بن گئے تھے اور حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ  
اویسی فرماتے ہیں کہ لولا السنتان میں سین کو ضمیمہ سے پڑھنا فوق ہے اس کا  
مطلب یہ ہوا کہ اگر دو سنت یعنی ثابت بالستہ چیزیں نہ ہوتیں (کہ ایک علم باطن  
اور دوسرا علم ظاہر ہے) تو نعمان ہلاک ہو جاتے کیونکہ محرمات ظاہرہ اور باطنہ سے  
اجتناب اور فرائض ظاہرہ و باطنہ پر امتثال ان دونوں علوم پر مبنی ہے اور ان دو

علوم کے بغیر محرمات کا ارتکاب اور فرائض کا ترک کرنا لازم آتا ہے جو کہ ہلاکت ہے مذکورہ تمام دلائل سے واضح ہوا کہ علم باطن کی طلب فرض عین ہے اور عدم طلب فسق ہے اور انکار کفر ہے پس پیر محمد چشتی اس علم کے انکار کی وجہ سے کفر بواح میں مبتلا ہے۔

علم ظاہر اور احکام شرعیہ کا علم فنون مدونہ پر موقوف نہیں بلکہ اگر فنون مدونہ کے ذریعہ حاصل ہو جائے یا صحبت علمائے رانجین میں ان کے اقوال سننے سے حاصل ہو جائے یا مشائخ کبار کے عمل سے فقہ اور علم حاصل کیا جائے تو ان تمام صورتوں میں علم ظاہر سے اتصاف صحیح ہے بلکہ مؤخر الذکر دونوں طریقے خیر القرون و بالخصوص عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں معمول تھے۔ (مزید تفصیل کے لیے ہمارے تحقیقی رسالہ ”فرضیت سلوک“ کا مطالعہ کیجئے)۔



ایک جاہلانہ شبہ کا ازالہ : بعض نام نہاد مولوی اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں کہ طلب علم کے دوران میں علم طریقت میں مداخلت نہ کرو کیونکہ اس سے ظاہری علم میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ مذکورہ دلائل سے واضح طور پر یہ معلوم ہو چکا ہے کہ علم دو طرح کا ہے علم ظاہر اور علم باطن اور یہ بھی ثابت ہوا کہ علم باطن کا حصول، احکام شرعیہ کی طرح فرض عین ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ علم باطن، علم ظاہر سے اشرف ہے اور علم ظاہر علم باطن کے بغیر فسق اور ہلاکت ہے کیونکہ امراض باطنی سے نجات علم باطن کے حصول پر موقوف ہے تو پھر کس طرح علم باطن ظاہری علم کے لیے مانع ہوگا؟ اور کس طرح علم ظاہری کے طالب سے علم باطنی کی طلب ساقط ہو جائیگی؟ پس اگر یہ مولوی علم باطن کی فرضیت سے انکار کرتے ہیں تو فرض سے انکار کفر ہوتا ہے پھر اگر علم باطن کو فرض بھی سمجھتے ہیں اور طلبہ کو اس علم سے روکتے بھی ہیں تو پھر سخت مجرم اور گنہگار ہیں۔

یہ تھی پیر محمد چترالی کے اعتراضات کا فرانہ کی حقیقت۔

اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ اپنے پیٹ سے مسائل ہم گھڑتے ہیں یا پیر محمد؟ پیر محمد نے تو خود کو شارع بنالیا ہے کیونکہ اس نے مسائل کا ماخذ استدلال ”میرے نزدیک“ کے لفظ بنائے ہوئے ہیں کیا پیر محمد چشتی چترالی کوئی انتہائی عالی مرتبت ذات ہے جو خود کو ”میرے نزدیک“ کہہ کر استدلال کا منبع سمجھتا ہے؟ جب کہ ہم نے قرآنی آیات احادیث مبارکہ، مفسرین اور اولیاء کرام کے اقوال کے حوالے سے اس کی اصلیت آپ پر ظاہر کر دی ہے پیر محمد چشتی کے کردار اور گفتار سے یہ واضح ہوا کہ وہ آیت مبارکہ افرایت من اتخذ اللہ ہواہ واضلہ اللہ علی/علم و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل علی بصرہ غشاوة فمن یہدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون ”سورہ جاثیہ آیت ۲۳“ (اس کا ترجمہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے) کا صحیح

مصدق ہے۔ قائلہ اللہ تعالیٰ عاجلا و سود و جہہ حالا  
و مآلا (آمین)

دوسرے جاہلانہ شبہ کا ازالہ : بعض جہلا کہتے ہیں کہ علماء لوگوں کو کافر بناتے ہیں تو ضروریات دین کے مسئلہ سے واضح ہو چکا ہے کہ علماء حق لوگوں کو کافر بناتے نہیں بلکہ لوگوں کو ان کی کم علمی، عدم واقفیت یا جہالت کی وجہ سے ارتکاب اعمال کفریہ سے بچاتے ہیں۔

تیسرے جاہلانہ شبہ کا ازالہ : بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ پیر سیف الرحمن صاحب تو سختی کرتے ہیں حالانکہ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نرمی کرنا ہے۔ و قولوالہ قولالینا وغیرہ سے استدلال کرتے ہیں۔

اگر تاریخ کے حوالے سے دیکھا جائے تو ابتدا میں اسلام میں کفار کے ساتھ نرمی کی جاتی تھی لیکن اسلام کے غلبہ کے سختی کرنا اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

محمد رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے  
والذین معہ اشداء علی رسول ہیں جو آپ کے صحبت یافتہ ہیں  
الکفار رحماء بینہم وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور  
(سورہ الفتح آیت ۲۹) آپس میں مہربان ہیں۔

دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یا ایہا النبی جاہد اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفار اور  
الکفار والمنفقین منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی  
واغلظ علیہم (سورہ التوبہ) کیجئے  
(آیت ۷۳)

تیسری جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وليجدو فيکم غلظة اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا  
(سورہ التوبہ آیت ۱۲۳) چاہیے۔

ایک حدیث پاک میں ہے۔

من احب لله و ابغض لله  
واعطى لله و منع لله  
فقد استكمل الايمان  
جس نے اللہ کے لیے محبت کی اللہ کے  
لئے دشمنی کی اللہ کے لیے کسی کو دیا اور  
اللہ کے لیے کسی کو روکا پس اس کا  
ایمان مکمل ہو گیا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آخر میں فرعون سے سخت الفاظ میں  
خطاب کیا۔

وانی لاظنک یا فرعون اور میرے خیال میں ضرور تیری (اے  
مقبور) (سورہ بنی اسرائیل آیت فرعون) کم بختی کے دن آگئے ہیں۔

(۱۰۲)

پس ثابت ہوا کہ کفار پر سختی کرنا، اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اخلاق  
قرآن ہے اور اخلاق اللہ ہے نیز اخلاق بزرگان دین ہے اور موجودہ زمانے میں  
نرمی کرنا تذبذب اور منافقت ہے۔

پیر محمد کذاب کا ایک نیا گستاخانہ اعتراض : پیر محمد چترالی کذاب  
نے اپنے نئے گستاخانہ خط میں کافرانہ اقدام کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

”پیر صاحب غیر اسلامی عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں اور شریعت و اسلام کے  
خلاف اپنے پیٹ سے گھڑی ہوئی شریعت بنا رکھی ہے۔ وغیرہ وغیرہ“۔ العیاذ باللہ

الجواب : تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ یہ بات اب قارئین کرام سے مخفی نہیں  
رہی ہے کہ ہم عقائد اجماعیہ سنیہ ماتریدیہ کے تابع ہیں اور مذہب حنفی کے  
اصول و فروع پر عمل پیرا ہیں اور ہر وقت اپنے تمام مریدین اور دیگر مسلمانوں  
کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور خود بھی تمام  
فرائض، واجبات سنن اور مستحبات کے پوری طرح پابند ہیں ترک اولیٰ اور  
ترک عزیمت اس فقیر کو گوارا نہیں اور فقیر تمام محرمات شرعیہ، مفسدات اور  
مکروہات سے اجتناب کرنے والا ہے۔ بلکہ ایک بھی مکروہ تنزیہی کے ارتکاب

کی جرات بھی اس فقیر کو گوارا نہیں۔ نیز یہ فقیر تصوف اور طریقت میں ایک ایسے ولی اللہ کا تربیت یافتہ ہے جو کہ چاروں سلاسل معروفہ کی جامع ہستی تھے۔ علم اور تقویٰ میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا پورے وطن کے علائم عظیم ان کی قومیت اور ولایت بلکہ قطبیت پر گواہ تھے پس اس مبارک ہستی نے اس فقیر کی تربیت کر کے چاروں سلاسل میں خلیفہ مطلق کی سند عطا فرمائی۔

یہ فقیر طریقہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبندؒ اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا تابع اور بالواسطہ مرید ہے اور ان بزرگان دین نے جو کمالات علوم اور معارف بیان فرمائے ہیں ان سب کا یہ فقیر الحمد للہ بدرجہ اتم اور اکمل حامل ہے۔ اسی طرح طریقہ چشتیہ میں یہ فقیر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا تابع ہے اور طریقہ قادریہ میں حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا تابع ہے اور طریقہ سروردیہ میں حضرت محدث کبیر شیخ شہاب الدین سروردیؒ کا تابع ہے اور مکتوبات امام ربانیؒ اور دیگر کتب تصوف میں کامل مکمل اولیاء کی جو علامات اور شرائط مذکور ہیں وہ تمام کی تمام اس فقیر میں الحمد للہ بدرجہ اتم و اکمل موجود ہیں جن کا مشاہدہ آپ کر سکتے ہیں۔ یہ فقیر اپنے مریدوں کے عقائد اعمال اخلاق اور باطن کی تہذیب و تربیت میں شب و روز مشغول رہتا ہے ظاہری علم اور فقاہت سے اللہ تبارک تعالیٰ نے اس فقیر کو جو حصہ عطا فرمایا ہے وہ غیر متعصب علماء عصر پر روشن ہے کہ دلائل اور علمائے احناف کے اقوال پیش کرنا اس فقیر کا شیوہ حیات ہے۔ مشاہدہ اس امر پر گواہ ہے کہ احیائے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور امانت بدعت میں شب و روز مشغول رہنا اس فقیر کا مرغوب طبعی امر ہے۔ فقیر میں شفقت اور دلیری موجود ہے اور فقیر قرآنی حکم اشداء علی الکفار اور رحما بینہم کے مصداق کفار پر سختی کرنے والا اور اہل سنت والجماعت کے مسلمانوں پر رحم کرنے والا ہے۔ کفار کے ساتھ جہاد بالید باللسان بالقلب تقریر اور تحریر کا بہترین نمونہ خانقاہ سیفیہ کے شیدائیوں میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

چند مشہور علماء کرام کے نام جو اس فقیر کے مرید ہیں :

الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں جید علمائے اہلسنت اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں جن کے نام اسناد خلافت کی کتابوں میں درج ہیں اور ”تشریحات ضیائیہ“ میں بھی مذکور ہیں۔ چند مشہور علمائے کرام کے نام جو کہ اس فقیر کے مرید ہیں :-

۱- شیخ المصلح علامہ محمد شاہ روحانی صاحب - سرکشتان

۲- علامہ شیخ مولانا نجم الدین صاحب --- قدوز

۳- علامہ بے نظیر عبدالحی زعفرانی صاحب --- قدوز

۴- حضرت العلامة مولانا یار محمد صاحب --- قدھار

۵- مولانا محمد حسین صاحب --- قدوز

۶- مولانا محمد یوسف صاحب --- فاریاب

۷- مولانا محمد ابراہیم عظیم صاحب --- ننگرہار بیسودی

۸- مناظر ملت حضرت مولانا حمد اللہ جان صاحب --- ڈاگوی مردان

۹- علامتہ الزمان مجاہد اعظم مولوی محمد نبی محمدی صاحب - امیر حرکت انقلاب

اسلامی --- افغانستان

۱۰- مولانا محمد نخی صاحب - امیر سمت غرب - حرکت انقلاب اسلامی ---

افغانستان

۱۱- مناظر ملت مجاہد کبیر محقق و مدقق مولانا ضیا اللہ صاحب --- باجوڑ

۱۲- مولانا حفیظ اللہ صاحب --- وزیرستان

۱۳- مصنف کتب کثیرہ مولانا سید احمد علی شاہ صاحب --- کراچی

۱۴- مولانا محمد انور سیفی مدرس جامعہ جیلانیہ نادر آباد --- لاہور

۱۵- مولوی عبدالعزیز صاحب --- باجوڑ

۱۶- مولوی گل شیر خاں صاحب --- باجوڑ

۱۷- مولوی عبدالغفور صاحب --- فاریاب

۱۸- مولوی امین اللہ صاحب --- باجوڑ

۱۹- مولوی امین الحق صاحب --- باجوڑ

- ۲۰۔ مولوی جامع المعقول والمنقول نجم الدین صاحب۔۔۔۔۔ کابل
- ۲۱۔ مولوی غلام رسول صاحب۔۔۔۔۔ تخار
- ۲۲۔ مولوی عبد الحکیم صاحب۔۔۔۔۔ بدخشاں
- ۲۳۔ مولوی نور الدین صاحب۔۔۔۔۔ مزار شریف
- ۲۴۔ مولوی امیر گل صاحب۔۔۔۔۔ کابل
- ۲۵۔ مولوی غلام رحمن صاحب۔۔۔۔۔ ترکستان
- ۲۶۔ مخدوم زادہ مولانا محمد حمید جان صاحب۔۔۔۔۔ ترکستان
- ۲۷۔ مولوی منظور حسین صاحب۔۔۔۔۔ مردان
- ۲۸۔ مولوی عمر شاہ صاحب۔۔۔۔۔ دیر
- ۲۹۔ مولوی سیف الرحمن صاحب۔۔۔۔۔ مردان
- ۳۰۔ شیخ الحدیث مفتی غلام فرید صاحب ہزاروی۔۔۔۔۔ گوجرانوالہ
- ۳۱۔ مولوی محمد آمین وزیر صاحب۔۔۔۔۔ قندوز
- ۳۲۔ مولوی محمد صادق صاحب۔۔۔۔۔ بھٹان
- ۳۳۔ مولوی محمد ہاشم صاحب۔۔۔۔۔ لوگر
- ۳۴۔ مولوی محمد طاہر صاحب۔۔۔۔۔ ننگر ہار
- ۳۵۔ مولوی عنایت اللہ صاحب۔۔۔۔۔ ننگر ہار
- ۳۶۔ مولوی عبد الشکور صاحب۔۔۔۔۔ کوئٹہ
- ۳۷۔ مولوی عبد الحمید صاحب۔۔۔۔۔ طالقان
- ۳۸۔ مولوی سید علی رضا صاحب۔۔۔۔۔ کشمیر
- ۳۹۔ مولوی محمد صالح صاحب۔۔۔۔۔ وزیرستان
- ۴۰۔ مولوی قاضی محمد قاسم صاحب۔۔۔۔۔ ایٹک
- ۴۱۔ مولوی پیرایو خان صاحب۔۔۔۔۔ بنوں
- ۴۲۔ مولوی محمد اسلم صاحب۔۔۔۔۔ کرک
- ۴۳۔ مولوی سید محمد داؤد شاہ صاحب۔۔۔۔۔ کابل

- ۴۴۔ مولوی سید جعفر شاہ صاحب۔۔۔۔۔ کنٹر
- ۴۵۔ قاضی عبد المتین صاحب۔۔۔۔۔ کنٹر
- ۴۶۔ قاضی امیر زمان صاحب۔۔۔۔۔ کنٹر
- ۴۷۔ مولوی محمد الف خان صاحب۔۔۔۔۔ کنٹر
- ۴۸۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب۔۔۔۔۔ انبار خانہ
- ۴۹۔ مولوی سیف الحق صاحب۔۔۔۔۔ نواب آباد
- ۵۰۔ مولوی سید نور علی شاہ صاحب۔۔۔۔۔ تار وجہ
- ۵۱۔ حضرت العلام فصیح اللسان بلخ البیان مولوی لعل الرحمن صاحب۔۔۔۔۔ مٹہ
- ۵۲۔ مولوی محمد اکرم بابا صاحب۔۔۔۔۔ پشاور
- ۵۳۔ مولوی محمد عارف صاحب۔۔۔۔۔ بڈھ بیرہ
- ۵۴۔ مولوی عبد اللہ صاحب۔۔۔۔۔ لغمان
- ۵۵۔ شیخ التفسیر پیر محمد عابد حسین صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ جیلانیہ نادر آباد
- ۔۔۔۔۔ لاہور کینٹ
- ۵۶۔ حضرت علامہ مفتی احمد دین توگروی صاحب۔۔۔۔۔ لاہور
- ۵۷۔ حضرت العلام مولوی محمد حضرت صاحب۔۔۔۔۔ ننگر ہار
- ۵۸۔ مولوی محمد اعظم صاحب۔۔۔۔۔ قندوز
- ۵۹۔ مولوی عطا الحق صاحب۔۔۔۔۔ کابل
- ۶۰۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب۔۔۔۔۔ ننگر ہار
- وغیر ہم جن کی تعداد پانچ ہزار کے لگ بھگ ہے یہی علمائے اہلسنت اس فقیر کی ولایت، حقانیت، سنیت، حنفیت اور کمالات ظاہرہ و باطنہ کے روشن دلائل ہیں۔

عن المثول تسئل و ابصر قرینہ فان القرین بالمقارن مقتدی  
(ترجمہ: کسی اور انسان سے نہ پوچھ بلکہ قرینی ساتھیوں کو دیکھ کیونکہ ساتھی رہنما کا پیرو کار ہوتا ہے۔)

اسی طرح آٹھ ہزار کے قریب خلفاء کرام اور ہزاروں کی تعداد میں مستعد



طلباء کرام، حفاظ، قراء کرام اور لاکھوں کی تعداد میں دانشور عوام مسلمان اہلسنت اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں اور تمام کے تمام متشرع اور متبع سنت ہیں اور عقائد سنیہ کے حاملین ہیں پس معاذ اللہ اگر اس فقیر میں کوئی علمی یا اعتقادی خرابی ہوتی تو اس طرح کے بڑے بڑے اشخاص اور علماء اہل سنت کس طرح اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہوئے۔ فتدبر هذا بہتان عظیم۔

فقیر تو مبتدعین اور فرق ضالہ کے مقابلہ میں شب و روز مصروف عمل ہے۔ عقائد سینہ اور مذہب حنفی کا مقلد ہے تو حاشا وکلا کہ خود بدعت عملی یا اعتقادی اور خلاف مذہب امر کا ارتکاب کروں حاشا وکلا ثم حاشا وکلا۔ اہل عقل سلیم تو یہ بات کبھی بھی تسلیم نہیں کریں گے۔

فقیر کی حقانیت پر لاتعداد اور بے شمار دلائل موجود ہیں اسی طرح پیر محمد کذاب کے کفر اور زندہ یقینیت پر ہزاروں دلائل موجود ہیں جیسا کہ گذشتہ صفحات پر اس کے اعتراضات کے مفصل جوابات میں واضح ہوا۔ پس اس کے کفرانہ اعتراضات سے بھرپور خطوط ہی پیر محمد چترالی کے کفر اور زندہ یقینیت کے دلائل ہیں جو کہ اب قارئین پر مخفی نہیں رہے۔

پیر محمد کی کفریات میں سے ایک عظیم کفر یہ اقدام یہ ہے کہ ایسی شخصیت کی تکفیر کرتا ہے جو متبع سنت، شریعت اور عقائد اجماعیہ سنیہ، چاروں سلاسل کا جامع صوفی اور حنفی مذہب کا مقلد ہے اور تمام ضروریات دین اور متواترات شرعیہ پر پکا عقیدہ رکھنے والا ہے پس ایسی شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا اور اپنے بیٹ سے گھرے ہوئے احکام کی اشاعت کرنے والا قرار دینا بالفاظ دیگر قرآن و سنت، احکام شرعیہ اور عقائد اسلامیہ کو غیر اسلامی قرار دینا ہے اور ایمان محض کو کفر محض قرار دینا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں اور صوفیہ کرام کی تکفیر کرنا ہے جو کہ اس فقیر کے زیر تربیت ہیں جس کی وجہ سے پیر محمد خود بد رجھا اشد ترین کافر بن چکا ہے۔

الغرض فقیر کی حقانیت اور کمالات بدیہی ہیں جو کہ اپنے ظہر میں سورج کی

طرح واضح ہیں۔ غیر اسلامی عقائد کے مبلغ سے کس طرح ہزاروں مسلمان اور دانشور اور جید علماء بیعت کر سکتے ہیں؟ یہ کوئی وہی مفروضہ نہیں بلکہ ہر شخص جس کا جی چاہے یہاں خانقاہ سیفیہ میں آکر دیکھ سکتا ہے کہ فقیر الحمد للہ شیخ احمد ثانی ہے اور مجدد عصر حاضر ہے فقیر کے مریدین میں سے جو جید علماء کرام موجود ہیں وہ عقائد اسلامیہ اور مذہب حنفیہ کے اصول اور فروع سے بخوبی واقف ہیں اور بدیہی طور پر وجدان صحیح اور عقل سلیمہ کے ذریعے دیکھتے ہیں کہ فقیر کے اندر ایک جزو بھی خلاف شریعت موجود نہیں بلکہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے ساتوں درجات (جن کا گذشتہ صفحات میں تفصیل ذکر ہو چکا ہے) سے خود بھی متصف ہے اور دوسروں کو بھی متابعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین کرتا ہے اس طرح یہ اولیاء کرام اور فقراء حقیقی، اصولاً، فروغاً، ظاہراً، باطناً، قلباً، نفساً اور عناصراً متابعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود بھی مزین ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی انہی مذکورہ درجات متابعت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

تعریف وارث کامل: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین صرف اور صرف یہی مبارک ہستیاں ہیں (جو متابعت کے درجات سب سے پہلے عمل پیرا ہیں)۔ علمائے ظواہر میں اگر صحیح عقیدہ، عمل اور علم ہے تو وہ پہلے درجہ متابعت میں داخل ہیں اور غرما کی صف میں ہیں۔ وارثین کامل نہیں ہیں اور اگر عقیدہ اور عمل کا فساد علمائے ظواہر میں موجود ہو تو وہ اہل نار اور گمراہ فرقوں میں تو داخل ہیں وارث نہیں ہیں۔ خصوصاً امراض باطنیہ اور علل معنویہ سے غیر سالک علمائے ظواہر ضرور متصف ہوتے ہیں جن کا ازالہ دوسرے درجہ متابعت اور ارباب سلوک کے ساتھ محتص ہے اسی لیے امام مال نے فرمایا ہے کہ من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق (مرقات صفحہ ۳۱۲ جلد اول)۔ اس طرح صحت عقیدہ اور ظاہری اعمال صالحہ سے متصف علماء ظواہر بھی وارث نہیں ہیں بلکہ غرما میں داخل ہیں کیونکہ وارث تو قرب اور

جنسیت کی وجہ سے مورث کے جمیع ترکہ سے حصہ لیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح جمیع احکام شرعیہ کے ظاہر تابع تھے اسی طرح ان کا باطن بھی علل معنویہ سے صاف تھا اور نفس بھی مطمئن تھا بلکہ دوسروں کے باطن اور نفس کا تزکیہ بھی فرماتے تھے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے و یعلمہم الکتاب والحکمة ویزکیہم اور ان کے عناصر بھی معتدل تھے اور کمالات ثلاثہ، حقائق سبعہ، حب صرف اور لائقین اور عبدیت وغیرہ تمام مقامات پر بدرجہ اتم واکمل سرفراز تھے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابع اور وارث حقیقی صرف وہی اصحاب ہوں گے جو انہی کمالات سے علی سبیل التبعية متصف ہوں گے ورنہ وہ عزما کی صف میں داخل ہوں گے جیسا کہ امام ربانیؒ کے مکتوب شریف سے واضح ہوگا۔ آپ مکتوب نمبر ۲۶۸ جلد اول میں فرماتے ہیں کہ وارثین وہ ہیں جو علم الاحکام اور علم الاسرار دونوں کے جامع ہوں گے اور اگر ایک علم میں حصہ رکھتے ہیں اور دوسرے سے محروم ہیں تو عالم مطلق اور وارث نہیں بلکہ عالم مقید بظاہر اور باطن اور عزما میں سے ہیں۔ عبارت ملاحظہ کیجئے۔

چون بحث علم وراثت در میان بودہ چند کلمہ ازان مقولہ مقتضائے وقت نوشتہ آمد در اخبار آمدہ العلماء و ریشہ الانبیاء علیکمکہ از انبیاء باقی ماندہ است دو نوع است علم احکام و علم اسرار عالم وارث کسے است کہ اورا از ہر دو نوع سہم بودہ نہ آنکہ اورا از یک نوع نصیب بود نہ از نوع دیگر کہ آن منافی وراثت است چہ وارث را از جمیع انواع ترکہ

مورث نصیب است نہ از بعض دون بعض و آنکہ اورا از بعض معین نصیب است داخل عزما است کہ نصیب او بجنس حق او تعلق گرفته است و همچنین فرمودہ علیہ السلام علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مراد از علماء علمائے وارثان اند نہ عزما کہ نصیب از بعض ترکہ فراگرفته اند۔ چہ وارث را بواسطہ قرب و جنسیت ہیچو مورث میتوان گفت بخلاف عزیزیم کہ ازین علاقہ خالی است پس ہر کہ وارث بنود عالم نباشد۔ مگر آنکہ علم اورا مقید بیکنوع سازیم و گویم کہ عالم علم احکام است مثلاً و عالم مطلق آن بود کہ وارث باشد و از ہر دو نوع علم اورا نصیب وافر بود۔ (مکتوبات حصہ چہارم)

جب علم وراثت کی بحث چھڑ گئی تو وقت کے تقاضے کے باعث چند باتیں تحریر کر دی گئیں۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء سے جو علم ملتا ہے وہ دو اقسام کا ہے ایک علم احکام اور دوسرا علم اسرار۔ عالم وارث وہ ہوتا ہے کہ جس کو دونوں اقسام کے علم سے حصہ ملا ہو۔ نہ کہ وہ جسے صرف ایک قسم کا نصیب ہوا ہو اور دوسرا نہ ہوا ہو۔ یہ وراثت کے اصول کے خلاف ہے کیونکہ وارث کو اپنے مورث کے تمام ترکہ سے حصہ ملتا ہے نہ کہ بعض ترکہ سے اور اگر اس کو کل کی بجائے بعض میں سے حصہ ملتا ہے تو وہ عزما میں داخل ہے کیونکہ اس کا حصہ اس کے تعلق کی بنا پر ہے اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ ان علماء سے مراد علمائے وارث ہیں نہ کہ عزما کہ ان کو ترکہ کے بعض میں سے حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ مورث کے قرب اور خاندانی تعلق کی بنا پر ہی کسی کو وارث کہا جاتا ہے برخلاف عزیزیم کے کہ اسے

یہ تعلق نصیب نہیں ہوتا۔ پس جو کوئی وارث نہیں وہ عالم بھی نہیں مگر یہ کہ اسے علم مقید یعنی ایک قسم کا علم حاصل ہو اور ہم یہ کہیں وہ علم احکام کا عالم ہے اور عالم مطلق وہ ہوتا ہے جو کہ وارث ہو اور دونوں طرح کا علم اسے وافر نصیب ہو۔

اس طرح حضرت امام مجددؒ کے مکتوبات شریف سے واضح ہوا کہ علم الاحکام اور علم الاسرار کے جامع علماء ہی وارث ہیں۔

پس یہ ثابت ہوا کہ وارث سے انکار دراصل مورت سے انکار کرنا ہے اور وارث کی توہین اور گستاخی کرنا فی الحقیقت مورت کی توہین اور گستاخی ہے۔ (العیاذ باللہ) اور وارث کامل جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت مطہرہ کی کمال متابعت کی وجہ سے انھیں الخواص اولیائے کرام کی صف میں شامل ہو تو اس کامل تابع شریعت شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ قرار دینا اور اپنے پیٹ سے گھڑی ہوئی شریعت کی تبلیغ کرنے والا قرار دینا بالفاظ دیگر دین اسلام اور شریعت مطہرہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ ایک اور دین بنانا ہے اور دین اسلام سے قطعی طور پر انکار کرنا ہے جس طرح پیر محمد بدترین کافر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابع اور وارث کی توہین کی ہے اور ایسے شخص کی تکفیر کی ہے جس کے کمالات ظاہرہ و باطنہ پر تواتر کی حد سے زیادہ گواہ موجود ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں جتنے بھی مسترشدین آتے ہیں تو اقرار کر لیتے ہیں کہ حقیقی کمالات اور شریعت مطہرہ کی ظاہر اور باطن اتباع اس فقیر میں موجود ہے۔ اسی لیے ہزاروں استاد کل علمائے اہل سنت سر تسلیم خم کر کے اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہو گئے۔ تو اب اس کامل تابع شریعت شخصیت کو غیر اسلامی عقائد کا مبلغ ٹھہرانا فی الحقیقت شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر اسلامی شریعت ٹھہرانا ہے اور و من یبتغ

غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه و هو فی الآخرۃ من  
 الخسرین (سورہ آل عمران آیت ۸۵) ”ترجمہ: اور جو شخص اسلام کے سوا  
 کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہو گا اور وہ آخرت میں  
 تباہ کاروں میں ہو گا۔“ کا مصداق صحیح بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس بدترین کافر پیر محمد چشتی چترالی کے کفری عقیدہ  
 سے نجات دے اور فقراء حقیقی اور وارثین کامل کی صحبت اور اطاعت نصیب  
 فرمائے۔ آمین۔

علمائے رانجین کا مقام : امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوب شریف نمبر ۱۳ جلد دوم میں فرماتے ہیں کہ علمائے خواہر کا حصہ تین چیزیں ہیں (۱) صحت عقیدہ (۲) عمل کامل (۳) علم کامل اور صوفیہ کرائم کا حصہ تینوں مذکورہ کے ساتھ ساتھ (۱) وجد (۲) حال (۳) علوم اور (۴) معارف ہیں جو کہ ولایات ثلاثہ (یعنی ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور علمائے رانجین کا حصہ مذکورہ سات چیزوں کے ساتھ ساتھ علم اسرار و دقائق ہے جو کہ کمالات اور حقائق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ مکتوب نمبر ۵۴ سے واضح ہو چکا ہے۔ پس ساتوں درجات متابعت سے متصف اشخاص علمائے رانجین ہی ہوتے ہیں کیونکہ رسوخ کے مقام کی ابتداء متابعت کے درجہ چہارم سے ہوتی ہے پس چوتھا، پانچواں، چھٹا اور ساتواں درجہ متابعت رسوخ کے مقامات سے متعلق ہیں تو رسوخ فی العلم سے متصف علماء اور فقراء حقیقی کس طرح شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر سکتے ہیں اور کس طرح غیر اسلامی عقائد اور پیٹ سے گھرے ہوئے احکام کے مبلغ بن سکتے ہیں۔ حاشا وکلاثم حاشا وکلا۔ بلکہ رسوخ کا مقام شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اتباع سے وابستہ ہے اور درجات ولایت کا حصول بھی اتباع شریعت پر موقوف ہے۔

علامہ

عبدالرحمن جامی مقدمہ ”نفحات الانس“ میں فرماتے ہیں۔

ومن شرط الولی ان (راسخ فی العلم) ولی اللہ ہونے کی شرط  
یکون محفوظا کما ان یہ ہے کہ وہ (گناہوں اور معصیات  
من شرط النبی ان یکون عملی، اعتقادی اور اخلاقی سے) محفوظ  
معصوما جس طرح نبی کے لیے شرط ہے کہ وہ  
تمام گناہوں سے معصوم ہوگا۔

نبی کے لیے عصمت شرط ہے اور راسخ فی العلم ولی کے لیے حفاظت شرط ہے



تو پھر وہ کس طرح خلاف شریعت امر کا مرتکب ہو گا۔

ایک الہام سے متعلق واقعہ : فقیر سے متعلق مولانا محمد ہاشم سمنگانی کے اقوال مقدسہ گذشتہ صفحات میں پیش کیے جا چکے ہیں مختصراً یہ کہ مولانا صاحب نے میرے بڑے بھائی سے کہا کہ اخند زادہ کو میں قیومیت کی توجہ دیتا ہوں۔ یہ سورج کی طرح ہے اور کفر کی تاریکیاں مٹائے گا۔ اخند زادہ میرا ردیف الکلمات ہے اور اس کا فراق مجھے دشوار ہے۔ سند خلافت (جس کی نقل پہلے دی جا چکی ہے) میں باقی باتوں کے علاوہ مرشدی حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی کا ایک قول یہ بھی ہے ”مقبولہ مقبولی و مردودہ مردودی۔“

ایک دن کئی عظیم علماء کی مجلس میں مولانا حضرت محمد ہاشم سمنگانی اس حدیث شریف کی تشریح کر رہے تھے ”حب الوطن من الایمان“۔ تو انہوں نے فرمایا کہ وطن سے مراد اصل روح ہے جو کہ عرش کے فوق عالم امر میں ہے۔ جہاں سے روح انسان کے بدن میں آئی ہے غ۔ تو مکانی اصل تو در لامکان تو اس وطن کی محبت ایمان میں سے ہے۔ تو اسی اثناء میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اس فقیر کو الہام کیا کہ اس وطن سے مراد جنت ہے کہ عوام جنت کی طلب حظ نفس کی خاطر کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ بھی حظ نفس کی خاطر مانگتے ہیں اور خواص سکر میں ہوتے ہیں اس لیے جنت اور دوزخ دونوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اپنے ذکر اور عشق حقیقی میں مصروف عمل رہتے ہیں اور اخص الخواص جنت کی طلب کرتے ہیں کیونکہ یہ دیدار خداوندی کا محل ہے اور کب مقام میں دیدار ہو گا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ دیدار خداوندی سے حرمان کا محل ہے تو اس معرفت کے ظاہر ہونے کے بعد میں نے حضرت مولانا صاحب سے عرض کی کہ اس وطن سے مراد جنت ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے عوام کی بات کی تو میں نے مندرجہ بالا تحقیق عرض کی کہ ایک عوام کا مقام ہے ایک خواص کا اور ایک اخص الخواص کا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت طلب کی ہے اور دوزخ سے پناہ مانگی ہے۔ پس اگر علی الاطلاق طلب جنت عوام کا مقام ہوتا تو پھر حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے جنت کی طلب کیوں کی اور دوزخ سے پناہ کیوں مانگی حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی اخص الخواص نہیں ہے بلکہ وہی مبارک ہستی سید الاولین والآخرین، سید الابرار والمقربین اور افضل الانبیاء والمرسلین ہیں۔ من الصلوۃ اتمھا ومن التحیات اکملھا۔ تو حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو میں نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تو صرف اپنا الہام عرض کیا ہے کیونکہ مرید کے لیے لازم ہے کہ اپنے شیخ مبارک کے سامنے اپنا کشف، الہام، واقعہ اور خواب بیان کرے پھر جب میں مجلس سے رخصت ہو گیا تو حضرت مولانا صاحبؒ نے حاضرین مجلس (جن میں مولوی عبدالحی صاحب اور مولانا یار محمد صاحب بھی شامل تھے) سے فرمایا کہ اخندزادہ صاحب نے اخص الخواص کے مقام سے معرفت بیان کی اور میں نے خواص کے مقام سے معرفت بیان کی پس اگر اخندزادہ صاحب اخص الخواص میں سے نہ ہوتے تو کس طرح ان کے مقام سے معارف بیان کرتے لہذا اخندزادہ صاحب اخص الخواص میں سے ہیں تو اس کے بعد اگر علوم و معارف میں اخندزادہ صاحب میرے ساتھ اختلاف کریں تو آپ لوگ بدگمانی نہ کریں کیونکہ اخندزادہ صاحب اب اس فن (علم طریقت) کے مجتہدین میں سے ہیں اور میں نے اخندزادہ صاحب کے ہضم نفس کے لیے ان کو غصہ دلایا ورنہ وہ حق بجانب ہیں۔ پس جس طرح امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے لیے مرتبہ اجتہاد پر پہنچنے کے بعد امام اعظمؒ کے ساتھ اجتہادی اختلاف جائز تھا اسی طرح جب مرید بھی علم باطن میں مجتہد بن جاتا ہے اور شیخ مبارک اس کے علوم و معارف تسلیم کرے اور اس کے رسوخ پر گواہی دے دے تو اس مرید کے لیے بھی علوم و معارف میں اپنے شیخ مبارک کے ساتھ مخالفت الہام جائز ہے۔ (کما حقہ المجدد فی المکتوبات۔ مکتوب نمبر ۲۹۲ جلد اول)۔

اس واقعہ کے بعد ایک مہینے تک میں نے اپنا کوئی کشف اور الہام خوف کی وجہ سے حضرت مولانا صاحبؒ عرض نہ کیا ایک مہینے کے بعد ایک دن مولانا صاحبؒ اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ اخندزادہ آپ کیوں مجھے اپنے

حالات بیان نہیں کرتے تو میں نے عرض کی کہ آپ مبارک پریشان ہوتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ کیا تم میرے ساتھ مقابلہ کرتے ہو؟ تو اس لیے میں اپنے حالات بیان نہیں کرتا تو انہوں نے فرمایا کہ اس بات میں میری حکمت (یعنی ہضم نفس) تھی ابھی کشف کے لیے متوجہ ہو جاؤ کہ تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے چنانچہ جب میں نے مراقبہ کیا تو ایک تختی دیکھی جس پر لکھا تھا۔ محمد ہاشم بن محمد وزیر من المقربین والاولین۔ ” اور ایک دوسری تختی دیکھی جس پر لکھا تھا۔ ” سیف الرحمن بن سرفراز من المقربین والاولین۔ ” تو میں نے مراقبہ کے بعد عرض کی کہ میں نے ایسا دیکھا ہے۔ ” محمد ہاشم بن محمد وزیر من المقربین والاولین۔ ” اور پھر اپنے نام کا بتایا لیکن اولین کا لفظ حذف کر دیا تاکہ مساوات نہ ہو جائے مولانا صاحب نے اس امر کی توثیق فرمائی۔

ایک واقعہ اور بھی بیان کرتا ہوں : مدیر محمد یسین، حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی اور شیخ المشائخ مولانا شاہ رسول طالقانی کا خصوصی خادم تھا ایک دفعہ حضرت مولانا صاحب نے مجھے فرمایا کہ مدیر محمد یسین کی ملاقات کے لیے چلے جاؤ جب میں مدیر صاحب کے دفتر میں حاضر ہوا تو وہ مجھے دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور دفتر سے نکل کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ پھر میرے ساتھ باتیں کی پھر کہا ایک دفعہ حضرت مولانا صاحب نے مجھے فرمایا کہ میرا ایک خاص شاگرد ہے جس کو میں اپنے جیسا بنانا چاہتا ہوں پھر دوسری مرتبہ فرمایا کہ اس شاگرد کو میں نے اپنے جیسا بنادیا ہے اور اس کا نام اخندزادہ سیف الرحمن ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ متقدمین اولیاء میں ظہور لطائف شاذ و نادر ہوتا تھا اور حضرت مولانا صاحب کو اکمل طریقہ سے یہ خوارق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا اور حضرت مولانا صاحب کے مریدین میں بھی یہ خوارق نظر آتے تھے۔ پس جب انہوں نے یہ فرمایا کہ میں اخندزادہ صاحب کو اپنے جیسا بنادیا

یعنی اس کے لطائف بھی اکمل طریقہ سے ظاہر اور متحرک ہیں تو اسکے مریدوں کا بھی یہی حال ہوگا۔ ایک دفعہ حضرت مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ اخندزادہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم باطن سے جو عظیم حصہ عطا فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اخندزادہ صاحب کا بغض فرق ضالہ اور اعدا اللہ کے ساتھ شدید ترین ہے جو کہ کمال ایمان ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الايمان پس اللہ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس میں اللہ کی خاطر بغض بھی ضرور ہوگا کیونکہ بغض اور حب دونوں مومن کے لیے لازم ہیں ورنہ صرف حب اللہ کا دعویٰ کرنا اور بغض فی اللہ سے بہرہ ورنہ ہونا نفاق کی دلیل ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بعض لوگ دوزخ میں داخل کیے جائیں گے تو فرشتے پوچھیں گے کہ اے اللہ یہ آدمی بہت زیادہ نمازیں پڑھتے تھے بہت روزے رکھتے تھے اور دیگر اعمال حسنہ بھی کرتے تھے تو پھر کس لیے دوزخ میں داخل کیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ آدمی میرے دوستوں سے محبت نہیں کرتے تھے اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتے تھے اس لیے دوزخ میں داخل ہوئے۔ (انوار قدسیہ) پس معلوم ہوا کہ بغض اور حب ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کی نفی کرنا دوسرے کی نفی کے لیے مستلزم ہے جبکہ دونوں کا جمع ہونا کمال ایمان ہے اور اخندزادہ صاحب میں دونوں صفات جمع ہیں اس لیے کمال ایمان سے متصف اور عظیم کمالات باطنی کے جامع ہیں۔

ایک عجیب خواب : ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوں اور میرے ساتھ دو آدمی اور بھی ہیں۔ ایک آدمی سر مبارک کی طرف بیٹھ گیا ہے اور مجذوب

ہے دوسرا پاؤں مبارک کی طرف بیٹھا ہے اور مجذوب ہے اور میں سینہ مبارک کے سامنے بیٹھ گیا ہوں اور مجھ پر جذب طاری نہیں ہوتا اور حضرت مولانا صاحبؒ بھی توجہ دے رہے ہیں اور رو رہا ہوں کہ کس وجہ سے مجھ پر وجہ طاری نہیں ہوتا تو حضرت مولانا صاحب مبارکؒ مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پریشان نہ ہو ایک کامل کی توجہ دوسرے کامل پر اثر نہیں کرتی تو جب آپ پر وجہ طاری نہیں ہوتا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے مقام سے مشرف ہیں یا میرے مقام سے بھی اوپر ہے پھر میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

ایک دفعہ مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت شاہ نقشبندؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے مشائخ شیشہ دو جہت ہے اور میرا شیشہ شش جہت ہے اور مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ میرا شیشہ چوبیس جہت ہے شاہ نقشبندؒ کی شش جہات امام ربانیؒ نے رسالہ ”مبداء و معاد“ میں بیان کی ہیں اور مولانا صاحبؒ کے باطن کے شیشے کی چوبیس جہات مولانا ضیاء اللہ صاحبؒ نے بیان کی ہیں جس کو انہوں نے ایک واقعہ میں الہام حقہ کے ذریعہ معلوم کیا تھا۔ پھر مولانا ضیاء اللہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اس واقعہ میں دیکھتا ہوں کہ اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کا شیشہ ساٹھ جہات پر مشتمل ہے یا اس سے بھی اوپر ہے۔

(نوٹ: چوبیس جہات کے متعلق مولانا ضیاء اللہ صاحبؒ کا واقعہ کچھ آگے مذکور ہو گا۔ انشاء اللہ)

تو میرے خلیفہ مطلق مولانا ضیاء اللہ صاحبؒ کے واقعہ الہامی سے اس فقیہ کے خواب کی تعبیر کی تائید ہوتی ہے اور حضرت مولانا صاحبؒ کی زندگی میں وہ قول کہ میں اخندزادہ کو اپنے جیسا بناتا ہوں، بھی اس خواب کی تائید کرتا ہے اور مکتوب شریف میں ردیف الکلمات کا لفظ شریف بھی اس خواب کی تائید کرتا ہے۔

ایک عجیب واقعہ: ایک دفعہ میں نے صبح کی نماز کے بعد مولانا صاحبؒ کی حیات طیبہ میں مراقبہ میں مراقبہ میں ایک واقعہ دیکھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ محمدؐ

بہاؤ الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ اپنے خلفاء سمیت تشریف لاتے ہیں۔ ان کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی اپنے خلفاء سمیت تشریف لاتے ہیں اور شاہ نقشبندؒ کے پیر ہونے کی حیثیت سے ادباً ان سے ایک قدم پیچھے ایک طرف کھڑے ہو جاتے ہیں پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے خلفاء سمیت حاضر ہو کر تقریباً ایک قدم یا نصف قدم پیچھے ایک طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اپنے خلفاء سمیت حاضر ہو کر مذکورہ ترتیب سے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر شیخ شہاب الدین سروردیؒ اپنے خلفاء سمیت ایک طرف ایک قدم یا نصف قدم خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر مولانا شاہ رسول طالقانیؒ اپنے خلفاء سمیت آکر مذکورہ ترتیب سے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ اپنے جم غفیر خلفاء کرام کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور کچھ پیچھے ایک طرف کھڑے ہو جاتے ہیں (اس وقت مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس فقیر کے خلفاء بھی حضرت مولانا صاحبؒ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں اس لیے جم غفیر نظر آتا ہے) پھر یہ تمام مبارک ہستیاں اس فقیر سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتی ہیں کہ اخذ زادہ صاحب سیف الرحمن ہماری طرف سے خلیفہ مطلق ہیں۔

ایک بشارت : ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ نقشبندؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، شیخ شہاب الدین سروردیؒ، مولانا شاہ رسول طالقانیؒ، مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ اور یہ فقیر ایک ہی گاؤں میں رہائش پذیر ہیں صرف محلے جدا جدا ہیں یعنی شاہ نقشبندؒ کا محلہ جدا ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کا محلہ جدا ہے اور مولانا شاہ رسول طالقانیؒ مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ اور یہ فقیر ایک ہی محلے میں رہتے ہیں۔ لیکن گاؤں ایک ہے اور مسجد بھی سب کی ایک ہی ہے۔



واقعہ نفی اثبات : مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ نے جب اس فقیر کو نفی اثبات کی تلقین کی تو ایک ہی سانس میں اس فقیر نے دو سو مرتبہ نفی اثبات کیا اور چند دن بعد ایک ہی سانس میں فقیر بلا تکلف نو سو مرتبہ نفی اثبات کرتا تھا پھر مولانا صاحبؒ نے فرمایا کہ میں آپ سے ایک اور کام لینا چاہتا ہوں یعنی ارشادہ خلّاق۔

اس فقیر کے خلیفہ اعظم اور روف الکملات حضرت روحانی صاحب ایک سانس میں دو لاکھ مرتبہ نفی اثبات کرتے ہیں ایک مرتبہ نماز عشاء کے بعد سانس بند کر کے صبح صادق تک ایک ہی سانس میں مسلسل نفی اثبات کیا۔ ایک دفعہ نوشہرہ میں نماز فجر کے بعد نماز ظہر تک ایک ہی سانس میں قرآن کریم ختم کیا تو جب اس فقیر کے خلفاء کا یہ حال ہے تو

ع۔ قیاس	کن ز گلستان	من	بہار	مرا
عن	المر	لاتسل	وابصر	فرینہ
فان	القرین	بالمقارن	مقتدی	

اسی طرح مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ کی ہزار ہا بشارتیں اس فقیر کے حق میں موجود ہیں ایک دفعہ حضرت مولانا صاحبؒ نے اس فقیر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنے علوم اور معارف عطا فرمائے ہیں کہ اگر ان کو سپرد قلم کیا جاتا تو مکاتیب مجددیہ کی طرح بیسیوں مکتوبات بن جاتے لیکن افسوس کہ لکھنے کے لیے فرصت نہیں۔

ہزار ہا رویائے صالحہ اور کشف حق صادقہ اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں لہذا ظاہرہ و باہرہ دلیلوں کے ساتھ خواب و خیال اور کشف کی کیا ضرورت ہے روایا اگرچہ مبشرات ہیں لیکن دلیل ملزم نہیں اور یہ فقیر الحمد للہ ظاہری ٹھوس دلائل سے مجدد عصر حاضر ہے۔ کیونکہ علامہ شیخ کبیر محمد ابو زہرہ "تانیب الخطیب" کے مقدمہ میں مجدد کی علامتوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجدد احياء سنت اور امانت بدعت میں مصروف عمل رہے گا اور گمراہ فرقے اور دیگر حاسدین اس کی عداوت میں مبتلا ہوں گے۔



عبارت ملاحظہ کیجئے۔

شیخ کوثری تجدید کی بات کے اعتبار سے حقیقی معنوں میں مجددین میں سے تھے بے شک تجدید وہ نہیں جس کے متعلق لوگ آجکل متعارف ہیں۔ انہوں نے اپنی گردن سے (اسلام کا) طوق اتار پھینکا اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی دور کو ٹھکرا دیا بے شک تجدید یہ ہے کہ دین کی رونق کو دین کی طرف لوٹا دیا جائے اور دین سے وہ توہمات دور کر دیے جائیں جو اس کے ساتھ لگا دیے گئے ہیں۔ اور (دین کو) لوگوں کے لیے صاف ستھرا بیان کیا جائے جس طرح چمکدار مکمل ہوتی ہو۔ اور بے شک یہ بات تجدید (دین) میں سے ہے کہ سنت زندہ ہو جائے اور بدعت مٹ جائے اور لوگوں کے درمیان دین کے ستون قائم ہو جائیں کہ یہ حقیقی اور حقی تجدید ہے تحقیقی امام کوثری نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنے کے لیے بڑی محنت کی۔

کان الشیخ الکوثری  
من المجددین بالمعنی  
الحقیقی لکلمۃ  
التجدید لان التجدید  
لیس ہو ماتعارفہ  
الناس الیوم من خلع  
للربقة (یعنی عدم  
التقلید) ورد لعہد النبوة  
الاولی۔ انما التجدید  
هو ان یعاد الی الدین  
رونقہ ویزال عنہ ما علق  
بہ من اوہام ویبین  
للناس صافیا کجوہرہ  
نقیا کاسلار وانہ لمن  
التجدید ان تحیا  
السنة وتموت  
البدعة ویقوم بین  
الناس عمود الدین  
ذلک هو التجدید حتا  
وصدقا ولقد قام الامام  
الکوثری باحیاء  
السنة النبویہ الخ.....

کذا فی مقدمۃ "تأئیب الخطیب" بقلم  
الشیخ محمد ابو زہرہ -

پس معلوم ہوا کہ مجدد کی علامت یہ ہے کہ وہ احیائے سنت اور امامت بدعت میں مصروف عمل رہیگا۔

ادائیگی سنت کے بارے میں میری تلقین : یہ بات غیر متعصین پر مخفی نہیں کہ فقیر ہر وقت احیائے سنت میں مشغول رہتا ہے میرے پچاس ہزار سے زائد مریدین کو غور سے دیکھنے سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ فقیر محی السنہ ہے۔ میرے تمام مریدین عمامہ کی پابندی کرنے والے ہیں اور روٹی کی ابتداء اور اختتام نمک سے ہوتی ہے۔ جو کہ سنت ہے اور ستر امراض کا علاج ہے اسی طرح میں اپنے مریدین کو تلقین کرتا ہوں کہ تہجد، نماز اشراق اور نماز اوابین، تحیتہ الوضو، تحیتہ المسجد، صلوٰۃ فحی ادا کرتے رہو اور مسواک، سرمہ اور قیلولہ مسنونہ کی تائید کرتا ہوں اور یہ بھی تلقین کرتا ہوں کہ فجر کی نماز کے بعد سورہ یسین، ظہر کی نماز کے بعد سورہ نوح یا سورہ فتح کا آخری رکوع، نماز عصر کے بعد سورہ عم، نماز مغرب کے بعد سورہ تسین اور سورہ واقعہ اور نماز عشا کے بعد سورہ ملک اور سورہ الم سجدہ کی تلاوت کرتے رہو جو کہ سنت تلاوت ہے۔ ہر نماز کے بعد آیت الکرسی، سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھنے کی تلقین کرتا ہوں اور ان کے علاوہ جو اذکار مسنونہ بعد الصلوٰۃ ہیں ان کی بھی تلقین کرتا ہوں۔ نماز وتر کے بعد دو مرتبہ خفی اور تیسری مرتبہ جہرا سبحان الملک القدس پڑھنا سنت ہے اس کی بھی تلقین کرتا ہوں۔ شلوار بیٹھ کر پہننا اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے اس کی بھی تاکید کرتا ہوں۔ داڑھی میں کھڑے ہو کر کنگھی کرنا سنت ہے اور مسنون طریقہ پر بال بنانا یعنی لمہ، جمہ اور وفرہ کی تاکید کرتا ہوں لیکن جمعہ کی اولیت بھی بیان کرتا ہوں، اسی طرح صبح صادق طلوع ہوتے ہی سنت فجر ادا کرنا سنت ہے اور جس جگہ پر رات کی نیند کی گئی ہو وہاں سنت فجر ادا کرنا سنت ہے پہلی رکعت میں سورہ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا سنت

ہے۔ اگر نماز تہجد پڑھی ہو تو سنت فجر کے بعد آرام کرنا سنت ہے (عند الحنفیہ والشافعیہ) اور اگر نماز تہجد نہ پڑھی ہو تب بھی سنت ہے (عند الشافعیہ فقط) اور حنفیہ کے نزدیک پھر مستحب ہے اور سنت فجر کے بعد فرض کی ادائیگی تک نامناسب باتوں سے احتراز کرنا بھی سنت ہے اسی طرح نماز وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھنا دوسری رکعت میں سورہ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔ اس کی تلقین بھی کرتا ہوں چونکہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شمار میں نہیں آسکتی اور تمام کا ذکر کرنا بھی حد درجہ مشکل ہے تاہم سنت نبوی پر خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات سے خود بھی عمل پیرا ہوں اور مریدین کو بھی تلقین کرتا ہوں اور دیگر مسلمانوں کو بھی تلقین کرتا ہوں اور جو مرید سنت کا تابع نہیں ہوتا تو میں اس کی مریدی سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ الغرض سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ بے حد و بے شمار ہیں کی تلقین کرنا حتی المقدور اس فقیر کی مرغوب طبیعت چیز ہے۔ یہ کوئی خالی دعویٰ نہیں بلکہ کوئی بھی شخص خانقاہ سیفیہ میں خود آکر احیائے سنت کا نظارہ کر سکتا ہے اور امانت بدعت کا عملی نمونہ بھی دیکھ سکتا ہے۔

تو اب اس الزام کا جواب کیا ہو گا جو پیر محمد چترالی نے مجھ فقیر جیسے محی السنۃ اور ماحی البدعت کو غیر اسلامی احکام کا مبلغ قرار دیا ہے۔ عجب معاملہ ہے۔ قارئین خود انصاف کر لیں۔ خذ لہ اللہ تعالیٰ فی الدارین۔ آمین۔

فقیر کے چند روزانہ کے معمولات : یہاں تحدیث بالنعمت کے طور پر مختصر آچند روزانہ کے معمولات بھی لکھتا ہوں تاکہ طالبین حق کے لیے مشعل راہ بنے۔ فاقول وبالله التوفیق

اس وقت فقیر مصائب، مشکلات، امتحانات اور بہت سی بیماریوں میں گھرا ہوا ہے کہ ان سب کا تحریر کرنا مشکل ہے تقریباً آٹھ بڑی بڑی دائمی مرضوں نے فقیر

کے بدن پر حملہ کیا ہوا ہے الا شاذ و نادر ا۔ اور اس وقت فقیر کی عمر بھی اڑٹھ سال کے لگ بھگ ہے اس لیے ضعف بھی فقیر پر غالب ہے لیکن اس کے باوجود علی الدوام بارہ رکعات تہجد اور تہجد کے بعد طلوع صبح صادق تک چھ سو چھبیس مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں اگر یہ وقت میسر نہ ہو تو شب و روز میں ضرور بالضرور ۶۲۶ مرتبہ استغفار پورا کرتا ہوں۔ صبح طلوع ہوتے ہی سنت فجر ادا کرتا ہوں پھر مسنون تکیہ کے بعد اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم میں رحیم کی میم کو الحمد کی لام سے ملا کر ایک ہی سانس میں سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں جو کہ برکات کثیرہ اور اتفاق کا سبب ہے پھر نماز فجر مسجد میں باجماعت پڑھتا ہوں اور ستر یا اسی آیات نماز فجر میں تلاوت کرتا ہوں نماز فجر کے بعد حلقہ مسنونہ بناتا ہوں اور قاری صاحب سے سورہ تہین کی تلاوت سنتا ہوں پھر نماز اشراق تک کبھی علوم و معارف کی بحث ہوتی ہے کبھی احیائے سنت کی ترغیب ہوتی ہے کبھی عقائد اجماعیہ منیہ کا بیان ہوتا ہے کبھی نعت خوانی اور ذکر و اذکار کے ساتھ ساتھ بیعت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے کبھی مسنونہ عادت کے موافق تعبیر الروایا بیان کی جاتی ہے یعنی اگر کسی نے خواب دیکھا ہو تو مناسب تعبیر بتائی جاتی ہے۔ توجہ اور دیگر سلاسل کے اسباق کی تلقین کا سلسلہ بھی کبھی جاری رہتا ہے علی حسب مقتضی الحال۔ سورج طلوع ہونے کے بعد نماز اشراق چار رکعت دو دو رکعت کی نیت سے ادا کرتا ہوں۔ حتی المقدور مسجد میں کھانے پینے سے احتراز کرتا ہوں جو کہ مکروہ فعل ہے اور اگر کسی ضرورت داعیہ کی بنا پر کچھ کھاتا پیتا ہوں تو اعتکاف کی نیت کرنے کے بعد کھاتا ہوں۔ نماز اشراق کے بعد خانقاہ شریف میں جاتا ہوں اور مقیمین کے ساتھ ساتھ جو بہت سارے مہمان بھی ہوتے ہیں ان کے ساتھ مل کر ناشتہ کرتا ہوں اور چائے پیتا ہوں چائے روٹی کی ابتدا اور اختتام نمک سے کرتا ہوں پھر وقت نچی تک ضروری علوم و معارف اور دقائق سلوک پر بحث و مباحثہ ہوتا ہے اس کے بعد گھر جاتا ہوں وضو کر کے تحیتہ الوضو اور صلوٰۃ نچی ادا کرتا ہوں پھر کم از کم تین پارہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوں پھر بعض ضروری گھریلو

ضروریات، مہمانوں کے حقوق، بیویوں کے حقوق، اولاد کے حقوق، ہمسایوں کے حقوق اور یتیموں کے حقوق سے فارغ ہونے کے بعد مسنون قیلولہ کرتا ہوں۔ قیلولہ سے فراغت کے بعد نماز ظہر کی تیاری کرتا ہوں۔ نماز ظہر باجماعت جامع مسجد میں طوال مفصل اور کبھی اوساط مفصل سے پڑھاتا ہوں موسم گرما میں نماز ظہر میں تاخیر کرتا ہوں جو کہ احناف کا مذہب اور امر مستحب ہے۔ ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر فیہا من فیح جہنم (الحديث) بلکہ تمام نمازوں کو مستحبہ اوقات پر قرأت مسنونہ کے ساتھ ادا کرتا ہوں (کما حققہ فقہاء الاحناف) نماز ظہر کے بعد سورہ فتح کے آخری رکوع کی تلاوت قاری صاحب سے سنتا ہوں۔ اس کے بعد ذکر کی محفل، توجہ اور بیعت کا سلسلہ اذان عصر تک جاری رہتا ہے۔ کبھی علوم و معارف، رموز و اشارات، عقائد ماتریدیہ، تردید فرق ضالہ اور کمالات باطنیہ کا بیان ہوتا رہتا ہے۔ کبھی مقامات تصوف، علو طریقہ نقشبندیہ، علو نسبت مجددیہ اور دیگر مقتضی الحال کے مناسب موضوعات پر بحث مباحثہ ہوتا رہتا ہے۔ اذان عصر کے بعد گھر جاتا ہوں۔ وضو کرنے کے بعد عصر کی نماز وقت مستحبہ پر جامع مسجد میں باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ پڑھاتا ہوں کم از کم پندرہ آیات نماز عصر میں تلاوت کرتا ہوں پھر نماز کے بعد حلقہ مسنونہ بناتا ہوں اور ختم خواجگان پڑھتا ہوں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

## ختم خواجگان

- ۱- سورہ فاتحہ شریف ----- ۷ مرتبہ
  - ۲- استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ  
----- ۱۰۰ مرتبہ
  - ۳- درود شریف اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و بارک  
و سلم علیہ ----- ۱۰۰ مرتبہ
  - ۴- سورہ الم نشرح ----- ۷۹ مرتبہ
  - ۵- سورہ اخلاص ----- ۱۰۰۰ مرتبہ
  - ۶- سورہ فاتحہ شریف ----- ۷ مرتبہ
  - ۷- درود شریف اندک کورہ ----- ۱۰۰ مرتبہ
- ختم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ :

- ۱- درود شریف مذکور ----- ۱۰۰ مرتبہ
  - ۲- سبحان اللہ و بحمدہ ----- ۵۰۰ مرتبہ
  - ۳- درود شریف مذکور ----- ۱۰۰ مرتبہ
- ختم خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ :
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ :

- ۱- درود شریف مذکور ----- ۱۰۰ مرتبہ
- ۲- سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر  
----- ۵۰۰ مرتبہ

- ۳- درود شریف مذکور ----- ۱۰۰ مرتبہ
- ختم امام ربانی مجدد الف ثانی :

- ۱- درود شریف مذکور ----- ۱۰۰ مرتبہ

۲- ولا حول ولا قوة الا بالله ..... ۵۰۰ مرتبہ

۳- درود شریف مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ للامام المجدد الالف ثانی

ختم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی :

۱- درود شریف مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ

۲- حسبنا الله ونعم الوكيل ..... ۵۰۰ مرتبہ

۳- درود شریف مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ

ختم خواجہ معصوم اول قدس سرہ :

۱- درود شریف مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ

۲- لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين

..... ۵۰۰ مرتبہ

۳- درود شریف مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ

ختم حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ :

۱- درود شریف مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ

۲- اللهم يا خفى اللطف ادر كنا بلطفك الخفى

..... ۵۰۰ مرتبہ

۳- درود شریف مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ

ختم حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ :

۱- درود مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ

۲- اللهم يا خفى اللطف ادر كنا بلطفك الا خفى

..... ۵۰۰ مرتبہ

۳- درود شریف مذکور ۲۰ ..... ۱۰۰ مرتبہ

ختم حضرت مرشدنا اخندزادہ صاحب :



۱۔ درود شریف مذکور ۱۰۰ مرتبہ

۲۔ سورہ القریش ..... ۵۰۰ مرتبہ

۳۔ درود مذکور ۱۰۰ مرتبہ

ختم حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ :

۱۔ درود شریف مذکور ۷ مرتبہ

۲۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

..... ۱۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکور ۷ مرتبہ

ختم حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام :

۱۔ درود شریف مذکور ۷ مرتبہ

۲۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر لعباد

..... ۱۰۰ مرتبہ

۳۔ درود شریف مذکور ۷ مرتبہ

۱۔ اللہم یا قاضی الحاجات ..... ۱۰۰ مرتبہ

۲۔ اللہم یا حل المشکلات ..... ۱۰۰ مرتبہ

۳۔ اللہم یا کافی المہمات ..... ۱۰۰ مرتبہ

۴۔ اللہم یا دافع البلیات ..... ۱۰۰ مرتبہ

۵۔ اللہم یا شافی الامراض ..... ۱۰۰ مرتبہ

۶۔ اللہم یا دافع الدرجات ..... ۱۰۰ مرتبہ

۷۔ اللہم یا مجیب الدعوات ..... ۱۰۰ مرتبہ

۸۔ اللہم یا ہادی المضلین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۹۔ اللہم یا امان الخائفین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۰۔ اللہم یا دلیل المتحیرین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۱۔ اللہم یا راحم العاصین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۲۔ اللہم یا منجی الغرقا ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۳۔ اللہم یا منقذ الہلکی ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۴۔ اللہم یا مسبب الاسباب ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۵۔ اللہم یا مفتح الابواب ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۶۔ اللہم یا خیر الناصرین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۷۔ اللہم یا خیر الرازقین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۸۔ اللہم یا خیر الفاتحین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۱۹۔ اللہم یا ارحم الراحمین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۲۰۔ اللہم یا اکرم الاکرمین ..... ۱۰۰ مرتبہ

۲۱۔ اللہم یا غیاث المستغیثین ..... ۱۰۰ مرتبہ

اغشنا بفضلک و کرمک یا ارحم الراحمین ..... ایک مرتبہ  
اس کے بعد ایک مجود قاری سے سورہ عم کی تلاوت سنتا ہوں اور جمعہ کے  
دن عصر کے بعد سورہ عم کے بعد سورہ الکہف کی تلاوت بھی سنتا ہوں مع  
الخلافا والمریدین پھر اذان مغرب تک نعت خوانی اور ذکر و توجہ کا  
سلسلہ جاری رہتا ہے۔

نماز مغرب کو قصار مفصل کے ساتھ جامع مسجد میں باجماعت پڑھاتا ہوں۔ پھر  
گھر جاتا ہوں اور چھ رکعت صلوٰۃ اوابین ادا کرتا ہوں پھر سورہ تسنن اور سورہ  
واقعہ کی تلاوت کرتا ہوں پھر خانقاہ شریف میں آتا ہوں اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھتا  
ہوں جن میں مقیمین بھی شامل ہوتے ہیں۔ سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔ پھر ہاتھ  
دھونے کے بعد نماز عشا تک توجہ، صحبت ذکر، طریقت کے اہم مسائل اور مقامات،  
آداب طریقت کی تعلیم، اخلاق حمیدہ کی تلقین، حب اللہ اور بغض فی اللہ کی تائید،  
اخلاق رذیلہ سے اجتناب کی تعلیم، شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی  
تلقین، عقائد باطلہ کی تردید، مذہب حنفی کی تائید، سابقہ مشائخ کی تعجب انگیز اور

نصیحت آموز واقعات، مصائب اور مشکلات پر صبر کی تلقین، استقامت علی الشریعت، جمع بین الشریعت والطریقت اور اتباع سنت کی تاکید وغیرہ مختلف موضوعات پر مختلف مواقع پر علی حسب مقتضی الحال کافی و شافی اور مدلل بحث ہوتی ہے جس میں متعدد علمائے عظیم بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ مغرب کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد عشا کی اذان ہوتی ہے اور وقت مستحبہ پر رات کے ثلث اول کے اختتام سے پہلے نماز عشاء جامع مسجد میں باجماعت اوساط مفصل کے ساتھ پڑھاتا ہوں۔ نماز وتر کے بعد دو دفعہ آہستہ اور تیسری دفعہ بلند آواز سے سبحن الملک القدوس پڑھتا ہوں۔ پھر آیت الکرسی، کلمہ تمجید، کلمہ توحید وغیرہ اذکار مسنونہ کے بعد تین بار دعا مانگتا ہوں جو کہ مسنون اور مستحب امر ہے۔ اس کے بعد مجود قاری سے سورہ ملک کی تلاوت سنتا ہوں اور سورہ الم سجدہ گھر میں تلاوت کرتا ہوں اگر جمعہ کی شب ہو تو نماز عشاء کے بعد توجہ، ذکر و صحبت، بیعت، نعت خوانی اور تلقین اسباق کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور کافی دیر تک جاری رہتا ہے پھر گھر جاتا ہوں اور طریقہ نقشبندیہ کے چھتیس مراقبات کرتا ہوں۔

**اسباق طریقہ چشتیہ** طریقہ چشتیہ کے چار اسباق (یعنی ہو، اللہ ہو، ہو اللہ اور انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا ہو دہراتا ہوں۔

حضرت مولانا صاحبؒ کی حیات طیبہ میں اس فقیر نے خواب دیکھا جس میں روزانہ چھ ہزار بار درود شریف پڑھنے کا حکم ملا چنانچہ حضرت مولانا صاحب کی حیات میں علی الدوام بلا ناغہ چھ ہزار مرتبہ درود شریف فقیر کا روزانہ کا معمول تھا اور اب چونکہ مسترشدین ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور ان کی تربیت اور ارشاد اس فقیر کے ذمے ہے اس لیے کبھی روزانہ یہ معمول ادا کرتا ہوں اور کبھی رہ جاتا ہے۔

**اسباق طریقہ قادریہ شریف:** اس کے علاوہ قادریہ شریف کے اسباق روزانہ پڑھتا ہوں جو کہ درج ذیل ہیں۔

استغفار --- ۳۱۳ بار۔ خارج از اسباق برائے تزکیہ نفس

۱۔ کلمہ طیبہ (نفی اثبات)۔ ۱۰۰۰ مرتبہ لا قلب سے دائیں کندھے کو اور الا قلب کو اور ہ بائیں کندھے پر اور الا اللہ قلب پر۔ اس کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہنا اور آخر میں اخفی پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا ہے۔

۲۔ اثبات (یعنی الا اللہ) پہلی دفعہ کلمہ طیبہ مذکورہ ترتیب سے پھر الا اللہ قلب پر ۱۰۰ مرتبہ۔ اس کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے ۱۰۰ مرتبہ کے بعد اخفی پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا ہے۔

۳۔ اسم ذات (یعنی اللہ) قلب پر۔ پہلی دفعہ اللہ جل جلالہ پھر اللہ ۱۰۰ بار پورا کرنے کے بعد جل جلالہ زبان سے بھی کہنا ہے اور دل پر بھی ضرب لگانا ہے یہ ۱۰۰۰ مرتبہ دہراتا ہے۔

۴۔ ہو۔ روح سے قلب، قلب سے سر، سر سے اخفی، اخفی سے خفی، خفی سے دوبارہ روح پر لاتا ہے۔ زبان سے بھی کہنا ہے۔ کلمہ ہو تلوار کی طرح فرض کرنا ہے اور ماسوا اللہ باطن سے قطع کرنا ہے اور چرخ کی طرح لطائف میں گردش کرنا ہے۔ نقش بننے کے بعد عرش عظیم سے فوق ایک بلا کیف مینار فرض کرنا جو کہ لائقین تک پہنچا ہو اور اس مینار سے خارج گول گردش سے عروج کرنا الی لائقین اور تفصیل اسماء و صفات سے فیض حاصل کرنا۔ پہلی دفعہ شروع کرنے پر بھی ہو جل جلالہ اور ہر سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد بھی جل جلالہ کہنا ہے یہ بھی ۱۰۰۰ مرتبہ پورا کرنا ہے اور یہ عروجی سبق ہے۔

۵۔ مراقبہ۔ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے سانس بند کر کے بیٹھنا ہے قلب میں اللہ اللہ کہنا ہے کنتی اور طاق کی ترتیب کا لحاظ نہیں ہے۔ اپنے قلب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے بالمقابل کرنا اور قلب مصطفیٰ سے نور حاصل کرنا۔ پانچ منٹ تک یا چار رکعت نماز کی مقدار۔

۶۔ اللہ ہو۔ اللہ قلب پر اور ہو روح پر اور زبان سے بھی کہنا ہے۔ ترتیب مذکورہ کے ساتھ لائقین تک گول گردش کے ساتھ لائقین تک عروج کرنا ہے اور مابین الاجمال

والتفصیل مرتبہ اسماء و صفات سے فیض حاصل کرنا ہے پہلی دفعہ اور پھر ہر سو مرتبہ کے بعد جل جلالہ کہنا ہے یہ بھی ۱۰۰۰ مرتبہ کہنا ہے اور یہ بھی عروجی سبق ہے۔  
 ۷۔ ہو اللہ۔ ہو روح پر اور اللہ قلب پر۔ زبان سے بھی کہنا ہے لائقین تک مینار کے اندر سیدھا عروج کرنا ہے اور اسماء و صفات کے اجمال محض سے فیض حاصل کرنا ہے یہ ایک ہزار مرتبہ کہنا ہے اور عروجی سبق ہے پہلی دفعہ اور ہر سو مرتبہ پورا کرنے کے بعد جل جلالہ کہنا ہے۔

۸۔ انت الہادی انت الحق لیس الہادی الا هو۔ انت الہادی قلب پر، انت الحق اخفی پر لیس الہادی اخفی سے دوبارہ قلب تک، الا قلب پر اور ہو روح پر۔ ساتھ ہی ساتھ زبان سے بھی کہنا ہے یہ نزولی سبق ہے۔ عالم کے ارشاد کے لیے رجوع کرنا ہے۔ یہ بھی ایک ہزار مرتبہ کہنا ہے۔

۹۔ اللہم صل علی محمد والہ و عترتہ بعدد کل معلوم لکے اخفی میں حضور رکھنا اور زبان سے پڑھنا ہے اور مدینہ منورہ کی طرف عطر لگاتے ہوئے بیٹھنا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخفی مبارک سے فیض حاصل کرنا ہے۔ یہ افضل طریقہ ہے لیکن بغیر عطر لگائے ہوئے پڑھنا اور مدینہ منورہ سے دوسری طرف بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے اور تکیہ لگانا بھی جائز ہے لیکن دونوں پاؤں دراز نہ ہوں۔ چلتے پھرتے پڑھنا جائز نہیں ہے اور بلا وضو پڑھنا بھی مشائخ قادریہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ چلتے پھرنے میں بے اتفاقی ہے اور بلا وضو ثواب نصف ہو جاتا ہے عاشقین اور سالکین کا درود شریف بذات خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں یہ بھی ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھنا ہے۔

طریقہ چشتیہ شریف کے اسباق کی ترتیب بھی عروجی اور نزولی اسباق میں قادریہ کی طرح ہے کیونکہ چشتیہ شریف قادریہ شریف سے ماخوذ ہے لیکن چشتیہ شریف میں گنتی کا لحاظ نہیں ہے بلکہ نقشبندیہ کی طرح دائمی طور پر ذکر کرنا ہے۔

اسباق طریقہ سروردیہ شریف: اس کے علاوہ طریقہ عالیہ سروردیہ شریف کے اسباق پڑھنا بھی فقیر کے روزانہ کے معمولات میں سے ہے۔

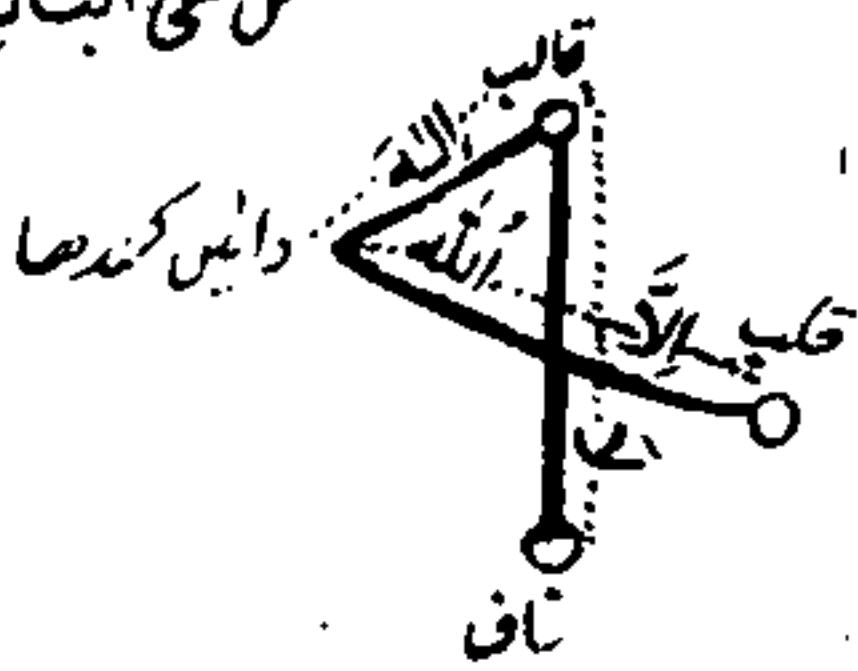
طریقہ سروردیہ شریف کے اسباق بعینہ طریقہ قادریہ شریف کے اسباق کی طرح ہیں ترتیب بھی وہی ہے صرف مراقبہ میں فرق ہے کہ قادریہ شریف کا مراقبہ پانچ منٹ کا ہے جبکہ سروردیہ شریف کا مراقبہ کم از کم بیس منٹ ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں۔ نیز طریقہ قادریہ شریف میں مراقبہ پانچواں سبق ہے جبکہ سروردیہ شریف میں نواں سبق ہے اور ترتیب میں بھی فرق ہے قادریہ شریف کے مراقبہ کی ترتیب یہ ہے کہ اسباق سروردیہ شریف پورے کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہو کر عطر لگا کر بیٹھ جائیں اور آنکھیں بند کر لیں (مراقبہ میں آنکھیں بند کرنا شرط ہے) اور لطائف میں سرود کی طرح شوق و ذوق سے ذکر شروع کریں پھر تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح مقدسہ کو طلب کریں جب وہ حاضر فرض کر لیں تو تمام اولیاء کرامؒ کی ارواح طیبہ بھی طلب کریں خصوصاً اپنے شیخ مبارک کی روح اقدس طلب کریں جب وہ بھی حاضر فرض کریں تو آسمان کے ملائکہ پھر زمین کے ملائکہ کو بھی طلب کریں۔ جب وہ بھی حاضر فرض کریں تو وہ تمام کے تمام آپ کے لطائف میں مذکورہ ترتیب سے ذکر و اذکار کرتے رہیں گے پھر آپ اپنے اسباق کا ثواب بطور تحفہ سرپر رکھ کر ان تمام ارواح مقدسہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں اور ان تمام کے ساتھ خود بھی لطائف میں ذکر کرتے رہیں پھر جب اس شوق و ذوق اور ذکر و اذکار میں مدینہ منورہ پہنچ جائیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو جائیں تو پھر ایسا فرض کریں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرقد مبارک سے نکل کر حلقہ ذکر تشکیل دے دیا ہے اور مجلس کے صدر آپ ﷺ مقرر ہوئے ہیں۔ پھر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حلقہ میں بیٹھ جائیں اور پھر آکر اپنے وظیفہ کا ثواب بطور تحفہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں پھر اپنی جگہ پر واپس جا کر بیٹھ جائیں اور ترتیب مذکورہ سے ذکر کرتے رہیں اور دوسرے سارے بزرگان بھی مذکور ترتیب سے ذکر کرتے

رہیں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے فیض حاصل کرتے رہیں کم از کم بیس منٹ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں بلکہ جتنے وقت تک ذوق و شوق باقی ہو۔ جب مراقبہ ختم کرنے کا ارادہ کریں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگو اور رجوع قہقری سے اپنے مکان مراقبہ کو واپس ہو جاؤ اور دوسری ارواح مبارکہ بھی اپنی اپنی جگہ واپس چلی جائیں گی۔ جب آپ اپنے مکان پر پہنچیں تو مراقبہ ختم کر دیں (یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں بلکہ اہل کشف سا لکین یہ معاملہ کشفادیکھتے ہیں اور جن سا لکین کو کشف حاصل نہ ہو ان کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ضرور حاصل ہوتا ہے۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ شریف کا نفی اثبات : علاوہ ازیں یہ فقیر طریقہ عالیہ نقشبندیہ شریف کے تمام اسباق کے ساتھ ساتھ نفی اثبات بھی کرتا ہے۔ نفی اثبات نقشبندیہ کی ترتیب یہ ہے کہ ناف سے لا قلب تک پہنچانا ہے اور اللہ کو دائیں کندھے پر لانا ہے اور اللہ کی لطائف پر ضرب لگاتے ہوئے قلب تک لانا ہے۔ شکل ملاحظہ کیجئے۔

سانس کو روک کر نفی اثبات کرنا ہے اور اللہ کے چار معنای میں سے ایک معنی مراد لینا ہے۔

شکل نفی اثبات



- ۱۔ لا معبود الا اللہ
- ۲۔ لا مقصود الا اللہ
- ۳۔ لا مطلوب الا اللہ
- ۴۔ لا موجود الا اللہ

تردید توحید و جودی : ابتدائیں معبود اور مقصود کا معنی مراد لینا مناسب ہے تاکہ توحید و جودی کی طرف میلان پیدا نہ ہو جائے جو کہ سکر کا مقام ہے اور ایک تنگ کوچہ ہے۔ ظاہر شریعت کے ساتھ مخالفت رکھتا ہے اس مقام کا سالک خود معذور ہے اور دوسروں کو اس کی اتباع جائز نہیں اور اس مقام کے



بعد توحید شہودی کا مقام ہے جو کہ مشاہیرہ عظیم ہے اور اسی مقام کے علوم و معارف شریعت غرا کے عین مطابق ہے۔ نفی اثبات میں سانس کی تنگی کی صورت میں طاق عدد پر سانس نکالنا ہے اور اخفی میں محمد رسول اللہ کہنا اور یہ بھی اخفی میں کہنا ہے کہ میری کامیابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اتباع میں ہے۔ نفی اثبات شروع کرنے سے پہلے اور نفی اثبات کے آخر میں سانس نکالنے کے بعد اخفی میں --- الہی انت مقصودی و رضاک مطلوبی اعطنی محبة ذاتک و معرفة صفاتک کہنا ہے۔

نقشبندیہ شریف میں لسانی ذکر بدعت فی الطریقت ہے : یہ تمام امور زبان حال سے متعلق ہیں طریقہ نقشبندیہ میں کوئی سبق زبان قال سے متعلق نہیں ہے بلکہ لسانی اذکار کو نقشبندیہ شریف سے مسمی کرنا بدعت فی الطریقت ہے اس کے علاوہ فقیر کے روزانہ معمولات میں احیائے سنت اور امت بدعت شامل ہے جو کہ مجدد کی علامت ہے۔ کم از کم تین چالیس جید علماء کرام فقیر کی مجلس میں ہمہ وقت تشریف فرما ہوتے ہیں علمی مباحثے اور علم باطن کو علم ظاہر کے ساتھ شامل کرنے کا عملی نمونہ دکھانا اس فقیر کا معمول حیات ہے۔ تمام فرائض، واجبات، موعکدات کی پابندی اور تمام مفسدات، محرمات، مکروہات سے کلی اجتناب فقیر کا شیوہ حیات ہے۔ رخصت اور عزیمت میں فقیر کا عمل عزیمت پر ہے مگر ایک مکروہ تنزیہی کا ارتکاب بھی حتی المقدور فقیر کو گوارا نہیں۔ فقیر ہمہ وقت اہل طریقت، اہلسنت و جماعت اور خفیہ مذہب کی تائید میں علما، عملاً، یداً، قلباً، لساناً، تحریراً اور تقریراً کوشاں ہے۔ کفار پر تشدد اور مومنین پر شفقت کرنا فقیر کے اخلاق میں سے ہے۔ جہاد افغانستان میں خلفاء اور مسترشدین سمیت فقیر نے بھی بھرپور حصہ لیا تھا اور اب بھی بہت سارے مجاہدین اس فقیر کے خلفاء میں سے افغانستان میں موجود ہیں جن

میں سے بعض کے ناموں کا آگے ذکر کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جہاد بالنفس اور جہاد بالکفار والمنافقین اس فقیر کا باعث فخر شیوہ ہے۔

مسنون تدریس : فقیر نے کئی سال تک تدریس کی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ جن میں تقریباً چالیس طلبہ باہر سے اور سینکڑوں طلبہ قریبی علاقہ جات سے فقیر کے حلقہ تدریس میں ہمہ وقت شامل ہوتے تھے۔ اب چونکہ مسترشدین کی تعداد حد سے بڑھ گئی ہے اس لیے مسنون تدریس (جو کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جاری تھی) پر اکتفا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ زبانی طور پر احکام شریعت اور عقائد اسلامیہ بیان کرتا ہوں۔ مذہب حنفی کی تائید کرتا ہوں اور گمراہ فرقوں کی تردید کرتا ہوں اور عملی طور پر احیائے سنت اور امانت بدعت میں مصروف عمل رہتا ہوں۔ (جیسا کہ اسلاف رضی اللہ عنہم کی عادت شریفہ تھی)۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر عرس کا انعقاد : اس فقیر کے معمولات میں یہ بھی شامل ہے کہ سال میں تین راتیں ضرور بالضرور شب بیداری کرتا ہوں۔ (۱) شب ۱۲ ربیع الاول (۲) شب ۱۵ شعبان (۳) شب ۲۷ رمضان

۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہوں۔

۹ شوال کو اپنے شیخ مبارک حضرت مولانا محمد ہاشم سمگانی قدس سرہ کا عرس مناتا ہوں اور ۲۸ صفر المظفر کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کا عرس مناتا ہوں۔ جس کا اس مبارک ہستی نے سا لکین کو خواب اور کشوف میں امر کیا تھا کہ (فقیر) سیف الرحمن سے کہو کہ میرا عرس منائے۔

رمضان المبارک (جو کہ جمیع خیرات اور برکات کا مہینہ ہے) میں نماز تراویح میں دو دفعہ قرآن پاک ختم قرآن کرتا ہوں اور رمضان میں ظہر کی نماز کے بعد سے عصر تک تلاوت کرتا رہتا ہوں تاکہ جمیع کمالات ذاتی اور شیوناتی برکات اصلی اور

خیرات ظلی میسر ہو جائیں جیسا کہ امام مجددؒ نے مکتوب نمبر ۴ جلد اول میں واضح کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس مہینے کی جمعیت سارے سال کی جمعیت کا سبب ہے اور اس مہینے کا تفرقہ سارے سال کے تفرقہ کا سبب ہے اس لیے رمضان مبارک کو پوری جمعیت کے ساتھ گزارتا ہوں کیونکہ فقیر نے کئی سال تک مکتوبات شریف کی تدریس کی ہے اس کے علاوہ مہمانوں، مسافروں، مسکینوں، ہمسایوں، بیویوں اور دیگر ارباب خواہ اولاد ہو یا تلامذہ سب کے حقوق ظاہری و باطنی کا خیال رکھتا ہوں اور سب کے حقوق پورے کرتا ہوں یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی جملہ اقسام کا پورا خیال رکھتا ہوں اور عبادات و معاملات میں احکام شرعیہ کی پوری پابندی کرتا ہوں۔

شریعت اور طریقت دونوں راستوں کے نصوص، مبتدعین اور ناقصین سے بالکلہ اجتناب کرنے والا ہوں بغیر شرعی دلیل کے کسی چیز کے جواز یا حرمت کا فتویٰ نہیں دیتا ہوں۔ فقہائے احناف کے اقوال کا تابع ہوں متعدد شدید جسمانی امراض کے باوجود جماعت کا ترک کرنا فقیر کی عادت نہیں ہے اور ان مذکورہ معمولات حسنہ کی دعوت اپنے مریدین اور تمام امت مسلمہ کو دیتا ہوں۔

### قارئین سے چند سوالات :

۱۔ اوپر جن امور اور اعمال کا تذکرہ کیا گیا ہے کیا ان کی دعوت دینا غیر اسلامی عقائد کی دعوت دینا ہے؟

۲۔ کیا ان امور کی طرف لوگوں کو بلانا پیٹ سے احکام گھڑنا ہے؟

۳۔ کیا امور شرعیہ اسلامیہ کو غیر اسلامی قرار دینا کفر بواح نہیں؟

۴۔ کیا قبیح شریعت، عقیف مسلمان، سنی حنفی عالم اور چاروں بھلاسل معروفہ کے جامع صوفی کی تکلیف کرنا اور اسے غیر اسلامی عقائد کا مبلغ قرار دینا بذات خود بد رجھا شد کافر بن جانا نہیں؟

یقیناً ایسا ہے لیکن پیر محمد چشتی چترالی کا شیوہ یہی ہے کہ وہ کفر کی وادیوں میں سرگرداں ہے اور عقیف مسلمانوں کی توہین کرتا رہتا ہے ورنہ اس فقیر پر اللہ

تبارک تعالیٰ کی خاص رحمت ہے کہ ایک ہی صحبت اور ایک ہی توجہ میں لطائف  
خمسہ عالم امر منور اور متجوہر ہو کر ذکر خداوندی سے زندہ ہو جاتے ہیں۔

دل کو زندہ کرنا مردہ کو زندہ کرنے سے بلند تر ہے :

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سروردیؒ نے فرمایا  
ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے سے یہ خوارق بلند تر ہے کہ مومن کے دل کا تصفیہ  
رکے ذکر خداوندی سے زندہ کیا جائے۔

در چشم زدن از سر کونین گزشتن آنکھ جھپکنے میں ایک جہان سے  
دوسرے جہان

در مذہب ماسل ترین رہ فقیر است تک پہنچ جانا ہمارے مذہب میں فقیر کا  
آسان ترین راستہ ہے۔

ہرگز نیمرو آنکہ دلش زندہ شد بعشق جس کا دل عشق (کی نعمت) سے زندہ  
ہو گیا وہ کبھی

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما فنا نہیں ہوتا (اسی لیے) دنیا کے رسالے  
پر ہمارا نام ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

طاعنے گر کند این طائفہ راطعن قصور اگر کوئی طعنہ دینے والا اس گروہ  
(جماعت) پر

حاشا للہ کہ بر آرم بزبان این گلہ را طعنہ زنی کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی غلطی  
ہے خدا نہ کرے کہ ان کا گلہ میں زبان  
پر لاؤں۔

مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہو گیا ہے کہ یہ فقیر اس زمانہ میں اس شعر کا  
مصدق صحیح ہے۔

واذا اتک بذمتی من ناقص فہی شہادۃ لی بانی کامل (ترجمہ: اگر کوئی ناقص یا بے عقل شخص میری مذمت کرے تو یہ میری کامل ہونے  
کی شہادت ہے)

کیونکہ ناقصین اور گمراہ فرقے کے لوگ اس فقیر کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ ہر زمانہ میں اولیائے رانجین کے مخالف، دشمن، متعصین، حاسدین اور منکرین ہوتے ہیں۔ جن کی اذیت سے اولیائے کرام کو اور بھی ترقی نصیب ہوتی ہے اور منکرین ہلاکت ابدی (کفر) میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لیے پیر محمد چترالی کی طرح جاہل، احمق، متعصب اور شیعہ بلکہ جبری کافر ضرور بالضرور حقیقی اولیاء کرام کے دشمن ہوتے ہیں۔

### امام الائمہ کا ایک تعجب خیز واقعہ :

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے پہلے دن دفن نہ کرنا۔ پس وفات پانے کے بعد بیٹے نے وصیت کے مطابق خالی قبر پر مٹی ڈال دی تو امام اعظمؒ کے حاسدین راتوں رات ایک کتالائے اور قبر کی مٹی ہٹائی تو دیکھا کہ امام اعظمؒ قبر میں نہیں ہیں تو کتے کو قبر میں ڈال دیا اور صبح ہوتے ہی ہارون رشید بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے کہ دیکھیے امام اعظمؒ کتے کی شکل میں مسخ ہو گیا ہے (عیاذ باللہ) تو بادشاہ نے امام اعظمؒ کے بیٹے کو بلا کر حقیقت دریافت کی تو انہوں نے والد مبارکؒ کی نعش دکھائی جو سورج کی طرح روشن تھی اور وصیت کا قصہ بادشاہ کو سنایا اس پر بادشاہ نے حاسدین اور متعصین میں سے اسی وقت تین افراد کی گردنیں اڑا دیں اور نعش مبارک کو دفن کر کے مرقد مبارک پر حفاظتی چوکی بنائی۔ پس معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں اولیاء کرام کے دشمن اور حاسد ہوتے ہیں۔

### حاسدین اولیاء کرام کے چند عبرت انگیز واقعات :

خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبندؒ کے زمانہ میں ایک محدث تھا۔ جب حضرت شاہ نقشبندؒ راستے سے گزرتے تھے تو وہ محدث اپنے شاگردوں سے کہتا تھا کہ میرے ارد گرد کھڑے ہو جاؤ تاکہ اس وصال زمانہ حضرت شاہ نقشبندؒ (عیاذ باللہ) پر میری نظر نہ پڑ جائے۔

ایک شخص حضرت بایزید سہامیؒ کی غیبت کیا کرتا تھا تو انہوں نے اس شخص کو

روپے دینے شروع کیے کچھ عرصہ بعد اس شخص نے تعریف کرنا شروع کر دی تاکہ زیادہ روپے مل جائیں تو حضرت بایزیدؒ نے روپے دینے بند کر دیے اس شخص نے عرض کی کہ حضرت صاحب پہلے میں آپ کی مذمت کرتا تھا تو مجھے روپے دیتے تھے اور اب میں تعریف کرتا ہوں تو آپ نے روپے دینے بند کر دیے تو حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ پہلے تم مجھے اپنی نیکیاں دیتے تھے اور میری خطائیں تمہارے نامہ اعمال میں درج ہوتی تھیں اس لیے میں خوش ہو کر تمہیں روپے دیتا تھا اب تعریف کرنے سے مجھے کچھ فائدہ نہیں اس لیے روپے دینے بند کر دیے۔

مولانا خالد نقشبندیؒ کے زمانے میں حاسدین نے ان کی توہین پر مشتمل رسالے لکھے اور منکرین کی تردید میں ابن عابدین الشامیؒ نے رسالہ لکھ دیا۔ اور شاہ غلام علی دہلویؒ نے بھی منکرین کے اقوال رد کر کے مولانا خالدؒ کی تائید فرمائی (جیسا کہ پہلے واضح ہو چکا ہے)۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے زمانہ میں ابن جوزیؒ آپ کا دشمن اور حاسد بن کر گستاخی اور غیبت میں مبتلا رہا کرتا تھا۔

تو قارئین کرام! اس فقیر کے زمانہ میں بھی لاکھوں کی تعداد میں منکرین، حاسدین، متعصبین، غیبت کرنے والے، فرق ضالہ، مبتدعین، ناقص پیر اور تہمت لگانے والے کاذبین موجود ہیں۔ اب اس فقیر کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ حضرت بایزیدؒ سطامیؒ کی طرح ان تمام غیبت کرنے والوں میں تقسیم کرتا رہوں کیونکہ یہ لوگ اپنی نیکیاں اس فقیر کو دیتے ہیں اور محض تعصب کی بنا پر انکار کرتے ہیں۔

حسد و الفتی      اذالم      بنالوا      معیہ

فالکل      له      اعداء      وخصوصہ

(ترجمہ: نوجوان سے حسد کرنے لگے جب اس جیسی کوشش نہ کر سکے پس سبھی اس کے دشمن اور مخالف ہیں۔)

پس قارئین کرام آگاہ رہیں کہ منکرین اولیاء کے اقوال کاذبانہ سے اولیاء کرامؒ اور علمائے راغبینؒ پر بدگمانی نہ کریں اور خود کو ہلاکت اخروی سے بچائیں۔

لَا نَدَّ عَلَیْہِ الصَّلَوةُ



والسلام قال من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب وفي رواية من اذى لي وليا فقد اذنته بالحرب او كما قال وقال العبد الغني النابليسي في الحديقة من اذى الاولياء بسوء ظنه فقد خرج عن دائرة الشريعة (نعوذ بالله من هذه البلاء العظيمة)

جس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی (اہل اللہ) سے دشمنی رکھی تحقیقی اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے میرے ولی کو تکلیف دی تحقیق میں نے اس کے ساتھ اعلان جنگ کیا اور عبد الغنی نابلیسی نے حدیقہ میں بیان کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے اللہ کے اولیاء سے بدگمانی رکھی وہ دائرہ اسلام (شریعت) سے نکل گیا۔ (اللہ تعالیٰ اس عظیم بلا سے پناہ دے)

ایک شبہ کا ازالہ : اگر کوئی یہ کہے کہ اپنے مقامات بیان کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ یہ چیز تزکیہ نفس میں داخل ہے تو اسلام کا جواب یہ ہے کہ ایک چیز تزکیہ نفس ہے وہ مذموم ہے اور ایک چیز تحدیث نعمت ہے جو کہ بعض صورتوں میں مستحب اور بعض صورتوں میں واجب ہے تو یہاں مراد تحدیث نعمت ہے (کما حقہ 'القاضی')

غیبت کی اقسام : یہاں پر غیبت کی اقسام بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ہر طرح کی بدگمانی دور ہو جائے (فاقول وباللہ التوفیق)

علامہ قاری کتاب "زاد اللیب فی سفر الحبیب" صفحہ ۱۴۶ پر رقمطراز ہیں۔

قال فی الغنیة الغیبة اربعة اوجه كفر ونفاق ومعصية ومباح وهو ماجور اما الكفر



اذا اغتاب المسلم فقل  
له لا تغتبه فيقول ليس  
هذا البغيّة وانا صادق  
في ذلك فقد اسحل  
ما حرم الله فهو كافر  
(كما هو دأب منكري  
الاولياء خذلهم الله)  
واما النفاق فهو ان  
يغتاب انسانا ولا يسميه  
عند من يعرفه انه يريد  
فلانا فهو يغتاب به  
ويري نفسه انه متورع  
فهذا هو النفاق واما  
المعصية فهو ان يغتاب  
انسانا ويسميّه ويعلم  
انه معصية فهو عاص  
وعليه الاستغفار  
والرابع ان يغتاب  
فاسقا معلنا بفسقه  
او صاحب بدعة فهو  
ماجور في تلك  
الغيبه لان الناس  
يحترزون عنه اذا  
عرفوا حاله وقدره

غنیہ میں تحریر ہے کہ غیبت کی چار  
قسمیں ہیں ایک غیبت کفر ہے دوسری  
نفاق ہے تیسری گناہ ہے اور چوتھی  
مباح بلکہ ماجور ہے غیبت کفر یہ ہے کہ  
کوئی مسلمان کی غیبت کرے پس کوئی  
دوسرا شخص اس سے کہے کہ مسلمان کی  
غیبت نہ کرو پس وہ کہے کہ غیبت حرام  
نہیں ہے اور میں اس میں سچا ہوں تو  
اس نے امر حرام کو حلال سمجھا اس لیے  
وہ کافر ہو گیا۔ (جیسا کہ منکرین اولیاء کی  
غیبت کو حلال سمجھتے ہیں) غیبت نفاق یہ  
ہے کہ وہ ایک انسان کی غیبت کرتا ہے  
لیکن ان افراد کے سامنے اس کا نام  
نہیں لیتا جو اسے جانتے ہیں پس یہ آدمی  
غیبت بھی کرتا ہے اور اپنے آپ کو متقی  
بھی ظاہر کرتا ہے پس یہ منافقت ہے  
اور گناہ کی غیبت یہ ہے کہ کوئی کسی  
انسان کی غیبت کرتا ہے اور اس کا نام  
بھی لیتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ  
گناہ کا کام ہے پس وہ آدمی گنہگار ہے  
اس کو استغفار کرنا لازم ہے اور غیبت  
کی چوتھی قسم یہ ہے کہ کسی مشہور  
فاسق یا مبتدع کی غیبت کرے اور اس  
کی قباحت ظاہر کرے تو اس غیبت پر

عن النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم اذ کروا الفاجر  
بما فیہ کی یتحرزہ  
الناس

ثواب ملتا ہے کیونکہ جب لوگ اس کے  
حال سے آگاہ ہو جائیں گے تو اس سے  
احتراز کریں گے۔ حدیث شریف میں  
وارد ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا کہ فاجر شخص کی قباحت  
ظاہر کرو تاکہ لوگ اس سے احتراز  
کریں۔

”کذا ذکرہ ابن عابدین  
الشامی فی فتاواہ  
بتغیر سیر فی الاقسام  
“

(کچھ تغیر کے ساتھ غیبت کی اقسام  
فتاویٰ ابن عابدین شامی میں بھی مذکور  
ہیں)۔

اس کے بعد علامہ علی قاری مزید تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بدان کہ غیبت آن بود کہ خن کسی کنی  
در پس وے چنانچہ اگر بشنود ویرا  
کراہت آید۔ (یعنی در غیبت کردہ شدہ  
فی الحقیقت عیب بنا شد یا اینکه در زمانہ  
گذشتہ مرتکب گناہ بود لیکن پس ازاں  
توبہ کشیدہ باشد و کسے غیبت کندو آن  
غیبت را با و منسوب کند۔ کما ہو داب  
الجالین) و ہرچہ بنقصان کسے مشعر باشد  
خواہ در نسب یا در خلق یا در فعل یا  
در لباس یا در سری یا در ستور چنانچہ گوئی  
جولہ بچہ و حجام بچہ یا در ازیا سیاہ یا متکبر و  
بدخوی یا در دیا بے نماز یا فراخ آستین

و شوخ کین جامہ یا خانہ تنگ و کچ یا  
اسپ کم رزہ لجام ہمہ غیبت باشد  
و مختص بزبان نیست بلکہ بدست و چشم  
و اشارہ و لوٹن ہمہ حرام بود۔ و غیبت  
رخصت است بعد رہا اول و تعظم است  
پیش سلطان و قاضی و کسے ازوے معاونت  
خواہد دوم آنکہ فساد بسند و از کسے  
جست خواہد سوم آنکہ فتویٰ خواہد و گوید  
کہ زید چنین کردہ چهارم خواہد کہ  
مسلمانان از شروئے محفوظ ماند و گوید  
زید خائن و فاسق است (یا گوید کہ پیر محمد  
چشتی کافر و زندیق است) پنجم کسے کہ  
معروف باشد بہ لقب نقص چنانچہ اعمش  
و اعرج و ازان رنجور نشود و ششم آنکہ  
فاسق معلن باشد روا بود اورا عیب ذکر  
کردن.....

جاننا چاہیے کہ غیبت یہ ہے کہ اگر کسی  
کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کی جائے کہ جب  
وہ اس کو سنے تو وہ نفرت کرے (بعض  
جاہلین کی یہ عادت ہے کہ وہ کہتے ہیں  
کہ جو سچی بات بیان کی جائے وہ غیبت  
نہیں ہوتی یا یہ کہ کسی نے ماضی میں  
کوئی گناہ کیا اور اب وہ توبہ کر چکا ہے  
لیکن پھر بھی اس گناہ کی غیبت اس کے  
نام لگائی جائے) اور ہر وہ بات جس سے  
کسی کو نقصان پہنچے کی جائے خواہ اس  
کے نسب کے بارے میں ہو یا خلق میں یا  
فعل میں یا لباس میں یا چھپا کر یا علانیہ  
طور پر مثلاً کسی کو جولا ہے کا بیٹا، حجام کا  
بیٹا یا لبو، یا سیاہ رنگ کا یا مغرور یا  
بد فطرت یا چور یا بے نماز یا فراخ  
آستین یا شوخ کپڑوں والا یا گنجایا بد لگام  
ست گھوڑا وغیرہ کتنا سب غیبت میں  
داخل ہے۔ غیبت کا تعلق صرف زبان  
سے نہیں ہے بلکہ ہاتھ اور آنکھ کے  
اشارہ بھی اس میں شامل ہے جو کہ حرام  
ہے۔ بعض صورتوں میں غیبت کی  
اجازت ہے اول بادشاہ اور قاضی کے  
سامنے کسی کے ظلم کی فریاد کر کے مدد لینا  
دوم کوئی فتنہ دیکھے اور اس سے بچنا

چاہے سوم یہ کہے کہ زید نے ایسا برا کام کیا اور اس پر فتویٰ لینا چاہے چہارم یہ کہے کہ زید بڑا بددیانت اور فاسق ہے اور مسلمان اس سے محفوظ ہو جائیں (یا یہ کہے کہ پیر محمد چشتی کافر و زندیق ہے) پنجم یہ کہ اپنے کسی نقص یعنی کمزور بینائی یا لنگڑاپن سے ملقب ہو اور وہ اس کا برانہ مانے اور ششم یہ کوئی بہت ہی مشہور بدکار ہو تو اس کے عیب بیان کیے جائیں۔

حضرت حسن بصریؒ کو روایت (بتایا) گیا کہ فلاں شخص آپؒ کی غیبت کرتا ہے تو آپؒ نے اس کے لیے ہدیہ بھیج دیا اور فرمایا مجھے یہ بات پہنچی کہ آپؒ نے اپنی نیکیوں کا ہدیہ بھیجا ہے تو یہ آپؒ کی نیکیوں کا بدلہ ہے۔

حکى عن الحسن  
البصرى "انه قيل له ان  
فلانا يفتابك فاهدى  
اليه الحسن هديته  
وقال بلغنى انك  
اهدت الى حسناتك  
فهذه مكا فاتك على  
حسناتك (زاد اللبيب صفحہ ۱۲۶)

(۱۲۷-)

پس قارئین پر واضح ہوا کہ پیر محمد چشتی نے اس فقیر پر تحریری زبانی اور تقریری تہمت پردازی کی ہے اور بہتان عظیم باندھا ہے اور بہتان اور تہمت پردازیوں میں مبتلا ہے۔ ان تہمت پردازیوں اور بہتانوں سے اس فقیر کو کوئی اذیت اخروی لاحق نہیں بلکہ اس امر حرام کو حلال اور کار ثواب جاننے سے پیر محمد چشتی خود کافر ہو گیا ہے۔

اور اب جبکہ بارہا بار واضح ہوا کہ پیر محمد چشتی چترالی ضروریات دین کا منکر ہے اور بہت سارے کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر بن چکا ہے تو اس کافر معن کے کفر کا اظہار علمائے عصر پر واجب ہے تاکہ مسلمانوں کو اس کے کفریہ عقائد سے نجات حاصل ہو جائے۔

چند روئے صالحہ :

اسی طرح فقیر کی ولایت، حقانیت اور وراثت حقہ پر ظاہری حج بینہ دافعہ کے ساتھ ساتھ روئے صالحہ بھی کثیر تعداد میں ہیں جو کہ نبوت کا چالیسواں جز اور حصہ ہے یہاں چند روئے صالحہ لکھنا ضروری اور مناسب سمجھتا ہوں تاکہ طالبان حق کے لیے مشعل راہ بنیں۔ (فاقول باللہ التوفیق)۔

۱۔ خلیفہ سید عبدالاحد شاہ: (مسلم آباد کالاکے سوات) اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خواب میں میں حضرت اخندزادہ صاحب کی خانقاہ شریف پر حاضر ہوں اور ان کے پیچھے نماز جمعہ ادا کر رہا ہوں۔ نماز کے بعد حضرت مبارک اخندزادہ صاحب محراب میں بیٹھ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو میں جا کر حضرت مبارک صاحب کے ہاتھ پکڑ لیتا ہوں اور چیختا ہوں کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں امر کیا ہے کہ اخندزادہ سیف الرحمن نے میرے ساتھ بیعت کی ہے اور تم بھی ان کے ساتھ جا کر بیعت کرو تو خواب کے بیان کرنے سے رسول اکرم ﷺ کی محبت نے مجھ پر اتنا غلبہ کیا کہ میں رونے لگ جاتا ہوں اور روتے روتے خواب سے بیدار ہو جاتا ہوں۔

۲۔ قاری عبدالصمد بن صوفی محمد ظاہر (لغمان): خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں خواب میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہوں تو چوتھے طواف کے وقت حضرت اخندزادہ مبارک صاحب سامنے آئے تو میری منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں میں بھی روتا ہوں اور حضرت مبارک صاحب بھی روتے ہیں۔ اس اثناء میں جناب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں ان کے پاس انگور ہیں اور یہ انگور وہ حضرت مبارک صاحب کو عنایت فرماتے ہیں اور مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں جا کر جو انگور تمہیں پسند آئیں لے آؤ۔ جب میں مسجد نبوی میں پہنچتا ہوں تو حضرت مبارک صاحب وہاں بھی موجود ہوتے ہیں اور مجھے توجہ فرماتے ہیں اور میں مجذوب ہو جاتا ہوں اور سامنے روضہ اقدس رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم پر سفید سبز اور سرخ شعاعیں اور انوار نازل ہوتے ہیں۔ ان شعاعوں نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ پھر حضرت مبارک صاحب مجھے فرماتے ہیں کہ یہ بتما مبا فیض خداوندی ہے اس خواب کے کچھ عرصہ بعد حضرت مبارک صاحب نے مجھے چشتیہ

طریقہ کے اسباق ختم کر کے خلافت سے سرفراز کیا۔

۳۔

حضرت مولوی محمد عارف اخندزادہ

سیفی (بڈھ بیر پشاور): اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ بروز جمعرات دس بجے کے بعد میں قیلولہ کر رہا تھا کہ اس وقت میں نے خواب دیکھا کہ کرک کے علاقہ کی ایک مسجد میں بیٹھا ہوں اور حضرت مبارک صاحب کو کسی نے دعوت طعام پر مدعو کیا ہے لیکن ابھی مبارک صاحب تشریف نہیں لائے۔ اس مسجد میں بہت سارے لوگ ہوتے ہیں اور ہم حضرت صاحب کی آمد بابرکت کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں اچانک زلزلہ شروع ہوا تو میں مسجد سے باہر نکل گیا۔ جب زلزلہ ختم ہوا تو دوبارہ مسجد میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مبارک صاحب ایک سفید رنگ کی کرسی پر تشریف فرما ہیں اور اسی اثناء میں طریقہ قادریہ شریفہ کے چند صوفیہ کرام حضرت اخندزادہ مبارک صاحب کے سامنے آتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کو اپنا ایک خواب بیان کرتے ہیں۔ وہ صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے اس زلزلہ کے وقت بعض کیفیات و حالات دیکھے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے مزار مبارک سے نکل کر اس مسجد کے ایک کونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور زمین پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو زلزلہ ختم ہو جاتا ہے تو اسی اثنا میں میں (مولوی محمد عارف) دیکھتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظمؒ مسجد کے اسی کونے میں موجود کھڑے ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب کے چہرے کو دیکھتے ہیں پھر یہی مذکورہ صوفیہ کرام میں سے حضرت مبارک صاحب کے حضور اپنا خواب بیان کرتے ہیں یا ان میں سے ایک آدمی خواب بیان کرتا ہے کہ ہم نے خواب دیکھا کہ حضرت غوث الاعظمؒ مشرق کی طرف سے چودھویں رات کے چاند کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب مغرب کی طرف سے سورج کی شکل میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور یہی چاند اس سورج میں جذب ہوتا ہے اور



میں ان صوفیہ کرام کے خواب بیان کرنے کے موقع پر یعنی طور پر دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ چاند کی صورت میں تشریف لاتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب سورج کی صورت میں آسمان کے درمیان میں جلوہ افروز ہیں اور یہی چاند آکر اس سورج میں جذب ہوا تو جب انہوں نے یہ مذکورہ خواب حضرت مبارک صاحب کے حضور بیان کیا تو میں نے (خواب ہی میں) حضرت مبارک صاحب سے اجازت طلب کی کہ اس خواب کی تعبیر میں بیان کروں گا۔ اس وقت حضرت علامہ مولوی ضیاء اللہ صاحب، حضرت نور علی شاہ باچا صاحب، حضرت مولوی لعل الرحمن صاحب اور دیگر بڑے بڑے خلفاء کرام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں لیکن حضرت صاحب مبارک مجھے شفقت سے تعبیر کی اجازت دیتے ہیں تو میں کرسی سے بائیں طرف ایک قدم کے فاصلے پر پیچھے کھڑا ہو گیا اور حضرت مبارک صاحب کے کندھے مبارک پر ہاتھ رکھتا ہوں اور کئی طرح سے خواب کی تعبیر بیان کرتا ہوں اور تعبیر بیان کے وقت حضرت مبارک صاحب مجھے دیکھتے رہتے ہیں اور تبسم فرماتے ہیں۔ تعبیر کی مختلف تشریحات میں سے صرف ایک مجھے یاد ہے وہ یہ کہ میں نے اپنی گفتگو کے وقت خواب میں یہ بات واضح کی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا وجود مبارک حضرت سیدنا اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے وجود مبارک میں جذب ہونے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ علوم اسرار اور باطنی قوتیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظمؒ کو عطا فرمائی تھیں وہ سب کے سب کمالات اور معارف اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اخندزادہ صاحب کو عطا کی ہیں۔ حضرت پیران پیر محی الدین جیلانیؒ اپنے عصر کے مجدد تھے اور حضرت صاحب مبارک عصر حاضر کے مجدد الفہم ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ حضرت پیران پیرؒ عبدیت کے مقام سے مشرف تھے اور حضرت مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے اوپر طے کیے ہیں اور

حضرت مبارک صاحب کا مقام حضرت پیران پیرؒ کے مقام سے فوق ہے۔  
 الحمد للہ علی ذلک۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ  
 من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ (یہ تمام کا تمام  
 مولانا عارف صاحب کا خواب ہے۔ حضرت مبارک صاحب کا دعویٰ نہیں  
 ہے بلکہ حضرت مبارک کا قول ہے کہ قیامت تک ولایت کا فیض حضرت

نوٹ: پیران پیر غوث الاعظمؒ سے جاری ہے)

(حضرت غوث الاعظمؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے اس قول کہ ”میرا قدم تمام اولیاء  
 کرامؒ کی گردنوں پر ہے“ سے مشائخ کرامؒ کا اختلاف ہے کہ آپؒ کا قدم قیامت  
 تک تمام اولیاء کرامؒ کی گردنوں پر ہے یا صرف اپنے وقت کے اولیاء کرامؒ کی  
 گردنوں پر یا آپؒ کا قول مشابہات میں سے ہے۔ اس بارے میں حضرت سیدنا  
 وسندنا شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تاج العارفین  
 قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندیؒ المتوفی ۱۱۴۶ ہجری تحقیق فرماتے  
 ہوئے یوں بیان فرمایا ہے۔

اور وہ جو حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر دلی کی  
 گردن پر ہے تو صاحب عوارف جو شیخ ابوالنجیب سروردی قدس سرہ کے مرید اور  
 تربیت یافتہ ہیں اور یہ شیخ ابوالنجیب حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے دوستوں  
 اور رازداروں میں سے ہوئے ہیں اس کلمے کو ان کلمات میں شامل کیا ہے جو خود بنی  
 کو ظاہر کرتے ہیں اور جو مشائخ کرامؒ سے ابتدائے احوال میں سکر کے باقی ماندہ اثرات  
 کی وجہ سے صادر ہوئے اور نفعات میں شیخ حماد دباس سے منقول ہے جو حضرت شیخ

کے شیوخ میں سے ہوئے ہیں کہ انہوں نے بطور فراست فرمایا کہ اس عجبی کا قدم وہ مبارک قدم ہے کہ اس کے وقت کے اولیاء پر ہو گا۔

بہر صورت حضرت شیخ اس کلام میں حق بجانب ہیں یہ کلام خواہ سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے آپ سے صادر ہوا یا اس کلام کا اظہار آپ کو خدا کی جناب قدس سے حکم ہوا ہو۔ بہر صورت اس وقت کے تمام اولیاء آپ کے قدموں کے نیچے تھے۔

لیکن باید دانست کہ ابن حکم مخصوص باولیائے آن وقت است اولیائے ما تقدم و ما تاخر ازین حکم خارج اند چنانکہ از کلام شیخ حماد مفہوم میشود کہ قدم او در وقت وے بر گردن همه اولیاء خواہد بود۔

لیکن جاننا چاہئے کہ یہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہے آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں جیسا کہ شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قدم ان کے وقت میں تمام اولیاء کی گردن پر ہو گا۔

نیز ایک غوث نے جو بغداد میں تھے بھی حضرت شیخ کے حق میں اس وقت کے اولیاء پر سرداری کی بشارت دی تھی۔

اس بزرگ کے کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم اس وقت کے اولیاء کے ساتھ خاص ہے

از کلام ابن بزرگ نیز مفہوم میشود کہ آن حکم مخصوص باولیائے ان وقت بودہ است درین وقت نیز اگر کسی را حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ چشم بینا عطا فرماید بیند چنانچہ آن غوث دیدہ بود کہ گردنہائے اولیائے آن وقت زیر قدم وے اند و ابن حکم تجاوز بغیر اولیاء آن وقت نہ کردہ است در اولیاء ما تقدم ابن حکم چگونہ مجوز بود کہ شامل اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ است کہ یقین از حضرت شیخ الفضل اند و در ما تاخر نیز چہ گونہ متمش باشد کہ شامل حضرت

مہدی است کہ ان سرور علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام بقدم او  
بشارت دادہ است واست راہو جود او مبشر ساختہ اور خلیفۃ اللہ  
فرمودہ۔

اس وقت بھی حق سبحانہ و تعالیٰ کسی کو اگر چشم بینا عطا فرمائے تو وہ دیکھ سکتا  
ہے بمثل اس بنیائے غوث کے (ادھر اشارہ ہے افضلیت حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ نہ کی  
طرف) اور یہ حکم اس وقت کے اولیائے کرام کے علاوہ کسی اور طرف تجاوز نہیں  
کرتا اسی طرح حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پہلے اولیاء کرام کو بھی یہ حکم شامل  
نہیں کیونکہ آپ سے پہلے اولیاء اللہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی داخل ہیں  
جو حضرت شیخ قدس سرہ سے یقیناً افضل ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اولیاء  
میں بھی یہ حکم کیسے جاری ہو سکتا ہے کیونکہ آپ کے بعد کے اولیاء میں حضرت امام  
مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں جن کی تشریف آوری کی آنسور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے بشارت دی ہے۔

اور امت کو آپ کے وجود کی بشارت سے نوازا ہے۔ اور انہیں خلیفۃ اللہ  
فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کہ وہ  
اولوالعزم سابقین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ہیں اور اس شریعت کی  
متابعت کے واسطہ سے اصحاب خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملحق ہیں  
اس امت کے متاخرین کی بزرگی کے باعث ہی شاید آنسور علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ  
والسلام نے فرمایا ہے کہ لا یدری اولہم خیرا او آخرہم۔ معلوم نہیں کہ میری  
امت کا اول زیادہ افضل ہے یا آخر۔

جمعے از مریدان حضرت شیخ عبدالقادر در حق شیخ غلو  
بسیار مینما بند و در محبت جانب الراط میگردد در رنگ معباں مفرط  
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ۔ از لغوائے کلمہ و کلام ابن جماعہ  
مفہوم میشود کہ حضرت شیخ را ایشان از جمیع اولیائے ماتقدم و ما  
تاخر افضل میدانند و خیر از انبیاء علیہم الصلوٰۃ و تسلیمات معلوم  
نیست کہ دیگرے راہر حضرت شیخ افضل دہند۔

حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کے مریدین کی ایک جماعت شیخ قدس سرہ کے حق میں بہت غلو کرتی ہے اور محبت میں حد سے بڑھ جاتی ہے جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محب شیعہ حد سے بڑھ گئے ہیں اس افراطی جماعت کی گفتگو کے اشارات سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شیخ قدس سرہ کو تمام پہلے اور ان کے بعد آنے والے سب اولیاء سے افضل قرار دیتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰات و تسلیمات کے سوا کوئی دوسرا معلوم نہیں جس کو حضرت شیخ سے افضل تسلیم کرتے ہو یہ محبت میں افراط کی وجہ سے ہے۔

(مکتوبات حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد اول و فتراول مکتوب نمبر ۲۹۳)

حضرت شیخ عبدانی شامی قدس سرہ نے اس بارے میں بیان فرمایا ہے کہ۔  
 باید لہمید کہ حضرت حماد دہاس قدس سرہ کہ بمعبر غوث الثقلین بودند و حضرت غوث دران وقت صغیر بودند و فرمود اند کہ این برہمہ اولیاء وقت خود فضل خواہد یافت و نیز بعد وفات حضرت غوث بعد مدتی از شیخ فرید از معنی این قول سوال کردند فرمودند کہ اگر من دران وقت می بودم بر جسم خود مینہادم ازین دو قول اکابر معلوم شد کہ قدم ایشان بر گردن اولیاء آن وقت بودہ و بعد آن نہ ..... و ہر کہ از مرتبہ غوثیت گذشتہ بہ مرتبہ امامت پیوست ازین زہد قدمی خارج است و جائز است کہ در مرتبہ کہ فوق غوثیت است برابر ایشان باشد بلکہ فوق ایشان سبحان اللہ چہ کوتہ اندیشی است کہ حصر مراتب خروج تا مرتبہ غوثیت میکنند و از مرتبہ امامت کہ فوق غوثیت و مرتبہ خلافت کہ فوق مرتبہ امامت است جاہل اند۔  
 عزیز من قول حضرت غوث (اللت شمس الاولین و شمسنا۔ اہدا علی افق العلی لا تغرب) از کسانی کہ اول ایشان بودہ اند خیر میدہد نہ از کسانی کہ بعد از ایشان آمدہ اند و خواهند آمد جائز است بلکہ واقع

کہ شمس بعضی آئند گان نیز غروب نہ ہزرد الخ ..... (مجموعۃ الاسرار مکتوب نمبر ۲۶)

معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر تھے حضرت غوث اس وقت ابھی چھوٹی عمر کے تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ بچہ اپنے وقت کے تمام اولیاء پر فضیلت پائے گا نیز حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے ایک مدت بعد حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس وقت موجود ہوتا تو ان کے قدموں کو اپنی آنکھوں پر رکھتا بزرگوں کے ان دو اقوال سے معلوم ہوا کہ ان کے قدم اس وقت کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر تھے بعد کے اولیاء کی گردنوں پر نہیں اور وہ جو غوثیت کے مرتبہ سے عروج کر کے امامت کے مرتبہ پر پہنچ جائے تو وہ بھی اس زیر قدمی سے خارج ہے اور یہ جائز ہے کہ جو غوثیت کے مرتبہ سے آگے نکلے وہ ان کے برابر ہو جائے بلکہ ان سے بلند ہو سکاں، اللہ بکتنی کوتاہ نظری ہے کہ عروج کے مراتب غوثیت تک محدود کرتے ہیں امامت کا مرتبہ غوثیت کے رتبہ سے اوپر ہے اور خلافت کا مرتبہ امامت کے مرتبہ سے اوپر ہے ان دونوں مراتب کی فوقیت سے وہ جاہل ہیں۔

میرے عزیز! حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلیہ قول کہ اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلند افق پر رہے گا اور کبھی نہ ڈوبے گا ان (بعض) لوگوں کے بارے میں ہے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور جو بزرگ ان کے بعد آئیں گے اور آئے ہیں ان کی خبر نہیں دیتے اور یہ جائز بلکہ واقع ہے کہ بعد میں آنے والوں کے سورج بھی غروب نہیں ہوں گے۔

تنبیہ :

اولین سے تمام اولین بھی مراد نہیں بلکہ بعض مراد ہیں کیونکہ ان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے عظیم رتبہ کے لوگ بھی شامل ہیں جیسا کہ حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوب سے واضح ہوا جبکہ دلائل کے ساتھ واضح ہوا کہ حضرت غوث کی افضلیت دوسرے اولیاء پر اس وقت کے ساتھ

ہے اور ماتقدم و ماتاخر میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے بڑے اولیاء گزرے ہیں اور آنے والے ہیں تو کسی کا یہ قول کہ فلان ولی اللہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رتبہ میں بلند ہے ناجائز نہیں۔ جائز بلکہ واقع ہے تو پھر ہمارے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ کہنا (جبکہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ وہ کمال بھی ہے) کوئی جرم نہیں بلکہ اظہار حق ہے نیز چند اکابر کے سوا باقی تمام اولیاء اللہ "شخصاً" منصوصی و حرج نہیں ہیں بلکہ ولایت کی صفات سے اور اولیاء اللہ کے علوم و کمالات سے پہچانے جاتے ہیں اور کسی خصوصی مقام سے سرفراز ہونا اور اس ہی مقام کی بشارت دینا الہامی بات ہے پس جبکہ راسخین اولیاء اور اپنے مشائخ کسی کے بارے میں فراست و مشاہدہ گواہی دیں اور دوسرے اہل خیر بھی ان کے حق میں نیک خوابوں کا بیان کریں تو پھر انکار کرنے والے کی مکابہ کے سوا اور کوئی دلیل نہیں۔ (محمد انور سیفی عفی عنہ)



۴۔ ایک دفعہ جمعہ کی شب محفل کے بعد جب یہ فقیر (اخذ زادہ سیف الرحمن) گھر کو رخصت ہوا اور ایک ہزار دفعہ درود پڑھنے کے بعد لیٹا تو نیند آگئی تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی طرف سے ایک ندی بہہ رہی ہے اور اس پر ایک پل بنا ہوا ہے اور اس پل کے دوسری طرف ایک عظیم دریا نظر آ رہا ہے کہ کوئی آبادی ادھر ادھر نظر نہیں آتی۔ میرے ساتھ ایک اور ساتھی بھی ہے اور ہم قبلہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ میرا ساتھی کہتا ہے کہ میں نے کبھی سیلاب نہیں دیکھا تو اتنے میں قبلہ کی طرف سے اسی ندی میں ایک عظیم سیلاب آتا ہے تو میں اپنے ساتھی سے کہتا ہوں کہ لو دیکھو ابھی تم نے سیلاب کا تقاضا کیا اور ابھی سیلاب آگیا۔ اس وقت ندی کے دونوں طرف مالدار لوگوں کے مویشی ہوتے ہیں تو یہ مالدار لوگ بڑے پریشان ہوتے ہیں کہ یہ سیلاب تو ہمارے مویشیوں کو لے ڈوبے گا۔ اتنے میں ایک مالدار آدمی اپنے ایک مرکب (سواری) کو بہت غصے سے ندی کی ایک طرف سے دوسری طرف کو اتار دیتا ہے تو میں اپنے ساتھ سے کہتا ہوں کہ اے بد بخت تمہاری وجہ سے یہ لوگ اتنی تکلیف میں مبتلا ہو گئے کیونکہ تم نے ہی سیلاب کا تقاضا کیا تھا۔ پھر میں اس ساتھی سے دوسری طرف روانہ ہوتا ہوں تو مجھے ایک بڑا لشکر نظر آتا ہے جب نزدیک جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ تمام کے تمام انبیاء کا لشکر ہے اور یہ آواز بھی سنائی دیتی ہے کہ یہاں ایک ولی اللہ بھی موجود ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا۔ تمام کے تمام انبیاء نظر آتے ہیں۔ اتنے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نظر آتے ہیں اور انبیاء کے سردار جیسے معلوم ہوتے ہیں شیریں کلامی فرماتے ہیں اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام بھی نظر آتے ہیں کہ یگانہ کھڑے ہوتے ہیں اور نہایت جلالیت، غصہ اور بلند آواز سے تقریر کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نرمی سے باتیں کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ مبارک اور داڑھی مبارک کا رنگ سرخ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چہرہ مبارک نہایت سفید اور نہایت حسین ہے اتنا کہ حسن کی کوئی معلوم نہیں ہوتی اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس لشکر کے درمیان میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور دیگر انبیاء کرام علیہ السلام آپ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد کھڑے ہوتے ہیں اس لیے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر نہیں آئے لیکن آپ ﷺ کے انوار، تجلیات اور محطرات میں واضح طور پر محسوس کرتا ہوں تو میں اولا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مصافحہ کرتا ہوں اور ان کے ہاتھ چوم لیتا ہوں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام میری ساتھ بہت شفقت اور محبت کرتے ہیں اور اپنے فرزند جیسی نرمی کا سلوک میرے ساتھ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصافحہ کرتا ہوں اور ان کے ہاتھ چوم لیتا ہوں پھر دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتا ہوں اور ایک فرزند کی طرح ان کے ارد گرد چکر لگاتا ہوں باقی تمام انبیاء کرام علیہ السلام خاموش ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم قیامت برپا کرتے ہیں کہ ایک چھت سی ہوتی ہے جس میں دو اشخاص تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام مُعَرَّب یا مُعَرَّب (بالعین المعجمہ) ہوتا ہے اور دوسرے کا نام مُعَرَّب یا مُعَرَّب (بالعین المملیٰ) ہوتا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں قیامت قائم کرتے ہیں تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پہلے ہم دیواروں پر چسپاں شدہ کاغذات ہٹاتے ہیں (کیونکہ ان پر اسماء مقدسہ اور قرآنی آیات ہیں اور لوگ ان کی بے ادبی کرتے ہیں) تو اس کے بعد

قیامت برپا کریں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور یہ فقیر، تینوں دیواروں سے کاغذات ہٹانے شروع کرتے ہیں لیکن میں اپنے دل میں خوفزدہ ہوں کہ میرے کمرے میں بھی اسماء مقدسہ کے بعض کاغذات دیواروں پر چسپاں ہیں (اگرچہ ان کے ساتھ کوئی بے ادبی نہیں ہوتی) لیکن پھر بھی اگر یہ مبارک ہستیاں دیکھ لیں تو ممکن ہے ان کو یہ پسند نہ آئیں۔ اس ہیبت میں یہ واقعات عجیبہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو میں نے فوراً تمام دیواروں سے کاغذات اور اشتہارات ہٹا دیے۔ اس خواب کی تائید میں ایک اور خواب بھی ہے جو کہ خواجہ محمد حضرت صاحب کے مرید محمد یعقوب نے دیکھا ہے۔ اس خواب کا لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

خواجہ محمد حضرت کا مرید محمد یعقوب: اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد میں خواجہ محمد حضرت صاحب اور شیخ المشائخ حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب تشریف فرما ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں۔ اسی اثناء میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اخندزادہ سیف الرحمن اگرچہ ولی اللہ ہیں نبی نہیں ہیں لیکن میں اس کی علوشان کی وجہ سے اس کو قیامت کے دن انبیاء کی صف میں کھڑا کروں گا۔ (یہ خواب واضح طور پر فقیر کے خواب کی تعبیر ہے)

مولوی محمد عابد حسین سیفی لاہوری خواب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا تو سید عثمان بخاری کو جانتا ہے؟ وہ میرا شہزادہ ہے تم اپنے شیخ سے عرض کرو کہ وہ اپنے مریدوں کو حکم کریں کہ وہ مزار کو آباد کریں۔ میں نے غور نہ کیا تو دوبارہ خواب آیا جو پہلے خواب کی طرح تھا جس میں وہی امر تھا۔ دوسری دفعہ خواب دیکھنے کے بعد

میں نے چند دوستوں کو حاضر کر کے کہا کہ بادشاہی قلعہ کے اندر حضرت عثمان بخاریؓ کا مزار ہے۔ وہاں چلیں چنانچہ میرے کہنے پر بعض ساتھیوں نے مزار پر حاضری بھی دی تاکہ اس کو آباد کریں چونکہ دوسرے خواب کے بعد میں نے بعض ساتھیوں کو حاضری کا کہا تھا لہذا تیسری مرتبہ خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم کسی کو حکم دو بلکہ میں نے تمہارے شیخ کے لیے کہا تھا کیونکہ تیرا شیخ اس وقت میرا نائب ہے اور مقام قیومیست، صدیقیت اور عبدیت سے سرفراز ہے اور مجھے موجودہ عصر میں سب سے محبوب ہے۔

(میرے شیخ سے مراد حضرت قیوم زمان غوث دوران سرفراز مقام عبدیت صدیقیت حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔)

۷۔ جناب خلیفہ امان گل سیفی (کراچی): اپنا ایک واقعہ (کشف) بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۳۶۹ھ ش جمعہ کی رات کو ایک عجیب واقعہ (کشف) دیکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ میں نے حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے اسم مبارک کے جز اول (یعنی سیف) اور جز ثانی (یعنی الرحمن) کے بارے میں عجیب و غریب معارف دیکھے۔

جز اول (سیف) کے بارے میں یہ مشہور ہوا کہ یہ دنیا میں ہر باطل کو توڑتا ہے اور ختم کر دیتا ہے اور جز ثانی (الرحمن) میں یہ نظر آیا کہ لوگوں کی ارواح کو فوق العرش مراتب تک عروج دیتا ہے۔ یہ حضرت صاحب کے اسی خوارق ہیں۔ یہ (سیف) وہی تلوار ہے کہ جس کے ذریعے جہاد بدر میں مشرکین کی گردنیں کاٹ دی گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ میں مجھے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ (سیف) میری تلوار کی روح ہے کیونکہ (اس وقت) دنیا میں اس (سیف) کے سامنے باطل قیام نہیں کر سکتا۔ دیگر اس (سیف) کے خوارق یہ ہیں کہ بہت سارے سالکین حضرت صاحب کی

محبت کے جذبہ میں سرشار ہو کر سر کے بغیر لاشیں نظر آتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت صاحب کے سامنے اپنے سروں کو قربان کر دیا اور رحمن میں یہ خوارق نظر آتے ہیں کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک الرحمن کے ساتھ مشارکت ہے (جو کہ اشتراک اسی ہے) اور عرش پر مسطور اور قائم ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہ کریں۔

۸۔ صوفی دستم خان : نے خواب دیکھا وہ کہتا ہے کہ صحبت کی حالت میں خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے اور اہل اللہ کے بڑے اجتماع کے سامنے ہمیں ارشاد فرمایا کہ عصر حاضر میں میرا اصلی وارث اور نائب حضرت اخندزادہ سیف الرحمن ہے اور اس مبارک محفل میں تمام انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سابقہ اولیائے عظام اور حضرت صاحب کے تمام مریدین موجود ہیں۔ اسی اثناء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اخندزادہ مبارک (قدس سرہ) کو امامت کے لیے آگے کر دیا اور رسول اکرم ﷺ نے تمام حاضرین سمیت حضرت اخندزادہ مبارک (قدس سرہ) کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی (اس سے یہ لازم نہیں ہے ولی نبی کریم ﷺ سے افضل ہے العیاذ باللہ بلکہ یہ چیز وراثت اور نیابت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی تھی اور اس طرح امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان امامت کا واقعہ بھی روایات میں مذکور ہے) لیکن فرقہ جبریہ، دھابیہ، پنج پیریہ، مودودیہ اور اہل تشیع وغیرہ نے حضرت صاحب قدس سرہ کی اقتدا نہیں کی بلکہ رجوع قہقری کر کے معرض ہو گئے۔

۹۔ مولوی محمد عابد حسین صاحب (لاہوری) کا مرید محمد یسین (ساکن باغبانپورہ لاہور حال سعودی

عرب جدہ): لکھتا ہے کہ میں مدینہ منورہ میں رہتا تھا تو جب میرے ویزے کی تاریخ ختم ہو گئی تو حکومت مجھے مدینہ منورہ سے نکالتی تھی تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور زور زور سے رونے لگا کہ اب تک تو ہین روزانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ کے لیے آتا تھا لیکن اب اس نعمت عظمیٰ سے میں محروم ہو جاؤں گا کیونکہ حکومت مجھے مدینہ منورہ سے نکال رہی ہے تو رات کے وقت جب میں سو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہو تمہارے وطن پاکستان میں اخذ زادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی بیرائب ہے اس کی صحبت میں جاؤ اس کی صحبت میری صحبت ہے (کیونکہ وارث بھی مورث کی طرح ہوتا ہے)۔ الا فیما امتنع شرعاً۔

۱۰۔ خلیفہ امان گل صاحب: اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں خواب دیکھتا ہوں کہ میرے ساتھ بہت سارے لوگ ہیں جن میں بعض سا لکین ہیں اور بعض غیر سا لکین۔ ہم سب اکٹھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے جا رہے ہیں اور ایک کچے راستے پر رواں ہیں اتنے میں صدا آتی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اخذ زادہ سیف الرحمن پیرارچی بھی موجود ہیں ہم کچے راستے سے گزر کر ایک پکے راستے پر پہنچتے ہیں اور اس پکے راستے پر ملائکہ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس پکے راستے پر غیر سا لکین نہیں جاسکتے تو غیر سالک وہاں رک جاتے ہیں اور ہم سا لکین آگے چلتے ہیں کچھ آگے دیگر ملائکہ کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کوئی سالک اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے قطع کرنے کی قربانی دے سکتا ہے صرف وہی آگے جاسکتا ہے یہ قربانی دینے والے سا لکین آگے جاتے ہیں۔ وہاں سے کچھ آگے اور ملائکہ کھڑے ہیں وہ کہتے ہیں جو کوئی ایک ہاتھ کی قربانی دے سکتا ہے وہ آگے جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ یہاں سے آگے قربانی دینے



والے سا لکین جاتے ہیں۔ اسی طرح جیسے جیسے ہم آگے جاتے ہیں تو آنکھوں کی قربانی، کانوں کی قربانی، زبان کی قربانی اور دیگر اعضائے بدن کی قربانی دینے کے مقامات علی الترتیب آتے ہیں اور قربانی دینے والے ہی آگے جاتے ہیں۔ آخر میں ایک پھانک سا لگا ہوتا ہے جس کی دوسری طرف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت اخذزادہ سیف الرحمن صاحب کھڑے ہوتے ہیں۔ اس پھانک سے آگے صرف وہ سا لکین جاسکتے ہیں جو سر کی قربانی دیں گے۔ تو میں دیکھتا ہوں کہ اس مقام سے صرف ردیف الکلمات حضرت محمد شاہ روحانی صاحب، مولوی یار محمد صاحب اور مولوی عبدالحی زعفرانی صاحب آگے جاتے ہیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت مبارک صاحب سے جا ملتے ہیں۔

ہر کہ او در عشق دعویٰ کند  
خالقش صد امتحان بر دے کند

(ترجمہ: جو کوئی بھی خالق کائنات سے عشق کا دعویٰ کرتا ہے تو ہو ذات پاک اس اسو طرح سے امتحان لیتی ہے)۔

(و لنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصبرین)○  
الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیہ راجعون○ (سورہ البقرہ آیت ۱۵۵-۱۵۶) ”ترجمہ: اور ہم تمہارا امتحان لیں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجیے (جن کی یہ عادت ہے) کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ کے پاس جانے والے ہیں۔“ فالحمد لله علی ذلکے حمد کثیراً طیباً مبارکاً کما یحب ربنا ویرضی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیے۔

۱۱۔ ملا میرا جان۔ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں



خواب میں حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب سے اجازت کی طلب کرتا ہوں تو حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ کیا تنگ آگئے ہو جو اجازت مانگتے ہو پھر فرماتے ہیں کہ کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ اسی اثنا میں قیامت برپا ہو جاتی ہے تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ بے شمار مخلوقات موجود ہے بعض لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور بعض لوگوں کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جاتا ہے اور بعض کے پیٹ میں ہاتھ داخل کیا جاتا ہے اور پیچھے کی طرف سے اعمال نامہ دیا جاتا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر مجھ پر اور زیادہ خوف طاری ہو جاتا ہے کہ میرا اعمال نامہ میرے کس ہاتھ میں دیا جائیگا اچانک مجھے آواز سنائی دیتی ہے کہ لو اپنا اعمال نامہ پکڑو تو میں بسم اللہ پڑھتا ہوں اور دونوں ہاتھوں سے اعمال نامہ تھام لیتا ہوں۔ اتنے میں جب میں اعمال نامہ دیکھتا ہوں تو اس کے اوپر تسمیہ لکھا ہوتا ہے تو میری زبان پر پشتو کے یہ اشعار جاری ہو جاتے ہیں۔

راکڑو یو فرمان جلیل

ماہیکہ یو خوب اولیدہ

امر شوپہ ما غریب

نسبہ مہ تر تیب اولیدہ

رحم تہ پہ ما او کرہ

اوے کرہ ژماور تہ

اسی اثنا میں حضرت مبارک صاحب مجھے فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ آجاؤ تو کچھ فاصلہ چلنے کے بعد دیکھتا ہوں کہ پانچ خیمے ہیں ایک خیمے میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس خیمے کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ کوئی حد معلوم نہیں ہوتی اور اس پر تسمیہ اور کلمہ طیبہ لکھا تھا۔ دوسرا خیمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تیسرا خیمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا چوتھا خیمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پانچواں خیمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ چاروں خلفائے راشدین کے ساتھ حضرت مبارک صاحب بھی کھڑے ہوتے ہیں۔ میں پریشان ہوں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت مبارک صاحب آپس میں کچھ باتیں کرتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مبارک صاحب سے فرماتے ہیں کہ تم اب چلے جاؤ تو مبارک صاحب کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

کرنے کے بعد جاؤں گا۔ اتنے میں ایک آدمی آتا ہے اور کہتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صاحب کو طلب فرماتے ہیں تو مبارک صاحب اور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ایک انتہائی نورانی تاج ہے اور ان کے ایک طرف نور کا ایک مینار تھا اور وہ مینار اتنا بلند تھا کہ اس کی چوٹی نظر نہیں آتی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہیں اور امتی امتی کہتے ہیں اور حضرت مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت بہت گنہگار ہے کوشش کرو۔ اسی اثناء میں ایک شخص ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مبارک صاحب سے فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیمے میں چلے جاؤ۔ تو ہم دونوں واپس آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خیمے کے نیچے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم آگے۔ اسی اثناء میں ایک دریا پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کی ابتداء اور انتہا کا پتہ نہیں چلتا اور لوگ اس دریا کو عبور کرتے ہیں تمام لوگ کھڑے ہیں اتنے میں حکم ہوتا ہے کہ دریا کو پار کر جاؤ۔ تو مجھ پر ہیبت طاری ہوتی ہے اور میری زبان پر پستو کے یہ اشعار ہوتے ہیں۔

چہ درخشی دقامت  
پہ ہر چاہہ شی صیت  
نفسی نفسی بہ والی ہرنی پہ خیل زبان  
عقلہ او کڑہ پام

جب ہم دریا کے کنارے پہنچتے ہیں تو مبارک صاحب فرماتے ہیں کہ جس کسی نے سچے دل سے میرے ساتھ بیعت کی ہو وہ آجائے۔ ایک شخص آکر ایک چھوٹی کشتی لاتا ہے مبارک صاحب اس کا ایک ٹن دباتے ہیں تو کشتی بڑی ہو جاتی ہے اور تمام سا لکین سیفیہ اس میں سوار ہو جاتے ہیں۔ کشتی کے درمیان میں ایک رسی ہوتی ہے۔ اسی کا ایک سرا مبارک صاحب پکڑتے ہیں اور دوسرا میں پکڑتا ہوں۔ مبارک صاحب رسی پر پاؤں سے زور لگاتے ہیں تو کشتی پار ہو جاتی ہے۔ اتنے میں ایک باغ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس باغ میں ایک حوض ہوتا ہے۔ مجھے بہت پیاس لگتی ہے تو میں مبارک صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ یہ پانی ہے تو مبارک صاحب نے ایک پیالہ بھر کر مجھے دے دیا۔ اتنے میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور مبارک صاحب سے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ پانی تم تقسیم کرو۔ اس

کے بعد میں خواب سے بیدار ہو گیا۔

۱۲۔ ملا میرا جان صاحب: ایک اور خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے

ہیں کہ خواب میں حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب آتے ہیں اور مجھے ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ آؤ ہم دونوں مدینہ منورہ چلتے ہیں تو میں حضرت مبارک صاحب کے ساتھ روانہ ہوتا ہوں اور ہم مدینہ منورہ پہنچ جاتے ہیں پھر میں دیکھتا ہوں کہ حضرت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ایک تخت پر تشریف فرما ہوتے ہیں کہ وہ تخت اللہ تعالیٰ کے نور سے بنا ہوتا ہے اور اس تخت سے انوار اور شعلے اس قدر اٹھتے ہیں کہ عرش معلیٰ تک پہنچتے ہیں حضرت مبارک صاحب اور میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو حضرت مبارک صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا السلام وعلیکم یا محبوب اللہ۔ تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ و مغفرۃ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں اور بائیں جانب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں اور سامنے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کھڑے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مبارک میں پکڑ لیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا آپ نے اخندزادہ صاحب کو ذکر دیا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں میں پہلے ہی ذکر دے چکا ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک صاحب سے فرمایا کہ تم نے میرا جان کو ذکر دیا ہے تو مبارک صاحب نے عرض کی جی ہاں میں نے میرا جان کو قلب میں ذکر دیا ہے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قرآن مجید لے آؤ۔ وہ لے آئے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ

قرآن مجید مجھے دے دیا۔ اور فرمایا کہ یہ پکڑ لو۔ تو میں نے پکڑ لیا۔ جب میں قرآن مجید پکڑتا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم نے قبول کیا۔ تو میں کہتا ہوں کہ میں نے تو پہلے ہی قبول کیا تھا۔ تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے لطیفہ اخفی پر اور بائیں ہاتھ مبارک میرے لطیفہ قلبی پر رکھ دیا اور اللہ کا اسم میرے سر پر رکھ دیا کہ آگ (نور) کی طرح میرے دل میں داخل ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ دائیں طرف اور بائیں طرف اور دل پر زور سے اسم ذات کی ضرب لگاؤ۔ پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مبارک صاحب سے فرمایا کہ کیا تم اپنے نام کی برکت اور اس کے معنی سے آگاہ ہو تو مبارک صاحب نے خاموشی اختیار کی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا نام سیف الرحمن ہے سیف کا معنی ہے تلوار اور الرحمن اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ پس تم اللہ کی تلوار ہو تو تم ملحدین کو مار ڈالو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور یہ میرا تمہارے لیے حکم ہے۔ پھر مجھے خیال آتا ہے کہ سید اکا خیل صاحب کدھر ہوں گے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو وہ حضرت مبارک صاحب کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ مجھے افغانستان سے سید اکا خیل صاحب (بیعت کے لیے) لے آئے تھے تو میں سید اکا خیل صاحب کا دامن پکڑ لیتا ہوں اتنے میں بہت زیادہ اولیاء کرام اور علماء کرام جمع ہو جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کس لیے جمع ہوئے ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جوابا فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اخذ زادہ سیف الرحمن سے بیعت کرتے ہیں۔ اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رخصت دے دی تو میں نے آکر مبارک صاحب کا ہاتھ مبارک چوم لیا اور اپنی پیشانی کو مبارک صاحب کی پیشانی مبارک سے لگا دیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

ما اولیٰ لوی شان و محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر زمان      یو قدم پہ ذمہ بل کئے پاس پہ لامکان  
محبوب دپاک سبحان      محبوب دپاک سبحان

(ترجمہ: میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان کو دیکھ لیا۔ آپ ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ آپ ﷺ کا ایک قدم زمین پر اور دوسرا لامکان پر ہے۔ آپ ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب ہیں۔)

الغرض ہزار ہا ایسے رویائے صالحہ، کشف صادقہ اور الہامات حقہ ہیں جو اس فقیر کی حقانیت، وراثت، مجددیت اور ولایت پر دلالت کرنے والے ہیں اور ان کو تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ (چاہیں تو اس کا مطالعہ فرمائیں) لیکن دلائل ظاہرہ باہرہ دافعہ کے ہوتے ہوئے خواب و خیال اور کشف کی کیا ضرورت ہے یہ تو ”آفتاب آمد دلیل آفتاب“ والا معاملہ ہے۔

## پیر کے کمالات کی پہچان کا ایک طریقہ :

پیر کے کمالات مریدوں سے معلوم ہوتے ہیں اگر مریدوں میں اتباع شریعت، حیات لطائف، وجد و حال اور علوم و معارف موجود ہیں تو یہ پیر کے کمالات کا ثمرہ ہے جیسے ایک قابل اور لائق شاگرد سے اس کے استاد کی قابلیت اور علمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے لیکن اگر مریدوں میں کوئی حال باطنی کمالات اور علوم و معارف موجود نہیں تو یہ پیر کے ناقص یا نامکمل ہونے کی دلیل ہے البتہ مرید میں خلوص اور آداب شیخ کا لحاظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اتباع سنت کا موجود ہونا شرط ہے۔ بے ادب، کاذب اور مخالف شریعت مرید اپنے پیر کے کمالات باطنی سے فیض یاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ان برائیوں سے بچی تو بہ نہ کر لے۔

الحمد للہ یہ بات بڑی ظاہر اور واضح ہے کہ اس فقیر کے مریدین اور خلفائے کرام، بڑے بڑے کمالات علوم و معارف، اسرار و دقائق، الہامات حقہ اور کشوف صادقہ کے مالک ہیں (علی حسب اختلاف الاستعدادات و وجود الشرائط المذكورة) اور توجہ کی طاقت اور نفی اثبات کی قوت فقیر کے مریدین کا خاصہ ہے۔ پس مریدین سے میری حقانیت معلوم کی جاسکتی ہے۔

مولانا ضیاء اللہ کا ایک الہامی واقعہ اور چوبیس جہات کی تشریح:

یہاں مجاہد کبیر، مناظر ملت، محقق و مدقق، علامہ مولانا ضیاء اللہ صاحب (جو کہ اس فقیر کے اخلاص و خواص خلفاء میں سے ہیں) کا ایک الہامی واقعہ کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جو کہ علوم و معارف حقہ پر مشتمل ہے اور اس فقیر کی حقانیت اور ولایت پر دلیل ہے۔

مولانا ضیاء اللہ صاحب اپنے ایک خط میں اس فقیر کی طرف اپنا ایک الہامی واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

بمضور جناب حضرت منور الامثال والا کابر، قدوة ارباب الحقیقہ والیقین جامع بین الظواہر البواطن، فرید اوانہ، قطب زمانہ، منبع جمیع العلوم المشرف من اللہ تعالیٰ



بمقام القیومیۃ والصدیقیۃ والعبدیۃ والمجددیۃ سیدنا و مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب پیرارچی خراسانی السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے رسالہ ”مبدأ و معاد“ صفحہ نمبر ۱۸-۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”حضرت نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند کہ آئینہ ہر یک از مشائخ را دو جہات است و آئینہ مرا شش جہت۔ معنی این کلمہ را تا این زمان ہیچ از خلفا این خانوادہ بزرگ بیان نکرده است بلکہ باشارہ و رمز ہم در ان باب سخن نرانده۔ این فقیر قلیل البضاعۃ را چہ رسد کہ در شرح آن اقدام نماید و در کشف آن زبان کشاید اما حق سبحانہ و تعالیٰ محض فضل خویش سر این معمارا باین فقیر بکشد و حقیقت آن کما ینبغی و انمود بخاطر ریخت کہ در مکتون را بنان بیان در سلک تحریر کشد و بزبان ترجمان در چیز تقریر آرد..... الخ۔“

(ترجمہ: حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ مشائخ میں سے ہر ایک شیخ کے آئینہ کی دو جہات ہیں اور میرے آئینہ کی چھ جہات ہیں اور اس عظیم سلسلہ کے خلفاء میں سے کسی نے بھی اس بات کے معنی بیان نہیں کیے ہیں بلکہ اشارہ و کنایہ سے بھی کوئی بات نہیں کی ہے تو اس فقیر (شاہ نقشبندؒ) بے مایہ کی کیا مجال کہ اس کی شرح کرتے یا اس کی وضاحت کے لیے زبان کھولے۔ لیکن یہ صرف اللہ تبارک تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس معمار کا راز اس فقیر (شاہ نقشبندؒ) پر کھول دیا گیا اور میرے دل پر اس کی حقیقت کو ظاہر کر دیا گیا۔ کہ یہ فقیر (شاہ نقشبندؒ) اس پوشیدہ (قیمتی) موتی کو تہریر کی ڈوری میں پروئے اور تقریر کے دائرہ میں لا کر اس کی ترجمانی کرے۔)

آمد مبر سر مطلب۔ حضرت شاہ نقشبندؒ کے کلمہ قدسیہ کی تشریح امام ربانیؒ نے چھ لطائف سے کی ہے اور امام مجددؒ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ معنی کسی معلوم نہیں کیونکہ یہ تو غائب پر بلا دلیل حکم کرنا ہے۔ صرف اتنا فرمایا ہے کہ یہ معنی کسی نے بیان نہیں کیے بلکہ اس کا کوئی اشارہ بھی نہیں فرمایا۔

پس حقیر ضیاء اللہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت مبارک صاحب سے کئی دفعہ سنا ہے کہ مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ نے خواب میں حضرت شاہ نقشبندؒ سے ملاقات کی اور شاہ صاحب سے عرض کی کہ میرا آئینہ چوبیس جہات پر مشتمل ہے اور شاہ نقشبندؒ



نے تسلیم کیا کہ ہاں تو مولانا صاحب کی چوبیس جہات کا بیان بھی اس حقیر ضیاء اللہ کے بغیر کسی نے اشارۃً یا صراحتہً نہیں کیا اگرچہ کئی لوگوں کو معلوم ہو لیکن اس حقیر کو اتفاقی طور پر اس معنی کا انکشاف ہو چکا ہے تو اس انکشاف کو عرض کرتا چاہتا ہوں کیونکہ مرید پر لازم ہے کہ اپنے شیخ مبارک کو اپنے وقائع عرض کرے تاکہ سقم یا صحت معلوم ہو جائے نیز یہ حقیر اپنے آپ کو تمام عیوب اور علل کا مجموعہ سمجھتا ہے۔ ع ہرچہ گرد علتی علت شود۔

پس حقیر عرض کرتا ہے کہ شیشہ عارف کے قلب سے عبارت ہے جو کہ پہلی تقسیم میں دو جہات پر مشتمل ہوتا ہے ایک جہت نفس کی طرف اور دوسری جہت روح کی طرف یہ تقسیم عام مشائخ کی ہے لیکن جب لطیفہ قلب صیقل ہو جائے اور امام ربانی کی تحقیق کے مطابق مبسوط اور مدقق بن جائے تو درجہ بدرجہ چھ جہات پر مشتمل ہو جاتا ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے مطیع (سواری) کی طرف جو کہ قلب ہے۔

۲۔ دوسری جہت روح کی طرف

۳۔ تیسری جہت سر کی طرف

۴۔ چوتھی جہت خفی کی طرف

۵۔ پانچویں جہت اخفی کی طرف

۶۔ چھٹی جہت نفس کی طرف

پھر مذکورہ چھ لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفی اور نفسی) میں سے ہر لطیفہ

چار چار جہات پر مشتمل ہوتا ہے جس کا مجموعہ چوبیس جہات بن جاتا ہے۔

**تفصیل لطیفہ قلب :** لطیفہ قلب چار جہات پر مشتمل ہوتا ہے لطیفہ قلب کو مقام تفصیل بھی کہتے ہیں۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہوتی ہے جو کہ اصل قلب سے مسمیٰ ہے اور عالم امر کا پہلا طبقہ ہے۔ فوق العرش

۲۔ دوسری جہت اپنے قلب کی طرف ہے جو کہ لطیفہ قلب کا مطیع ہے اور یہ

جہت نفس کے ساتھ ربط رکھتی ہے۔ پس اس جہت کو جہت نفسی کے ساتھ تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ تیسری جہت اپنے مبداء فیض کی طرف ہے جو کہ صفات فعلیہ ہیں کہ اسماء و صفات کے تفصیلی فیض سے یہ لطیفہ استفادہ کرتا ہے۔

۴۔ چوتھی جہت اپنے پیر مبارک کے ان لطائف کی جانب ہے جو کہ ولایت آدمی کے کمالات کے لیے جامع ہوتے ہیں۔

پس لطیفہ قلب کے صیقل ہونے کے بعد مذکورہ چار جہات واضح طور پر نظر آتی ہیں جو کہ ایک تحقیقی امر ہے۔

مذکورہ چار جہات کے درمیان ابتداء معرکہ : ان مذکورہ چار جہات کے درمیان ابتداء

معرکہ اس طرح ہوتا ہے کہ اپنے اصل کی جانب جہت اس کو انفرادیت عن الاجساد کی طرف لے جاتی ہے اور عشق کی آگ اس کو پھونک رہی ہوتی ہے اور نفس کی طرف جہت یعنی قلب صنوبری کی جانب جہت مذکورہ جہت کے عکس پر تاثیر رکھتی ہے اس لیے ابتداء میں تردد اور اضطراب زیادہ ہوتا ہے۔

اسی طرح مبداء فیض (یعنی صفات فعلیہ) کی طرف جہت اس کو الوان (رنگ) کے اشتیاق اور ازواق تفصیلیہ کی جانب متوجہ کر دیتی ہے جو کہ خطرات کثیرہ کا محل ہے لیکن اپنے پیر کی جانب جہت اس کو وقتاً فوقتاً فوق کی جانب عروج دیتی ہے اور اس کو استغراق عشقی دیتی ہے تاکہ اس کا معاملہ حیرت کے ساتھ دوام پذیر ہو جائے اور خطرات رفع ہو جائیں۔ لیکن یہ دولت اس وقت میسر ہوتی ہے جبکہ پیر مقتدا کے آداب میں کوتاہی نہ کی جائے اور شیخ مبارک کی صحبت میں حاضر ہونے میں بھی سستی نہ کی جائے اور عشق و عقل جو کہ مقام قلبی سے متعلق ہیں اعتدال من وجہ سے متصف ہو جائیں اگرچہ عالم امر کے معاملہ میں لامحالہ عشق کی جہت غالب ہوئی ہے اس وجہ سے اس کے سلوک کے معاملات میں ست نظر آتی ہے حالانکہ اس کا جذب و جوش و سروں سے زیادہ اور اغلب ہوتا ہے۔

تفصیل لطیفہ روح : لطیفہ روح بھی چار جہات پر مشتمل ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہے جو کہ اصل روح ہے اور فوق العرش عالم امر کا دوسرا طبقہ ہے۔

۲۔ دوسری جہت لطیفہ قلب کی طرف ہوتی ہے جو کہ مقام تفصیل ہے۔

۳۔ تیسری جہت صفات ثنائیہ کی جانب ہوتی ہے جو کہ لطیفہ روح کی مبداء فیض

ہے اس مقام میں لطیفہ قلب کی بہ نسبت اجمال ہوتا ہے مگر اجمال محض

نہیں بلکہ اجمال متوسط ہوتا ہے جو کہ اسماء و صفات کے دائرہ کے نصف

زیریں سے تعلق رکھتا ہے یہ مقام مابین الاجمال والتفصیل سے مسمی ہے۔

۴۔ چوتھی جہت جو کہ ان دیگر صفات کی متبوع ہے اپنے پیر مبارک کے ان

لطائف کی طرف ہوتی ہے جو کہ ولایت ابراہیمی اور نوحی کے کمالات کے

لیے جامع ہوتے ہیں۔

مذکورہ جہات کے درمیان معرکہ جو کہ فی الحقیقت ارتباط

ہے : مذکورہ چار جہات کے درمیان ارتباط اس طرح ہوتا ہے کہ اصل روح کی

جانب جہت اس کو برقیاس قلب انفرادیت عن الخلائق کی طرف لے جاتی

ہے لیکن قلب میں اجسام، اجساد اور دیگر خلائق سے انفرادیت مستحق تھا۔ کما

یدل علیہ التفصیل المحض اور یہاں (یعنی مقام روح میں)

صفات حیوانیہ کے ارباب سے انفرادیت کفایت کرتا ہے جس میں توحید فکری مفید

ہے اور دوسری جہت جو کہ قلب کی جانب ہے اس معنی میں مفرد ہے لیکن فی

الحقیقت ضعیف ہے مگر اصل مدعا میں اشتراک رکھتی ہے اس وجہ سے لفظ معرکہ کی

بجائے ارتباط کے لفظ کا ذکر کیا گیا لیکن یہی ارتباط اوضاع متعددہ کے اعتبار سے

معرکہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

تیسری جہت جو کہ صفات ثنائیہ کی جانب ہے اس کو احساس کتری سے ہٹا کر

عزم و استقلال کی جانب لے جاتی ہے اور تفصیل محض کی بجائے اس کی نظر اجمال

متوسط پر ہوتی ہے لیکن تھکن اور سکر یہاں بھی غلبہ اور جوش پر ہوتا ہے اور چوتھی

جہت جو کہ پیر مبارک کے لطائف جامع کی جانب ہے اس کو فوق معنوی کی جانب عروج دیتی ہے کیونکہ سکر اور تلون کا تقاضا اکتفا کرنا ہے اور غیر مقصود مقام پر محصور رہنا ہے۔ اس لیے مذکورہ جہات میں اصل جہت یہ چوتھی جہت ہے اور اگر یہ آخری جہت (جو کہ اپنے پیر مبارک سے استفادہ کرنے کی جہت ہے) نہ ہوتی تو صادقین سا لکین منصور حلاج اور محی الدین ابن عربی کی طرح سکر اور تلونات میں رہ جاتے۔

تفصیل لطیفہ سر: لطیفہ سر بھی چار جہات سے مزین ہوتا ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہے جو کہ اہل سر ہے اور فوق العرش عالم امر کا تیسرا طبقہ ہے۔

۲۔ دوسری جہت لطیفہ روح کی جانب ہے۔

۳۔ تیسری جہت اپنے مبداء فیض یعنی شیونات ذاتیہ کی جانب ہے جو کہ اسماء کا نصف عالی بھی ہے اور یہی اسماء ہیں جو کہ ذات اقدس پر صفات سے قوی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ پس صفت العلم ذات اقدس پر اسم العلیم کے واسطے سے دلالت کرتی ہے اور اسم العلیم ذات اقدس پر بالذات دلالت کرتا ہے تو اگرچہ اسماء صفات عین ذات نہیں ہیں لیکن غیر ذات بھی نہیں ہیں بلکہ شیونات کا مرتبہ اسماء و صفات سے بھی فوق ہے جو کہ مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے۔ وجود خارجی زائد نہیں رکھتا اگرچہ وجود نفس الامری رکھتا ہے (شیونات کے متعلق تحقیق کتاب کے شروع میں گزر چکی ہے)

۴۔ چوتھی جہت اپنے پیر مبارک کے ان لطائف کی جانب ہے جو کہ ولایت موسوی کے کمالات کے لیے جامع ہوتے ہیں یہ جہت سالک کو شیونات ذاتیہ کی تجلیات سے بھی فوق معنوی کی طرف لے جاتی ہے اور عروجات غیر متناہیہ سے سالک کو متصف کر دیتی ہے۔

تفصیل لطیفہ خفی: یہ لطیفہ بھی چار جہات پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہوتی ہے جو کہ اصل خفی ہے اور فوق العرش عالم امر کا چوتھا طبقہ ہے۔

۲۔ دوسری جہت لطیفہ سر کی جانب ہوتی ہے۔

۳۔ تیسری جہت اپنے مبداء فیض یعنی صفات سلیہ کی جانب ہوتی ہے۔

۴۔ چوتھی جہت اپنے پیر مبارک کے ان لطائف کی جانب ہوتی ہے جو کہ ولایت عیسوی کے کمالات کے لیے جامع ہوتے ہیں۔

تفصیل لطیفہ اخفی : اسی طرح یہ لطیفہ اخفی بھی چار جہات سے آراستہ ہے۔  
۱۔ پہلی جہت اپنے اصل کی جانب ہے جو کہ اصل اخفی ہے اور فوق العرش عالم امر کا پانچواں طبقہ ہے۔

۲۔ دوسری جہت عالم امر کے ماتح لطائف اربعہ کی طرف ہوتی ہے لیکن قریبی افادہ سر اور خفی پر ہوتا ہے۔ اگرچہ سر کی نسبت خفی کی جانب زیادہ قرب کی جہت رکھتی ہے پھر بھی مجموعی اور عمومی افادہ تمام لطائف پر ہوتا ہے اور بعض جہات میں اس لطیفہ بدیعہ کا حال دیگر لطائف سے مختلف اور قوی ہے۔

۳۔ تیسری جہت اپنے مبداء فیض یعنی شان جامع کی جانب ہوتی ہے۔

۴۔ چوتھی جہت اپنے پیر مبارک کے لطیفہ اخفی سے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور فیوضات سے استفادہ کرتی ہے۔

سوال : اگر کوئی سوال کرے کہ جب اس لطیفہ کی تیسری جہت شان جامع کی جانب ہے تو چاہیے کہ اس جانب سے ولایت محمدی ﷺ کے کمالات حاصل کرے؟

جواب : تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول الذکر تین جہات میں سے ہر ایک جہت دور بین کے شیشہ کی طرح ہے اور چوتھی جہت جو کہ پیر مقتدا کی جانب ہے۔ اسی جانب سے اس دور بین میں دیکھا جاتا ہے۔ پس بعید کا دیکھنا یا بعید سے استفادہ کرنا اس آخری جہت کا محتاج ہے۔ اگر یہ جہت نہ ہوتی تو دیگر جہات بے کار

اور بے معنی ہوتیں۔ اس لئے اس جہت سے ہی استفادہ ہوتا ہے۔

**تفصیل لطیفہ نفسی :** لطیفہ نفسی بھی چار جہات پر مشتمل ہوتا ہے۔

۱۔ پہلی جہت اپنی خصوصیات اور آلات کی جانب ہے جو کہ خصوصیات بشر اور عناصر قلب سے مسمی ہیں۔ یہ جہت مرکز نفس کے لیے عوام الناس کے حق میں زیادہ قریب ہے اور اس جہت میں قسم قسم کی آلودگیوں میں گرفتار رہتا ہے۔ دوسری جہات اس کو ایک ہاتھ کی طرح نظر آتی ہیں اور پھر غائب ہو جاتی ہیں۔

۲۔ دوسری جہت لطیفہ قلب کی جانب ہے۔

۳۔ تیسری جہت لطیفہ اخفی کی جانب ہے۔

۴۔ چوتھی جہت اپنے مبداء فیض کی جانب ہے جو کہ اصل اول سے اصل رابع اور اسم ظاہر تک منتہی ہوتی ہے۔ یہ جہت مزید چار جہات پر مشتمل ہوتی ہے۔

(۱) پہلی جہت عالم امر اور عالم خلق کے مرتبہ اولیٰ کے لیے جامع ہوتی ہے یہ جہت معیت علمی کے بعد ہوتی ہے اقربیت علمی سے فیض اخذ کرتی ہے اور یہ مقام اسماء و صفات کے لیے اصل اول ہے۔

(۲) دوسری جہت لطیفہ نفس کے ساتھ خاص ہے جو کہ اسماء و صفات کے لیے اصل ثانی ہے اور اصل الاصل سے مسمی ہے یہ اصول دراصل برزخ اور مرایت شیونات ہے۔ بعضہا فوق بعض مرتبہ بعد مرتبہ۔ یہ محبت کا پہلا مرتبہ ہے اور اصل کی جانب عروج کا مقام ہے۔

(۳) تیسری جہت تیسرے اصل کی جانب ہے جو کہ محبت کا دوسرا مرتبہ ہے اور یہاں اصالت اور محبت ماقبل مراتب کی نسبتاً قویٰ ہے۔

(۴) چوتھی جہت اصل چہارم کی جانب ہے کہ وہاں مقام قوسیت ہے اور محبت ذاتی کے مابعد مراتب اسم ظاہر سے ہیں۔ اس مرتبہ سے بھی عروج حاصل ہوتا ہے جو کہ ماتحت مراتب کے لیے جامع عروج ہے۔

نہیں چھ جہات میں سے ہر ایک لطیفہ جہات اربعہ پر مشتمل ہوتا ہے جس کا مجموعہ چوبیس جہات بن جاتا ہے اور چوبیسویں جہت جو کہ نفس کی جہت ہے پھر چار جہات پر مشتمل ہوتی ہے تو اس طرح مجموعہ ستائیس جہات بن جاتا ہے کیونکہ قیاس مساوات کا قاعدہ اجنبیہ ہے کہ قسم القسم قسم اور یہ تمام تفصیل اسم الظاہر میں سے ہے اور قلب عارف کی تفصیل اسم باطن کے اعتبار سے ایک اندرونی امر ہے وہاں جہات کی تمیز مشکل ہے لیکن پھر بھی اسم باطن سے لے کر کمالات ثلاثہ، حقائق سبعہ، مقامات حب اور لاتعین کی جانب جہات معتبر کی جاسکتی ہیں جو کہ ہمارے مرشد الفہم شیخ الشیوخ، قیوم زمان، غوث جہاں، فرید عصر، مجدد وقت حضرت اخندزادہ سیف الرحمن صاحب کے قلب مبارک پر ظاہری طور سے نظر آتی ہیں بلکہ جہات غیر متناہیہ نظر آتی ہیں۔ لمن لم بصیرۃ کاملتہ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

این سخن راچوں تو مبدا بودہ  
گرفزوں گردد تو اش اخذ وودہ  
(ترجمہ: یہ معاملہ جب تجھ پر شروع ہو جائے گا تو جیسے جیسے آگے بڑھے گا یہ اور زیادہ وسعت پذیر ہوگا)

چوبیس جہات کا نقشہ جوفہ نمبر ۲۱۹ پر ملاحظہ فرمائیں



مشائخ کبار نقشبندیہ کا ۲۴ جہات  
پرمشتمل شیشہ  
مثل مولانا محمد شمسنگانی رحمۃ اللہ علیہ و قیوم زمان مرشدنا  
مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ

چند معارف :

- ۱۔ ہر لطیفہ کے ماتحت اور مافوق کے ساتھ ایک ایک جہت ہونا اس لیے ضروری ہے کہ مواجہت دونوں طرف سے مستحق ہوتی ہے۔
- ۲۔ لطائف عالم امر کے اصول عالم امر میں ہوتے ہیں اور نفس (جو کہ عناصر اربعہ کا جوہر ہے) کا اصل قالب ہے۔ اگرچہ لطافت اور قوت نفس کے وجہ سے نفس کا عناصر اور اجزا کا بادشاہ ہونا ایک الگ مسئلہ ہے لیکن اپنے اصل کی جانب توجہ کرنا بھی ضروریات میں سے ہے۔
- ۳۔ مبداء فیض سے فیض اخذ کرنے کے لیے جہت کی ضرورت ہے لیکن جہت شیشہ کے لیے ہوتی ہے اور مبداء فیض کے لیے جہت نہیں ہوتی بلکہ جہت سے مبرا ہے۔

کماں میں اور کماں یہ نکلت گل نسیم صبح تیری مربانی  
یہ تو آپ مبارک کے سینہ مبارک کے علوم اور کمالات ہیں جو کہ فقیر نے بیان کیے۔

فقط والسلام

از طرف حقیر ضیاء اللہ سیفی۔

مولوی امین اللہ کا خواب : اسی طرح مولوی امین اللہ صاحب بھی اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

”بعضو اقدس حضرت قبلۃ العالم  
والمتفرد فی شانہ الاقدس والجامع لکمالات  
المحمدیہ الموروثہ وحقائق الاشیاء کماہی  
والمتصف بالمجیۃ والمحبوبیۃ  
والقاسم للعلوم ظاہرا وباطنا“

استدلالات و کشفاً اجمالاً و تفصیلاً اشارۃ  
و تصریحاً و الکریم بالفقراء و الشفیع للعاصین  
المتحیرین علی سبیل الوراثة و الشمس فی لفلک  
للشریعة و الطریقة شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً  
ادام اللہ علینا امن فیوضاتکم العالیہ لیلًا و نہاراً  
مساء و صباحاً حیاة و مماتہ امین۔ السلام علیکم  
و رحمة اللہ وبرکاتہ۔

آج رات حقیر نے خواب میں دیکھا کہ علوم معارف کا ایک بڑا ڈھیر لگا ہوا ہے  
اور تصنیف و تالیف خصوصاً مکتوبات سنیہ کی تالیف کے متعلق علوم و معارف کا بڑا  
مجموعہ پڑا ہے جو کہ ظاہری نظر سے دکھائی نہیں دیتا لیکن محسوس ہوتا ہے اور یہ تمام  
علوم و معارف آپ مبارک کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس حقیر کو عطا فرمائے ہیں پھر  
خواب میں آپ مبارک سے ملاقات ہوتی ہے تو آپ نے اس حقیر کو سیاہ رنگ کا  
ایک حسین اور بیش قیمت جبہ مبارک عطا فرمایا اور شفقاً ایک سرخ رنگ کا رومال  
بھی عطا فرمایا۔ یہ تو آپ مبارک کا کمال اور برکت ہے ورنہ یہ حقیر کیا چیز ہے۔

من آن خاتم کہ ابرنو بہاری  
کند از لطفش بر من قطرہ باری  
میں وہ مٹی ہوں کہ مجھ پر ابرنو بہار نے  
اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بارش برسانی  
ہے۔

اگر بروید زن من صدر بانم  
اگر میرے جسم سے سو زبانیں پیدا  
ہو جائیں تو

چو سبزہ شکر لطفش کے توانم  
سبزہ کی طرح اس کے (بے انتہا) لطف  
و کرم کا میں پھر بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔  
ایک دن حمام میں میرے محبوب کے  
ہاتھ سے

رسید از دست محبوبی بدستم  
خوشبودار مٹی مجھے ملی۔ میں نے اس



بدو گفتم کہ مشکے یا عنبرے

سے پوچھا  
کہ تو مشک ہے یا عنبر  
دل آویز خوشبو

کہ از بوئے دل آویز تو مستم

سے میں جھوم اٹھا ہوں اس (مٹی) نے  
جواب دیا

بگفتا من گلے ناچیز بودم

کہ میں تو ناچیز مٹی تھی لیکن کافی عرصہ  
پھولوں

ولیکن مدتے با گل شستم

کے ساتھ رہی۔ اس ہم نشین (یعنی  
پھول) کے

جمال ہم نشین در من اثر کرد  
وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حسن و کمال نے مجھ میں اثر کیا ورنہ میں  
تو وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی۔

آپ مبارک کے کمالات اور علوم و معارف غیر متناہی ہیں کیونکہ آپ حقیقی  
وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فانت احق بقول القائل۔

ای	رکن	من	الشریعة	مالا
فدا	پناہ	قد	امال	العجبالا
مذر زنا	باوحد	وبهجة	العصر	علما
وبہاء	واجتهادا	وطاعة	وكمالا	وصفاء
وسخاء	وعفة	وشرقا	ونوالا	وغربا
ویمنا	بحر العلوم	وقبلہ	وشمالا	وفرب
وستی	اهل	عصرہ	کاس	الزلالا
وحسام	سند	الرحیف	وحی	العرفان
هو	قطب	دارت	قالا	وحالا
فان	وهو	الفريد		

هو	شیخ	السلوک	من	نال	هدیا
من	منہ	فقد	ترکی	فعالا	
وہ	ازدان	دیننا	و طریق	جمالا	
النقشبندی	زاد	کعلمہ	منہ	و تقاہ	
ماراہنا	دام	منہ	شیشا	محالا	
کثرت	حاسدوہ	فاز	دادہدیا	واضلا	
مذا	شاعوالردی	وزاد	وراسوا	وراسوا	
ورموہ	بالانک	ظلمہ	خصالا	واہدی	
ذہ	مذراوہ	فاق	وخلالا	نورا	
فتقاضی	عن	القبیح	لا	یتلا	
ماہ	زاد	رفعتہ	وعلوم	حالا	
اہلطن	الحسود	بطفی	نور	لا	
قداراد	الا	ان	یتلا	لا	
داہ	نشر حکمت	تقرب	حالا	لا	
کم	بعد	اتباعہ	حالا	لا	
کمد	اوالتجوم	صفوا	حالا	لا	
کل	قطر	خلفہ	زادقربا	تعالا	
کم	لہا	من	تعالا	خفی	
وامتطی	فی	التقی	مقاما	ونعلا	
ماسری	فی	الضمیر	ذکر		
وارتضاه		سبحانہ			

فقط والسلام اولاد و آخر

از طرف طالب عفو و دعا امیں اللہ سیفی  
مفخرا "حنفی مذہب" نقشبندی مشربا و ما تریدی  
اعتقادا۔"

مولانا محمد صدیق مجددی کا مکتوب گرامی : مولوی امین اللہ صاحب

کے خواب کے بعد بقیہ

السلط مولانا محمد صدیق مجددی کا ایک مکتوب بھی نقل کرتا ہوں۔ مولانا محمد صدیق مجددی ”حضرت مولانا شمس الحق صاحب کو ہستانی“ بھیجتے ہیں اور مولانا کو ہستانی حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی کے پیرو مرشد ہیں اور مولانا طالقانی ”اس فقیر کے مرشد اکمل مولانا محمد ہاشم سمگانی“ کے پیرو مرشد ہیں اور صرف لطیفہ قلب میں اس فقیر کے بھی بلا واسطہ مرشد ہیں۔ پس فقیر کے شیخ مولانا محمد ہاشم سمگانی ہیں اور ان کے شیخ مولانا شاہ رسول طالقانی ہیں اور ان کے شیخ مولانا شمس الحق کو ہستانی ہیں اور ان کے بھیجتے مولانا محمد صدیق ہیں بقیہ السلط مولانا محمد صدیق مجددی ”اس فقیر کی طرف اپنے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

”الحمد لله هدى وكفى والسلام على عباده

الذين اصطفى۔ اما بعد:

فقیر محمد صدیق مجددی نسباً حنفی مذہباً اور نقشبندی مشرباً کی طرف سے حضرت صاحب ارشاد اخذ زادہ صاحب کو تحفہ سلام و تحیات قبول ہو امید ہے کہ آپ کی صحت اچھی ہوگی۔ فقیر ہمیشہ آپ کو دعا سے یاد کرتا ہے۔ میں نے اپنے فرزند شہزادہ کو آپ کے ہاں بیعت اور کمالات طریقت کے اخذ کے لیے روانہ کیا۔ یقین رکھیں کہ میں آپ کو بڑے بھائی کی حیثیت سے اپنے جد امجد مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے شمار کرتا ہوں کیونکہ آپ نے طریقہ نقشبندیہ شریفہ کو امام مجدد الف ثانی کی طرح اپنے عصر میں ترویج دی ہے اگرچہ فقیر نے بھی نقشبندیہ کا سب کیا ہے لیکن بیکار اور فضول بیٹھا ہے جبکہ آپ کے کمالات اور وجود بابرکت دوسرے مشائخ کے درمیان امام مجدد الف ثانی کی طرح آفتاب روشن ہیں۔ بنابرین اپنے فرزند کو آپ کی صحبت حاصل کرنے کے لیے روانہ کیا۔ میں خود مریض اور ضعیف ہوں ورنہ بذات خود مجھے بھی آپ کے دیدار کا شوق اور قصد ہے۔ آپ کی سخاوت سے آرزوئے کامل ہے کہ آپ مجھے غیابت کی حالت میں اپنے کمالات سے بہرہ ور کریں گے۔ پس یہی میری آرزو ہے۔

میں نے مولانا شاہ رسولؒ کو اپنے چچا بزرگوار مولانا شمس الحق کو ہستانی کی صحبت میں دیکھا تھا اور مولانا شمس الحقؒ کی صحبت مجھے بھی نصیب ہوئی تھی۔ نیز مولانا محمد ہاشم منگانیؒ کی صحبت بھی حاصل ہوئی تھی۔ پس الحمد للہ کو غیاب کی حالت میں آپ کی صحبت کو بھی میں نے پایا۔ میں آپ کے لیے دعا گو رہوں گا اور آپ کے خط بابرکت کا منتظر رہوں گا۔ والسلام علیکم رحمۃ اللہ۔

از طرف فقیر محمد صدیق مجدد کوہستانی ولایت کا پیسا۔

تو مندرجہ بالا رویائے صالحہ، بیانات حقہ، مولانا ضیاء اللہ صاحب کے معارف حقہ اور بقیۃ السلف مولانا محمد صدیق مجددیؒ کے ارسال کردہ مکتوب سے قارئین پر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ فقیر الحمد للہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل تابع اور وارث حقہ ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کا متبع ہے اور مذہب حنفی کا مقلد ہے اور سلاسل اربعہ میں خلیفہ مطلق ہے اور ہزاروں کی تعداد میں علمائے اہل سنت، طلبہ کرام، حفاظ کرام، قراء کرام اور مشائخ طریقت اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں اور اس فقیر کی حقانیت، ولایت اور کمالات ظاہرہ و باطنہ پر قائل ہیں اور فقیر کی صحبت سے علوم و معارف، اسرار و دقائق، وجد و حال، اطمینان نفس، اعتدال عناصر اور مقام رسوخ حاصل کر لیتے ہیں اور خود اس پر وجدان صحیحہ کے ذریعہ قائل ہیں اور اس پر بھی قائل ہیں کہ فقیر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلیات اور جزئیات، اصول و فروع کا ظاہر اور باطن متبع ہے پس اس سچی گواہی کے بعد کسی اور دلیل کی کیا ضرورت ہے؟

میرے خلفاء اور مریدین ہی میری حقانیت کے دلائل ہیں بے ادب اور کاذب مرید مستثنیٰ ہیں۔

عن المر لا تسئل و ابصر قرینہ فان القرین بالمقارن مقتدی



ایک معرفت : یہ فقیر مولانا محمد ہاشم منگانیؒ سے طریقہ نقشبندیہ اور قادریہ میں مطلق خلیفہ ہے اور حاجی پنج پیر صاحبؒ سے بھی قادریہ شریفہ میں خلیفہ ہے اور طریقہ چشتیہ مع القادریہ کی خلافت حضرت مولانا محمد ہاشم صاحبؒ اور حضرت مولانا شاہ رسول صاحبؒ نے فقیر کو بعد الوفات عطا فرمائی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ فقیر مولانا مرحومؒ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوا تو مولانا صاحبؒ نے مراقبہ میں فقیر کو فرمایا کہ مجھے بھی یہ خلافت مولانا طالقانیؒ نے بعد الوفات عطا فرمائی تھی۔ تم بھی ان کے روضہ پر حاضر ہو جاؤ اور خلافت طلب کرو۔ تو میں ان کے روضہ مبارک پر حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے خلافت عطا فرمائی اور جب فقیر دوبارہ روضہ اقدس مولانا منگانیؒ پر حاضر ہوا تو انہوں نے بھی خلافت سے سرفراز کیا اور واقعہ کشفی میں حضرت شاہ نقشبندؒ، حضرت امام مجدد الف ثانیؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، شیخ شہاب الدین سروردیؒ، مولانا شاہ رسول طالقانیؒ اور مولانا محمد ہاشم منگانیؒ نے یک زبان ہو کر فقیر کو سلاسل اربعہ کی خلافت مطلقہ سے سرفراز فرمایا۔

الحمد لله على ذلك حمداً كثيراً طيباً مباركاً

كما يحب ربنا ويرضى

پیر محمد یقیناً روس کا ایجنٹ ہے : پیر محمد کذاب کے گستاخانہ اور کافرانہ اعتراضات میں سے جو اس نے ایک

اعتراض کیا وہ ثابت کرتا ہے کہ پیر محمد یقیناً روس کا ایجنٹ ہے۔ پیر محمد نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ”پیر صاحب کو افغانستان ارچی کے مسلمانوں نے نکال دیا اور افغان مہاجرین کی صورت میں آکر پیری مریدی کا روپ اختیار کر لیا وغیرہ وغیرہ۔“

## پیر محمد کے اعتراض کا جواب مع واقعہ ہجرت کا اجمالاً بیان : تو

فقیر اس اعتراض بدیہۃ البطلان کے جواب میں تنبیہ علی صورت الدلیل کے طور پر کہتا ہے کہ یہ بات عالم اسلام سے مخفی نہیں ہے کہ افغانستان سے تقریباً پانچ کروڑ مہاجرین اسلام صرف اور صرف روس اور کیونسٹوں کے مظالم سے تنگ آکر اپنے دین، ایمان اور مال و جان کی حفاظت کے لیے پاکستان اور ایران وغیرہ اسلامی ممالک کو ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور تقریباً پندرہ سال تک بدترین کافر روس اور کیونسٹوں کے ساتھ جہاد جاری رہا جو کہ ڈھکی چھپی بات نہیں اور جہاد افغانستان میں اس فقیر نے اللہ فی اللہ جتنا کردار ادا کیا ہے وہ فقیر کے جاننے والوں کو خوب معلوم ہے بلکہ ظاہر شاہ کے دور حکومت میں بھی کیونسٹوں کے مقابلہ میں جتنی مشقت فقیر نے اٹھائی ہے وہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتی اور خراسان کے دشت ارچی، کندز، بغلان، ترکستان، کابل، موگر، لغمان، کنڑ، پلخمری سے لے کر جلال آباد، ننگر ہار اور ضلع کوٹ تک تمام خاص و عام مسلمان اس واقعہ سے باخبر ہیں کہ یہ فقیر ہی کیونسٹوں کے خلاف جہاد کرنے میں سرگرم تھا اور دوسرے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا کرتا تھا۔ تقریباً ۱۳۵۶ھ ش میں ارچی کے گرد و نواح کے تمام علمائے اسلام خصوصاً استاد کل علامہ مولانا نجم الدین صاحب اور دیگر مسلمانوں کو فقیر نے اکٹھا کیا اور ان سے عرض کی کہ ماہ عقرب کی تیسری تاریخ کو تمام افغانستان میں کیونسٹوں کے مظاہرے ہوتے ہیں اور جلوس نکلتے ہیں بلکہ تمام دنیا میں جہاں کہیں کیونسٹس موجود ہیں وہاں مظاہرے ہوتے ہیں تو ہم کیوں نہ اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کو قربان کر کے ماہ عقرب کی تیسری تاریخ کو ان کے ساتھ جہاد کریں۔ تمام علماء کرام نے اس رائے سے اتفاق کیا تو مقررہ تاریخ پر راتوں رات فقیر ارچی سے سید رہارہ جینگے لیے دو سو مریدوں سمیت روانہ ہو گیا اور صبح صادق ہونے تک فقیر نے پلارہ چاروں جانب اور چوک پر قبضہ کر لیا اور اسلام کے شیدائیوں کو وہاں ٹھہرا کر فقیر نے اپنے بیٹے محمد سعید حیدری (جو ان دنوں تقریباً بارہ

سال کا بچہ تھا) کو حکم دیا کہ علمائے کرام کی تلاش میں روانہ ہو جاؤ اور خود جا کر ایک مسجد میں ان علمائے کرام سے ملاقات کی جن کے ساتھ جہاد کی بات طے ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ کیونسٹوں کا بہت غلبہ ہے وہ ہمیں گرفتار کر لیں گے لیکن جب فقیر نے کہا کہ صبح صادق ہوتے ہی میں نے بازار کو گھیرے میں لے لیا ہے اب اگر شہادت کا جام نوش کرنا ہے تو اکٹھے کرنا ہے اور اگر گرفتار ہونا ہے تو اکٹھے ہونا ہے۔ ہمیں بزدلی اور خوف سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ غیرت اور بہادری کا مظاہرہ کرنا چاہیے تو وہ تمام علماء کرام فقیر کے ساتھ بازار آ پہنچے۔ جب کیونسٹوں کو معلوم ہوا کہ بازار پر مسلمان علمائے کرام اور مشائخ عظام نے قبضہ کر لیا ہے تو وہ ناامید ہو کر کسی دوسری جگہ فرار ہو گئے۔ وہاں فقیر نے تقریر کی کہ اگر کوئی کیونسٹ اس بازار میں یا اس کے ارد گرد آگیا تو ہمارا جہاد جاری رہے گا۔ دوسرے دن تحصیلدار سول کپڑوں میں آکر کہنے لگا کہ علماء کرام نے کس طرح مسلح ہو کر بازار پر قبضہ کیا ہے؟ یہ تو حکومت کی بدنامی ہوگی۔ تو اس کے جواب میں فقیر اور مریدین نے یک آواز ہو کر کہا کہ کیونسٹ تو حکومت پر قبضہ کر کے بھی چھین لیتے ہیں اور ہمارے مسلمانوں کے دین و ایمان کو بھی چھین لیتے ہیں پس حکومت کو نہ دین و ایمان کا غم ہے اور نہ اپنی کرسی کا یہ افسوس کی بات ہے۔ ہم مسلمان علماء اور مشائخ حکومت کے بھی وفادار ہیں اور اپنے دین و ایمان کے بھی محافظ ہیں لہذا ہم اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے اللہ فی اللہ اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔ پھر تحصیلدار نے کہا کہ اب تو ان کا یوم مظاہرہ ختم ہو گیا ہے اور دوسرا دن شروع ہو گیا ہے اب کیونسٹوں سے خوب مقابلہ ہوگا۔ اس کے جواب میں فقیر نے کہا کہ ہم نماز عصر یہاں ادا کر کے پھر واپس جائیں گے۔ نماز عصر کے بعد کیونسٹوں کو شکست ہوئی اور ہم انہیں ”فشر د بہم من خلفہم“ سورہ الانفال آیت ۷۵“ (ترجمہ: تو ان کے ذریعہ سے اور لوگوں کو منتشر کر دیجئے) کا نمونہ دکھانے کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

پھر جب دوبارہ روس اور کیونسٹوں نے طاقت حاصل کر لی اور فقیر نے اپنے

دین و ایمان اور مذہب کے لیے خطرہ محسوس کیا تو ہجرت کے لیے قدم اٹھایا جو کہ سنت انبیاء ہے۔ پلخمیری میں میر عبد الغفور صاحب کے ہاں میں نے رات بسر کی اور میں نے اس کو حکم دیا کہ میرے تمام مریدوں کو حکم کرو کہ جہاد شروع کرو۔ پس افغانستان میں میرے مریدین نے جہاد کا آغاز کیا۔ جس کے نتیجے میں میرے ساٹھ خلفاء کرام اور مریدین نے جام شہادت نوش کیا۔ سب سے پہلے میر عبد الغفور۔ آغا صاحب، صوفی حبیب الرحمن صاحب اور میرے مرشد پاک کے بھائی نے جام شہادت نوش کیا جو کہ میرے خلفاء سلسلہ تھے۔ پاکستان کو ہجرت کرنے کے بعد میں نے ہزاروں کی تعداد میں اپنے متعلقین اور مریدین کو جہاد کے لیے تیار کر کے روانہ کیا۔

چند مجاہدین (جو کہ فقیر کے خلفاء اور مریدین ہیں) کے اسمائے گرامی مندرجہ

ذیل ہیں۔

- | نمبر شمار | نام مجاہد سالک                                  |
|-----------|---|
| ۱۔        | ملا عبد اللہ گھڑی ساز۔۔۔۔۔ مزار شریف            |
| ۲۔        | قاری عبد الحمید۔۔۔۔۔ سمنگان                     |
| ۳۔        | مولوی نور الدین کشندی۔۔۔۔۔ سمنگان               |
| ۴۔        | حاجی احمد نظر۔۔۔۔۔ بلخ                          |
| ۵۔        | مولوی خیر محمد۔۔۔۔۔ فاریاب                      |
| ۶۔        | مولوی عبد الغفور عرف مولوی قرہ۔۔۔۔۔ فاریاب      |
| ۷۔        | مولوی محمد خان عرف مرادے۔۔۔۔۔ فاریاب            |
| ۸۔        | ملا محمد اللہ۔۔۔۔۔ بامیان                       |
| ۹۔        | شمشاد۔۔۔۔۔ بامیان                               |
| ۱۰۔       | ملا حبیب اللہ۔۔۔۔۔ بامیان                       |
| ۱۱۔       | نظر محمد از قومانده مولوی محمد حسین۔۔۔۔۔ بامیان |
| ۱۲۔       | اخذ زاده محمد عمر عرف گوجر اخند زاده۔۔۔۔۔ مغلان |
| ۱۳۔       | مولوی انصار الحق شہید مع المریدین۔۔۔۔۔ نہرین    |
| ۱۴۔       | مولوی ہیم صاحب۔۔۔۔۔ ننگر ہار                    |
| ۱۵۔       | مولانا اسماعیل۔۔۔۔۔ ننگر ہار                    |
| ۱۶۔       | قاری اسرار اللہ۔۔۔۔۔ ننگر ہار                   |
| ۱۷۔       | مفتی صاحب مع الایماء۔۔۔۔۔ دروشہ                 |
| ۱۸۔       | ملا عبد الحلیم۔۔۔۔۔ لغمان                       |
| ۱۹۔       | حضرت بلال۔۔۔۔۔ کوثر                             |
| ۲۰۔       | مولوی محمد شاہ عرف روحانی صاحب۔۔۔۔۔ کوثر        |
| ۲۱۔       | مولوی عبد الرشید صاحب۔۔۔۔۔ ننگر ہار             |

- ۲۲- میاں جمعہ خان ----- ننگرہار
- ۲۳- مولوی شمال خان رئیس مرافعہ ----- ننگرہار
- ۲۴- مولوی محمد نبی محمدی امیر حرکت انقلاب اسلامی افغانستان ----- موگر
- ۲۵- ملا عبدالرحمن صاحب ----- قندھار
- ۲۶- مولوی محمد نخی امیر نظامی حرکت انقلاب اسلامی افغانستان ----- موگر
- ۲۷- ملا عبدالحلیم ----- کوثر
- ۲۸- مولوی عبدالحلیم ----- وردگ
- ۲۹- قوماندان فاروق ----- کابل
- ۳۰- مولوی عبدالمجید صاحب ----- ہرات
- ۳۱- مولوی حلیم صاحب ----- ہرات
- ۳۲- مولوی محمد ظاہر صاحب ----- زورمت
- ۳۳- مولوی محمد نبی صاحب ----- زورمت
- ۳۴- مولوی زرغون صاحب ----- زورمت
- ۳۵- ملا خدا داد ----- خوردکابل
- ۳۶- مولوی محمد عارف ----- مزاردرہ
- ۳۷- قاضی محمد زمان ----- مزاردرہ
- ۳۸- انجنیر عبدالغفار ----- مزاردرہ
- ۳۹- مولوی عبدالتین ----- مزاردرہ
- ۴۰- سید جعفریادشاہ صاحب ----- کوثر
- ۴۱- محمد ناصح قوماندان ----- انبار خانہ ننگرہار
- ۴۲- حاجی مولوی خواص خان ----- انبار خانہ ننگرہار
- ۴۳- ملک شیریں گل ----- کوٹ ننگرہار
- ۴۴- ملا محمد حبیب شہید ----- کوٹ ننگرہار
- ۴۵- ملا خالد ----- بیٹ کوٹ

- ۴۶۔ زینت اللہ ----- چاروہ
- ۴۷۔ معاون فضل الرحمن برادر فقیر سیف الرحمن ----- قدوز
- ۴۸۔ داماد رحمت اللہ ----- تنخار
- ۴۹۔ ملا عبد الرشید ----- تکار
- ۵۰۔ نقیب اللہ ----- لنڈر
- ۵۱۔ محمد گل اخندزادہ ----- لوگر
- ۵۲۔ صدر صاحب ----- قندھار
- ۵۳۔ نائب صدر صاحب ----- قندھار
- ۵۴۔ حاجی عبد اللہ ----- اسپنکارک
- ۵۵۔ مولوی محمد جمعہ ----- اندخوی
- ۵۶۔ خلیفہ عبد العزیز ----- اندخوی
- ۵۷۔ قاری جوره صاحب ----- اندخوی
- ۵۸۔ مولوی محمد آمین ----- شریکتاب
- ۵۹۔ حاجی قادر صاحب ----- شریکتاب
- ۶۰۔ سید مولوی حسن صاحب ----- المار قیصار
- ۶۱۔ ملا نجم الدین ----- المار قیصار
- ۶۲۔ مامور محمد یعقوب ----- امام صاحب
- ۶۳۔ عبد الرزاق شہید ----- امام صاحب
- ۶۴۔ مولوی عبدالحی زعفرانی ----- امام صاحب
- ۶۵۔ مولوی عبدالحق شہید ----- خان آباد
- ۶۶۔ مولوی یار محمد صاحب ----- ارچی
- ۶۷۔ فقیر دوست ----- ارچی
- ۶۸۔ مولوی عبدالحق ----- ارچی
- ۶۹۔ مولوی عزیز اللہ ----- ارچی



- ۷۰۔ مولوی عماد الدین ----- فاریاب
- ۷۱۔ دالما عیسیٰ ----- فاریاب
- ۷۲۔ ہاجی قادر ----- فاریاب
- ۷۳۔ مولوی فیض اللہ ----- بامیان
- ۷۴۔ مولوی محمد ناصر ----- بامیان
- ۷۵۔ ملا یعقوب ----- بامیان
- ۷۶۔ ملا حبیب اللہ ----- بامیان
- ۷۷۔ ملا محمد الہ بادشاہ ----- گردیز
- ۷۸۔ مولوی محمد آمین شہید ----- لغمان
- ۷۹۔ صاحب الحق محمد قاسم ----- لغمان
- ۸۰۔ ملا محمد صاحب ----- لغمان
- ۸۱۔ ملا احمد ----- لغمان
- ۸۲۔ مولوی سبز گل ----- لغمان
- ۸۳۔ مولوی محی الدین ----- لغمان
- ۸۴۔ سید اول خیل بادشاہ ----- سروبی
- ۸۵۔ مولوی نجم الدین ----- سروبی
- ۸۶۔ مولوی غلام رحمن برادر فقیر سیف الرحمن ----- ننگر ہار کوٹ
- ۸۷۔ محمد سعید حیدری صاحب ----- ارچی قندوز
- ۸۸۔ مولوی محمد حمید صاحب ----- ارچی قندوز
- ۸۹۔ قوماندان ملا حبیب اللہ ----- بامیان
- ۹۰۔ قوماندان ملا عبد الرزاق ----- بامیان
- ۹۱۔ قوماندان ملا کمال الدین ----- بامیان
- ۹۲۔ قوماندان ملا یادگار ----- بامیان
- ۹۳۔ قوماندان طوی محمد ----- بامیان

- ۹۴۔ قومانداں حاجی غلام خٹی۔۔۔۔۔ بامیان
- ۹۵۔ قومانداں ملا شیرزادہ۔۔۔۔۔ بامیان
- ۹۶۔ قومانداں عالم صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۹۷۔ قومانداں مولوی عبدالقیوم ملنگ۔۔۔۔۔ بامیان
- ۹۸۔ قومانداں داملا رحمت اللہ۔۔۔۔۔ بامیان
- ۹۹۔ قومانداں ملا امیر بیگ۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۰۔ قومانداں ملا امیر محمد۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۱۔ قومانداں ملا حکیم خان۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۲۔ قومانداں مولوی محمد نظر۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۳۔ قومانداں مولوی گل محمد۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۴۔ قومانداں ملا صدیق صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۵۔ قومانداں معلم حضرت محمد۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۶۔ قومانداں ضابطہ حمید اللہ۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۷۔ قومانداں معلم صاحب غفور۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۸۔ قومانداں عماد الدین۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۰۹۔ قومانداں دولت صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۰۔ قومانداں صوفی عبدالقیوم۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۱۔ قومانداں عبدالاحد صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۲۔ قومانداں ملا شیر محمد۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۳۔ قومانداں سر معلم سیف الدین۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۴۔ قومانداں نصر اللہ۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۵۔ قومانداں حیدر صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۶۔ قومانداں مجید صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۷۔ قومانداں صوفی رحیم اللہ۔۔۔۔۔ بامیان

- ۱۱۸۔ قومانداں ملاولی صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۱۹۔ قومانداں ملاسلطان۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۰۔ قومانداں ملااحمد بخش۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۱۔ قومانداں غلام خئی۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۲۔ قومانداں ضابطہ مناف۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۳۔ قومانداں غوجی صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۴۔ قومانداں حضرت محمد۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۵۔ قومانداں حاجی مناف۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۶۔ قومانداں ملاعبد القیوم۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۷۔ قومانداں توان نقیب مرحوم۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۸۔ قومانداں صوفی عبدالکریم۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۲۹۔ قومانداں ملااسد اللہ۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۰۔ قومانداں ملا نعمت اللہ پهلوان۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۱۔ قومانداں مولوی شمشاد۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۲۔ ملا محمد اسلم صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۳۔ مولوی صفی اللہ صاحب۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۴۔ مولوی سرور۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۵۔ مولوی غندک۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۶۔ مولوی سید اشرف۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۷۔ صوفی محمد دین۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۸۔ ملاعبد الناصر۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۳۹۔ صوفی علی محمد۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۴۰۔ صوفی حضرت نمبر ۱۔۔۔۔۔ بامیان
- ۱۴۱۔ صوفی حضرت نمبر ۲۔۔۔۔۔ بامیان

- ۱۴۲- صوفی دولت محمد-----بامیان
- ۱۴۳- ملا عبد الکبیر-----بامیان
- ۱۴۴- ملا عبد المستعان-----بامیان
- ۱۴۵- صوفی عبد القادر-----بامیان
- ۱۴۶- صوفی بیگ محمد-----بامیان
- ۱۴۷- صوفی سید محمد-----بامیان
- ۱۴۸- صوفی حلیم صاحب نمائندہ ولایت-----بامیان
- ۱۴۹- قاضی صاحب خلیفہ مطلق-----بامیان
- ۱۵۰- ملا عبد الشکور-----بامیان
- ۱۵۱- مولوی ایشانما-----بامیان
- ۱۵۲- قومانداں غلام صفی-----بامیان
- ۱۵۳- صوفی غوث اللہ-----بامیان
- ۱۵۴- صوفی بسم اللہ-----بامیان
- ۱۵۵- ملا محمد آمان-----بامیان
- ۱۵۶- ملا شمس اللہ-----بامیان
- ۱۵۷- قومانداں محمد عمر-----بامیان
- ۱۵۸- ملا محمد داؤد-----بامیان
- ۱۵۹- صوفی عبد البائی پدر ملا محمد اسلم-----بامیان
- ۱۶۰- ملا عبد الکریم نمبر ۱-----بامیان
- ۱۶۱- خلیفہ صاحب عبد الکریم نمبر ۲-----بامیان
- ۱۶۲- حاجی سید رحیم-----بامیان
- ۱۶۳- ملا نعمت اللہ-----بامیان
- ۱۶۴- ملا حکیم جان-----بامیان
- ۱۶۵- مولوی سیف الرحمن بن مولوی پیر پیران حبیب الرحمن-----بامیان



- ۱۹۰۔ مولوی عبدالعلیم----- پروان
- ۱۹۱۔ ملا لطف اللہ----- پروان
- ۱۹۲۔ محمد اجان----- پروان
- ۱۹۳۔ ملا فضل محمد----- پروان
- ۱۹۴۔ ملا عبدالمنیر----- پروان
- ۱۹۵۔ ملا محمد ایوب----- پروان
- ۱۹۶۔ ملا احمد اللہ----- پروان
- ۱۹۷۔ مولوی عبدالرحمن----- پروان
- ۱۹۸۔ غلام مصطفیٰ----- پروان
- ۱۹۹۔ قاری محمد اسلم----- پروان
- ۲۰۰۔ ملا عبدالفتاح----- پروان
- ۲۰۱۔ مولوی سعید احمد----- پروان
- ۲۰۲۔ محمد اسحاق----- پروان
- ۲۰۳۔ عبدالخالق----- پروان
- ۲۰۴۔ عبدالمالک----- پروان
- ۲۰۵۔ محمد مرزا----- پروان
- ۲۰۶۔ عبدالرحیم----- پروان
- ۲۰۷۔ ملا رحیم الدین----- پروان
- ۲۰۸۔ مرزا محمد----- پروان
- ۲۰۹۔ غلام رسول----- پروان
- ۲۱۰۔ ملا خان آغا----- پروان
- ۲۱۱۔ ملا محمد نعمان----- پروان
- ۲۱۲۔ مولوی لطف اللہ----- پروان
- ۲۱۳۔ باز محمد صاحب----- پروان

- ۲۱۴۔ تاج محمد صاحب----- پروان
- ۲۱۵۔ حاجی علی امیر جبه ولایت----- فاریاب
- ۲۱۶۔ ملا محمد اسماعیل----- فاریاب
- ۲۱۷۔ ابو عبد اللہ----- فاریاب
- ۲۱۸۔ داملا قوماندان سید محمد ابراہیم----- فاریاب
- ۲۱۹۔ ملا سید یسین----- فاریاب
- ۲۲۰۔ ملا غلام نخی----- فاریاب
- ۲۲۱۔ امیر جبه حزب مولوی ملا داد----- فاریاب
- ۲۲۲۔ امیر جبه مولوی تھلی صاحب----- فاریاب
- ۲۲۳۔ قوماندان جبه داملا نجم الدین----- فاریاب
- ۲۲۴۔ امیر جبه داملا عبد اللطیف صاحب----- فاریاب
- ۲۲۵۔ ملا عبد الحکیل----- فاریاب
- ۲۲۶۔ خلیفہ محمد غوث----- فاریاب
- ۲۲۷۔ مولوی عبد اللہ بصری----- فاریاب
- ۲۲۸۔ مولوی محمد مشرب----- فاریاب
- ۲۲۹۔ قاری غلام نخی----- فاریاب
- ۲۳۰۔ قاری اسماعیل----- فاریاب
- ۲۳۱۔ داملا دولت محمد----- فاریاب
- ۲۳۲۔ صوفی محمد صالح صاحب----- فاریاب
- ۲۳۳۔ شیخ صاحب----- فاریاب
- ۲۳۴۔ ملا بسم اللہ----- فاریاب
- ۲۳۵۔ سید عبد الشہید----- فاریاب
- ۲۳۶۔ مولوی نور محمد----- فاریاب
- ۲۳۷۔ مولوی عبد العزیز----- فاریاب



۲۳۸۔ مولوی عبدالغفور-----فاریاب

۲۳۹۔ ملا محمد آمین۔۔۔۔۔ فاریاب

۲۴۰۔ سید محمد داؤد بادشاہ-----کابل

الغرض یہ تو ”مشت نمونہ از خروارے“ میں ذکر کیا۔ ورنہ جہاد افغانستان میں فقیر کے مریدین کی تعداد ہزاروں ہیں۔ اگر تمام نام لکھے جائیں تو ایک بڑا دفتر بن جاتا ہے جو کہ موجب ملال ہے۔ اس لیے تمام کے ناموں کا ذکر نہیں کیا۔ جہاد افغانستان میں فقیر اور فقیر کے مریدین نے جو کردار ادا کیا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے بلکہ تمام بے دین عناصر، کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد جاری رکھنا فقیر کا محبوب معمول ہے اور موت تک کفار و منافقین کے ساتھ فقیر اور فقیر کے مریدین کا یداً، لساناً اور قلباً جہاد جاری رہے گا۔

انشاء اللہ العزیز - اور جس مومن میں جہاد مع الکفار کا جذبہ نہ ہو وہ کامل مومن نہیں ہو سکتا۔

ایک شبہ کا ازلہ: بعض جاہل لوگ کہتے ہیں کہ صوفیہ کرام رہبانیت اختیار کرتے ہیں اور غاروں، جنگلوں میں عمر بسر کرتے ہیں اور جہاد سے گریز کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ بالکل غلط ہے کیونکہ ہر دور میں حقیقی صوفیہ کرام نے ہاد مع الکفار اور دعوت الی اللہ کا جو عظیم کردار ادا کیا ہے وہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ مثلاً حضرت امام ربانیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، سید علی ترمذی عرف پیر باباؒ، امام معصوم اولؒ، حضرت شہیدؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ شہاب الدین سروردیؒ، شیخ محمد بہاؤ الدین نقشبندؒ اور دیگر تمام مشائخ طریقت نے اپنی زندگیاں جہاد مع الکفار اور دعوت الی اللہ میں صرف کی ہیں اور یہ فقیر سیف الرحمن پیر ارچی بھی اپنے مریدین سمیت اپنی زندگی جہاد مع الکفار، ارشاد خلافت اور دعوت الی اللہ علی طریق السلف بسر کر رہا ہے۔ یہ شبہ محض جاہلانہ اور متعصبانہ ہے اور حق حقیقی کو چھپانا ہے البتہ ناقص پیر اور متصوفہ مستثنیٰ ہیں جو کہ اہل حق سے خارج ہیں۔

اب قارئین کرام انصاف کریں کہ بدترین روسی ایجنٹ پیر محمد چترالی نے روس اور کمیونسٹوں کو مسلمان قرار دیا اور پچاس ملین مہاجرین کو فقیر سمیت کافر قرار دیا کیونکہ فقیر کو روسیوں نے ارچی سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا اور سارے مہاجرین اسلام کا بھی یہی حال ہے پیر محمد نے روس کے ساتھ بھرپور حمایت کا اظہار کر کے کمیونسٹوں اور روس کو مسلمان ٹھہرایا اور مہاجرین کی توہین کر کے ان کو غیر مسلم اور دھوکہ باز قرار دیا۔

حکومت پاکستان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پیر محمد چشتی چترالی روسی ایجنٹ ہے اور حکومت کا وفادار نہیں ہے بلکہ پاکستان کے اندر خفیہ تحریک چلا کر فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اور افغانستان کی طرح پاکستان کی حکومت کو بھی کمزور کر دینا چاہتا ہے۔ اس بات کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ موجودہ نام نہاد تحریک نفاذ شریعت کے بانی مولوی صوفی محمد سلفی (یہ صوفی محمد بھی خارجی ایجنٹ اور سلفی ہے۔ شریعت کا نام محض دھوکہ بازی کے لیے استعمال کرتا ہے) کے ساتھ پیر محمد نے بٹ خیلہ کے جلسہ میں شرکت کی اور چترال کے لوگوں کی طرف سے بطور نمائندہ پیر محمد اس سیاہ کار تحریک کا رکن مقرر ہو گیا اور انہوں نے پیر محمد کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا اور پیر محمد نے مذکورہ عہدہ قبول کر کے حکومت پاکستان کا خون بہانے کی تیاری کی کیونکہ پیر محمد کا نصب العین حکومت پاکستان کو خراب کرنا ہے پس موقع پانے پر اس روسی ایجنٹ نے حکومت پاکستان کی مخالفت کو عملی جامہ بھی پہنایا اور پاک فوج کے جوانوں کو شہید کرنے کے لیے خود بھی تیار ہوا اور اپنے حواریوں کو بھی تلقین کی کہ یہ جہاد کا کام ہے اس میں ہمارا ساتھ دینا چاہیے۔ (العیاذ باللہ)

اس سے واضح ہوا کہ بدترین روسی ایجنٹ پیر محمد چترالی صرف دھوکہ بازی کے لیے اہلسنت کا نام لیتا ہے اور جب کبھی کسی کے ساتھ مقابلہ کا وقت آتا ہے تو اہل تشیع اور مودودی کی جماعت اسلامی والوں کی گود میں پناہ لیتا ہے بلکہ ان فرقوں کی برات میں عقیف مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ (کما مر)۔ عجب معاملہ ہے کہ ایک طرف جب اہل سنت کے سامنے مخاطب ہوتا ہے تو دیوبندی حضرات کو علی الاطلاق

کافر قرار دیتا ہے اور نام نہاد تبلیغی جماعت والوں کی بھی تکفیر کرتا رہتا ہے اور جب دوسرے فرقے والوں کے ساتھ ہوتا ہے تو حنفی سنی علماء اور مشائخ طریقت کی تکفیر کرتا ہے جبکہ اہلسنت کے پیشواؤں کی تعداد پچاس ہزار سے زائد ہے اور جھوٹ و بہتان پردازی سے کام لیتے ہوئے توہین کر رہا ہے حالانکہ یہ روسی ایجنٹ پیر محمد چترالی مجھ سے خود بارہا کہتا رہا ہے کہ میں صرف اور صرف اخذ زاوہ سیف الرحمن پیر ارچی خراسانی کو مانتا ہوں جو کہ حقیقی بزرگ اور محقق عالم دین ہے اور دوسرے روسی پیروں کو نہیں مانتا۔ چونکہ صرف یہی ہستی فرق ضالہ کے خلاف مجاہد کبیر ہے اس لیے اس کو مانتا ہوں۔

الحمد للہ سن بلوغت سے لے کر اب تک یہ فقیر شریعت کا پابند ہے اور عقیدہ اہلسنت کا تابع ہے۔ اب قارئین کے پاس اس تناقض کا حل کیا ہو گا کہ ایک شخص کو حقیقی بزرگ اور عالم دین بھی ٹھہرایا جائے اور اسی شخص کو غرض نفسانی کے واسطے کافر اور غیر مسلم بھی قرار دیا جائے؟ عجب معما ہے۔ اس تناقض سے پیر محمد کا جمل اور تعصب ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہ فقیر جن اوصاف سے اب متصف ہے پہلے بھی تھا اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا کیونکہ فقیر کا اتصاف شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ اتصاف الحمد للہ غیر منک اور عدیم الزوال ہے جبکہ روسی ایجنٹ پیر محمد کبھی سلفی کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے کبھی کمیونسٹ کی صورت اختیار کرتا ہے کبھی شیعہ بن جاتا ہے کبھی مودودی ہو جاتا ہے کبھی جبری اور وہابی کی شکل میں رونما ہوتا ہے کبھی بریلوی سنی اور پاسبان اہلسنت کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔ حالانکہ پیر محمد چترالی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ لاندہب، کذاب، منافق اور روسی ایجنٹ ہے۔ اس لیے اس افح ترین آدمی کے ساتھ بحث و مباحثہ مفید نہیں اور قرآنی مضمون (وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا سورہ الفرقان آیت ۶۳) ترجمہ: اور جب جہلان سے (جہالت کی بات) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں) کے مطابق اس سے متارکہ ضروری ہے۔ اور ---- لکے مذہبک ولنا مذہبنا کا معاملہ اس کے ساتھ درکار ہے کیونکہ کذاب آدمی کا کام



ابتدائے خلافت سے لے کر آج تک تقریباً اٹھائیس سال گزر گئے اور ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام، سادات کرام، طلبہ، فضلاء، قضاة کرام اور بہت سارے مفتی اور عوام مسلمانان اہلسنت فقیر کی تربیت میں داخل ہیں اور سب کے سب قائل ہیں کہ انہیں نور اور فیض اس فقیر کی صحبت سے حاصل ہو چکا ہے اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ فقیر کی توجہ اور صحبت سے ان کے امراض باطنیہ زائل ہو گئے اور نفوس مطمئن ہو گئے۔ اتباع شریعت کی توفیق حاصل ہو گئی، علوم و معارف، کشف حقہ صحیحہ اور حلاوت ایمان نصیب ہو گئی اور واضح طور پر وجدان صحیحہ کے ذریعے فقیر کی ولایت اور کمالات و معارف کے قائل ہیں۔ اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے بیان کردہ علوم و معارف اور کامل و مکمل مشائخ کے مقامات اور کمالات حقہ اس فقیر کے سینہ سے وقتاً فوقتاً حاصل کر رہے ہیں اور خود قائل ہیں ورنہ اتنے زیادہ علماء اہلسنت اور دانشور عوام مسلمان کس طرح ایک ناقص اور دھوکہ باز کو تسلیم کرتے؟ اور دوسرا یہ کہ ناقص اور دھوکہ باز پیر کے اندر خود کمالات موجود نہیں ہوتے وہ دوسروں تک کس طرح منعکس ہو سکتے ہیں؟

سبحانک هذا جہل عظیم۔

ایک اہم مسئلہ : نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مہاجر تھے لیکن اسلام کے حقیقی پیشوا تھے۔ اس لیے مدینہ منورہ

کے انصار رضی اللہ عنہم ان کے حامی تھے اور ان کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک باعث رحمت عظیمہ تھا تو اولیائے کرامؑ (جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین ہیں) کا وجود بھی مومنین کے لیے باعث رحمت ہے۔ پس اگرچہ ہم مہاجر ہیں لیکن سنی حنفی ہیں اور طریقت کے مشائخ میں سے ہیں اس لیے ہمارا وجود اہل پاکستان کے لیے باعث رحمت ہے۔ (الحمد للہ)

اور پیر محمد چشتی اگرچہ پاکستانی اور چترالی ہے لیکن منکر حق، روسی ایجنٹ، کفر مسلمین، گستاخ اہل حق، دشمن حکومت، کذاب اور منافق ہے اس لیے اہل اسلام کے لیے اس کا وجود مضر ہے اور باعث غضب خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد

اس کو ہلاک و برباد کر کے رسوائے عالم بنائے اور حقیقی مسلمانوں کو اس کی مضرت سے نجات دلائے۔ آمین بحرمت النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مراد ما نصیحت بود کفیتم حوالہ با خدا کریم رفیتم

(ترجمہ: ہمارا مقصد نصیحت کرنا تھا سو کر دی اب تجھے خدا کے سپرد کر کے جا رہے ہیں) وما علینا الا البلاغ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔ الی یوم الدین برحمتک یا رحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔ فقط والسلام علی من اتبع الهدی والتزام متابعتہ المصطفیٰ ظاہرا و باطنا قلبا و روحا نفسا و عناصرا۔



ضمیمہ

## فوائد شتی

ضمیمہ کے طور پر لوگوں کے عام استفادہ کے لئے

تین جواہر بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

(جواہر ثلاثہ)

جوہر اول : پیر محمد چشتی چترالی نے مولانا فتح محمد آف بلوچستان کو بھی ایک گستاخانہ خط ارسال کیا تھا اس کے جواب میں مولانا فتح محمد صاحب "پیر محمد کی طرف جو جواب لکھا اس کی نقل حاضر ہے۔

بنام پیر محمد چشتی چترالی..... السلام علی من اتبع البدی  
بعد الحمد والصلوة و تبلیغ الدعوات۔ خراج و حاج! آپکا مرسولہ خط موصول  
ہوا۔ پڑھ کر حیرت بھی ہوئی اور افسوس بھی! افسوس اس امر پر کہ جب کبھی اہلسنت  
و جماعت کو نقصان پہنچا ہے تو اپنوں ہی سے۔

آپ کہتے ہیں کیا ہم کو غیروں نے تباہ  
بندہ پرور نہ کہیں اپنوں کا کام نہ ہو  
حیرت اس لیے کہ جن بد مذہبوں، بیچ پیروں، دہائیوں، رائیونڈیوں کی اہلسنت کے  
جید علماء آج تک زبان، قلم اور بازو سے مخالفت کرتے رہے ہیں آپ ان خبیث  
جماعتوں کے لیے پریشان نظر آ رہے ہیں۔ یہ تبلیغی جماعت جو مضال و مضل ہیں جن  
کے متعلق علامہ ارشد القادری نے اپنی کتاب "تبلیغی جماعت" کے سرورق پر ان  
کی حقیقی خدو خال کو ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تبلیغ کے نام پر ایک مقدس  
فریب۔ ایک دشمن ایمان تحریک مذہبی تاجروں کا ایک پر فریب کاروبار کعبے کے  
غلاف میں لپٹا ہوا ایک پراسرار صنم کدہ معصوم اعتقادوں کی دلچسپ قربان گالا کلمہ



کے نام پر اسلامی روایات کی نفی۔ تبلیغی اجتماعات میں اسلامی مبلغین کی توہین۔ اور پھر اپنی اس کتاب میں ان امور پر مفصل روشنی ڈالتے ہیں۔

اسی طرح پیر طریقت، امام عصر، حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی جو کہ پاکستان و ہندوستان کے مشہور مشائخ میں شمار ہوتے تھے اور شیخ طریقت پیر ابوالخیر مجدد دہلوی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے شہر پشاور کے جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث علامہ ابوالحسن صاحب کے استفتاء کا جواب دیتے ہوئے ان تبلیغیوں کے متعلق مختلف مواقع پر ارقام فرماتے ہیں۔

بد نصیب۔ کفریہ بات، سب جھوٹ۔ ایسے بے دینوں کے فتنہ..... اس خواب کے دیکھنے والے بزرگ کا بڑا بزرگ غلام احمد قادیانی ہوا ہے۔ یہ اللہ کے قول کا رد کر کے کافر ہوئے۔ ذالک ہوا الخسران العظیم۔ اللہ تعالیٰ ان کی گمراہی سے بچائے۔ یہ امت محمدیہ ﷺ میں پھوٹ ڈالنے والے ہیں۔ یہ شرالدواب ہیں۔ ملعون۔ خناس۔ اور آخر میں اس دعا کے ساتھ بات کو ختم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ اگر مزید تفصیل مطلوب ہو تو دیکھیے۔ شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی کا رسالہ ”تبلیغی جماعت کی حقیقت“ جیسے شادباغ لاہور سے ادارہ معارف نعمانیہ نے شائع کرایا ہے مگر آپ کی ذات اس گمراہ ملعون جماعت کی حمایت و ہمدردی میں انہیں کافر کہنے والوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔

جنون کو عقل کا پابند کر نیکی ہدایت ہے  
اب اہل ہوش بھی دیوانہ پن کی بات کرتے ہیں  
میرے پیر روشن ضمیر قبلہ و کعبہ سیدی و سندی مرشدی و لطائف دامت برکاتہم العالیہ  
تو ان کے بنیادی بد عقیدگی کی بنا پر وہ یہ کہ یہ گمراہ فرقہ کلمہ شریف کے معنی میں تغیر  
و تبدیل کر کے یوں معنی کرتے ہیں ”کہ اللہ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ  
ہونے کا یقین کرنا۔“ چنانچہ اس بنیاد پر کہ یہ جبریوں کا عقیدہ ہے جو انسان کو مجبور  
محض سمجھتے ہیں ہمارے حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت مرشد اکمل نے ان پر کفر کا  
فتویٰ صادر کیا۔ آپ کو بھی قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے سمجھانے کی  
کوشش کی مگر آپ کا علم آپ کے لیے حجاب اکبر بن گیا۔ سبحان اللہ شیخ سعدی نے

کیا خوب فرمایا ہے۔

قوت طبع از متکلم مجوی

فہم سخن گر نہ کند مستمع

یا بزند مرد غنگوی گوی

منجسم بہ فحمت میدان ارادت بیار

اگر سننے والا بات کا ادراک نہیں کر سکتا تو اس سے بات کرنے والے کی طبیعت کی قوت کا اندازہ نہ کر یا تو اپنے عقیدے کے میدان میں فراخی و وسعت پیدا کر یا بات کہنے والے کی بات کو قبول کر۔

آپ یقین جانیں کہ یہ عاجز پورے تیس سال سے مرشد کامل کی تلاش میں پھرتا تھا۔ جہاں کہیں کسی گدی نشین و بزرگ کا سنتا وہاں حاضر ہوتا مگر دور کے ڈھول سہانے والی بات صرف نام ہی نام نظر آتا سلوک و طریقت سے نا آشنائی ہوتی۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار میل کے دوری پر اس دربار گہریار میں پہنچ کر اس عاجز کو اطمینان قلب حاصل ہوا اور طریقت شریعت، حقیقت و معرفت کا جامع نظر آیا جن کی ولایت کی نورانی قدیل سے ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے والے لاکھوں انسانوں نے رشد و ہدایت کی روشنی حاصل کی ہے جن کی درویشی اور فقر کے سرچشمہ سے حقیقت و معرفت کے پیاسے لوگ اپنے دلوں کی پیاس بجھا رہے ہیں اور جن کی تسبیح کے ہر دانہ کے صدقے سے حلقہ بگوشان عقیدت خدا تعالیٰ کی رحمت و بخشش کے حقدار بن رہے ہیں جن کا وجود مسعود درد و الم کے مارے ہوئے اور رنج و غم کے ستارے ہوئے انسانوں کے لیے باعث خیر و برکت اور وجہ تسکین قلب و جگر ہے اور جن کے فیوض و برکات کے خزانہ سے لاکھوں گدایان طریقت اپنی اپنی مرادوں کی جھولیاں بھر کے لیے جاتے ہیں اور جن کی جلالتی ہوئی اخلاق محمدی ﷺ کی شمع سے فسق و فجور کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے انسان نیکی و شرافت کا اجالا پاتے رہتے ہیں۔ محبوب سبحانی امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مکتوبات صفحہ ۲۹۲ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں غور سے پڑھیں اور پھر سوچیں کہ آپ نے مجھے خط لکھنے کی جو پہل کی ہے کیا وہ ایک مناسب اور دانشمندانہ اقدام ہے۔

اگر عنایت خداوند جل سلطانہ، طالبے

رابین طور پیر کامل کھل دلالت

فرمودند باید کہ وجود شریف اور اہم

داند و خود را بتمام با وسپارد و سعادت  
خود را در مرضیات او داند و شقاوت  
خود را در خلاف مرضیات او شناسد بالجملہ  
ہوئے خود را تابع رضائے او سازد۔

اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے طالب کو  
اس کا پیر کامل مکمل اہل طرح کی دلیلیں  
دے تو چاہئے کہ اس کے وجود کو غنیمت  
جانے اور خود کو مکمل طور پر اس کے  
سپرد کر دے۔ اس کی رضا کو اپنی  
سعادت اور نیک بختی جانے اور اس کی  
رضا کے خلاف کام کو اپنی بد بختی سمجھے۔  
حاصل کلام یہ کہ اپنی خواہشات اس کی  
رضا (مرضی) کے تابع کر دے۔

اسی مکتوب میں چند سطروں کے بعد۔ ”بعضے از آداب و شرائط ضروریہ“ کے  
تحت فرماتے ہیں۔

”وہرچہ از پیر صادر شود آنرا صواب  
داند اگرچہ بظاہر صواب نماید او ہرچہ  
میکند از الہام میکند و باذن کار میکند  
برین تقدیر اعتراض دا گنجائش نباشد  
و اگر در بعض صور در الہامش خطا راہ یا  
بد خطائے الہامی در رنگ خطائے  
اجتہادیت ملامت و اعتراض بران مجوز  
نست و ایضاً ون این را محبتی بہ پیر  
پیداشدہ است در نظر محب ہرچہ از  
محبوب صادر ے شود محبوب نماید پس  
اعتراض را مجال نباشد و در کلی و جزئی  
اقتداء بہ پیر کند چہ در خوردن و پوشیدن  
و چہ در خفتن و طاعت کردن نماز را بطرز

او ادا باید کرد و فقہ را از عمل پیر باید اخذ نمود۔

پیر سے جو کچھ بھی ظاہر ہو اس کو درست اور صحیح سمجھے خواہ وہ ظاہر طور پر صحیح نہ ہو۔ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور ہر کام اجازت سے کرتا ہے۔ اس کی اس قدرت پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور اگر بعض صورتوں میں اس کے الہام میں غلطی ہو جائے تو الہام کی غلطی اجتہاد کی غلطی کی طرح ہوتی ہے۔ اس پر ملامت اور اعتراض کرنا جائز نہیں ہے اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کو پیر سے محبت ہو گئی ہوتی ہے۔ اور چونکہ عاشق کی نظر میں محبوب سے ہونے والا ہر کام بھی پیارا ہوتا ہے۔ اس لئے اعتراض کی مجال نہیں ہوتی۔ لہذا چاہئے کہ کلی و جزوی ہر لحاظ سے پیر کی پیروی کرے خواہ کھانے میں ہو یا پہننے میں، خواہ سونے میں ہو اور اطاعت گزاری میں۔ نماز بھی پیر کے انداز میں ادا کرے اور فقہ کے معاملات بھی پیر کے عمل سے معلوم کرے۔

سے آن را کہ در سرائے نگار بست فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لاله زار

جس شخص کو محبوب کا گھر مل جاتا ہے تو پھر اسے باغ، چمن اور پھولوں وغیرہ کی قطعاً کوئی پرداہ نہیں ہوتی۔

و بیج اعتراض در حرکات و سکنت او  
 مجال ندہد اگرچہ آن اعتراض مقدار  
 حسب خردلہ باشد زیرا کہ اعتراض را غیر  
 از حرمان نتیجہ نیست و عیب بین این  
 طائفہ علیہ بے سعادت ترین جمیع  
 خلایق است۔ نجانا اللہ  
 سبحانہ من هذا البلاء  
 العظیم..... الخ

اور اس کے کردار پر اعتراض کی مجال  
 نہیں رکھتا خواہ وہ اعتراض رائی کے  
 دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ  
 اعتراض کا نتیجہ بد قسمتی کے سوا کچھ بھی  
 نہیں۔ اور اس کے عالی مرتبت گروہ  
 کے معترضین تمام مخلوق سے سب سے  
 زیادہ بد نصیب ہیں۔ (اللہ تعالیٰ اس  
 عظیم بلا سے نجات دے)

پھر چند سطور کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

و اگر عیاذ باللہ سبحانہ رعایت آداب  
 نکلند و خود را مقصر ہم نداند از برکات  
 این طائفہ بزرگواران محروم است۔

اور اگر (العیاذ باللہ) آداب و احترام کا  
 لحاظ نہیں رکھتا اور خود کو قصور وار نہیں  
 سمجھتا تو وہ شخص اس بلند رتبہ گروہ کی  
 برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہر کراروئے یہ بہود نہ بود دیدن  
 روئے بنی سود نبود

جو شخص اپنے دل میں بھلائی کا ارادہ  
 نہیں رکھتا تو اس کو نبی پاک صلی اللہ  
 علیہ و سلم کا دیدار بھی فائدہ نہیں پہنچا  
 سکتا۔

المختصر یہ کہ آپ بجائے مخالفت کرنے کے اس طریقت و شریعت و حقیقت و  
 معرفت کے اس بحر ذخار کے دربار پر گہر میں حاضر ہو کر اپنی تمام تر تقصیرات کا  
 اعتراف کرتے ہوئے معافی کے طلبگار بنیں۔ و المسلمام علی من اتبع  
 البدی

خیر اندیش۔ سگ در گاہ سیفیہ۔

احقر العباد

فتح محمد بار و زئی سیفی غفرلہ۔

جو ہر دوم : سا لکین پر واضح ہے کہ بے ادبی تمام امراض (روحانی) کی جڑ ہے جس کا آخری نتیجہ کفر تک پہنچ جاتا ہے اس لیے امام مجدد الف ثانیؒ کا ایک مکتوب شریف نقل کرتا ہوں جو کہ آداب مع الشیخ پر مشتمل ہے۔

”بدانکہ رعایت آداب صحبت و جان لو کہ صحبت کے آداب اور شرائط مراعات شرائط از ضروریات این راہ کی مراعات کا لحاظ رکھنا اس راہ سلوک است تاراه افادہ و استفادہ مفتوح گردد و بدو نہا لانتیجہ لا للصحبتہ ولا ثمرۃ للمجلس بعضی از آداب و شرائط ضروریہ در معرض بیان آورده می شود بگوش ہوش باید شنید بدانکہ طالب را باید کہ روئے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد و باوجود پیر بے اذن او بنوافل و اذکار نہ پردازد و در حضور او بغیر او التفات نہماید و بکلیتہ خود متوجہ او ہنشیند حتی کہ بذکر ہم مشغول نشود مگر آنکہ او امر کند۔ وغیر از نماز فرض و سنت در حضور او ادا نکند نقل کردہ انداز سلطان این وقت کہ وزیرش پیش او ایستادہ بود اتفاقاً درین اثنا آن وزیر التفاتے بجانب جامہ خود کردہ بند آن را بدست خود راست می ساخت درین حال نظر سلطان بران وزیر افتاد دید کہ بغیر او متوجہ است

جان لو کہ صحبت کے آداب اور شرائط کی مراعات کا لحاظ رکھنا اس راہ سلوک کی ضروریات میں سے ہے۔ تاکہ تمام فوائد حاصل ہو سکیں۔ ان کے بغیر نہ صحبت کا کوئی نتیجہ نکلتا ہے اور نہ مجلس کا پھل ملتا ہے۔ ان ضروری آداب و شرائط میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے جسے پورے دھیان سے سنا چاہئے۔ جان لو کہ طالب کو چاہئے کہ وہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر صرف اور صرف پیر کی جانب متوجہ رہے۔ اور پیر کی اجازت کے بغیر نوافل اور اذکار بھی ادا نہ کرے۔ اور اس کے سامنے صرف اسی کی جانب توجہ رکھے۔ اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ حتیٰ کہ ذکر میں بھی مشغول نہ ہو۔ سوائے اس کے کہ جس کا وہ حکم دے اور اس کے سامنے فرض اور سنت نماز کے علاوہ کچھ ادا نہ کرے۔ روایت ہے کہ بادشاہ وقت کے سامنے اس کا وزیر کھڑا تھا۔ اتفاقاً

بزبان عتاب گفت کہ این را ہضم  
 بکیتوانم کرد کہ تو وزیر من باشی  
 و در حضور من بہ بند جامہ التفات  
 نمائی۔ باید اندیشید کہ ہر گاہ و سائل دنیا  
 دینہ را آداب دقیقہ در کار است  
 و سائل وصول الی اللہ را بروجہ اتم  
 و اکمل رعایت این آداب لازم خواہد  
 بود و مہما مکن در جائے نہ استد کہ  
 سایہ او بر سایہ یا جامہ او افتد و  
 بر مصلاے او پائند و در متوضائے او  
 طہارت نکند و ظروف خاصہ او استعمال  
 نکند و در حضور بآب خورد و طعام  
 تناول نماید و بکسی خن نکند بلکہ متوجہ  
 احدے نگردد و حد غیبت پیر در جانب  
 کہ اوست پادراز نکند و بزاق دہن  
 بانجانب نیندازد و ہرچہ از پیر صادر شود  
 آنرا صواب داند اگرچہ بظاہر ثواب  
 نماید او ہرچہ میکند از الہام میکند و باذن  
 کار میکند برین تقدیر اعتراض را گنجائش  
 نباشد و اگر در بعض صور در الہامش خطا  
 راہ یابد خطائے الہامی در رنگ خطائے  
 اجتہاد است ملامت و اعتراض بران مجوز  
 نیست و ایضاً چون این را محتمل بہ پیر  
 پیدا شدہ است در نظر محب ہرچہ از

اس وقت وہ وزیر اپنے لباس کی طرف  
 متوجہ ہو کر اس کے بند درست کرنے  
 لگا۔ اس دوران بادشاہ کی نظر اس وزیر  
 پر پڑ گئی کہ وہ اس (بادشاہ) کی طرف  
 متوجہ نہیں ہے۔ نہایت غصے سے بولا  
 کہ میں قطعاً برداشت نہیں کر سکتا کہ تو  
 وزیر تو میرا ہو اور میرے سامنے اپنے  
 لباس کی طرف توجہ کرے تو سوچنا  
 چاہئے کہ جب اس کمینہ دنیا کے لئے  
 چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو  
 وصول الی اللہ کے وسائل کے لئے کس  
 قدر اعلیٰ اور مکمل آداب کی رعایت  
 ضروری ہو گی۔ جہاں تک ہو سکے  
 (مرید) ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ  
 پیر کے کپڑے یا سایہ پر پڑتا ہو اور اس  
 کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے  
 وضو کی جگہ طہارت نہ کرے اور اس  
 کے مخصوص برتن استعمال نہ کرے اور  
 اس کے سامنے نہ پانی پیئے اور نہ کھانا  
 کھائے اور کسی سے گفتگو نہ کرے بلکہ  
 کسی اور کی طرف توجہ بھی نہ کرے اور  
 پیر کی عدم موجودگی میں جس طرف پیر  
 رہتا ہے پاؤں دراز نہ کرے اور اس  
 طرف تھوک بھی نہ پھینکے اور جو کچھ پیر



محبوب صادر شود محبوب نماید پس  
اعتراض را مجال بنام شدہ وحد کلی و جزئی  
اقتداء بہ پیر کند چہ در خوردن و پوشیدن  
و چہ در خفتن و طاعت کردن نماز را بطرز  
او اداء بپاید کرد وفقہ را از عمل او باید  
اخذ نمود۔

سے صادر ہو اس کو درست جانے خواہ  
بظاہر درست نظر نہ آئے۔ کیونکہ وہ جو  
کچھ کرتا ہے اس تقدیر پر اعتراض کی  
کوئی گنجائش نہیں۔ اگرچہ بعض  
صورتوں میں اس کے الہام میں خطا ہو  
سکتی ہے۔ یہ الہامی خطا اجتہاد کی خطا کی  
طرح ہے اور اس پر ملامت و اعتراض  
کرنا جائز نہیں۔ اور جب مرید کو پیر  
سے محبت ہو جاتی ہے تو محبوب سے جو  
کچھ صادر ہوتا ہے وہ سب محبت کی نظر  
میں محبوب (پیارا) ہوتا ہے۔ پس  
اعتراض کی مجال نہیں ہے اور کلی و  
جزئی ہر لحاظ سے پیر کی اقتدار کرے۔  
مثلاً کھانا، پہننا یا سونا اور اطاعت کرنا  
وغیرہ۔ نماز (پیر کے) طریقہ پر ادا کرے  
اور فقہ کے مسائل بھی اسی کے طرز  
عمل سے سیکھے۔

آنرا کہ در سرائے نگارست فارغ  
است از باغ و بوستان و تماشاے  
لالہ زار  
جو شخص اپنے محبوب کے گھر میں رہتا  
ہے تو پھر وہ باغ و بہار اور پھولوں وغیرہ  
کی رونق سے بے نیاز ہوتا ہے۔

و بیج اعتراض را در حرکات و سکنات  
او مجال ندہد اگرچہ آن اعتراض مقدار  
حب خردہ باشد زیرا کہ اعتراض را گیر  
از حرمان نتیجہ نیست و بے سعادت  
ترین جمیع خلایق عیب بین این طائفہ  
اور (اس) پیر کے حرکات و سکنات پر  
اعتراض نہ کرے۔ خواہ وہ اعتراض  
رائی کے دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔  
کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے مایوسی  
کے کچھ بھی نہیں۔ اور جو شخص اس

علیہ است نجانا اللہ سبحانہ  
 من هذا البلاء العظیم  
 وطلب خوارق وکرامات از پیر خود نکند  
 اگرچہ آن طلب بطریق خواطر  
 و وساوس باشد ..... و اگر شبہ  
 پیدا شود در خاطر آنرا بے توقف عرض  
 نماید اگر حل نشود تقصیر بر خود بند و بیج  
 منقست را بجانب پیر عائد سازد و واقعہ  
 کہ رود ہذا از پیر نہان ندارد و تعبیر و قاعدہ  
 از و طلب کند و تعبیر یکہ بر طالب  
 منکشف شود نیز عرض نماید۔ و صواب  
 و خطاء را از وجود و برکشوف خود اینہارا  
 اعتماد نہد کہ حق با باطل درین دار مزج  
 است۔ و صواب با خطا مختلط و بے  
 ضرورت و بے اذن از وجد انشور کہ غیر  
 اورا بروے گزیدن منافی ارادتست و  
 آواز خود را بر آواز او بلند ناند و سخن بلند  
 با او نگوید کہ سوء ادبست و ہر فیضی  
 و فتوحیکہ برسد آن را بتوسط پیر تصور  
 نماید و اگر در واقعہ بیند کہ فیضی از دیگر  
 مشائخ رسیدہ است آنرا از پیر داند .....  
 بالجملہ الطريق کلہ ادب مثل مشہور  
 است بیچ بے ادبے بخدا نرسد و اگر مرید  
 در ہایت بعضی ز اداب خود را قاصر داند

بزرگ گروہ پر اعتراض کرتا ہے وہ  
 ساری مخلوق میں سب سے زیادہ بد بخت  
 ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم بلا سے  
 نجات دے۔ اور اپنے پیر سے خوارق  
 اور کرامتیں طلب نہ کرے۔ خواہ وہ  
 طلب دل میں خطرہ اور وساوس کی  
 طرح ہی گزرے۔ .... اور اگر دل میں  
 (پیر کے متعلق) کوئی شبہ پیدا ہو تو بلا  
 جھک پیر کے سامنے عرض کرے۔ لہٰذا  
 اس کا کوئی حل نہ ملے تو پھر بھی اپنا  
 تصور سمجھے اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی  
 پیر کے نام نہ لگائے اور اگر کوئی (خاص)  
 واقعہ دیکھے تو وہ پیر سے نہ چھپائے اور  
 ان واقعات کی تعبیر پیر سے طلب کرے  
 اور اگر کوئی تعبیر مرید پر ظاہر ہو تو وہ  
 بھی پیر کو ضرور بتائے اور غلط یا صحیح اسی  
 سے طلب کرے اور اپنے کشف پر ہرگز  
 بھروسہ نہ کرے۔ کیونکہ اس جہان میں  
 حق، باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اور صحیح  
 اور غلط بھی ملاپ رکھتے ہیں اور  
 بلا ضرورت اور بغیر اجازت اس سے  
 جدا نہ ہو۔ کیونکہ غیر کو اس کے اوپر  
 اختیار کرنا ارادت (عقیدت) کے  
 خلاف ہے اور اپنی آواز کو پیر کی آواز

و در آدائے حاشیغی نرسد۔ و اگر سعی ہم نتواند از عمدہ برآمد معفو است اما از  
اعتراف بتقصیر ناچار است و اگر عیاذ باللہ سبحانہ رعایت آداب نکند و خود را مقصر ہم نداند از سرگات این بزرگواران محروم۔

سے بلند نہ کرے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور مرید کو جو فیض اور فتوحات حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے تصور کرے اور اگر فی الواقعہ دیکھے کہ فیض کسی دوسرے شیخ سے ملا ہے تو اس کو اپنے پیر کا ہی فیض سمجھے۔۔۔۔ الغرض طریقت سراسر ادب ہے۔ مثل مشہور ہے کہ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا۔ اور اگر مرید بعض اوقات آداب بجا لانے میں قاصر رہے اور کماحقہ انہیں ادا نہ کر سکے اور کوشش کے باوجود آداب پورے نہ کر سکے تو اس کو معاف ہے۔ لیکن اپنی غلطی کا اعتراف کرنا بہت ضروری ہے اور اگر اللہ معاف کرے) پیر کے آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور خود کو قصور دار بھی نہ سمجھے تو وہ ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم رہتا ہے۔

(نوٹ: آداب طریقت کی تفصیل کے لئے ”انوار قدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ“ کا مطالعہ کیجئے۔

جوھر سوم : اب فقیر یہ زیادہ مناسب سمجھتا ہے کہ سلاسل اربعہ کا شجرہ بھی تحریر کر دیا جائے تاکہ کتاب کا اختتام اسماء مقدسہ کے ساتھ ہو جائے۔

## شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۳- حضرت ابو عبد اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
- ۴- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۵- حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
- ۶- حضرت ابو یزید طیفور بن عیسیٰ عرف بایزد سطائی
- ۷- حضرت ابو الحسن علی بن جعفر خرقاتی
- ۸- حضرت ابو علی فضل بن محمد الطوسی عرف ابو علی فاربدی
- ۹- ابو یعقوب خواجہ یوسف الہمدانی النعمانی
- ۱۰- حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی "المالکی نسباً"
- ۱۱- حضرت خواجہ عارف ریوگری
- ۱۲- حضرت خواجہ محمود اہل حقنوی
- ۱۳- حضرت خواجہ علی النساج رامیستی عرف حضرت عزیزان
- ۱۴- حضرت خواجہ محمد بابای سماسی
- ۱۵- حضرت خواجہ امیر کلال قدس اللہ سرہ
- ۱۶- حضرت خواجہ بہاؤ الدین شاہ نقشبند
- ۱۷- حضرت خواجہ علاؤ الدین محمد بن محمد البخاری عرف خواجہ عطار
- ۱۸- حضرت مولانا یعقوب چرنی لوگری
- ۱۹- حضرت ناصر الدین عبید اللہ بن محمود السمرقندی عرف خواجہ احرار
- ۲۰- حضرت مولانا محمد زاہد و خشی حصار

- ۲۱- حضرت خواجہ درویش محمد الخوارزمی
- ۲۲- حضرت خواجہ محمد مقتدی الاکملی البخاری
- ۲۳- حضرت موید الدین بیرنگ محمد باقی باللہ اکابلی
- ۲۴- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی
- ۲۵- حضرت عردۃ الوقتی خواجہ محمد معصوم اول
- ۲۶- حضرت خواجہ محمد صبغتہ اللہ
- ۲۷- حضرت خواجہ محمد اسمعیل عرف امام العارفین
- ۲۸- حضرت خواجہ غلام محمد معصوم ثانی
- ۲۹- حضرت شاہ غلام محمد عرف قدوة الاولیاء
- ۳۰- حضرت حاجی محمد صفی اللہ
- ۳۱- حضرت شاہ محمد ضیاء الحق عرف شہید
- ۳۲- حضرت حاجی شاہ ضیاء عرف میاں جی
- ۳۳- حضرت مولانا شمس الحق صاحب کواستانی
- ۳۴- حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی
- ۳۵- حضرت مولانا محمد ہاشم ممناکانی
- ۳۶- مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی قدس سرہ اطال

اللہ حیاء

## شجرہ سلسلہ عالیہ چشتیہ ہاشمیہ سیفیہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲- حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
- ۳- حضرت ابو سعید حسن بصری
- ۴- حضرت ابو الفضل عبد الواحد بن زید
- ۵- حضرت ابو الفیض فضیل بن عیاض
- ۶- حضرت ابو اسحق ابراہیم بن ادہم الفاروقی

- ۷- حضرت سید الدین خواجہ حذیفہ مرعشی
- ۸- حضرت امین الدین شیخ صیرۃ البصری
- ۹- حضرت کریم الدین منعم شیخ ممشاد علودیوری
- ۱۰- حضرت شریف الدین ابوالحق شامی
- ۱۱- حضرت قدوة الدین ابوالاحمد ابدال الپشتی الحسنی
- ۱۲- حضرت خواجہ ابو محمد چشتی
- ۱۳- حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف الپشتی الحسنی
- ۱۴- حضرت خواجہ قطب الدین مودود الپشتی الحسنی
- ۱۵- حضرت نیر الدین حاجی شریف زندانی
- ۱۶- حضرت ابو منصور خواجہ عثمان ہارونی
- ۱۷- حضرت خواجہ معین الدین چشتی الاجمیری
- ۱۸- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی الاوشی
- ۱۹- حضرت فرید الدین مسعود الفاروقی الغزنوی عرف جمخ شکر
- ۲۰- حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد الحسینی
- ۲۱- حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی
- ۲۲- حضرت جلال الدین خواجہ محمود عثمان پانی پتی
- ۲۳- حضرت شیخ احمد عبدالحق ابدال
- ۲۴- حضرت شیخ محمد عارف عرف مخدوم عارف
- ۲۵- حضرت شیخ عبد القدوس النعمانی الکنگوی
- ۲۶- حضرت شیخ رکن الدین گنگوی
- ۲۷- حضرت شیخ عبدالاحد الفاروقی الکابلی
- ۲۸- امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
- ۲۹- حضرت سید آدم بنوری
- ۳۰- حضرت سید عبداللہ الحسینی عرف حاجی بہادر صاحب

- ۳۱- حضرت مولانا شیخ مامون شاہ منصوریؒ
- ۳۲- حضرت مولانا محمد نعیم کامویؒ
- ۳۳- حضرت سید محمد شاہ الحسینی السندیؒ
- ۳۴- حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیریؒ
- ۳۵- حضرت مولانا حافظ محمد ہشنگریؒ
- ۳۶- حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیریؒ
- ۳۷- حضرت مولانا عبد الغفور عرف سوات صاحبؒ
- ۳۸- حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت ہڈے صاحبؒ
- ۳۹- حضرت شیخ حمید اللہ صاحب عرف شیخ الاسلام تگابؒ
- ۴۰- حضرت مولانا شاہ رسول طالقانیؒ
- ۴۱- حضرت مولانا محمد ہاشم ممنگانیؒ
- ۴۲- مرشدنا حضرت اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی (قدس سرہ)

صاحب اطلال اللہ حیاتہ

## شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲- حضرت امیر المومنین حضرت علیؓ
- ۳- حضرت ابو سعید حسن بصریؒ
- ۴- حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمیؒ
- ۵- حضرت ابو سلیمان داؤد طائیؒ
- ۶- حضرت ابو محفوظ معروف کرخیؒ
- ۷- حضرت ابو حسن عبد اللہ سری سقطیؒ
- ۸- حضرت ابو القاسم شیخ جنید بغدادیؒ
- ۹- حضرت ابو بکر الثبلی المالکیؒ
- ۱۰- حضرت شیخ عبد العزیز بن حارث الاسدی التمیمیؒ



- ۱۱- حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز المقدم
- ۱۲- حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی
- ۱۳- حضرت ابو الحسن حکاری
- ۱۴- حضرت ابو سعید مبارک
- ۱۵- حضرت ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحنفی
- ۱۶- حضرت شاہ دولت دریائی
- ۱۷- حضرت شاہ منور
- ۱۸- حضرت شاہ عالم الدہلوی
- ۱۹- حضرت شیخ احمد ملتانی
- ۲۰- حضرت شیخ جنید پشاور
- ۲۱- حضرت مولانا محمد صدیق بونیری
- ۲۲- حضرت مولانا حافظ محمد ہشت نگری
- ۲۳- حضرت مولانا محمد شعیب تورڈھیری
- ۲۴- حضرت مولانا عبدالغفور عرف سوات صاحب
- ۲۵- حضرت مولانا نجم الدین عرف حضرت عڈی صاحب
- ۲۶- شیخ الاسلام تگاب شیخ حمید اللہ صاحب
- ۲۷- حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی
- ۲۸- حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی
- ۲۹- حضرت مرشدنا اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی (قدس سرہ)  
صاحب اطال اللہ حیات۔

## شجرہ سلسلہ عالیہ سہروردیہ ہاشمیہ مجددیہ سیفیہ

- ۱- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲- حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
- ۳- حضرت ابو سعید حسن بنی

- ۴- حضرت ابو محمد شیخ حبیب عجمی
- ۵- حضرت ابو سلمان داؤد طائی
- ۶- حضرت ابو محفوظ معروف کرخی
- ۷- حضرت ابو الحسن عبد اللہ سری سقلی
- ۸- حضرت ابو القاسم جنید بغدادی
- ۹- حضرت کریم الدین ممشاد دینوری
- ۱۰- حضرت ابو العباس احمد دینوری
- ۱۱- حضرت شیخ محمد بن عبد اللہ عمویہ
- ۱۲- حضرت ابو عمر قطب الدین سروردی
- ۱۳- حضرت ابو النجیب عبد القاهر السروردی الصدیقی
- ۱۴- حضرت ابو حفص شہاب الدین عمر الصدیقی الشافعی السروردی
- ۱۵- حضرت ابو البرکات بہاؤ الدین ذکریا الملتانی
- ۱۶- حضرت رکن الدین فضل اللہ القرشی
- ۱۷- حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری
- ۱۸- حضرت سید اجمل صاحب
- ۱۹- حضرت سید بدھن بھراچی
- ۲۰- حضرت شیخ محمد درویش
- ۲۱- حضرت شیخ عبد القدوس النعمانی الغزنوی
- ۲۲- حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی
- ۲۳- حضرت شیخ عبد الاحد الفاروقی
- ۲۴- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی
- ۲۵- حضرت سید آدم بنوری
- ۲۶- حضرت حاجی بہادر سید عبد اللہ الحسینی
- ۲۷- حضرت شیخ مامون شاہ منصوری

- ۲۸۔ حضرت مولانا محمد نعیم کامویؒ  
 ۲۹۔ حضرت سید محمد شاہ الحسینی السندھویؒ  
 ۳۰۔ حضرت مولانا حافظ محمد صدیق بونیریؒ  
 ۳۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد ہشکریؒ  
 ۳۲۔ حضرت مولانا محمد شعیب تور ڈھیریؒ  
 ۳۳۔ حضرت مولانا عبد الغفور سواتیؒ  
 ۳۴۔ حضرت مولانا نجم الدین عرف حڈی صاحبؒ  
 ۳۵۔ حضرت شیخ الاسلام حمید اللہ تگابیؒ  
 ۳۶۔ حضرت مولانا شاہ رسول صاحب طالقانیؒ  
 ۳۷۔ حضرت مولانا محمد ہاشم ممکنیؒ  
 ۳۸۔ حضرت مولانا خواجہ اخندزادہ سیف الرحمن پیرارچی خراسانی (قدس سرہ)

صاحب اطلال اللہ حیاتہ

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

تاریخ اختتام: ۲۲ رمضان سنہ ۱۴۱۵ھ ق بروز منگل۔

فہرست ماخذ کتب (کتابیات)

- ۱۔ قرآن عظیم
- ۲۔ تفسیر مظہری
- ۳۔ تفسیر مدارک
- ۴۔ تفسیر روح البیان
- ۵۔ تفسیر روح المعانی
- ۶۔ تفسیر کبیر
- ۷۔ تفسیر عزیزی
- ۸۔ تفسیر فرقان
- ۹۔ تفسیر ابن بحر

- ۱۰- تفسیر ابن المنذر
- ۱۱- مشکوٰۃ شریف
- ۱۲- مرقات شرح مشکوٰۃ شریف
- ۱۳- تہذیب للطبری "رحمہ اللہ"
- ۱۴- بیہقی
- ۱۵- جامع صغیر
- ۱۶- کنز العمال
- ۱۷- دیلمی
- ۱۸- ابن العربی
- ۱۹- معنی شرح صحیح البخاری
- ۲۰- فردوس للدیلمی
- ۲۱- حلیۃ الاولیاء للامام ابی نعیم
- ۲۲- بخاری شریف
- ۲۳- ابوداؤد شریف
- ۲۴- مسلم شریف
- ۲۵- شرح اربعین للبلخی
- ۲۶- الاربعین للتووی
- ۲۷- فقہ اکبر للامام الاعظم ابی حنیفہ
- ۲۸- شرح فقہ اکبر للملا علی قاری
- ۲۹- شرح عقائد
- ۳۰- الملل والنحل
- ۳۱- اکفار الملحدين
- ۳۲- خیالی شرح شرح عقائد
- ۳۳- مسائرہ لابن الہمام

- ۳۴۔ نبراس شرح شرح عقائد
- ۳۵۔ شرح التحرير
- ۳۶۔ نور العین
- ۳۷۔ تمہید
- ۳۸۔ عقائد عضدیہ
- ۳۹۔ تمہید ابی الشکور السامی
- ۴۰۔ مقالات کوثری
- ۴۱۔ اصول الدین للماتریدی
- ۴۲۔ جامع الفصولین
- ۴۳۔ مسائرہ لابن المنذر
- ۴۴۔ سیف المسلمون لقاضی ثناء اللہ
- ۴۵۔ الاسماء والصفات للماتریدی
- ۴۶۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی
- ۴۷۔ شرح مکتوبات
- ۴۸۔ مکتوبات معصومیہ
- ۴۹۔ رسالہ مبداء و معاد الامام المجدد
- ۵۰۔ مثنوی لمولانا روم
- ۵۱۔ مکاتیب غلام ملیشاہ
- ۵۲۔ نفحات الانس للجامی
- ۵۳۔ رسالہ ارشاد الطالین
- ۵۴۔ دلیل العارفين للکاکی
- ۵۵۔ در المعارف للطامتہ رؤف احمد
- ۵۶۔ حضرات القدس
- ۵۷۔ لب لباب مثنوی

- ۵۸۔ طبقات الاولیاء للمناویؒ  
 ۵۹۔ انوار قدسیہ للشعرانیؒ  
 ۶۰۔ الدافع التفویہ فی اثبات التصرف والتوجہ  
 ۶۱۔ جواہر غیبی  
 ۶۲۔ کفایت الاتقیاء  
 ۶۳۔ حقیقتہ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ  
 ۶۴۔ خلاصۃ الفتاوی  
 ۶۵۔ فتاویٰ بزازیہ  
 ۶۶۔ فتاویٰ عالمگیری  
 ۶۷۔ احیاء علوم الدین  
 ۶۸۔ محیط شریف  
 ۶۹۔ فتاویٰ رضویہ  
 ۷۰۔ رد المختار  
 ۷۱۔ محمود الوتر  
 ۷۲۔ معتمر للمناویؒ  
 ۷۳۔ اقتصاد للفرزالیؒ  
 ۷۴۔ فتاویٰ تاتارخانیہ  
 ۷۵۔ شرح سفر السعادات  
 ۷۶۔ فیض القدر  
 ۷۷۔ تیسیر شرح جامع صغیر للمناویؒ  
 ۷۸۔ ابن الجزریؒ  
 ۷۹۔ جامع صغیر للسیوطیؒ  
 ۸۰۔ شرح الثمائل للمناویؒ  
 ۸۱۔ مظاہر حق

- ۸۲۔ بحر الرائق  
 ۸۳۔ مجمع الانهر  
 ۸۴۔ كنوز الحقائق  
 ۸۵۔ فتاویٰ غیاثیہ  
 ۸۶۔ الحاوی للفتاویٰ  
 ۸۷۔ حاشیہ ابن الملک  
 ۸۸۔ ہدایہ شریفہ  
 ۸۹۔ لمطاوی علی رد المختار  
 ۹۰۔ تبصیر الرویا  
 ۹۱۔ مودودی اور خمینی دو بھائی  
 ۹۲۔ رسالہ تائید اہلسنت وجماعت  
 ۹۳۔ شرح حموی  
 ۹۴۔ اشباہ والنظائر  
 ۹۵۔ الحبۃ التامہ لاثبات العمامہ  
 ۹۶۔ تانیب الخطیب للکوثری  
 ۹۷۔ تاریخ ابن عساکر  
 ۹۸۔ کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ  
 ۹۹۔ مواہب اللدینہ علی الشماکل للسیحوری  
 ۱۰۰۔ رشحات لعلی بن الحسین الواعظ الکاشفی  
 ۱۰۱۔ لمطاوی علی مراقی الفلاح



منقبت حضرت خواجہ بہا والدین شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ  
 اولیاء میں منفرد ہے شائستہ شاہ نقشبند  
 اصفیاء کے دل میں ہے ارمات شاہ نقشبند  
 کاملوں نے خوشہ چینی آپ کے خرمین سے کی  
 واصلوں کے لب پہ ہے فرمان شاہ نقشبند  
 اللہ اللہ رفعت پرواز فخر خواجگان  
 طائران قدس ہیں قربان شاہ نقشبند  
 نقشبندیت کا مرکز ہے بخارا کی زمیں  
 قاسم فیض ولایت کا شاہ نقشبند  
 جانشین خواجگان ہیں خطہ سرہند میں  
 شیخ احمد مظهر فیضان شاہ نقشبند  
 علم و حکمت نور باطن عشق و مستی جذب و شوق  
 راہ حق میں ہے یہی سکامان شاہ نقشبند  
 ہم کو بخشا ہے نہایت در بدایت کا شعور  
 ہم غلاموں پر ہے یہ احسان شاہ نقشبند  
 عارفوں میں ہم اسے شہزاد کرتے ہیں شمار  
 جس کو حاصل ہو گیا عرفات شاہ نقشبند

# منقبت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

زمانے بھر میں ہے چرچا مجدد الف ثانی کا  
ہر عاشق والد و شیدا مجدد الف ثانی کا

[تاریخ وفات  
۲۸ صفر ۱۰۳۳ھ بمطابق  
۱۶۲۲ء بمطابق ۱۰۳۳ھ بمطابق ۱۶۲۲ء]

ہو آئیں فیض و رحمت کی اسی گلشن میں چلتی ہیں  
ریاض خلد ہے روضہ مجدد الف ثانی کا

روانہ غوثِ اعظم نے کیا جبہ محبت سے

مقام اس میں ہے پوشیدہ مجدد الف ثانی کا

یسی دربار ہے چاروں سلاسل کا حیسں سنگم  
بہر ہے فیض سے دریا مجدد الف ثانی کا

کمالات نبوت کا مزہ جس نے نہیں چکھا

وہ کیا جانے بھلا رتبہ مجدد الف ثانی کا

بٹی تھی خاص غارِ ثور کی خلوت میں جو نعمت

ہے اس فیضان میں حصہ مجدد الف ثانی کا

شب الحاد و بدعت چھٹ گئی بیکر زمانے سے

کل کر مہر جب چمکا مجدد الف ثانی کا

لی مردہ دلوں کو زندگی ذکرِ الہی سے

یہ ہے واللہ کرم سارا مجدد الف ثانی کا

خدا کے فضل سے شہزاد ہم بھی نقشبندی ہیں

ہمارے سر پہ ہے سایہ مجدد الف ثانی کا

محمد شہزاد ملک مجتبیٰ سیفی

منقبت در شان مجد العصر بی طریقت حضرت  
 اخذ زاده سیف الرحمن صائمہ سال پیری



بزم اہل عشق و قصاں از نگاہ مست تو  
 دشت قلم شد کلماتاں از نگاہ مست تو  
 لطف بر پنجاب کردی از رہ اہل قلوب  
 تیرہ شب شد صبح تاباں از نگاہ مست تو  
 بے ثمر ہر نخل بود و خال از بو گل ہستام  
 یک چمن شد ہر بیاباں از نگاہ مست تو  
 محفل جذب و جنون و ذوق و شوق و عادیہ  
 پیرمین! ای سیف رحماں! از نگاہ مست تو  
 ای کریم! طالب یک چشم لاہوتی منم  
 کار مشکل باشد آساں از نگاہ مست تو  
 ای مجدد! جانشین شیخ سرہندی توئی  
 نقشبندیت فروزاں از نگاہ مست تو  
 بارغ سنت میشود از آمد تو پربہار  
 زندہ دل قیوم دوراں از نگاہ مست تو  
 تشنہ لب مہنر آدہست لے سائی جام وصال  
 دارد این امید احساں از نگاہ مست تو



محند عصر حاضر فقیہ عظم  
حضرت اخذ زادہ سیف الرحمن پیر ارمی خراسانی  
کی سیرت پر جامع کتاب

تصویر مجدد الف ثانی  
یعنی

پیر ارمی خراسانی <sup>مظلہ</sup>

مؤلف

مولانا محمد انور سیفی

مدرس جامعہ جیلانیہ

السیف الصارم پبلشر

جامعہ جیلانیہ ناد آباد، بیدیاں روڈ لاہور کینٹ 5721609

بٹ پکٹ ہائینڈر  
نزد غریب کلینک حافظ وراثتی ہاؤس،  
امیڈ روڈ بلال گنج، لاہور

